

شفیع محشر (قصائد)

تصنیف

مرزا کاظم حسین محشر لکھنوی

ناشر

نور ہدایت فاؤنڈیشن

حسینیہ حضرت غفران مآب، مولانا کلب حسین روڈ، چوک،

لکھنؤ-۲۲۶۰۰۳ (یو۔ پی)۔ انڈیا

Noor-e-Hidayat Foundation

Imambara Ghufuranmaab, Maulana Kalbe Husain Road,

Chowk, Lucknow-3 INDIA

Website: www.noorehidayatfoundation.org

www.naqeeblucknow.com

E-mail: noorehidayat@gmail.com, noorehidayat@yahoo.com

Ph:0522-2252230 Mob :08736009814,09335996808

مَرْكَزُ الشَّيْخَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ



یعنی

قصائد

مناقب چارہ معصومین علیہم السلام

مصنفہ مداح آل محمدؐ لسان المکاجبات اکاظم حسین صاحب محبت سرگھنوی

بہارِ حیات العباد و عباد (الکلم طبع)

نظامی پریس کراچی
۱۹۲۲

جناب شہید کتبہ شمس العلماء مولانا سید حسین صاحب مکتبہ اہل حق کا جواب

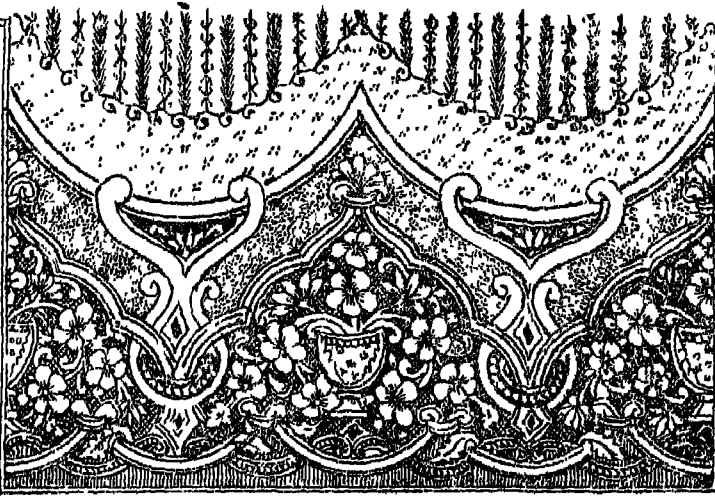
سہ ماہ

ایک شب عالم رویا میں نے دیکھا کہ میں ایک شہر میں وارد ہوا ہوں اور وہاں ایک بڑی بڑی محفل مسرت ہے جس میں بہشتی اشخاص شریک ہیں اور نہایت عظیم الشان مجمع ہر شرکاء کے سب مومن ہیں جس کے چاروں سے اتنا مسرت نمایاں ہیں کہ فریبہ جانیہ معلوم ہوا کہ قصیدہ خوانی ہو رہی ہے اور تدریج آواز علیہم السلام جناب اکاظم حسین صاحب بخشہ زاد کا اہم اپنا قصیدہ یہ ہے پڑھ رہے ہیں۔ حضرات محفل سے آوازیں تھیلنے آفرین کی بلند ہیں جو وقت میں اس محفل مسرت میں ہر پنجہ تو میں نے سنا کہ جناب مرزا صاحب صوفی ائمہ کے اصنام کے متعلق اپنے اشعار کہہ رہے ہیں۔ حاضرین کو سنا ہے کہ اس مقام کے شعراء سے ایک شعر کا محفوظ ہو گیا تھا جس کا مصرع ثانی تو اس وقت تک بالتمام یاد ہو کر اور مصرع اول کے بعض الفاظ میں تردد ہو سکتا ہے کہ کچھ اور ہوں گے اصل مضمون میں اس کے کچھ شک نہیں ہے وہ شعر کالت مذکور یہ ہے

علی بن دین حمد پر بتا کہ جبہ صاحبین
تو الی اللہ عجیبان جلال کبریا ہے
جناب مرزا صاحب صوفی کے جبہ پر تھکا ہوا تمام مجمع کی حالت افراط مسرت عجیب غریب نظر آتی تھی گویا جلوس حاضرین کے چہرے مطلع افوارہ بن گئے تھے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ منظر کے اصنام کی نظروں کے سامنے موجود ہو میں ان کی دلیل قبول ملاحظی جناب صوفی سرکار علیہم السلام میں مجتہد ہوں۔
ناصر حسین عفی عنہ بقلمہ

بریں مشرودہ گرجان فشاخ رو است

روز بازار میں سرکاری عمل قابل قبول ہوا تو ملاحق خاندان رسول کے تصدیق میں مندرجہ بالا شہادتیں
انشاء اللہ منزل مقصود کا خضر رہے ہو جائیگی جناب صاحب روح دام القادرہ نے خواجہ کا سر سے ماہ ربیع الاول میں
بیان فرمایا تھا اسلئے قصیدہ نعتیہ عرض کیا گیا غالباً خوش قسمتی نے مجھ ایسے سراپا گناہ کو مقابل دینا بدیہ
وجہ لہ الخند کا مصداق کرنا آخری عمر میں ہر وقت کیا کیا کر کے میرے توجہ کو باہر ہوجاتا ہے کایسی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رباعی در سمد

یہ سب تھا فقط ظہور قدرت کے لئے
پیدا کئے وہ بندے عبادت کے لئے

دوزخ کے لئے نزع جنت کے لئے
سمجھا نہ کوئی رموز ہستی جن کے

قتیل عرش

كَرُمَتْ جَنَّتُكَ رَبِّ الْعَالَمِينَ اِنْ كَفَرَ اَصْلًا عَلَيَّ اَلْسَانُ

بس اتنے اوج درخت پر غرور کبر پائی ہے
اسی حد تک میں دعویٰ کے شانِ خدائی ہے
نئے انداز کی یہ شورشِ قدرت نمائی ہے
قیامت یہ کہ اک عالم کو حکم جبہ مائی ہے
نہاں شمشیر بھی زیر لباس پار مائی ہے

تو نے خل بیت اللہ سے معراج پائی ہے
دلخ برہن پہنچا دیا عرشِ معلیٰ پر
کیا کہیے پتہ قبضہ گھر گئے قید مکانی میں
سرا پا صفتِ آذر کے خود ہیں بندہ احسان
محافظ بنکے بیٹھے ہیں حیاتِ اہل عالم کے
جوابِ شوزہ نا تو سرِ خاموشی سے نہ اندیشہ

نظر میں سنتے تھے پنہان ہے اعجازِ میحانی
 لئے بیٹھے ہیں بند آنکھوں میں کیا سرمایہ دیکھیں تو
 جبین پر شفقِ صندل سے بوسے غیر کیا مئے
 غورِ سخن بے پردا ہر اک کے مرنے جینے سے
 مرصیانِ محبت جی رہے ہیں اپنی قسمت سے
 بہت خوش ہو ادا ہے جائے اگر انہوں اگل پنا
 بنایا لوگوں نے محبوبِ تخیلاتِ شعری سے
 حقیقی بات کہتا ہوں کہ مجیدِ درہی کچھ ہے
 گرا دی یاوہ کارِ عشق بجلی کوہِ سینا پر
 حقیقت دانی محبوبِ روح انسان سے ناممکن
 سلجھنی تھی نہ سلجھی گنگو مٹی پرستوں کی
 چھڑن کیا کیا نہ بخشین اہل حل و عقد کی کثر
 کسی نے اعتقادِ روح کو محبوبِ دل مانا
 کوئی ادراکِ رمزِ روح میں حیرانِ سرگردان
 کسی نے کہہ دیا اوسکو بجا راتِ لطیفہ سے
 مراد کوئی نفسِ طاقہ کا روح کو سمجھا
 کہیں شکوہ نہ شکوے روح کی ناآشنائی سے
 کسی کے روح سے رگِ گین دورہ خونِ تازہ کا
 قیامتِ عالمِ صغریٰ میں ڈھالے بیخی اوسکی
 اُسے فطرت نے شاہی دی اگر اقلیمِ پیکر کی
 وہاں نازش میں پنہان ہوں نگاہِ اہلِ عالم سے
 ابتک بنگیا مرکز جو اُسکا قلبِ انسانی
 اہلِ راز و نیاز جو اُسے سکھاتے ہیں

ذرا ہم بھی تو دیکھیں کونسی قدرت دکھائی ہو
 جوانی کی ہو مستی یا سرورِ بیوفائی ہو
 لیکن کعبہ ہو کر شکل یہ کیسی بنائی ہو
 ذرا کہہ دو خدا لگتی کہ یہ کیسی خدائی ہو
 جسے دیکھو اوسکو شکوہ بے اعتنائی ہو
 نہ پوچھا کھینچ کے جانِ ارکون ہو تو نہ آئی ہو
 اور اسپر نازِ بیجا یہ کہ اکٹلم فدائی ہو
 ذرا گہری نظر ڈالو تو کہہ اٹھو دُعا کی ہو
 ذرا سی مسکراہٹ بھی جو شتا تو نہ آئی ہو
 یہی وہ مسئلہ ہے دم بخود جبینِ خدائی ہو
 اسی منطق سے زورِ عقل نے معراج پائی ہو
 مگر یہ فلسفہ وہ ہے کہ دنیا عاجز آئی ہو
 کسی کا قول یہ محبوب کیا روحِ فدائی ہو
 کوئی محبوب کی چمکٹ پہ محو جہمہ سائی ہو
 کہیں پر اہکی زلفین یا گھٹا گردِ نہ چھائی ہو
 کہیں قوتِ اہلِ محبوب سے وقتِ ہوائی ہو
 کہیں محبوب کی مشہور عالمِ بیوفائی ہو
 کہیں محبوب کی فرقت میں زردیِ خیمہ چھائی ہو
 یہ مردوں کو جلا دے ایسا حنِ کج ادا کی ہو
 تو اسکے در پہ عالمِ فخر سے نحو گدا کی ہو
 نظر کیا یاں مصور کو بھی عذرِ نارسائی ہو
 ازل سے چھائی وئی نزدِ رگِ جان نہ چھائی ہو
 ایسا رازِ آکا تیرے کہ اس دہ

اگر آنکھوں سے وہ نکلے تو ہوا نہ ہیر نظر دن میں
 طلسم زلیست کے نیرنگ پر دان قدرت کامل
 اگر انجام کار اُسکا ہے مامن جنت دنیا
 وہاں ریشہ دوانی جملہ مخلوقات عالم سے
 عروج روح کی بس حد ہے تاویلات معنی تک
 پیئے روح امر بتی صرف اک تعریف اجسالی
 مریض عشق کی آنکھیں ہیں اُسکا عرشہ رفعت
 وہاں ہمراہ نام الفاظ تعظیمی سے کیا حاصل
 سنجوب نام محبوب خدا ہے کمال
 مرے محبوب قربان ادا سے جلوہ آرائی
 جسے روح بناتی کہتے ہیں بتان عالم میں
 سر دوش اللہ اللہ کیا کہوں مہر نبوت کو
 ادھر بھی اک تجلوا اے سراج محفل وحدت
 نثار اس جلوہ وحدت نما کے دیکھنے والے
 مہار کا منہ خاتون کو سرمایہ نظرت
 خوش طالع کہ قرآن غیب کے جزو دان سے نکلا
 ہوا روشن جہان میں صاحب شوق استمرا یا
 مہ و خورشید آنکھیں مل رہے ہیں اُسکے قد پر
 صفی اللہ سے روح اللہ تک جو انبیا گزشتہ
 ابجد کے حوش میں اسلام نے لی ایسی نگرانی
 اکسچہ آئے خود بخود ارمان تمہ جتنے علم فطرت میں
 زمین کہ سے ہر ذرہ یہ کہتا ہوا اٹھا
 ہوا تیرے مہر سے جیب عبد اللہ سے نکلا

یہاں شوق نظارہ سرمہ چشم فدائی ہے
 یہاں ایک لک کرشمہ منظر مجسم نمائی ہے
 فضا اسکی گلی نے روضہ رضوان کی پائی ہے
 یہاں ایک لک شائے کے تصرف میں خلائی ہے
 ملک کے پر جلیں محبوب کی دانتک رسانی ہے
 پئے محبوب تفصیلات بخت میں خدائی ہے
 یہاں تو سین تار لکی گاؤں کھینچ لائی ہے
 درود اس نام پر پڑھ دو حکم کب سرائی ہے
 جلا روحانیت نے یونین م بھرنی پائی ہے
 تری آمد سے روح تازہ عالم بھرنے پائی ہے
 وہ تیرے ہی نہال فیض کی قدرت نمائی ہے
 نشان دست قدرت یا کہ نقش در بانی ہے
 بہت ہنس ہنس کے کوہ طور پر چلی گرائی ہے
 بتان کعبہ گر گر کے پکار اٹھے دہائی ہے
 لے ہیں گو دین بچہ کہ قبضہ میں خدائی ہے
 محمد گو دین یا شمع علم کبریائی ہے
 ہنسی بے ساختہ افلاکیوں کے منہ پر آئی ہے
 کہ جسکا نقش پامرات حسن رہنمائی ہے
 اسی کے در پر سب کو انظار جہہ سائی ہے
 کہ جان زار کھنجر کفر کے ہونٹوں پہ آئی ہے
 یہ جذب حسن ہے اور یہ ادا سے زلربائی ہے
 چلو اسے دل دقت محبت آزمائی ہے
 برکھنے کی نگہ جسکو الوطال نے پائی ہے

امامت کی خبر لیکر نبوت گھر میں آئی ہو
 بہ آسانی خدا تک پہنچا بطن کی رسائی ہو
 کہ دین اسلام کا اب مرکزِ معجز نمائی ہو
 یہ باعث ہے میان پیکر و سایہ جدائی ہو
 کتاب اللہ میں ظہر گواہ پار سائی ہو
 کہ جنگی آمد آمد شرح اسرارِ خدائی ہو
 حقیقت یہ کہ جبریل میں کی کیا بن آئی ہو
 نہ در دربان کا دلین نہ بیم نار سائی ہو
 کہ قسمت رحمتہ للعالمین کے در پہ لائی ہو
 کہ جس سے لفظ و صلت صورت معنی میں آئی ہو
 جسے سنتے ہی حسن و عشق نے معراج پائی ہو
 ہزاروں دلوں میں اور دم شوق آزائی ہو
 انشائی آنکھوں نے قوسین کی صورت دکھائی ہو
 پڑھو محشر کوئی مطلع دم رنگین نوائی ہو

جناب فاطمہ بنت الاسد کا دل بڑھا ہاتھوں
 دماغِ مستِ حرمہ پہنچا عرشِ اعظم پر
 محالِ عقل کو ممکن بنانا کچھ نہیں مشکل
 محبت میں کبھی اپنے بھی وجہ بدگمانی ہیں
 سوا اس کے ہو کیا توفیق حسن ظاہر و باطن
 رسول اللہ محمد افتخارِ حضرت آدم
 دلوں پر کر لیا قبضہ بنے محبوب کے قاصد
 پیامِ دوست کے بل پر اٹھ پڑے تکلف کے
 بڑھا کچھ اور زور جذبہ شوق اس تصور میں
 زبان سے دل تک اس پیغامِ روح افزا کو لاتے ہیں
 پیام ایسا کہ علم لغیب پنہان جکے باطن میں
 کہا چلیے تمنا سے محب کو جانچ کر دل میں
 اودھا سرست صبا کے رسالت اپنے بستر سے
 اشارے ابرو نے صدرِ بزمِ نعت کے سمجھو

بظاہر عاشق و معشوق میں اتنی جدائی ہو
 کہ جیسے فصلِ قوسین ایک نازِ دلربائی ہو

ہوا سے باغِ رحمت جنبشِ دامن سے آئی ہو
 نگاہِ شوق کے آگے تمنا سے رسائی ہو
 پکارا دل یہی کیا حقِ قسمت آزائی ہو
 کہا دل نے کہ ننگِ عشق اب ہم جدائی ہو
 مگر تسکینِ باطن کو صدامِ اوس آئی ہو
 پکارا دھڑلے یقین یہ نفس کی معجزائی ہو
 وہی شامِ شبِ ہجرت کا یہ خالص اندائی ہو

گیا نورِ مجسم اپنے مرکز کی طرف کھینچ کر
 معارضِ شہِ دل میں ہر قدم پر راہِ الفت میں
 ہوا سے دامنِ نظارہ سے جھپکیں جہاں کھین
 کہا میلانِ فطری نے ذرا سا اور بھی بڑھے
 دمِ وصلِ اضطرابِ دل بھی شرحِ شوق ہو گیا
 ابھی ٹوٹا تھا تازہ طالعِ رسمِ افراطِ حیرت کا
 نفیرِ خواب جس کی روج اسرارِ سودت تھی

<p>تصور جس طرف جائے خدائی ہی خدائی ہم ہوئے جو وقت و دول بیکار منت غشوائی ہو پلٹ کر دے کہ آئین نگاہین یہ تو بھائی ہو اشارے میں تون کے اوج پر بجلی گرائی ہو کہ جسک ہاتھ پر موقوف کعبے کی صفائی ہو تو کنی شکل بیت اللہ سے جس نے مٹائی ہو زمانہ گونج اٹھایوں غیب سے آواز آئی ہو تعالی اللہ عجب شانِ جلالِ کبریائی ہو قصائد ہو گئے مقبول یہ تعبیریائی ہو ائمہ حشر میں کہہ دیں یہ ہم سب کافرائی ہو جہان لیجائے رحمت آگے قسمت کی رسائی ہو</p>	<p>یہ اللہ پشت پر ار رسانی آنکھوں کے دھندل فدا رو حین دو عالم کی نیات و نازِ خلوت پر تامل سے جو دیکھا آئین کو بزمِ قدرت کے وہ بھائی جس نے اپنے زورِ اعجازِ امانت سے وہ بھائی جو وزیرِ عظم و حیدرِ دلائی اللہ خدائی بھر کے بندے کا سرا حنام کہتے ہیں پیے کارِ خدا کعبہ رسول اللہ پہ جب آئے علی ہیں دوش احمد پر بتان کعبہ ساجدین جناب ناصر دین نے جو دیکھا خوابے محشر خداوند مری توفیقِ رحمت روز افزون ہو زبان پر ہوں مناقب جبکہ نکلون گنجِ مدفن سے</p>
--	---

رابعی

<p>جو گھر ہے مسرت سے وہ آباد ہے آج محبوب خدا کا روزِ میلاد ہے آج</p>	<p>عالم میں جسے دیکھیے کیا شاد ہے آج کانون میں اذان دے حسنِ فطرت آکر</p>
---	---

رباعی

<p>جو نورِ خدا وہ مقتدا اپنا ہے محبوب خدا کا رہنا اپنا ہے</p>	<p>دعویٰ سے یہ کہتے ہیں خدا اپنا ہے کیا دور ہے اب منزلِ حنِ ایمان</p>
--	--

رباعی

<p>جی بھر کے نکالیں گے تمنا ساقی نخبائے وحدت کا ہے پہلا ساقی</p>	<p>عالم میں یہ آیا ہے ہمارا ساقی مالک کوثر کا اور محمدؐ مشہور</p>
---	--

سے یہی شہزادِ نابصر المللہ بظلمہ نے عنایت فرمایا جو خواب میں اکبرین سے سنا۔

دلعیت حبیبہ اجماعی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ

میدان المعانی

اٹھین بتانے میں ہو کلمہ ازل الی و تم سے پوچھو
اگر بتائے تو مہربانی فرمیں کرم سے پوچھو
خود اپنی روح روان سے پوچھو بارگاہِ حق سے پوچھو
اگر ہو مکان میں جگہ نا تو محو خواہم سے پوچھو
بتائیں خاک سینے والے یہ راز اہل عجب سے پوچھو
کیسے جہاں بہار سے پوچھو کسی کے نور سے پوچھو
کہاں ہے کوئی نئی سرخی یہ خوش چشم سے پوچھو
ہیں نے دیکھے ہوں یہ کیشے جو پوچھنا تو تم سے پوچھو
کیا تھا خلوت میں کوئی کیونکر وہ انشراح سے پوچھو
بھرا تھا قفسے میں درد کوئی کہ بات الہیہ سے پوچھو
پڑ لیا ازاد دل کو کوئی فکر کسی کا زلفونیکہ تم سے پوچھو
فرق کیا ہے بین سکوت تم تو اس فسانے کو تم سے پوچھو
زبان دیگر نانات کر کے کتب کے ذیل و قسم سے پوچھو
دل اپنی آواز سے پوچھو اذنا امیہ لطف و کرم سے پوچھو
اگر کشتی بھی تری کہمان تری فضا سے پوچھو
طین نور روح الامیں سے پوچھو جی کے نقش قدم سے پوچھو
کہ جسکے حسین بقا کا قہر حسین بزم تدم سے پوچھو
اگر یہ تفصیل کی ضرورت خدائے لوح و قلم سے پوچھو
اے مہربانی ہر دعویٰ اہم کے اکاں گم سے پوچھو

اولے محبوب کے کرشمے بتانے پر و حرم سے پوچھو
لبونہ دلش مسکراہٹ پر سگی ضربِ سخن کی فضا
فنا ہے ہستی کا دوست دشمن کو علم کیا ہی پہنچے دیکھا
قتیل شمشیر ناز ہو کر کیسی نیند رانی کب اٹھو گے
دل شکستہ کی لاش چپکے سے کیوں ٹھانی تھی تمام وقت
بنائی تصویر صبر کو نیکر بڑھائی روحانیت کہانتاک
غریب لکی ملال وقت میں خیریت ہو بھی یا نہیں ہے
میان محفل تھا اک قیامت تھا جہاں بانگ اٹھنا
کب آیا ملکر کسی سے کوئی یہ راز سربستہ وقا ہے
بنائی روح اثر کہان سے کہانی غم کے نقرہ دردن
خطاے جذبات شوق تھی یہ کیشم نظارہ کا گنہ تھا
وصال کیا ہے اگر نہ جھپٹے نگاہ لب سے پوچھو کوئی
نہ پوچھو جسے کہ شام وعدہ میں بقراری کی شکل کیا تھی
بوقتِ اظہار حال نظریں نگاہ جانان کیوں نہ تھیں
زمین کا پیوند جو تھے تھے کسی گلی میں وہ کیونکر اٹھے
محبوب محبوب کے تعلق کی راہ کشتی ہے چاند کیونکر
نہی وہ محبوب کی راہ کا جمال جہاں جمال حسالت
جمال محبوب کے کرشموں میں عقل آوازی نہیں مکن
جمال محبت وہ دلکش کہ تہنہ سہا ہے مہر گرے دکھیا

جمال محبوب پر کسی کی نظر جمی تھی کہ غش ہی آیا دو نیم ہو کر قمر کا ملنا نشانہ اشارے یہ ہر دو عالم یہ کس کا حسن مجسم آخر ہوا تھا شوریدگی کا باعث پڑھو گے محشر جو مطلع نو جواب ماہ ربیع الاول	جواب لیکنا گوش دل تک بان عین عدم سے پوچھو فراق وصلت کے اصل معنی اولے لطف کرم سے پوچھو بنایا خانہ بدش کسے بتان یر و حسیم سے پوچھو فروع بزم ادب ہو کیونکر زبان کلاک رزم سے پوچھو
---	---

سہان عرفان میں مصطفیٰ کو خدائے حل حرم سے پوچھو اگر یہ مکان سے ہو باہر تو انکے خود ابن عم سے پوچھو	
--	--

خوشا مقدر محمد آئے ہوا ہے کا یا پلٹ زمانہ ملا ہوا وہ جو ہر آمنہ کو پرکھنا جسکا ہو خود ہی مشکل حلیہ انعام مانگتی ہے جناب جبریل چپکے ہیں نگاہ ادیان سابقہ پر ابھی سے بجلی گرا رہی ہے جہان اسلام میں وہ دن ہو کہ عید نوروز جس سے پیدا طواف کوئے مدینہ میں یں مونی تھی مشغول کھڑی ہی نہیں ہو شفیع عالم ہی نبی ہے ظہیر امت کیسے کہہ کرے کیونکہ رونق اڑے کیوں نگار کس کی تمام اشجار برق تابی میں طور سینا بنے ہوئے ہیں بہت ہی آسان سیلہ ہو کہ باتوں باتوں میں حل کیے پلٹ کے معراج سے جب آئے نظر کی وسعت تبار ہی تھی مشیر اسرار جذب باطن رہا ہے اول سے انتہا تک پلے بیان رموز الفت ہوا چھ مانوس اور دلکش ہمارے بستر پر سوئے دلا ہوا شیدا ہارا بھائی عبثت ہوا پس کی بحث و جھگڑا نبی امی کے پیروں نبی امی لقب کی حرمت کا طرز قبول یہ ہو محشر دعا یں مانگو مرادیں آئیں دراجابت کھلے ہو	چراغ در عنایت بجھا کیوں مجرم اہل حشم سے پوچھو کوئی یہ کہہ دے کہ قدر قیمت کونسا ملک قدم سے پوچھو ادائیں کہتی ہیں جو لیکارہ بڑھ کے باب کرم سے پوچھو لبوں کی جنبش کا صاف لیا جو پوچھنا ہو ہم سے پوچھو نشاط باطن کا آج عالم عرب سے پوچھو عجم سے پوچھو ہماری جانب سے اکا باعث ہوا بلع ارم سے پوچھو جناب آدم سے تاہ عیسیٰ ہر اک کی خیم الم سے پوچھو امان پائے ہو دوس سے پوچھو جفا سے اہل قسم سے پوچھو حقیقت اس نور حق نامی ضیاء صبح ارم سے پوچھو جو ار رحمت میں ہو بچیں کیونکر شفیع حال م سے پوچھو حرم قدرت کے جزو کل کو جو پوچھنا ہو تو ہم سے پوچھو اگر ہو جو ایسے نفس مطلب ہوا کہ فرزند عم سے پوچھو جلس بزم قدم سے پوچھو شریک لطف ہم سے پوچھو ہر اک لطائی کا مرد میدان زبان تیغ و علم سے پوچھو خدا کی قدرت کے فلسفے کو در علوم و حکم سے پوچھو کہ عجز تحریر کے طریقے سواد لوح و قلم سے پوچھو عطا غنی میں جو ہر نیماں ہو جزا کر کرم سے پوچھو
--	--

سورۃ رکابہ کبریا بحسب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بہار آئی جگر ٹھنڈا ہوا خاک گلستان کا
چلی ہی آئی ہیں کالی گٹھائیں چار جانب
شیم گل نے اڑ کر دور عالم کو خبر کر دی
صنم زینت پہ آمادہ ہوئے یہ مژدہ سنتے ہی
چلے اُتارن دخیزان وحشان عشق گلشن کو
خلاف آرزو باو سحر یوں سلایا ہے
غلام ٹھہرا دیا سر سبز یوں نے قول سعدی کو
نوکے فیض سے رشک نہال بار آور ہے
عروسان چمن نے شوخی دست خانی سے
صفائیں آگینہ نہر کا قدرت نما ہوگا
فراج باد صصر کی روش میں اعتدال یا
قیامت ہو کہ بھوے دلفریبی اپنے قامت کی
بجا ہو رشک پھولوں کو جو ہوسری کی شربت
بکھی جاتی ہیں نظریں عاشقوں کی ٹنبل تریر
رطوبت نے کیا ہے موم سے بھی نرم آہن کو
مشادی فرط شادابی نے سوزِ حشر کی ایندا
خضر نے بہر طاعت اپنا سجادہ بکھیا یا ہے
حسین جو شے ہو پورا عالم جس کا نہیں جانا
دکھایا مہر کی تابش سے خُشن اعتدال یا
ملایا عشرت موم نے اُن کو اپنے دس سر
گل و ٹبل میں رطوبت دینی دیکھا نہیں جاتا

بزرگ مہم کا فور سے ہر قطرہ باران کا
کہ شرمندہ ہے کاجل جنبہ چشم نہ جبینان کا
کہ غنچوں کے چلکتے ہی کھلا دواڑہ بتان کا
پکارا ناز۔ آئی خون ہوگا کس مسلمان کا
بتاتے راہ آوازہ بڑھا جا کہ گریبان کا
محال اب جاگن ہو کہ چہ لب کے دربان کا
بنی ہے ہر زمین شور و خروش سنبستان کا
بگو کہ سرو قد اٹھتا ہے جو خاک پریا بان کا
چراغ رنگ ٹھنڈا کر دیا لعل بستان کا
نمایاں ہے ابھی راز دلی غور شید تابان کا
اُڑا عالم سے شکوہ برہمتی زلف جاناں کا
نظارہ کرنے آئے تھے یہاں اشجار بستان کا
نوشہ بن گیا پیشانی ارض گلستان کا
دماغ اب کس کو ہے نظارہ زلف پریشان کا
بہت مشکل ہے کٹنا تیغ قاتل سے رگ جان کا
نہ کیوں پروا نہ ہو سے گل شمع فرداں کا
یہ عالم صہم ہے سبز اوج گلستان کا
دھواں قبل ہوا جاتا ہے شمع بزم جاناں کا
رنگ ٹھاطرائی رنگ رخسار حسینان کا
سرا چکا دایہ سینہ میں اک بتلا تھار ان کا
سوال تیرا دھروان چھیرے کو نام بھران کا

اولے غیض پر امانوں کا یان خون ہو جانا
ادھر سے بل تیغ بستم ہو سکے یہ کہنا
وہ محبوب حقیقت دان شب معراج میں جس پر
جناب مصطفیٰ ختم اکبر سل شاہنشہ عالم
تمام اعراض نے جس سے قیام سرمدی پایا
قدم رکھیں جہان فرسے ہان کے یون چکا گھٹن
رہا گوارہ جنبانی میں اس نور حقیقت کی
ضیا باری تھی ایسے آفتاب نور حضرت کی
ہوا جلوہ فلک وہ نور آخر آج عالم میں
بھریں عالم میں آدازین مبارک باد کی ایسی
شفیع المذنبین کے جبکہ دنیا میں قدم کئے
شفیع روز محشر رحمۃ للعالمین آئے
جہاں تہ میں باران رحمت کی ہوئی بارش
خدائی ہو گئی باطل بتان دیر و کعبہ کی
کلمہ اللہ آنکھیں ملتے نکلیں کنجِ مدفن سے
ملا ایسے کو گوشہ امن کا کسکے تصدق میں
لکھ اے محشر وہ مطلع بادشاہ دین کی حد میں

وہاں رنگ جفا کو شوخ کرنا زباناں کا
ذرا پھر مسکرا دے واسطہ محبوبِ زوان کا
نچھاور ہو گیا سارا خزانہ راز سبحان کا
دو بالا جنگی خلعت سے ہو رہے دینِ ایمان کا
زہے قسمت ہوا پیدا وہ جو ہر صنیعِ زوان کا
کہ جبکہ روبرو ہو گرد عارض ماہِ کنگان کا
اسی سے نور افشان ہو گیا دلِ مآبِ بان کا
یقین ہوتا تھا ظلماتِ عدم پر شرفستان کا
تجلی بخش ازل سے جو کہ تھا غورِ خشتان کا
کہ شوق ہونا بہت آسان ہوا کئی کواں کا
ہنسنا زہنم پر ہر اک گلِ باغِ رضوان کا
رکا ہر ایک آنسو عاصیو کی چشمِ گریان کا
لکھا سب ہو گیا فردِ گناہِ اہل عصیان کا
خدا نے رہنا بھیجا طریقِ دینِ ایمان کا
اگر منظور ہو نظر رہے مآبِ بان کا
ہوا ہے کون باعثِ خلقتِ دنِ گردان کا
کہ چوٹِ عسل کے غل سے عالمِ عمرستان کا

جہان میں دور دورہ ہے یہیں سلطانِ دوران کا
گروہ انبیا بھی منتظر ہے جس کے احسان کا

لیا تارے نے بوسہ آکے چشمِ طاقِ دیان کا
ملایا آپنے شوق کر کے گروہ مآبِ بان کا
وگر نہ بڑھ کے سودا فرے تھا ہر کمرِ قرآن کا
پایا جس سے اپنے ابنِ عم کو جامِ عرفان کا

یہ شانِ منزلت ہے آپکے قصرِ عسل کی
خوشا اجمارِ دستِ حقِ ماضی عسل کیے
کیا اسرارِ حق ہے آپنے واقف زمانے کو
تو یانِ پاک وہ شہسوارِ حقیقت ہے

تغیر بخش موجودات عالم جس کی قدرت ہو
 نزول وحی سے جبریل نے یہ مرتبہ پایا
 جو ہے انکا عبا سکو خدا بھی دوست لکھا ہے
 موصد جو کہ ہو مہربوس تجرید او سکوزیبا ہے
 اگر اس صاحب معراج سے اظہار قدرت ہو
 اگر بر تو فگن ہو عکس برقی عارض مولا
 نگاہ لطف ہو جائے جو صبر آموز بتیابی
 علوم انبیاء میں ایک نکتہ عسلیم احمد کے
 اگر یہ خسرو کون و مکان ذرے کو عزت دے
 طریق معرفت جسکو سکھا دین آپ اشارے سے
 خدا ہی جانے بس اس کتاب کی جلالت کو
 بچائیں کشتی ہستی اگر کمزور و لاعلمی کی
 بلاغت سے تکلم میں جو لین کار میسجانی
 دم معجز نائی روح اگر بخشیں ہیولا کو
 جلال و رعین پیدا تھی ایسی شان سلطانی
 مبارکباد و محشر میں بھی ہوں حضرت کی امت میں
 چلو تم کو کسی ساتی نے کوثر پر بلایا ہے
 ڈرے جاتے ہونا حق یاد کر کے قصہ موسیٰ
 تمہیں واجب ہے ہر ہر قدم پر شکر کے سجدہ
 بقدر عقل و امکان مدح محبوب خدا لکھی
 قصور خلد کا پایا قبالہ دست قدرت سے
 خدا حافظ بس اہل بزم جسکو دیر ہوتی ہے
 وہ ساتی نے بھرا ساغر شراب ارغوانی سے

بیان کیونکر ہو اسکی قوت اعجاز و ہکان کا
 دودھ قرب محمد اسطوف تھا قرب یزدان کا
 نہیں پوشیدہ رتبہ بوزر و مقداد و سلمان کا
 نہ تھا سایہ اسی باعث سے جسم نور افشان کا
 ملے تو مرتبہ شوق ہو کے سینہ چرخ گردان کا
 بزرگ طور حل جائے جگر لعل بختان کا
 نہ تر پے درد دل سے تیر خورہ چشم جانان کا
 بھلا ہر تیر کب ہوتا ہے قطرہ بحر عمان کا
 ہوا سے اڑے وہ گوہر بنے تاج سلیمان کا
 نظر اسکی بنے جاوہرہ تصدیق و ایقان کا
 جہان بارادب کے خم ہے سر ہر ایک سلطان کا
 نہو کچھ خوف خس کو موجبہ دریاے عمان کا
 نہو دشوار پیکر میں پھر آنا روح سبحان کا
 عدم میں منہ سے بولے مادہ تصویر انسان کا
 کہ جس سے قبضہ قدرت میں آیا شیر یزدان کا
 گنہ ہے اسکا اگر دلو کبھی ہو خوف عصیان کا
 اٹھو دیکھو وہ دروازہ کھلا بستان ضوان کا
 نظر بھر کر ذرا دیکھو اشارہ حور و غلمان کا
 کیا وہ کام جو باعث ہو خوشنودی یزدان کا
 ہوا ہر ایک شیدا دل سے نظم گوہر افشان کا
 ملا کلاب رقم کو آج رتبہ کلاب سبحان کا
 ملوں معشوق سے جا کر کہ موسم ہے بہار ان کا
 وہ چمکا نیر اقبال شام وصل جانان کا

نَحْبُكُمَا يَا حَبِيبِي خَلِّصْ لِي عِلْمِي عَالِمِي وَدِينِي

جذباتِ وحانی

عشق کامل ہو تو پھر دیکھو اثر محبوب کا
لے معاذا اللہ اندازِ نظر محبوب کا
مرتبہ دیکھے ہوئے او بے خبر محبوب کا
بے تکلف جو کہ دیکھ آیا ہو گھر محبوب کا
جکے زانو پر شبِ وصلت ہو سر محبوب کا
تذکرہ ہوتا رہے شام و سحر محبوب کا
اہل دل پڑھتے ہیں کلمہ عمر بھر محبوب کا
جھڑپ سے ہونیوالا ہو گذر محبوب کا
مرنے دم نکلے زبان سے نام اگر محبوب کا
پاؤں پڑتا ہے جبینِ عرش پر محبوب کا
یہ نہ پوچھو کون ہے آئینہ گر محبوب کا
ہے فرشتوں کے بھی دلیر یا اثر محبوب کا
قدرِ تا نزدیک ہو جاتا ہے گھر محبوب کا
بزمِ اہل دل میں نام آئے اگر محبوب کا
حسن کی دنیا میں جو محبوب ہر محبوب کا
سینے میں رکھتا ہو دل اک بانجھ محبوب کا
کیون نہ ٹھکلا دو موقع کھینچ کر محبوب کا

جان بھی محبوب کی دل درجہ محبوب کا
آنکھ ملتے ہی جانیں ہم کہاں ہیں ل کہاں
دلے کتا ہوں ذرا سمجھے ہوئے دعوے عشق
اوسکی چشمِ عرشِ پیما پر فدا برقی جمال
اُسکے معراجِ مقدر پر تصدیق دو جہان
شوق اُبھائے ہر نفس میں قوتِ تفسیر کو
قدرت و جہان کو دو جلون میں ہم کر زین بیان
صورتِ نقشِ قدم جیسے مگر مٹ جائے
ایک جان کیسی اگر سو ہوں تو کیجیے خیر باد
جذبہ شوقِ دلی میں اُف سے پایاں عروج
دیکھتے ہی دیکھتے حسنِ مجسم بن گیا
یون ہوئے بخود اسیر چاہ اہل ہو گئے
شہرگ و دلیر کوئی ڈاے نگاہ جستجو
کہہ اٹھے صلِ عمل لبِ بسکے تصویرِ ادب
کون وہ محبوبِ روحانی محمد مصطفیٰ
جسکا نازِ حسن اندازِ تفاضل سے بری
مطلعِ نو پڑھ دواے محشر زبانِ وح سے

عشق میں کامل تصور ہو اگر محبوب کا
ہاتھ باندھے آتا ہے پیغامبر محبوب کا

ختم تھا بستر سے اُٹھتے ہی سفر محبوب کا

جذبِ باہم نے مٹادی دوریِ ارض و سما

ہمت افزائی کو یہ لکھ کر بڑھے آداب عشق
 اس طرف شوقِ دلی اُس سمت تمکین نیاز
 پوچھئے اُسکے دماغِ ودل سے جو ہو کامیاب
 چھڑ گئے غیبی فسانے لہجہ مانوس میں
 وقت خلوت ہوا اگر کوئی سراپا منتظر
 کم ہوا احسن طلب جب تک نہ یہ کہوا لیا
 پھیلے مہرِ غیب اُسے یا اُسکے دو ٹکڑے کرے
 خلوت معراج میں جب چاہے آئے یا کہ جائے
 دیکھ لو کبے میں لے اہل نظر اعجازِ حسن
 نکست پیغمبری دیتا ہے جسمِ عطر بار بہار
 رازِ قدرت تھا جو چھپتے چھپتے آخر کھل گیا
 عالمِ تخلیل میں پہلے تھا اک نقشِ وجود
 پردہ قدرت میں تھا کچھ اور عالم میں کچھ اور
 حکمِ فطرت یہ اگر چاہو کہ سب بن جائیں کام
 امتِ مرحومہ کا موسیٰ محل دیکھ لین
 روحِ یوسف دیتی ہے مصرِ حقیقت سے صلہ
 ہے وہاں جو ہر آئینہ قدرت کا قول
 عشقِ شور انگیز میں دیکھے عبادت کے جرات
 بے تکلف والہ و شیدا ہوا اخلاقِ حسن
 جملہ مخلوقات ہیں ممنون چشمِ التفات
 اسطر سے نازِ جن اُس سمت سے جوشِ عطا

ہو مبارک تجکو اے محبوب گھر محبوب کا
 اور وہ اظہارِ حق محبوب پر محبوب کا
 دیکھ لینا شوق کے وقت اکل نظر محبوب کا
 اب نہ پوچھو شاد ہے دل کس قدر محبوب کا
 کیسی گزرے دفعۂ جب ہو گدازِ محبوب کا
 ہے خدائی بھر میں سا اچھو قد محبوب کا
 مہر بھی محبوب کا قرینِ مست محبوب کا
 شام بھی محبوب کی وقتِ سحر محبوب کا
 کلمہ پڑھتے ہیں بتانِ سیمبر محبوب کا
 راہین بستی ہیں جد سے ہو گدازِ محبوب کا
 خلوتِ فطرت سے آج آنا اور محبوب کا
 سامنا ہے لیکن اب آٹھون پہر محبوب کا
 جلوہ دکھلایا بانڈاڑ دگر محبوب کا
 صدقِ دل سے نام لیلو پیشتر محبوب کا
 کرتے ہیں دیدار یوں اہل نظر محبوب کا
 لے محمدؐ تو ہے بس مقصود ہر محبوب کا
 اختتامِ وصف تیری ذات پر محبوب کا
 ہو گیا روح الامین شوریدہ سر محبوب کا
 اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا اثر محبوب کا
 کس قدر وسعت یہ ہے علمِ نظر محبوب کا
 کیون نہ ہو جائے حجابِ قدس گھر محبوب کا

چاہتے ہو تم اگر غلیل ایسا سخن
 ذکر اے محشر کرد آٹھون پہر محبوب کا

تصویر محبوب

معجزہ عشق کا ہے وصل ترا ہو جانا
 بہتر تاثیر زبان تزکیہ نفس بھی ہو
 اہل دل کو نہیں تاثیرِ حوادث کا خطر
 ستم قاتل ہے مرے واسطے پند نا صحیح
 حسن کہتے ہیں کسے رابطہ پیکر و جان
 صبر کی شرح شبِ غم کوئی ہنسے پوچھے
 مختصر جذبہ دل کی ہے حقیقت اتنی
 شرح لفظِ ادنیٰ کیا کہوں لے جلوہ دوست
 وصل اک راز سی پھر بھی ہے اتنا معلوم
 وقت ناراضگی دوست یہ بہتر ہے جواب
 مرمیوں کے لئے کافی ہوا اتنا ہی عروج
 غم ہی کیا جان کا ٹھہرا جو مزاجِ فطری
 دلی دنیا کا درق کس شرا لٹے دیکھا
 وصل کہتے ہیں کسے شوق کی اتنی کاوش
 نادکِ ظلمِ کلیجے سے نکالے گا وہی
 لطف درد اُنسے کوئی پوچھے جو یہ کہتے ہیں
 ضبط کی تاب تو ہو صبر کی طاقت تو رہے
 کیا مبارک ہے یہ تدبیرِ دمِ فکر وصال
 بیشتر ہے رگِ دل کو دمِ عرضِ احوال
 برہنِ سوز ہو کیونکر نہ مری یہ آواز
 رازِ سربستہ نہ گیسو کی محبت ورنہ

مرضِ حُبِ مُبدل بہ شفا ہو جانا
 بہت آسان ہے مقبول دُعا ہو جانا
 ہاں یہ لازم ہے کہ پابندِ وفا ہو جانا
 زہرِ ممکن ہی نہیں آبِ بقا ہو جانا
 عشق کیا چیز ہے ہستی سے جدا ہو جانا
 سالکِ مسلکِ تسلیم و رضا ہو جانا
 ملتے ہی آنکھ کے شیدائے ادا ہو جانا
 اپنے ہی شوق کا خود ہو شرابا ہو جانا
 وقت سے پہلے محبت میں فدا ہو جانا
 آپ بھی اپنے مقدر سے خفا ہو جانا
 خاک کا زینتِ دامن صبا ہو جانا
 چلتی پھرتی ہوئی دنیا کی ہوا ہو جانا
 کیا کوئی کھیل ہے نالوں کا ریا ہو جانا
 دل کے خونِ ناب کا ہر نگِ حنا ہو جانا
 جو کہ سیکھے ہوئے ہو مل کے جدا ہو جانا
 موت سے بڑھ کے ہی محرومِ جفا ہو جانا
 طبعِ دل کا بھی ممکن ہے دوا ہو جانا
 دفعۂ عالمِ ہستی سے جدا ہو جانا
 تیوری پر ڈوال کے بل اسکا خفا ہو جانا
 کہیں تپھر کا بھی ممکن ہو خدا ہو جانا
 کس کو بھاتا ہے گرفتارِ بلا ہو جانا

چاہنے والوں کو ہے وجہیات ابری
انقلابات قیامت ہیں جیلوں میں یہی
جلوہ حُسن کی قدرت کے کرشمے پہ نشا
صدرتے اس نام کے اور صدرتے ہوں ہم کیونکر
مصطفیٰ نورِ خدا حسن مجتہم کہیئے
گو دینِ آسمن خالقوں کی آیادہ سپر
تم کو توحید پرستویہ مبارک ہو خبر
آیادہ روز کہ خود ہمنے حرم میں دیکھا
وہ نبی آگیا جس کے لئے کچھ بات نہیں
آج ظاہر ہوا یہ خارقِ عادت منظر
کاشنِ نعت میں ہو مطلعِ نو کی حاجت

درو باطن کا محبت میں رسوا ہو جانا
کہ شباب آتے ہی مصروفِ جفا ہو جانا
آنکھوں سے دیکھا ہو محبوبِ خدا ہو جانا
زیست ہو جسکی محبت میں فنا ہو جانا
مقتضا شوق کا ہے جپہ فدا ہو جانا
جسکی خلقت ہے حبیبِ دوسرا ہو جانا
جہلِ امتِ محبوبِ خدا ہو جانا
شکلِ ہستی بتانِ نقشِ فنا ہو جانا
مقتدا ہے دو جہان رہنا ہو جانا
طاقِ کسریٰ میں قیامت کا بپا ہو جانا
بلبلِ طبع ذرا نصیبِ سرا ہو جانا

والہ حسنِ حبیبِ دوسرا ہو جانا
عشق کی حد یہ ہے قیمت کا رسا ہو جانا

یہ ملا کیا کہ دو عالم پہ تصرف پایا
سحرِ خلد بھی چسکر کی دمک پر صفت
اہلِ باطن کے لئے شوق میں اسکا ملنا
یہ اشارہ تھا کہ اک معجزہ عدلِ نفا
لے رسولِ عربی ہاشمی و مطلبی !
بھونکری پیکرِ اسلام میں رُوحِ تازہ
لے مرختہ ختمِ رسلِ ناسخِ ادیانِ متدیم
قدمِ پاک کا قوسینِ مقامِ ادنیٰ
قدرتِ حسنِ ارادات کی تکمیل یہ ہے
اہلِ باطن میں یہ ہے تصفیہٴ دل کی دلیل

آنکھوں سے دیکھ لیا وصلِ خدا ہو جانا
اہلِ بلنا تبِ فرقت کی دوا ہو جانا
عشق میں فرضِ ہو قیمت کا رسا ہو جانا
قرصِ متاب برابر سے جدا ہو جانا
نورِ ایمان ہے ترا جلوہ نما ہو جانا
کفر کا سہل ہوا نقشِ فنا ہو جانا
ہے تری ذات سے عرفانِ خدا ہو جانا
بلکہ بڑھنا تو کچھ اس سے بھی سوا ہو جانا
شبِ معراج میں بے پردہ رسا ہو جانا
خلوتِ غیب میں ہمارا خدا ہو جانا

تصویر محبوب

معجزہ عشق کا ہے وصل ترا ہو جانا
 بہتر از شیر زبان تزکیہ نفس بھی ہو
 اہل دل کو نہیں تاثیرِ حوادث کا خطر
 ستمِ قاتل ہے مرے واسطے پسندِ ناہج
 حسن کہتے ہیں کہے رابطہ پیکر و جان
 صبر کی شرح شبِ غم کوئی ہمسے پوچھے
 مختصر جذبہ دل کی ہے حقیقت اتنی
 شرح لفظِ ارنی کیا کہوں لے جلوہ دست
 وصل اک راز سی پھر بھی ہے اتنا معلوم
 وقتِ ناراضگی دوست یہ بہتر ہے جواب
 مریٹوں کے لئے کافی ہوا اتنا ہی عروج
 غم ہی کیا جان کا ٹھہرا جو مزاجِ فطری
 دل کی دنیا کا ورق کھشرا لیتے دیکھا
 وصل کہتے ہیں کہے شوق کی اتنی کاوش
 نادکِ ظلم کیلجے سے نکالے گا وہی
 لطفِ درد اُنسے کوئی پوچھے جو یہ کہتے ہیں
 ضبط کی تاب تو ہو صبر کی طاقت تو رہے
 کیا مبارک ہے یہ تدبیرِ دم فکر وصال
 نیشتر ہے رگِ دل کو دمِ عرضِ احوال
 برہنِ سوز ہو کیونکر نہ مری یہ آواز
 رازِ سرِ مست ہو گیسو کی محبت ورنہ

مرضِ عجب مُبدل بہ شفا ہو جانا
 بہت آسان ہے مقبول دُعا ہو جانا
 ہاں یہ لازم ہے کہ پابندِ وفا ہو جانا
 زمہرِ ممکن ہی نہیں آپ بقا ہو جانا
 عشق کیا چیز ہے ہستی سے جدا ہو جانا
 سالکِ سلاکِ تسلیم و رضا ہو جانا
 ملتے ہی آئندہ کے شیدائے ادا ہو جانا
 اپنے ہی شوق کا خود ہو شرابا ہو جانا
 وقت سے پہلے محبت میں فدا ہو جانا
 آپ بھی اپنے مقدر سے تھا ہو جانا
 خاک کا زینتِ دامن صبا ہو جانا
 چلتی پھرتی ہوئی دنیا کی ہوا ہو جانا
 کیا کوئی کھیل ہے نالوں کا ریا ہو جانا
 دل کے خونِ ناب کا ہر نگِ حنا ہو جانا
 جو کہہ سکے ہوئے ہو مل کے جدا ہو جانا
 موت سے بڑھ کے ہو محرومِ جفا ہو جانا
 طبعِ دلکا بھی ممکن ہے دوا ہو جانا
 دفعۂ عالمِ ہستی سے جدا ہو جانا
 تیوری پر ڈال کے بل اسکا خفا ہو جانا
 کہیں تپھر کا بھی ممکن ہو خدا ہو جانا
 کس کو بھاتا ہے گرفتارِ بلا ہو جانا

<p>در و باطن کا محبت میں رسوا ہو جانا کہ شباب آتے ہی مصروف جفا ہو جانا آنکھوں سے دیکھا ہو محبوب خدا ہو جانا زلیست ہو جسکی محبت میں فنا ہو جانا مقضا شوق کا ہے چپہ فدا ہو جانا جسکی خلقت ہے حبیب دوسرا ہو جانا دامنِ اُمتِ محبوبِ خدا ہو جانا شکلِ ہستی بتانِ نقشِ فنا ہو جانا مقتدا سے دو جہان راہنما ہو جانا طاقِ کسریٰ میں قیامت کا سا ہو جانا بلبلی طبع ذرا فہمِ سرا ہو جانا</p>	<p>چاہنے والوں کو ہے وجہ حیاتِ ابری انقلاباتِ قیامت ہیں حیثیتوں میں یہی جلوہٴ حق کی قدرت کے کرشمے پہ نثار صدقے اس نام کے اور صدقے نہوں ہم کیونکر مصطفیٰ نورِ خدا حسنِ مجسم کیئے گو دینِ اسمٰئیل خاتون کی آیا وہ سپر تم کو توحید پرستو یہ مبارک ہو خبر آیا وہ روز کہ خود ہے حرم میں دیکھا وہ نبی آگیا جس کے لئے کچھ بات نہیں آج ظاہر ہوا یہ خارقِ عادتِ منظر گلشنِ نعت میں ہو مطلعِ نو کی حاجت</p>
---	---

والہ حسنِ حبیب دوسرا ہو جانا
 عشق کی حد یہ ہے قیمت کا رسا ہو جانا

<p>آنکھوں سے دیکھ لیا وصلِ خدا ہو جانا اہلِ باطن کی تپِ فرقت کی دوا ہو جانا عشق میں فرض ہو قیمت کا رسا ہو جانا قرصِ مہتاب برابر سے جدا ہو جانا نورِ ایمان ہے ترا جلوہ نما ہو جانا کفر کا سہل ہوا نقشِ فنا ہو جانا ہے تری ذات سے عرفانِ خدا ہو جانا بلکہ بڑھنا تو کچھ اس سے بھی سوا ہو جانا شبِ معراج میں بے پردہ رسا ہو جانا خلوتِ غیب میں ہمارا خدا ہو جانا</p>	<p>یہ ملا کیا کہ دو عالم پہ تصرف پایا سحرِ خلد بھی چمکے کی دیک پر صفت اہلِ باطن کے لئے شوق میں اسکا ملنا یہ اشارہ تھا کہ اک معجزہٴ عدل نما لے رسولِ عربی ہاشمی و مطلبی ! پھونکدی پیکرِ اسلام میں رُوحِ تازہ لے مرے ختمِ رسلِ ناسخِ ادیانِ قدیم قدمِ پاک کا تو سینِ مقامِ ادنیٰ قدرتِ حسنِ ارادات کی تکمیل یہ ہے اہلِ باطن میں یہ ہے تصفیہٴ دل کی دلیل</p>
---	--

<p>صل کہتے ہیں جیسے قوت روحانی ہو خلوت دوست ہیں تکلیف بھی ہو رست نفس راز دارانِ محبت میں ہے غیبی تائید پی کے نغنائے معراج کے متوالے چلے شب کی جاگی ہوئی آنکھیں ہیں جامِ صحت خواب دستی میں ہم صل کی شبِ آخر ہو کہدے مست سے وحدت سے یہ محشر کا پیام غیر کے در پہ گیا اور نہ جائے گا گھسی اپنے نائب کے توسط سے خدا تک پہنچا</p>	<p>آنا پیغام کہ بستر سے جدا ہو جانا طیشِ قلب کا مانوس صدا ہو جانا کسکے اسرارِ دلی عفتِ کثا ہو جانا دیکھنے والوں نہ مدہوش ذرا ہو جانا دیکھنا اور مرضِ غم سے شفا ہو جانا شلِ جبریل ادھر او بادِ صبا ہو جانا مجھ پہ بھی چاہئے احشیم عطا ہو جانا ناوک موت ہے انگشتِ کُسا ہو جانا کفر سمجھا جو نصیری کا خدا ہو جانا</p>
--	--

معراجِ شوق

<p>چلے جو نرم حبیب ہیں ہم بڑھایہ جذبِ بلِ حزن کا یہی یہ حسرتِ غبار کو بھی قریبِ ماں ہی کاش آئے آفتا عالم کو بھلی شب میں شوقِ مجیدین کیا طے نیر سے وہ بحر کی شکر چکی او کھری تھی سانسِ غم سے مثالِ امانِ کفایتِ فلک پہ سب ننگاتِ دہ بیاضِ حالات کوہِ سینا کی او شرجِ جدیدِ نکلی فروغِ عالم میں کمیادِ دی ہو جزوِ سوزِ نہاںِ عاشق نظارہ بازوں کی قدر توں سے طلسمِ محال ٹوٹا جہاں روحانیت کے طرے ہر ایک سے صیانتِ پردہ کچھ بھی ہاںِ فضلِ عالم ہو جو اظہارِ شوقِ غیبی ایک ہے خورشیدِ روزِ محشرِ پرتو نکالنے پہنا زبانِ عشاق میں ہے مضمرِ عجیبِ تفسیرِ معنویت</p>	<p>پلٹ کے سایہ کو یوں نہ دیکھا کہ تھا بھی کل آتشا کہیں کا کہ ذرہ ذرہ بنا تھا غمازہِ جمالِ رخسارِ زمین کا جھپٹ کے کھٹنے میں جتنا عرصہ کسی کی جو چشمِ مگرین کا چلا جو لکھا سا کوئی چھوٹا ہوا سے دامنِ آتشین کا بڑھا جو ہنگامِ شوقِ و صلتِ کمالِ جذباتِ لیشین کا بجھا بجھا بھی کوئی شرارہ اڑا ہے جب کو آتشین کا چراغِ دامنِ فلکِ روشن چراغِ جس سے مشربین کا جھابِ نہرِ حجاب بھی ہو عددِ اگر چشمِ زمین کا فروغِ آنکھوں سے ہم نے دیکھا یہ کسے جا بانیِ زمین کا جہاں والوں میں توں سے یہ قصہ شوہر ہے ہمیں کا بجھا تھا جو تھے فلک پہ جا کر شرارِ کلاغِ آتشین کا میانِ خلوتِ جراتین چھیرین تو صاف لہجہِ بزمین کا</p>
--	--

<p>مذاق عشاق میں دہی ن ہزار عین سے ہے زیادہ فراق جانا نین بھر کے آئین بھر کے آنکھوں میں شکر غم کو فروغ درگاہ حسن یہ ہو رکھا چوکٹ پہ سر کسی نے روش سے گردوں کی کب مٹا ہوا نشان اہل فانیہا چین سہی وصال دیکھا کہ روح صرف خیال کر دی ہو اسے صلت میں عاشقوں کو خیال نہ دیکھ کر سیا وصال مطلوب کی ستر شراب معراج کی وہ مستی وہ رات مثل شتاب لبروہ رات مانند چشم بمان وہ رات چین کہ لفظ و صلت فروغ سیاے مہر تھا چڑھا کے جام شراب مست براتی پہونچا اسل داسے چلا وہ حسن مجسم آخر شراب صلت سے مست ہو کے لگا ہین ایسی اٹھ کے جن میں چھپے تھے روح الامیں بھی پیچھے پہونچ کے مرکز دیم لیا جب بھی لگا ہوں ہوں روت صدائیں جن کرم کی آئیں اور بڑھ آجیب میرے نوید محبوب پرورنی محب کی تفسیر شوق بن کر خوشی نے قربت کی حبس ہا البزمین تو میں کا نقشہ یہ رات وصل حبیب کی ہر سنا و محشر خوشی میں مطلع</p>	<p>لے جیل کابل کے واسطے داغ غریب بچھڑا سو کہیں کا تھپٹھپکھا کر ہوا کی جیسے فسر وہ ہو پھول یاہیں کا شعلہ خورشید کی طرح سے سواد چمکا خط چین کا زمین کے دوسے پکارتے ہیں یہی ہو مرنے کی حزن کا نظام مستی کے کارفرمانے شور اٹھایا ہوا فرین کا چلے جو روح روان کی صورت لپٹ کے دیکھا نہ زمین کا کہ شمشعہ منج جلال قدرت تھا رنگ لٹخ فخر ملیں کا وہ رات لہلہا رہا جو حسین سواد گیسوے عجبین کا وہ رات چین کہ صداوت پڑھ لو اگر تو وام خطی ہو گیا کہ اپنے حشر شاہ پہ پر خود دل لے جیسے کسی چین کا دماغ دل میں پڑھا جو نشہ جھابٹھا چشم دہرین کا وہ مست آنکھیں تباہیں رستہ فرشتوں کے چرخ ہفتین کا وہ موج بالفسر نے الشا جو پردہ تھا غلوت یقین کا بھکیل بھی نہیں ہے ارادہ جذبات و نشین کا یہ بولا سرست جام وحدت کہ دل بھی شاق و دہرین کا دو پارہ ہونا بھی یاد آیا فلک پہ حصہ نہ چین کا کہ افج عرش برین پہ جا کرتا رہا تابان ہوا سنین کا</p>
<p>میان خلوت یہ رنگ نکھیا فروغ ساطان ملیں کا تلاش اس دل کی نفس بھی کہ جو تھا بچھڑا ہو کہیں کا</p>	
<p>حقیقت اور اہل باطن کی آزمائش میں آج کی ہو یہ روز معراج کوئی شے ہو کہ ملنے دے جدا ہی کہیں فرز عرش برین تاکہ یا بجال قدرت کھانے والا صفاسے دیوار و بام و در پر لکھا تھا طغر جلی قلم سے</p>	<p>ہما نیہ جی چاہا صاف لہو سنا ہے آواز بخشش کی غرض یہی تھی کہ اہل حق میں اک در در بھی پڑھیں رسول برحق نبی امی صراط اسلام درواہ دین کا بننے کا بیت بھیب کن کن کان موجود عالمین کا</p>

ہو، شوقِ کلامِ سخی اُسے تکلّف کے پرے آخر
 اور سے اظہارِ عینِ نیاز ایسا کہ ناز کیئے
 اور خدائی سپرد کر کے وہی ہے عینِ عطا کا عالم
 وہاں یہ پیغامِ روحِ اسنہ کہ شرحِ معراج جسکو کئے
 ریاضِ جنت کے چورین لڑیں نقدِ عرفان جو ہو بچھاؤ
 ہوا یہ ارشادِ غیبی کہ نہ تیرے تجاویز کے دیکھ چکنا
 نگاہِ شاہِ شمسِ زکریا سے دینے لپٹ کے آئی
 وسطین انندِ نجم دیکھ اُٹھائی جسکو کئے گی ہر

چھڑی ہستیوں طبعِ باقی اثر بھی جبین نہ تھا نہیں کا
 برائے تسلیم نفسِ مطلب اور سے جھکنا سرِ جبین کا
 اور سمجھنا کہ امتحان ہو یہ قلبِ پر شوق و نازین کا
 کھلج ہو جائے پردہ سے میرے سلطانِ مومنین کا
 کہ سر پہ وٹھا دھن کے سہرا نہ رہا ہو گلا گانے دین کا
 وہ بارہ جلوسے بھی دیکھ لینا جو نورِ جبینِ چشمِ مبین کا
 ہر ایک لائین سے مہرایان مرا ہو کلا کلا کلا کلا کلا کلا
 بقا زمانے کو جسکے دم سے قیام جس سے کہ ہر زین کا

جذبہٴ وصل

اب دل سے بہت ہنّیہ کیا کے خیالات
 شاہد ہے مرے جاگنے کی تازین بھری رات
 اللہ سے مرے بختِ رسا تیرے کرامات
 مقصود ہے اس شکل سے خلوت کی ملاقات
 مانا کہ وہاں لہجہٴ مانوس میں ہو بات
 یاں اک دل پر شوق ہے اور لاکھوں خیالات
 ابرو سے وہاں سیکڑوں تسکین کے اشارات
 بس جذبہٴ دل دیکھ لئے تیرے کرامات
 کی جس نے کہ معراج میں خالق سے ملاقات
 بس جس سے کہ آگاہ تھی اللہ تھی اک ذات
 وہ عرش کی تزیّن وہ سامانِ مدارات
 وہ خازنہٴ خورشید دستِ نورِ فشان رات
 جس راستے روشن ہوئے قرآن کے آیات

جاتا ہوں سکو دوست زہے شوقِ ملاقات
 عالم میں ہر اک لے رہا ہوں نیکے جھونکے
 خلوتِ مکدہٴ دوست میں ساتی بھی ہے کو بھی
 انسان تو کیا ہے نہ فرشتوں کو خبر ہو
 بیتابی دل حدِ ادب سے نہ گزرنا
 وہاں سامنے آئینہٴ اسرارِ محبت
 فصلِ دوکمان پر ہے یہاں خوفِ ادب کا
 آخر کو پہنچ ہی گیا تا عرشِ محبت
 کیونکر نہ ہو خادم ہوں رسولِ عربی کا
 وہ دلوں شوقِ دلی اور وہ خلوت
 وہ رات وہ سناٹا وہ محبوب کی آمد
 عالم میں جبرمہر دیکھئے قدرت کی تسلی
 وہ رات جو سرنامہٴ بنیٰ دستِ ہر کن کا

وہ رات ملا مرتبہ پیٹیا میری کا وہ رات کہ جس رات میں محبوب خدا سے محبوب خدا صاحب اعجاز وہ مولا جاتا تھا جدھر راہ میں وہ صاحب اعجاز	جبریل امین کو سبب فخر و مہابت ظاہر ہونے عالم پہ ہزاروں ہی کرامات مہتاب کو دو ٹکڑے کر کے ہلکے اشارات تسلیم کو جھکتے تھے نباتات و جمادات
--	---

قصیدہ ذیل ۱۹ ربیع الاول ۱۰۳۳ھ ہجری کو پڑھا گیا

ترک عجزات

نہو قابو میں جو ایسے دل مضطرب سے باز آئے نہ رو کا ایک پل بھی مضطرب درد باطن کو شبِ فرقت میں ایک اک گوشہ ہر زندان تنہائی گھٹا جاتا ہے دم شہرگ سے ملکر رکے چلنے میں کئی گزری جوانی اب نہ ہم اصرار سے اٹھیں گے نفاق عاشقی میں صبر کی لذت کا کیا کہنا نشانِ منزلِ روحانیت ہرگز نہیں ملتا قیامت کی ضد میں ہیں امتزاج کفر و ایمان دبائے عرشِ عظیم کو بھی جس کا بار جسمانی سین کیا واعظ بگائے نہ خوکی اور اثر کیا ہو جانِ حسن کی شاہی پہ اجماع اہل دنیا کا سودا بے محل جسکا کہ اک خواب پریشان ہو خدا کے ملک میں رہ کر خدائی سے بغاوت ڈوبیا کشتیِ امید کو سیلابِ گریہ نے زبان پر کلمہ اور اہنام پہنان آستین جگایا ساکنانِ شہر خاموشان کو تڑپا کر	جفا پرور وفا نآشنا دلبر سے باز آئے کسی بیداد گر کی چشمِ افروز سے باز آئے آہی آگ لگ جائے ہم ایسے گھر سے باز آئے دم شوق شہادت یار کے خنجر سے باز آئے ثقلتِ توبہ شعلِ دورہ ساغر سے باز آئے ہجومِ دردِ بیتابی میں شور و شر سے باز آئے حقیقت تو یہ ہے دنیا طلب رہبر سے باز آئے الحے ہم اس طرح کی عقلِ فتنہ گر سے باز آئے کو تو صاف کہیں اُس جہاں پر در سے باز آئے کبھی مسجد سے باز آئے کسی منبر سے باز آئے قسم اللہ کی معشوقِ فتنہ گر سے باز آئے تو بس ایسے نہ بیتے افسر و لشکر سے باز آئے مزاجِ فتنہ پرور طبعِ اہلِ شہر سے باز آئے کہاں تک روئے طوفانِ چشمِ تر سے باز آئے خدا محفوظ رکھے ایسے خیر دشمن سے باز آئے فغانِ صور سے اور شورشِ محشر سے باز آئے
---	---

<p>امید لطف کا آئینہ دکھلا کر جو دل توڑے مواد قدرت تحریر لایعنی سے درگزر سے لگائیں اہل امت چہ الزام خطا کا ری ملا ہم کو وہ پیغمبر کہ جسکی آمد پر وہ پیغمبر کہ جسکا طالع اقبال جب چمکا وہ پیغمبر کہ جسکے دور حق میں کہتے تھے اکثر وہ پیغمبر کہ جسکے قوت بازو کی قدرت سے وہ پیغمبر کہ جسکے نشہ بغض و عداوت میں رہے جو عشق محبوب خدا سے اک لعل خالی جمال مصطفیٰ نے خط نسخ اس شکل کا کھینچا فروغ مطلع نو ہونچن بخون میں لے محشر</p>	<p>اے تو بہتے تو بہ اس کرم گستر سے باز آئے فروغ قوت تقریر افسونگر سے باز آئے معات لے بندہ پر در ایسے پیغمبر سے باز آئے بتان آوری گر کر خدا کے گھر سے باز آئے تو بندے بندگی خسرو خاور سے باز آئے بس اب حلقہ گوشتی مہ انور سے باز آئے یہودی جب قدر تھے قلعہ خیبر سے باز آئے ہزار دن اہل امت ساغر کو ثرت باز آئے وہ دل ویرانہ ہے ایسے دل مضطر سے باز آئے کہ ارباب نظر ہر ایک پیغمبر سے باز آئے وگرنہ ہم تری طبع سخن گستر سے باز آئے</p>
---	--

ملا محبوب خالق کا خدائی بھر سے باز آئے
 خدا ملجا یگا بس اب ہر اک رہبر سے باز آئے

<p>وہ محبوب خدا جو دوست کا پیغام سنتے ہی ہوا ہے صاحب لولاک کا نظارہ آنکھوں کو صدائیں دیتے ہیں ناقوس یون دست برہن میں پھلے پھولے گا عالم گلشن اسلام و ایمان یہ کہکر گر رہے ہیں کنگرے ایوان کسریٰ کے جو دیکھے نقش پا اس بادشاہ دین و دنیا کا فیضان عربیے معجزہ قرآن کا جب دیکھا خوشا تقدیر پایا میر کوثر شافع محشر سخی ایسا کہ فضل ایندوی سے جسکا نائب بھی</p>	<p>شب معراج میں آرائش بستر سے باز آئے بس اب دیدار جن خسرو خاور سے باز آئے کہ اب تصویر خاموشی ہیں شور و شر سے باز آئے ریاض سامری کے موج صحر سے باز آئے مکان کفر کے دیوار و بام ددر سے باز آئے سکندر آئینے سے آئینہ جو ہر سے باز آئے تو اپنے دعوئے طبع سخن گستر سے باز آئے وہ استغنا ہوئی عالم کے خشاک تر سے باز آئے دم جوش سخاوت اشتر و قنبر سے باز آئے</p>
--	--

وہ نائب جگے بائے میں کلام اللہ کہتا ہے وہ نائب جگے جوش عشق میں دیوانے بن چکے وہ نائب تنگی شمشیر دودم میں اتنی برش تھی وہ نائب جو کہ مرضی خدا کا ہم نفس ہو کر خدا و ندا مناب و نائب حق بن کے صدقے میں ہمیشہ خاتمہ رحمت رہے تخیل کا سہر	جہنم میں جلے جو الفت حیدر سے باز آئے نصیری بندگی خالق اکبر سے باز آئے کہ جبریل امین خیر کے دن شہر سے باز آئے شب ہجرت میں اپنے بالش دبتر سے باز آئے ہجوم نامرادی مقصد محشر سے باز آئے دل مضطر بحر محبوب دنیا بھر سے باز آئے
--	---

مرحوم مولانا محمد رفیع صاحب

یہ تصنیف امام بارگاہ جواہر علی خان فیض آباد میں، ارباب سید الاولیاء سید محمد رفیع صاحب نے
مولوی سید رفیع حسین صاحب مولوی سید گدا حسین صاحب تھے

الفت محبوب جب آکر مکیں ہو جائے گی لایسنگے ایمان دیرانی بھی جذبِ عشق میں حکم سجدے کا جو دے گا جذبہ کوئے حبیب آمد آمد مہم گل کی ہے یا تشریف دوست زخم دل بھرتا رہے گا ہر اداسے ناز پر دستبر و عشق شور انگیسر کا مذکور کیا جوش استغنا بناوے گا جو دل کا بادشاہ مگساران وفا کی بات بن جائے گی جب جانتے ہیں اہل دل معنی حشرِ التیام قدرت شق القمر دکھلائے اشارہ دوست کا اہل باطن واعظ و ناصح کی پروا کیا کریں شدت غم عشق میں ہے کامیابی کا نشان جاگے گی ذروں کی قیمت آمد و لدا رے	لوح محفوظ اپنے دل کی سرزمین ہو جائیگی سب پہ ظاہر قدرت حسن آفرین ہو جائیگی آفتاب عالم امکان جبین ہو جائے گی بزم عالم محفل عشرت قرین ہو جائے گی چارہ گر کوئی نگاہِ چشمگین ہو جائے گی بمثل دامن ٹکڑے ٹکڑے آستین ہو جائیگی وسعت دنیائے دون زیر نگین ہو جائیگی زہرین تاثیر مثل انگبین ہو جائے گی آسمان کے پار آہ آتشین ہو جائے گی دور دلیں صورت ماہِ مبین ہو جائے گی عشق میں خود زندگی عشرت قرین ہو جائے گی آہ جو نکلے گی تیسرے آتشین ہو جائیگی منزلوں مانند آئینہ زیں ہو جائے گی
---	--

روح عالم کی نگاہیں اولین ہو جائے گی
 شرح برق طور چشم سرگین ہو جائے گی
 ختم شرح قدرت حسن آفرین ہو جائے گی
 نغمہ داؤد آواز حسنین ہو جائے گی
 میرے دعویٰ پر دلیل دشمن ہو جائے گی
 حسن سے بھی آئینہ راہ یقین ہو جائے گی
 حسن سے یہ دوری منزل قرین ہو جائے گی
 حسن کی شرکت میان باطن ہو جائے گی
 حسن سے روشن خدائی کی زمین ہو جائے گی
 حسن کی برق تجلی ہم نشین ہو جائے گی
 حسن سے ترمین زلفِ عنبرین ہو جائے گی
 حسن کی صورت خطِ لوحِ جبین ہو جائے گی
 حسن کی ضو زینتِ عرشِ برین ہو جائے گی
 حسن کی روحانیت روح الامیں ہو جائے گی
 حسن سے بجلی نگاہِ نازنین ہو جائے گی
 حسن کے منہ سے جو سہوا بھی ہنسی جائے گی
 حسن کی جوبات ہوگی وہ حین ہو جائے گی
 حسن کی تصویر جب دل میں کین ہو جائے گی
 حسن سے آباد عالم کی زمین ہو جائے گی
 چشم دل کو دید ختم المرسلین ہو جائیگی
 ہر گلی شرب کی فردوس برین ہو جائے گی
 دفعۃً اک عیدِ ارباب یقین ہو جائے گی
 آج اس مولود سے تفسیر دین ہو جائے گی

اہل آئے توحجاب آفرینش سے کوئی
 کیا تعجب پیکرِ موسیٰ میں پھر ڈرائے رُح
 جلوہ گر ہو روئے عالماں اسی کی دیر ہے
 ہم سخن محبوب سے ہوتا یہ دیتا ہے صد ا
 ارتباط معنوی فطری ہے حسن و عشق میں
 عشق نفسِ ناطقہ کا ہے اگر خضر طریق
 عشق اگر ہے مشہد اہل وفا کا رہنما
 عشق اگر صورتِ گر آدم ہوا صبحِ ازل
 عرشِ پیا عشق اگر ہوگا اندھیری رات میں
 عشق اگر موسیٰ کو دوڑائے گا کوہِ طور تک
 عشق میں ہے بدِ فطرت سے جو شوریدہ سری
 حکمِ سجدہ عشق اگر دے گا درِ دلدار پر
 عشق کے جلوے پایا کعبہ دل نے فروغ
 عشق کے وجدان سے انسان اگر ہوگا ملک
 عشق اگر پیدا کرے گا قدرتِ نظارہ سوز
 عشق میں ہرگز نہ کام آئے گی سببِ انقلاب
 عشق ہوئے عشق کا ہر حال میں رنگِ فرج
 عشق کا اندیش اُبھرے گا مانند برق کوہِ طور
 عشق کو رفعت اگر ہوگی حجابِ اندر حجاب
 عشق میں حسنِ عمل پہونچا جو تا حدِ کمال
 اس گلِ باغِ نبوت کے قدم آئینے کے جب
 آ رہا ہے غریب سے وہ صاحبِ شوقِ لہندہ
 آئے گا قرآنِ خدائی میں کسبِ دن آئے گا

<p>آمنہ خاتون کی آغوش کا کیا پوچھنا آگیا وہ جو ہر آسیئہ وحدت نما باہِ کامل لیستہ الاسری کا تا بندہ ہوا فخر ابراہیم آیا سوے بتانِ شہود آگیا ددرِ خدائی میں وہ محبوبِ خدا گل ہوئے آتشکدے فارس کے مثل شمعِ قبر دیکھ کر بچے کو دنیاے کرم میں شور اٹھا قصر کسرے کے جو کنگوے گرے آئی صدا مطلع نو پڑھ دو شاہِ دو جہان کی نعتین</p>	<p>صاحبِ معراج سے عرش برین ہو جائے گی زیب افزا بزمِ ربِّ العالمین ہو جائے گی آسمان بیت المقدس کی زمین ہو جائے گی آتشِ نمرود فردوسِ برین ہو جائے گی جبکی اُلفتِ جاہلِ دنیا و دین ہو جائے گی سردِ طبع شعلہ ہائے آتشین ہو جائے گی جواد اسے رحمتہ للعالمین ہو جائے گی کفر کی بنیاد پیوندِ زمین ہو جائے گی محشرِ اقلیمِ سخنِ زیرِ نگین ہو جائے گی</p>
---	--

الفت محبوبِ نردان جب کلین ہو جائیگی
قوتِ جذبِ دلی روحِ الایمن ہو جائے گی

<p>عقدہ تفسیرِ نعت لے عقل کھولا چاہئے دور ہی کیا ہو خدائی بھر سا جائے اگر استنانِ شاہ پر ہو سجدہ تعظیم اگر بازوں میں فاقون سے طاقت بڑھے گی ہقدر کوئی حالت چھ تو زہدِ رسولِ شہد کی جذبہِ باطن کی قدرت سے جبینِ ہلام کی کائناتِ خلوتِ قدرت کا نظارہ ہوا - اللہ اللہ رحمتہ للعالمین کا دور ہے خیریتِ اہلِ ستم کی ہو گئی خوابِ خیال ہر نفس میں اُمتِ مرحومہ کی سعیِ نجات کہہ رہا ہے منظرِ اسرارِ وحدت کا ورود بدِ فطرت میں یہ روحِ ابیا کا قولِ تہا</p>	<p>ہمنوے طاہرِ سدرہ نشین ہو جائے گی اسدِ راب و سعتِ دامانِ بن ہو جائے گی آفتابِ معرفت لوحِ جبین ہو جائے گی منتقل سوے امیر المومنین ہو جائے گی قدرتِ مدحتِ سرانانِ جوین ہو جائے گی استانِ ہوسِ در سلطانِ دین ہو جائے گی عالمِ انوارِ چشمِ مومنین ہو جائے گی آسیئہ فرد گناہِ مذہبین ہو جائے گی عدل سے ملو خدائی کی زمین ہو جائے گی جزو طبعِ رحمتہ للعالمین ہو جائے گی مالِ سجدہ زمانے کی زمین ہو جائے گی خلقتِ محبوبِ نقشِ اولین ہو جائے گی</p>
---	---

<p>ان کی خاموشی ہے کیا کیفیت و جہان کی پیکو بے سایہ کا نقشہ اگر کھینچیں گے ہم مکاب و جہان سے اگر کھینچے کوئی تصویر نفس اب خدا چاہے تو برق طور کا یہ ہوگا کام جائے گے جب اٹھ کے فرش خوابے معراجین جذبہ باطن میں غلوں کا محبوب و حبیب اللہ اللہ لہجہ مانوس کا حسن قبول اہل باطن میں یہ تاریخ وصال حق عشق آ رہی ہے غیب کا زمین جو آواز دوت ہاتھ پر دے سے جو نکلا دو جہان میں غلج و نہر فطرت میں لکھا تھا ازل کے روز سے ختم معراج سخن کی رات ہے محنتی نموش ہر نفس بابا جابت میں ہے خرق التیام یہ صلہ ہے رحمتہ للعالمین کی نعمت کا</p>	<p>گفتگو تفسیر قرآن مبین ہو جائے گی سانسے تصویر صورت آفرین ہو جائے گی ہو ہو شکل ایسے المؤمنین ہو جائے گی شیخ بزم رحمتہ للعالمین ہو جائے گی اور ہی کچھ رونق عرش برین ہو جائے گی دو مکان کے فاصلے یہ ہیں قرین ہو جائے گی گفتگو سے باہمی خاطر نشین ہو جائے گی باعث معراج قرآن مبین ہو جائے گی مثل آواز مہم المؤمنین ہو جائے گی لویداللی بس اب حق یقین ہو جائے گی اہل ایمان کو نبوت رکن دین ہو جائے گی فکر تیری زیور عرش برین ہو جائے گی اب عام قبول رب العالمین ہو جائے گی خود مصیبت عسی قلب حزین ہو جائے گی</p>
---	---

جلوہ نعمت

<p>جسے محو جلوہ حسن نبوت ہو گیا صدق دل سے جب نکھی نعمت چیب کیرا آپکے معراج میں جلنے کا روشن ہو عروج عشق محبوب خدا میں کام یوں آیا جنوں جبل غاروں میں ہوا شق القمر کا معجزہ عالم ایجاد کے ہر جزو کل پر اک نظر فطرۃ یہ قوت باطن عدم سے لائے تھے</p>	<p>دل مرا آئینہ اسرار قدرت ہو گیا خامہ تحریر گو یا خضر ملت ہو گیا نقش پاگیا چراغ بزم وحدت ہو گیا خلد سے بڑھ کر مہر اصحابِ وحشت ہو گیا جسے دیکھا دیکھتے ہی محو حیرت ہو گیا زنتہ رفتہ جو تھا محکم رسالت ہو گیا آپکے سینے میں دل تصویر رحمت ہو گیا</p>
---	---

<p>جنے دیکھا اک نظر محبت ہو گیا زندگی کا ہر نفس طولِ قیامت ہو گیا آمنہ خاتون کا گھر نرم و حرّت ہو گیا آسمانوں کیلئے ہجو و جہ حلقّت ہو گیا جو نثار جلوہ شمع نبوت ہو گیا جو تھا عالم بین وہ ممنون غایت ہو گیا دو کمان کا فاصلہ طولِ قیامت ہو گیا نکتہ نکتہ جبر کی معیارِ فصاحت ہو گیا جب ہوا میں مل گیا جنت کی نکت ہو گیا دل سے جو چاہا دعائیں و حقیقت ہو گیا صبر کرنا فاقون میں جزوِ طبیعت ہو گیا میرا ایک اک شعر خضر راہ طاعت ہو گیا</p>	<p>جدی حسیں ظاہر و باطن کا اللہ کے اثر حشر جلد آئے کہ ہو دیدار محبوب خدا جب ہوئے پیدا خدائی دور نے کلمہ پڑھا عقل انسان سمجھے کیا اسکے مراتب کا عروج ہمنوائے بلبل سدرہ وہ پروانہ ہوا مختصر لفظوں میں یہ ہے شرحِ پُنا حضور دینی معراج میں تھا جذبِ محبوبِ حبیب آپ کے اوصافِ قرآنِ مبین سے پوشیدہ جسمِ اطہر کا پسینہ عطرِ بنیز و عطرِ بار قدرتِ اعجاز میں روحانیت کا تھا یہ نور دو جہان کی بادشاہی پر یہ ذوق فقر تھا مرتبہ نعتِ محمدؐ کا ہو بخشش کیا بیان</p>
---	---

اظہارِ حقیقت

<p>ذراے اہل دل جذبِ محبت دیکھتے جاؤ یہ قدرتِ ناظرانِ بزم و حرّت دیکھتے جاؤ رسالت دیکھتے جاؤ۔ امانت دیکھتے جاؤ نظر بازو یہ سب اسرارِ قدرت دیکھتے جاؤ جمالِ زلفِ یلداے حقیقت دیکھتے جاؤ نگاہ و دل کی ہشیاری و غفلت دیکھتے جاؤ جنّا عشق کا زورِ کرامت دیکھتے جاؤ ہوائے شوق کی تیزی و سرعت دیکھتے جاؤ کہ پہنانِ جنبشِ ابرو میں قدرت دیکھتے جاؤ</p>	<p>شبِ معراج میں شانِ حقیقت دیکھتے جاؤ کیا رُخ اپنے مرکزِ کی طرف حُسنِ مجتہم نے صدّا مانوس آئی پردہ اسرار سے کس کی کہانِ انسان کہا تکمیلِ شوقِ عرشِ پیمائی دصالِ دست کو نکلا اندھیری رات میں کئی شرعِ عشق کا متوالا گھسے جھوٹا نکلا یہ خرق و استیاءِ آسمانِ ادنیٰ کرتشمہ ہے حرمِ قدس کے پردوں میں جنبشِ ہو گئی پیدا فیصلِ دو کمان کیا چیز ہے اک نازِ محبوبی</p>
--	---

کوئی بستر سے اٹھ کر منزل مقصود تک پہنچا خدائی بھر کا سرمایہ نثار حسن محبوبی دل انسان ہوا ہے راز دارِ خلوت قدرت شب و صلت کی گھڑیاں مختصر ہوئے کتنی فزون چشہم ہے دیدار اہل حسن لے محشر	مجازی و حقیقی جذب الفت دیکھتے جاؤ نگاہ بندہ پرور کی عنایت دیکھتے جاؤ حقیقی عشق کی شانِ کرامت دیکھتے جاؤ کہ باتیں ہوتی جائیں اور صورت دیکھتے جاؤ حریم ناز سے ایک اک کی رخصت دیکھتے جاؤ
--	---

درِ نعت

خلوتِ تجرید کے عالم سے آ کر مل گیا بسکہ جذبِ شوق نے توڑے طلسماتِ تجا ایک تو کیا اب موافق ہو گئے ساتوں فلک کعبے سے اصنام نکلے اور اٹھا شورِ اذان ایک ہی جلوہ نظر آتا ہے سر سے پاؤں تک جذبِ روحانی سے ممکن ہو گیا کارِ محال انبیاء کے دور میں اک نقطہ آخر جو ہے کیونِ خدائی میں نہ وہ وحدتِ ہستی کو عروج اپنی خلقت کا سببِ خلاق کو روشن ہوا سُرخِ چشمِ کلید اللہم جو کل جلوہ ہے گنجِ قدرت جس کا مدت سے امانت رکھا اہلِ باطن کی خدا تک اب سائی کیا محال دل میں اسرارِ علومِ اولین و آخرین اُس کے ذوقِ جذبِ روحانی کی کیا تفسیر ہو لیسۃ المعراج میں اللہ سے اعجازِ شوق جو کل سایہ ہو گیا خوشبود سے گلزارِ وجوب	مل گئی مجھ کو خدائی یا پیمبرِ مل گیا عشق کی دنیا میں اک نکل ہو کہ دہرِ مل گیا اٹھ گئی رسمِ ستم محبوبِ دادِ رمل گیا کفر کا دشمن ملا ایمان کا رہبرِ مل گیا حسنِ حدت کا مضوّر اور مصوّرِ مل گیا دنیوی محبوب کیا محبوبِ داوِ رمل گیا مرکزِ ایمان جسے کہئے وہ رہبرِ مل گیا اہلِ نین کو صاحبِ محراب و منبرِ مل گیا اُمتِ شاہنشاہِ خاور کا افسرِ مل گیا ہم کو تاریکیِ شب میں ماہِ نورِ مل گیا لیجئے اسلام و ایمان کو وہ گوہرِ مل گیا آرزو میں ہو گئیں زندہ پیمبرِ مل گیا بندہ اُمتی کو اک دستِ کافترِ مل گیا دل سے جس کے خود بخود قرآن آ کر مل گیا لامکان جس کا مکان تھا اُسے جا کر مل گیا اُس کا پیکرِ عالم امکان کو کیونکر مل گیا
---	---

<p>واپس آیا وہ سرلیج السیرین معراج سے اور کیا پاتا پرستش گاہِ حسن و عشق سے آج قرصِ ماہِ کل شوق ہو گا ثقبان کا دہن بعض بندے جکے نائب کو خدا کہنے لگے نازِ محبوبی کی اک تصویر تھی یا تھی دعا آج کا دن وصلِ ساقی کے لئے تمہید ہے معجزہ بھی تھا مسیحائی بھی تھی بہرِ شہر نالہِ صو را ب بہن اک نغمہ دل آدیز ہے</p>	<p>جس قدر چھوڑا تھا اُتنا گرم بہرِ بل گیا فرہ باد اسے دل تجھے محبوبِ دل گیا لو مبارک ہم کو ابنِ عم حیدر بل گیا آج ہم کو وہ نبی بندہِ برور بل گیا جوشِ مین جو مانگ ٹھٹھے اس غزوئے بل گیا بل رہے گا وہ بھی پہلے میر کوثر بل گیا ورنہ کس عاشق کا دل ٹکڑے ہو کر بل گیا اٹھو اس تختِ شفیق روزِ محشر بل گیا</p>
رباعی	
<p>خدمت کا صلہ موافق طبع ملا اپنی تو زبان ذائقہ سے سے کھلی</p>	<p>باقی نہ رہا کوئی بھی ارمانِ دل کا پڑھ پڑھ کے درودِ جامِ ساقی سے لیا</p>
قطعہ	
<p>ادب کا وقت ہو لے ساکنانِ بزمِ سرور وہ نور چمکا وہ آئی شمیم گلشنِ دین</p>	<p>کہ رہنا ہے طریقتِ ثواب آتے ہیں درود پڑھئے رسالہِ ناسیب آتے ہیں</p>
قطعہ	
<p>پردہ غیب اُٹھا راہنما آیا ہے دفترِ عشق میں جذباتِ نگاہِ عرفان</p>	<p>لیکے بیماریِ فرقت کی دوا آیا ہے عالمِ سن میں محبوبِ خدا آیا ہے</p>
قطعہ	
<p>معراج کی شب آئینہ دین کی جلا ہے یک رنگی آواز کا عقدہ نہیں کھلتا</p>	<p>محبوب سے اپنے کوئی محبوب ملا ہے ہاں ہاں کوئی دیکھتے یہ علی ہر کہ خدا ہے</p>
رباعی	
<p>طالب تھا جہانِ جبر کا وہ مظلوم یا کس جوشِ مین کہ ہے ہن جبریلِ مین</p>	<p>بخشش کا لئے ہاتھ مین مکتوب آیا ایک لہرِ عیبِ خدا کا محبوب آیا</p>

	رباعی
جو عرش کے ساکن ہیں گلچین بہن اس باغ میں جبریل میں گلچین ہیں	عشاق کا کیا ذکر حسین گلچین ہیں عرفان چمن نعت کا حشر کیا ہو
	میرزا محمد رفیع صاحب
<p>جسکو خلاقِ جہان نے کہ دیا اپنا حبیب گو ہر مقصد سے دامنِ زندگی کے بھر دے ایک دم میں حضرت عیسیٰ کو عیسا کر دیا رات دن پاتے ہیں صحت اوصیا و انبیا اعتقادِ شہرِ حکمت جن کو کہنا ہے بجا قدرِ نامحاملِ فنِ طب میں جسے طبعِ سلیم آخر کی وجہ کیا اسے عارفِ اسرارِ غیب زندگی اس ارضِ اقدس میں بسر کی صبحِ شام صحتِ اُم ہے اور آزار ہوتا ہی نہیں آرزو ہے کوئی مانگے جامِ صہبائے علاج کچھ تجھے معلوم بھی ہے یہ حقیقی ماجرا میری پند سود مند ایک ایک کو تسلیم ہے اشتما باقی رہے کچھ کر دو بس ترکِ غذا پاس آجائے اگر آزار ممکن ہی نہیں ٹھیک ہو معدہ طبیعت کا یہی ہے فلسفہ جو ہر صلی ہے معدہ اور کل اعضا عرض</p>	<p>وقتِ بیماری صحت ہے روحانی طبیب جنش لبِ ہزاروں مردے زندہ کر دیے جسکی قدرت نے سیحا کو مسیحا کر دیا آستان جس کا خدائی کے لئے دار الشفا چارہ سازِ اُمت عاصی محمد مصطفیٰ اُن کی خدمت میں ہوا اگر وہ حاضرِ حکیم دست بستہ عرض کی اسے واقفِ اسرارِ غیب آپ کے دارالامارہ میں ہے دستِ قیام سخت حیران ہوں کوئی بیمار ہوتا ہی نہیں بہکی دلیں لیکے جاؤنگا تمنا ہے علاج وہ طبیب نفس اتنا شے کیون گویا ہوا اپنے بیگانوں سے بس یہ مختصر تعلیم ہے کہدیا میں نے کہ کھانا کھاؤ جب ہو اشتما اس عمل سے کوئی ہو یا یہ ممکن ہی نہیں مختصر انسان کی صحت کا یہی ہے فلسفہ بیکرِ خاکی میں معدہ ہے تو ہی اُم المرض</p>
	<p>یہ سبق مختصر پڑھایا ہے رسولِ شہر نے پانی صحت جس کے صدقے میں گداؤ شاہ نے</p>

مِنَّا قَبْلُ

باب مناجات

کافی ہے یہ لبیک پے قطع مسافات
 اللہ بھی ہے اور برہمن کے خدا بھی
 ایمان کا بھی نور ہے دنیا کا بھی جلوہ
 آئینہ اسرار حقیقی و محبازی
 اک عمر سے شیخ و برہمن کے فتادے
 نیند اُڑتی تھی آوازہ ناقوس اذان سے
 اُلجھا کیا دم اور سمجھ ہی میں نہ آئے
 ہے میکش و اعظا سے بھی محرومی تسکین
 تصویر صفت خوف ورجا سے ہوئی حیرت
 کین منتیں اُن کی جو نہ تھے بات کے قابل
 خلوت میں بھی بیٹھا میں پے ذوق تصور
 پوچھی نہ مری بات بھی ناکارہ سمجھ کر
 محرومی تقدیر نے رکھا نہ کہیں کا
 نشتر کا اثر کرتے تھے پیہم رگ دلیر
 وہ چھیر عبث نکمت گیسوے بتان کی
 آہوں پہ مری باد بہاری کا سنکنا
 زخم جگری پر مہ کاہل کی وہ چشمک
 وہ ہاتھ مراد امن و رحم جگری پر
 وہ شکوہ قسمت پہ مرے دوست کا کہنا
 دنیا میں نہ پایا کہیں امن مرے دل نے

دل سوئے حرم لیس کے جلا بہر مناجات
 دیکھوں کہ بدل کون نے اب محالات
 کیا جانے کس سے ہو مجھے کسب افادات
 دونوں ہیں پے زینت گیسوے خیالات
 اب نہیں ہے اور ہمت تنقید تھالات
 مانند فغانِ دلین نہاں ہیں وہ شکایات
 وہ سبجہ و زنا ر کے پیچیدہ کرامات
 اُلٹے ہی لے ٹھکر سوالوں کے جوابات
 دیکھا ہی کیا میں نگہ پیرِ خرابات
 اس لکی بڑلت ہوئی کس کس کی اراست
 کچھ اور پریشان ہوئے گیسوے خیالات
 چاہا تھا کہ ساتی سے کروں کسب افادات
 پٹا رہا دامن سے مرے مجمع آفات
 وہ مجھ پہ کسی بزم میں غمِ ن کے اشارات
 طولِ شب ہجر اور وہ آجھن وہ خیالات
 وہ رات اندھیری وہ گھٹا اوڑھ بڑات
 وہ اشک فغانی مری و تارِ بھری رات
 تیر نگہ یار کے دلکش وہ اشارات
 مدت سے نہ کرتے ہیں یہ حرفِ حکایات
 اس پہ بھی رگ یا ہون کچھ کہنے کو حالات

دعوائے خدائی پہ یہ بت بھی نہیں سُننے
حاضر ہے یہ گستاخ کر مہارے فرادان
ہوتے ہیں بڑے جوصلے کے بخشے والے
دل نے مجھے ناعاقبت اندیش بنایا
آئین محبت کو میں سمجھا کیا ایسا
عالم کو بھلا بیٹھا تھا شوریدہ سری میں
جب صبح نمودار ہوئی لے چلے مجھ کو
ادراک و خرد کی ہوئی آخر میں خرابی
ہر چند صبا پیک نما ز سحری تھی
اسد رجبہ رہا نام حبیبِ بے زبان پر
سرفار بہانشہ و صلت میں کچھ اُسیا
ساتی سے رہا مشغلہ سا غوطہ جی کا
جب میں نے کہا تجکو بھی اک جام پر از سے
جب میں نے کہا دیتا ہوں تل قیمت ساغر
جب میں نے کہا میری خوشامد پہ نظر کر
جب میں نے کہا جانِ فدا تیرے کرم پر
جب میں نے کہا پی کے تجھے دو گداہین
جب میں نے کہا بوسے ساغر کا ہوں نائن
جب میں نے کہا نشہ مذاق عرفا ہے
جب میں نے کہا نشہ میں ہو ذوقِ حقیقت
جب میں نے کہا مٹو سے ہے تولیدِ لہو کی
میں نے کہا تصویرِ مسرت کی ہے مستی
ساتی کو جو کچھ دنگی در چھپا کر تھی منظور

سُننے مری فریاد کو یا سامع الہودات
اب جو ترا ارشاد ہوئے قاصدی حاجات
ہر چند کہ انسان سراپا ہے خطیلات
واقف ہے تو لے عالم اسرارِ خفیات
تھا کو چہ معشوق مرا قبلہ حاجات
ممنون کسی کا نہ زبان صرغِ شکایات
وہ جذبہ شوق اور وہ دلبر کی ملاقات
کی اتنے دنوں خدمتِ اربابِ خرابات
یاں شامتِ اعمال سے میں محو خیالات
پائی نہ قسم کھانے کو بھی فرصتِ طاعات
کچھ ہوش نہ تھا آئے کب و قاتِ عبادات
وہ میرے سوالاں کسے سو گئے ہی جو اب بات
بولا کہ ذرا ہوش کی لے کیا ہیں خیالات
بولا طمع خام کے اچھے نہیں عادات
بولا کہ خوشامد تو ہوئی مجھ کو مساوات
بولا کہ بس اب ہنہ ہی دیکھے یغایات
بولا کہ بہت دیکھے ہیں نشہ کے کرامات
بولا کہ کہیں منہ کی نہ کھلو این عادات
بولا کہ ارے تو بہ کر۔ او موجب دعاست
بولا کہ یہ ہے یہ۔ گوئی و خرافات
بولا کہ یہ ہے علتِ سرسامِ خیالات
بولا کہ یہ ہو نقشِ ہیں لائے بخارا است
واعظ کی طرح تجکو دیکھ لائے جو ارباب

ہر چند نہان پر دہ ساغر طلبی میں
 اب دل ہے نہ وہ شورش تو بے لکھی ہے
 ساقی ازل جام تمنا مرا بھروسے
 وہ سر پہ اب تیرے ہی سجے ہیں ہمیشہ
 ان آنکھوں کو ہوشا ہر عرفان کا نظارہ
 ان ہونٹوں کو اشک کی توفیق سطا کر
 ان ہاتھوں کو اب ساغر بخشش ہو عنایت
 کہے کی طرح اب وہ بنے ماسن ارمان
 فرسودہ ہوں وہ پاؤں تیری راہ طلب میں
 ایام جوانی نہ وہ شوریدہ سری ہے
 وہ دن گئے جب قیس بے صحرے جنون میں
 وہ ہمت دل جہل جوانی کے سبب تھی
 لوہے کے خنجر کہنے پہ جو کرتا تھا مجبور
 دل جو تھا حقیقت کے عناصر سے غمر
 حیرت زدہ آئینہ خوف و رجا ہوں
 تیری ہی عنایت سے ہوا فاعل مختار
 کفارہ اعمال زبون کی ہے تمنا
 دیا جسم شق ہوئی اُمید بر آئی
 لبیک کی آواز نے پھٹکا دیا دل کو
 محشر یہ تزاؤ ہے اس شرط سے مقبول
 دے واسطہ اسکا کہ جو مولود حرم ہے
 سلطان عسکریہ میر عجب شافع محشر
 خیبر ننگ و ضارب شمشیر دو پیکر

منظور یہ تھا دیکھئے قیمت کرامات
 جہن سے ہوں لایق جہاں ماحرمت
 ہم مشرکوں کے سامنے بچاؤ مری با ست
 جہن کہ کسی زلف کے تھے جمع خیالات
 جنہ کہ پڑھے مصحف ہمارے آیات
 تھے جن پہ کبھی شومی قیمت کے نکایات
 جو گردن مینا میں حامل رہے و زرات
 جو دل کہ شب بھر میں تھا مورد آفات
 جنہ نہوا ترک کبھی طوط خرابات
 وہ شوق نہ وہ گرمی بازار کرامات
 تھا سیکڑوں کوں آگے مرا زخیالات
 کی جس سے نواہی ادا مری منافات
 وہ نفس تھا تعلیم کن و فتر بدعات
 جا کر میں چڑھا آیا سرقا خرابات
 اور شرم گند وہ کہ نکلتی ہی نہیں بات
 اب تو ہی بتا دے مجھے ترکیب مکافات
 سو جان سے حاضر ہوں پے مرگ مفاجات
 جب حد سے بڑھی کاوش آئینہ جات
 لو کھل گئے باب کریم قاضی حاجات
 کہنے لگا دربان در سامع الاصوات
 جبریل نے بھی جس سے کیا کسب افادات
 حامی ام واقف اسرار خفیات
 اژدر در و مر کبش و حلال مہمات

کہیے کو شرفِ چکی ولادت سے ہوا ہے
 لئے بنتِ اسد تم کو یہ مولودِ مبارک
 تو تم کو وہ دولت ملی اللہ کے گھر سے
 اس طفل کی ہو پرورش اب تم کو مبارک
 وہ طفل کہ جو بازو سے پیغمبرِ عادل
 وہ طفل کہ جو سیدہ خاتون کا ہے شوہر
 وہ طفل یہ اللہ جسے کہتی ہے خدائی
 وہ طفل نصیری کا خدا شیعون کا مولا
 وہ طفل کہ جو بذلِ کن حلقہ خاتم
 وہ طفل کہ جو باعثِ آبادی کعبہ
 وہ طفل جو سترابہ قدمِ حسنِ خدا داد
 وہ طفل کہ جو متحد ذاتِ نبوت
 وہ طفل کہ جو قلبِ جہان روحِ نصیری
 وہ طفل کہ جو زیبِ وہ دامنِ فطرت
 وہ طفل چمکے اگر آغوشِ مینِ رودے
 وہ تو بے شک کالی گھٹا تہ بتہ اُسٹھی
 کھلے دہنِ شیشہ یہ مجتھر کو پکارا
 لے ساغرِ لبِ زکوٰۃ اب منہ سے لگا لے
 لے تجھ کو مبارک ہو بہارِ آئیِ وجب کی
 شکر یہ صد اسے دہنِ شیشہ صُہبنا
 ساقی سے کہا میں نے اسے چاندِ جب کے
 لکھوا دے مرے روزہ مسنون کوئے سے
 نعماتِ آبی کا اگر ہو مستِ مستی

تھے دوشِ نبی جکے لئے عرشِ کرامات
 جو مادرِ گیتی کے لئے وجہِ مہابرات
 دامنِ مین تھالے ہو نرتی جسے دنرات
 عالم کے یتیموں کا جو ہے قاضیِ حاجات
 وہ طفل کہ جو بیشکن دماحی بدعات
 وہ طفل کہ جو بواحسنِ سیدِ سادات
 عالمِ مین جو آیا ہے بے حلِ مہمات
 وہ طفل کہ جو جلوہ اسرارِ خیالات
 جو زیبِ وہ بارگہِ سامعِ الاصوات
 وہ طفل جو یرباد کن دیر و خرابات
 جس سے کہ ملاحظت نے کیا کسبِ فداات
 وہ طفل جو اعجازِ نما منظرِ آیات
 وہ طفل ہمِ جمینِ خدائی کے کمالات
 وہ طفل کہ جو رونقِ ارضینِ سادات
 اس میکدہِ دہرین کوثر کی ہو برسات
 ساقی سے ہوئے بادہ پرستوں کے اشارات
 چل تیری مراد آئی اے زرخرابات
 لے تجھ کو مبارک غمِ دنیا کی مکافات
 عالمِ مین ہوئی رحمتِ مہود کی برسات
 کچھ منہ پہ ہنسی آگئی اور بے خیالات
 لازمِ نہیں اسوقت میں تردیدِ سوالات
 ہو تجھ پہ ہمیشہ کرمِ قاضیِ حاجات
 محتاجوں کوئے میکدہ شوق کی خیرات

<p>مین بادہ نہیں چاہتا دے دُرہی ساقی کھلنا دہن شیشہ کا دیکھوں تو ہو بادور مہوش کیا ہے طلب جام نے ایسا لا عقلی شوق کی یہ حد ہوئی احسب ایتائے جلی سے ہے قصیدہ مرا مملو ابنےض ہر تجھ پر بھی کہ یوں مجھ کو چھکا دے اس نظم میں ہیں جمع کے جتنے بھی قوافی نخائے فن میں ہے شاخانی حیدر ہو شور درود اب صفت قلقل مینا</p>	<p>بنجائے کہین خاکہ تصویر خیالات بے اصل ہیں ورنہ قصص فتح خیالات دیوانوں کی صورت سے ہیں انداز سوالات باقی نہ رہی دہشت ارباب کمالات کیونکر دم تعریض ہو تاویل خیالات بچ جاؤں میں اور نشہ کے سر جاہر کمالات دے اتنے ہی جام لے سبب یہ خرابات ہر عیب سخن جانتا ہوں حسن کمالات ہنگامہ سنرا مطلع نو کے ہیں خیالات</p>
--	---

کھلا آفت کعبہ سے وہ ماہ کمالات
دل جک سے آئینہ اسرار خفیات

<p>روشن گری بطن جہان جس کے سبب ہے آغوش تمنا میں ہے یوں بنت اسد کی یوں لیکے جلی ہیں طرف احمد مرسل یوں آگیا آغوش نبی میں وہ ہما کے یوں آنکھیں کھلین دید جمال نبوی کو یوں سینے سے لپٹا لیا محبوب خدا نے لو دیدی زبان اپنی محمد نے دہن میں محشر کوئی پھر مطلع نوزیب زبان ہو</p>	<p>سرتا بقدم کیے سجہ نور کے آیات جیسے کہ نہاں قلب محمد میں مناجات جس شکل سے نازل ہوئے قرآن کے آیات مقبول دعا جیسے سوسے قاضی حاجات جس طرح کرے ہر کسب کی نادات شق ہو کے ترقیب سے کہ ہو جائے پھر کائنات لو بند ہوا کوڑے میں دریا سے ہدایت لو داد سخن جمع ہیں ارباب کمالات</p>
--	---

اس طرح وہ مخدوم ملائک بڑھا دن رات
جیسے دل عشاق میں وصل کے خیالات

<p>سایہ سراقدیں پہ تھا دامان نبی م کا لو آگیا گوارے میں وہ گود سے مانگی</p>	<p>تائید خدائے دو جہان شامل حالات جبریل امین ہو گئے آمادہ خدمات</p>
--	--

لوشق ہوئی زور کی اثر در کے دہن پر
 لو والدہ نے نام رکھا پیار سے حیدر
 پیدا ہوا اس عالم امکان میں وہ بندہ
 مامور کیا جسکو امامت پہ خدا نے
 ہنگام سخا تھا نظر لطف سے ظاہر
 معراج میں کیوں پہلے نبی کے نہ پہنچتا
 وہ ضربِ عمل بیٹھ گیا امن کا جس سے
 آباد کیا خانہ اسلام کو جس نے
 کیا چشمِ حقیقت میں تھا اندازِ ترشتم
 کہتے ہیں ید اللہ تجھے سب سے مرے مولا
 جو عکسِ مسیح آئینہ مہر میں جیسے
 یہ عقدہ کشا ذخیرے کھلا ہے
 سائل کو عبادت میں دیا حلقہ خاتم
 مغرب سے اسی شوق میں کی ہر نے حجت
 محراب میں تھی مار گزیدہ کی سی حالت
 بول اٹھے گی دین تری تصویرِ محبت
 شہر کے قرن جیسے کہ محبوبِ حقیقی
 جلوہ ہے ترا جو ہر آئینہ نقطہ شہر
 معبود کی جانب سے تو نائبِ منذر
 تو خلقتِ ارواح کا ہے علم غائی
 صدقے ہیں ترے مہر امامت کی ضیا پر
 کھنپتی تھی تری روح سوے مرکزِ صلی
 شکسے جسکو ہو وہ پوچھ لے پیکان کی بانے

لو ہو گئی بسم اللہ عجاز و کرامات
 لو خوش ہو علی کہنے لگے اہل سموات
 جو آدم و آدم کے لئے وجہِ مہابت
 بندوں نے کے جسپہ خدائی کے خیالات
 دیکھی ہی نہ تھی صورتِ تردیدِ سوالات
 دیکھے پڑے تھے عرشِ آہی کے مقامات
 تلوار وہ تلوار کہ کاٹی رہ بدعات
 برباد کئے کفر کے آباد مکانات
 نظروں پہ چڑھے تھے دل سائل کے خیالات
 موقوف ترے ہاتھ پہ فسحِ درجہ جات
 اس طرح عیان تجھ پہ ہیں اسرارِ خفیات
 بھیجا تجھے خالق نے پے اجلِ ہمت
 مشہور ہے دورِ دو جہان میں تری خیرات
 نظارہ طاعت سے کرے کس کرامات
 اللہ سے ترا خوفِ رجا وقتِ عبادات
 شیعوں سے نکیرین کے جب ہو گئے سوالات
 یونِ تھل اللہ و نبی سے ہے تری ذات
 پر نور ترے نور سے ہیں ارض و سماوات
 عالم میں ہر اک قوم کو توجہ ہدایات
 معروم تھا عالم نہ اگر ہوتی تری ذات
 سیار فلک سطحِ زمین پر دلِ ذرات
 اللہ سے وجدانِ حقیقی دم طاعات
 ہم کچھ نہیں کہتے ترے اسرارِ عبادات

<p>لمکن نہیں در پر ترے غم سر دم ہو کوئی ہو مصلحت وقت اگرے مرے مولا نضر کج بحث ہے دم اظہار مطالب آواز نکلتی ہی نہیں فرط حیا سے لب خشک ہوے خام بخشش کی طلب میں محشر پہ ذرا اک نگہ لطف دین سے دکھلا دے ذرا خضر رحمت کا اشارا</p>	<p>لبیک ملک کہتے ہیں ہنگام سوالات منقح پئے باب اجابت ہونا جات کافی عقلا کو ہیں غریبون کے اشارات اب دل میں ہے شوق کرم سامع الاصوات اس بندہ درگاہ کی لازم ہے مراعات ہر چند کہ تو پیش خدا ہے دم خیرت بھلے مرا کام اور ترے مقبول ہوں طاعات</p>
---	--

قطعہ

<p>یہ صلائے عام ہے محشر گداؤ شاہ کہ آگے آگے قوت ایمان ہو استقبال میں</p>	<p>اور نوید تازہ ایک اک قلب حق آگاہ کہ پہلوئے کعبہ کے لائیں چلے جنب اللہ کو</p>
--	---

نقش ہمیشال

<p>نظر شتاق جلوہ دل میں تصویر خیالی ہے سوا نیزہ پہ کھنجر آگیا خورشید نظارہ کیا دیوانہ تحقیقات اسرار محبت نے چلا جاتا ہوں بند آنکھیں کے جوش محبت ابھارا شوق نے تنقید دعویٰ برہمن پر پہنچ جائیگی نظریں مرکز شان حقیقت تک یہ پوچھو نگا کہ عشق چشم میگون کیوں راس آریا خیال زلف کے سودے میں کی زنا بندی بھی بگاڑا کیا قیامت شورش ناقوس بے ڈھاکر سوا منزل مقصود کن آنکھوں سے وہ دیکھے یہ مانا شیون غم تیر جان درد باطن ہو</p>	<p>چلا ہوں تنکے ایمان کا اللہ والی ہے نگاہ شوق کے ہاتھوں قیامت ہونوالی ہے دلیل معرفت میرا مزاج لائے والی ہے طریق جستجو میں رہنما آشفقت بحالی ہے کہا تھا کہ دی تو کلون میں حسن بیشالی ہے مری آنکھ تک یہ دنیا ازل سے دیکھی تھالی ہے جبین سب پر کسوا سے فتنے کی لالی ہے مگر اہترک وہی بیماری آشفقت حالی ہے سے کون اسکا شیون درد سے دل خالی ہے کہ جبکی نظروں میں تصویر شام ہجر کالی ہے مگر صبر آزمائی میں دلیل بے گمالی ہے</p>
--	--

<p>طبیعتِ اہلِ وطن کی زمانے سے زلالی ہے یہ فردِ حسن کے عنوان میں اسمِ جمالی ہے لو ایک ایک گ کا خشک ہے کمرِ جمالی ہے جانِ ہندی بھگت کو لیے دنگی پائی ہے کہ جو جسم تہِ محرابِ شیرِ بلالی ہے فنا ہو کر حیاتِ خضر کی بنیا د ڈالی ہے کہ شمشیرِ جفا کے دلیر یا پھولوں کی ڈالی ہے بشکلِ آئینہ حالِ ضابطہٴ عالی ہے کہ جس کا رتبہٴ اعلیٰ خدائی بھرے عالی ہے عسے حُبِ عسے سے جامِ جن میکش کا خالی ہے خدا والی ہے اُس بندے کا جگہ جگوالی ہے درخیر اوکھاڑا اور پنا ایمان کی ڈالی ہے زمانہ کہہ اُسٹھے یہ روکش رنگِ زلالی ہے</p>	<p>شکستہ دل ہے نازِ دوست نہیں ہنسکر اٹھاتے ہیں حقیقتِ سلولے اہلِ نظر جذبِ محبت کی فنائے شوقِ جہالت میں یکسر لذتیں بھین بھارت گئے فالیا کہ پھر چھپتے نہیں دیکھا عبادت ہو گیا وقتِ فنا ایک لکھن اور سکی خدا آباد رکھے جانِ نثارانِ محبت کو پہارِ زندگانی خونِ نشانِ زخون کو کہتے ہیں شکستہ دل ہے نصیرِ مدد کو یا عسے آد علیٰ قومِ نصیری کا خدا ناسب محمد کا سفینہٴ اوسکی توبہ کا لب کوثر نہ پہنچے گا خدا دشمن ہے اُسکا دشمنی رکھے جو حیدر سے لے ہیں نورِ روحانی سے دو کام ایک ساعت میں پڑھو بخشش وہ مطلعِ رحمت ساتی کوثر میں</p>
--	--

وہ مولودِ جسم کیا ہوگا عالم بھر یہ جالی ہو
کہ جس کا کھیل بچپن میں تون کی پائی ہو

<p>خلیل اللہ تم نے کیا بنائے نیک الی ہو وہ بچہ کل مخلوقاتِ عالم کا جو والی ہے یہ بچہ صفحہٴ ہستی پہ نقشِ بے مثالی ہے اداس کر قدم تک رسدِ بیتِ نبیوالی ہے کہ جبکی زوجہ آغوشِ رسولِ شہ کی پالی ہے یہ الہی میں کیا کیا قدرتِ ملکی و مالی ہے جہانِ مہربانیت کو بھی شوقِ پائمالی ہے نجف کے میکدے کا جو کہ رندِ اُبالی ہے</p>	<p>حرمِ میں راکبِ ویش رسولِ شہ ہوا پیدا چلیں بہشتِ الاسد کھسے سے بچہ گود میں لیکر صدائے فطرتِ آئی اتفاقاً جب رسدِ سر کی محمد گود میں لینے کو پھیلائے ہیں ہاتھ اپنے خدا کے بعد ہی محصوم کو کیئے تو کیا کیئے قطارِ اذنوں کی دی سائل کو گلزارِ جہان بکھر خدائی صدقے اس جو لائے حسنِ اہمیت پر بتاتا ہے اُسے کوثر کا رستہ نشہِ باطن</p>
--	--

اشکائے مین آگوشی اڑکے پہنچی دستِ ملک
شبِ ہجرت کا خواب ناز بھولا ہے نہ بھولے گا
ہوئی جب میان سے باہر مسلمانوں میں عید آئی
عجبانِ علی کی موت صبحِ عید کے گویا
حقیقی معنی شیرِ خدا ہم سے کوئی پوچھے
دکھایا کلمہٴ نجان میں نقشِ فتحِ خیر کا
یہ بیضیِ کلیم اللہ نے پایا ان کے صدقے میں
وہ سیرت جو کہ سرتاپا محسنِ نورِ خالق سے
لباسِ غصہ نے یوں بھپایا روح کا جو ہر
تسک چاہئے قرآن سے چشمِ بصیرت کو
یہ نصِ آیہٴ بکتغیر ثابت ہو گیا ہم کو
سنائی بالہم اللہ کی تفسیر اور شبِ بھر
اثر نامِ ہد کا اس طرح میراث میں پہنچا
جالِ حق و جلالِ اللہ ہے آئینہٴ قدرت
عذابِ قبر اور دوزخ کی وہ صورت نہ دیکھے گا
فضائے مشرق و مغرب پہ قبضہٴ مہر کی صورت
شجرِ بے بار ہو جاتے ہیں انکارِ ولایت سے
بلایا مہر کو مغرب کے اپنے ایک لٹائے میں
دلِ سائل سے قلبِ باہیت کا معجزہ پوچھو
لباسِ کہن سے خیاطِ شرمایا تو شرمائے
محمدؐ کی وزارت شاہی ایمان یونہیں ہوگی
مٹائیں گے نشانِ محرابِ بابِ حسنِ خیر کا
قریب کوچہٴ شہرگ بلایا عرشِ دالون کو

دلی ہمت کو اتنی سرعتِ اشارِ مالی سے
فضائے دہر میں جس روز تکتا ور لیا لی ہے
یہ ادنیٰ قدرتِ اعجازِ شمشیرِ مالی ہے
سہنسی ہو ٹوٹو نہ وقتِ نفعِ چہرے پر بجالی ہے
کہ تفسیرِ شجاعت میں یہ اک اسمِ جلالی ہے
یہ تمہیدِ جوانی ہے کہ زورِ خورد سالی ہے
وہ حسنِ عطایہٴ قدرتِ روشن خیالی ہے
وہ طورتِ علمِ حق میں جو مثالِ ہمیشالی ہے
کہ جیسے لفظوں میں مفہومِ وحی لایا لی ہے
یہ اللہ فوقِ ایک ہیسم دلیلِ شانِ عالی ہے
نہوں حیدر تو نعمتھائے دین کی بے کمالی ہے
یہ اذنا و سمعتِ آزادی نازک خیالی ہے
عدد پر حکم سے پوتے کے غالبِ شیرِ قالی ہے
عیانِ جو ہر کے بدلے جنہیں عکسِ بیشالی ہے
مجانِ عکس کی شکل ہی جسے بنالی ہے
شہادت کیسے قطبِ جنوبی و شمالی ہے
نہو جوش و لا تو فصل میں بے اعتدالی ہے
یہ شانِ معجزہ ہے اور یہ روشن خیالی ہے
کہ پیدا سنگِ یزدون میں تجھے لالی ہے
ہر اک پیوندِ حیا و فتنہٴ ملکی و مالی ہے
قمیصِ کہنہٴ یزدین رکشِ بدینِ ثالی ہے
بوقتِ جنگ یہ ایماے شمشیرِ مالی ہے
مجانِ علی کا جذبِ الفت کیا ہی علی ہے

<p>انقلابِ عشق کے افسانے ہم کیا کہہ سکیں عشق کے بیمار پر ایک اک نفس میں کیا بنی کس طرح ساحل تک آئی کشتی بیمارِ عشق زخم ہائے دل کے ٹانگے کیوں اُدھر کر رہ گئے خون شدہ دل کون پہلو سے اُڑا کر لے گیا آپکی وہ بیرخی وہ منتون پرستین خواب میں کس نے بگاڑی زینتِ ترتیب صبر کی قوت بڑھی کس طرح اہلِ عشق میں سرفروشانِ حسام ناز کا کیا ہو گا حشر چاکِ دل طفرائے نہرت مقاصد کیوں ہوا تصویرِ یوسف شنیدہ واقعہ دیدہ یہ ہے اپنی مانگی گود میں آیا ہے مولو حرم شرمِ ناکامی عرفان ہو اگر وجہ سکوت ہو اگر منظورِ عرفانِ خدا و مصطفیٰ بے زبانی میں بھی یہ بچہ لسانِ اللہ ہے مطلعِ تازہ میں کیونکر کامیابی ہو نصیب</p>	<p>پوچھے اور قوتِ صبر آزما سے پوچھے آپ عیسیٰ ہین لبِ جامِ شفا سے پوچھے یا خدا سے پوچھے یا نا خدا سے پوچھے آپ اپنے خندہ دندانِ نما سے پوچھے پوچھے کی بات ہے دردِ جنا سے پوچھے خیر جو گزری ہو اہلِ التجا سے پوچھے صبحِ دم شوخیِ رفتارِ صبا سے پوچھے بات اگر ضایع ہو اہلِ فنا سے پوچھے چلکے کعبے میں نصیری کے خدا سے پوچھے کعبہ کی دیوارِ یوسف کی قبا سے پوچھے جوشِ عشرت کا سبب اہلِ دلا سے پوچھے کون یہ بچہ ہے خود چلکر زچا سے پوچھے پھر ذرا بڑھ کر خدا و مصطفیٰ سے پوچھے بے زبان اس بچہ معجزِ نما سے پوچھے پوچھے غیبی رموز اس حقِ نما سے پوچھے محشر اپنے خامہِ مدحت سراسر سے پوچھے</p>
--	---

<p>رفعتِ پائے علی پر کس لئے سطحی نظرس دستِ عیسیٰ بھی ہوا ممنون ہنگامِ سخا شاہِ مقصود وہ ہو گا جو اپنا مثل ہو بابِ آہن ہاتھ میں کیوں اک گلِ افروز تھا لافتی الالاعی لاسیما لاذوالفقار</p>	<p>حبِ حیدر کے مزے اہلِ فنا سے پوچھے حشر کے دن کیوں نہ کچھ پوچھا خدا سے پوچھے چلکے بیتِ اللہ میں کتبِ مصطفیٰ سے پوچھے کھو لکر تفسیرِ شرحِ اتما سے پوچھے عصمتِ مولا علی خیر النساء سے پوچھے راز اسکا قدرتِ خیر کشا سے پوچھے کون کہتا تھا اسے غیبی صدا سے پوچھے</p>
--	---

حالتِ ایثارِ پیہم کس لئے مخفی رہے
 کھلگیا اہل یقین پر کوششِ ساجات
 جو گیا سوئے بخت پلٹا وہ ہنستا ہی ہوا
 دیکھے مولودِ کعبہ کو پتا چل چلے گا
 کثرتِ اسرار وحدت میں ہر گچ کجی بخت
 کون تھا معراج میں آگاہ اسرارِ نہان
 ہو جو شرم رازداری مانعِ اخفائے حال
 منقبت دان علی سب میں بقدرِ عقل و فہم
 جن دانسان ملائک ہوں کہ جس و پیر ہوں
 جنت و طوبی و حوض کوثر و نہر لبس
 قوتِ قطع منازل کس کے صدقے میں ہوں
 گونج اُٹھے گی فضا میں بانگِ مولا اعلیٰ
 اہل باطن کی مدد کا مرکزِ اصلی ہے کون
 پیچھون کو گل کرے کسے دی شمیمِ عطر بار
 کسے دم سے زندہ جاوید اعجازِ سیج
 کسے صدقے میں عناصر کا ہے باہم ہمزاج
 بزمِ یار و ثابت کو دیا کس نے فروغ
 بیچکر جان کس کو نیند آئی سرِ فرشِ بول
 کس کو وجہ اللہ ٹھہرا یا کلام اللہ نے
 ہمزبان ہو کر غیرِ خیم کی موجیں دین جواب
 کسکی رفعت عرش تاک پہنچی دم کس صبر
 کون ہے قرآن میں نفلہ بائے بسم اللہ کا
 عالمِ نظرت میں پہنکا سب سے پہلے کس کا نور

قدرتِ عرفان سائلِ اہل آتا سے پوچھے
 معنی وحدت نصیری کے خدا سے پوچھے
 ملکئی کیا شے کسی محوِ دعا سے پوچھے
 سمتِ سجدہ کس لئے قبلہ نما سے پوچھے
 پوچھنا جو کچھ ہو وہ عقدہ کشا سے پوچھے
 ہو اگر باور نہ میرا مددِ لفا سے پوچھے
 مرکزِ اسرارِ جزد کل خدا سے پوچھے
 میرے کہنے میں جوشک ہو ماسوا سے پوچھے
 آشنا سے پوچھے نا آشنا سے پوچھے
 لوح و کرسی و قلم عرشِ علا سے پوچھے
 مہر و مہ سے پوچھے صلح و مسامحہ سے پوچھے
 ساکنان و سعتِ ارش و سما سے پوچھے
 دل جگر سے پوچھے ذہن رسا سے پوچھے
 باغِ یمن چلتی ہوئی بادِ صبا سے پوچھے
 یا مریض بے دوا سے یا قصا سے پوچھے
 زندہ دل لوگوں کی امیدِ شفا سے پوچھے
 پوچھے بدرالہجی شمس الضحا سے پوچھے
 واقف اسرارِ تسلیم و رضا سے پوچھے
 دے کے قرآن کی قسم لفظِ بقا سے پوچھے
 کون ہے مولا اگر جوشِ دلا سے پوچھے
 یا خدا سے یا کہ دوشِ مصطفیٰ سے پوچھے
 ہو اگر تحقیق کی حاجت خدا سے پوچھے
 انجمنِ دماہ و کواکب کی ضیا سے پوچھے

<p>ظاہر و باطن مدد کی کنے جب وقت آپڑا کون ہے اسلام میں مخصوص امام اولین کون تھا بنیان مروض آتے ہی جنگاہ میں چشم دل کی روشنی میں کچھ کمی رہ جلا اگر خیر کے جب ہو ریاحت عالم معنی کی ختم منقبت خوان جن کا دل ہر وقت سوتے جاگے بائے بسم اللہ کے نقطے میں نہان ہیں جو نکات اوستا و طائر سدرہ نشین کا طرزِ منج مصحف رُخ اوج منبر پر ہے ناطق طرح علم ان کے خاندان میں زندہ جاوید ہے حشر تک بو نہیں رہے یارب یہ نیکو ابدال</p>	<p>اصفیاء اولیا و انبیاء سے پوچھئے غیر صادق چسب کبریا سے پوچھئے نقش بردوار کیوں بنے خدائے پوچھئے طور پر برق تجلی کی ادا سے پوچھئے سید ناصر حسین رہنا سے پوچھئے پوچھئے آئینہ صدق و صفائے پوچھئے حرفِ حرف اس واعظِ رحمت سے پوچھئے عندِ حیات زبکین نوا سے پوچھئے نفسِ معنی اس حقیقت آشنا سے پوچھئے حجۃ اللہ قائم آل عباس سے پوچھئے مسئلے ہر صاحب صدق و صفائے پوچھئے</p>
---	--

قطعہ

<p>عید کا دن ہے پلا دے مجھے ساغر ساقی شق ہوئی کبے کی دیوار جما ہی آئی</p>	<p>طبع کو جوش ہے پیدا ہوے حیدر ساقی پھوٹ نکلی ہے شمیم سے احرار ساقی</p>
--	--

پور بیت اللہ

وَرَبِّكَ لَا يَسْكُنُ الْفُجُورَ إِنَّكَ مُتَعَلِّمٌ لِّمَا يُعَلِّمُونَ ۚ عَلِيمٌ بِذُنُوبِكُمْ ۖ لَا يَنْصَرِفُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّهِ ۚ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ لِشَيْءٍ حَكِيمًا

<p>شکتہ خاطر کا ناغم نہ مجھے کوئی رسانین ہے جدا کر کعبہ کی کیا حقیقت بتائے ہیں نقشِ عرش پر بھی کہیں یہ مانند شمع سوزان زبان جو اداسے مننی ہلا میں زنجیر عرش برسوں جانا صبح تو فائدہ کیا جمالِ حورانِ باغِ جنت کی معنویت بتائیں گے کیا</p>	<p>جدا کر کعبہ کو دیکھ لیجئے شگنائے دین یا نہیں ہے کلید بابِ قبول کئے زبانِ مودعا نہیں ہے کہیں یہ زخم کھن کی صورت دہن ہے لیکن صدائیں ہے وقتِ جوشِ شباب گردِ فلے زلفِ رسانین ہے سلامتی سے نگاہِ عرفان جو آشنائے ادائیں ہے</p>
---	--

حیات پائی تو کس نے پچھا دفات پائی تو کون دیا
 بھائے دلبر شور نالہ اور اسپہ دعو عاشقی بھی
 شہید ناز صبر ہے تا حیات جاوید کا ہے عیش
 تصرفات نظام غیبی یہ اختیار رات جزو گل بہن
 مشاہدات دفا شاری پکاراٹھے زبان بکر
 فرج آنکھیں اور ہی کچھ جو طور الفت چاکے ٹھہرے
 دم تصور فراق دیدہ کو جو کہ دیکھے صہات کدے
 وفا پرستوں کی خوش نصیبی کہ عشق حہ جوں تک لے
 ملا جو محبوب نے ہنسنے میں کہ حد سے گزرتی نہ تھی
 امید و صلاحت مرکز دل کبھی نہ چھوٹے گا اور نہ چھوٹا
 فغان ارباب لے کھنجر بتان طاق حرم گئے ہیں
 لبون کا ہلنا خلوص لے خدائی میں انقلاب کا
 دل خزین کو جلانے رکھنا یہ مکملے وعدہ کی سبج تک
 وفا پرستوں نے بنی دنیا بنائی ہو ایسے مادے سے
 کہان کا اظہار رنج فرقت فقط یہ کہنے کے منتظر تھے
 کسی کو دکھلایا طور سینا کسی کو بزم برین پہ لائے
 نثار آرام کوے جانان نہ فکر دنیا نہ خوف عقبی
 نہ جانین مومے پہ کیا بنی تھی کہ طور کی شکل کچھ نہ دیکھی
 جناب یوسف چاک دہن ہنسا تو دل کو ہوئی ستر
 حیات ظاہر تیار کر کے حیات جاوید پاگئے ہیں
 اسیر ہوتا ہے جب کبھی دل میان سرا حسن فطرت
 جہان کے پیکر میں صورت بدل حریم قدر کا پہلا ہما
 حدیث قرآن چہ نیم دلی نظر جو ڈالی تو صاف دکھا

نہو جو بیمار در دفرت کسی مرض کی دوا نہیں ہو
 ہم اسکو انسان سمجھیں کیونکر جو پائیدہ دفا نہیں ہو
 گلے پہ تیغ ادا کا چلنا کرم ہے طرز جفا نہیں ہو
 لٹائی جس نے متاع ہستی نصیب کیا اُسے کیا نہیں ہو
 ہو اسے اجماع اہل طعن کہ عاشقوں کو فنا نہیں ہو
 جناب ہی شخص کو بھی موافق آب و ہوا نہیں ہو
 نگاہ و ظاہر ہیں یہ جدا ہے گریبا طعن جدا نہیں ہو
 ستم ظلمت کا نہیں ہے ہرگز یہ ناگمانی بلا نہیں ہو
 چھٹا جو دلبر تو روئے اتنا کہ رنے کی انتہا نہیں ہو
 کوئی یہ رنج روان نہیں ہو کیونکہ الی قضا نہیں ہو
 یہ شور مرغ سحر نہیں ہو یہ بلبلو کی صدا نہیں ہو
 قیامت اسکو کہو قیامت زبان محو دغا نہیں ہو
 کسی کا ہوگا وہ آشنا کیا جو خود ہی در آشنا نہیں ہو
 کظا ہر اس بات قیامت جسے امید فنا نہیں ہو
 کہ منہ سے کہے گئے کئے والوں کی کھٹی تلوہ بجا نہیں ہو
 برائے عاشق ہو جان تازہ کسی لکڑی کی صدا نہیں ہو
 مثال اہل جان کسی کو کسی سے کچھ واسطہ نہیں ہو
 بڑا نہ مانے کوئی تو کہدین شان شوق لقا نہیں ہو
 ارے زلیخا ذرا خبر لے مقتضائے دفا نہیں ہو
 گناہگار ان عاشقی کی بجز جزا کے سزا نہیں ہو
 بغیر مولود طعن کعبہ کوئی بھی مشکاٹا نہیں ہو
 جواب کوئی مکان میں جکا کوئی بفضل خدا نہیں ہو
 علی ساعدہ کشا نہیں ہو علی سا بھڑا نہیں ہو

امیر دنیا و دین علی ہے وزیر محبوب کبریا کا
 اٹھایا خیمہ کا آہنی در بنایا پل تختہ فرج اُتری
 اگر ہو تفسیر معنویت علی خدا ہے قسم حسد اکی
 نہ بوسہ گیر دہان ساتی نہ ظن کو شہی بن سیکہ کا
 شرابِ خم غدیر بیکر حیات جاوید پاگئے ہیں
 ہمارا کوثر ہماری جنت رسول ایسا خدا ہمارا
 دکھاوے جنت کا جوش محشر نہ دے محفل کو مطلع نو

رسول و قرآن ہیں اس کے شاہرہ و ذکر خدا نہیں ہے
 زبانِ دل سے شریک ہیں ملی حق کی ولا نہیں ہے

ولی حق وہ کہ جب کا مولد کریم کعبہ ہوا جب میں
 جناب مریم کو حکم غیبی نے اپنی حداد پہ روکا
 لبِ عالی طرح سے کھل کے جدار کعبہ نے یہ صدوی
 اُدھر سے آیا جو حکم حکم جگہ دی کعبے نے اپنے دہن
 خدا کے گھر میں نصیر دیکھے خدا کا جلوہ نظر جو آیا
 جانبِ الاسدی گودی میں آج آیا ہو طفل ایسا
 بتوں میں بنا ٹاچھا گیا ہو خود اپنی ہستی ہے خفا میں
 چلین ہیں بنت الاسد حرم سے وہ رشکِ یوسفِ زین
 ابوالائمہ کی والدہ کا کلیجہ ہاتھوں بڑھا خوشی سے
 ابھی سے بچے کی گہری نظریں بتا رہی ہیں بیان کرتے
 ہر ایک اشارہ ہے کل بیان ہر اک کنا یہ تمام عرفان
 میان دار النبوت اس کے امانت اپنی سپرد کر دی
 لے ہیں آغوش میں محمد ولی مسرت خدا ہی جلے
 جمالِ محمد کو دیکھتے ہی کھلی ہیں خیر فکرن کی آنکھیں

شرف یہ حاصل زل کے دے کیو جیسے سوا نہیں ہے
 جناب بنت الاسد کو ٹوکے کوئی یہ خطرہ ذرا نہیں ہے
 حضور داخل ہوں بے تکلف مقام ہوں کا نہیں ہے
 شگافِ فکر پکار اٹھا یہ میمان ہے زجا نہیں ہے
 تو اپنے ہوش حواس ہی میں برہنہ ہو کا خدا نہیں ہے
 کہ جسکی خلقت کو سمجھے دنیا کسی میں یاد نہیں ہے
 یہ اعتقاد اچھ چکے اب کہ عارضی بھی بقا نہیں ہے
 کہ صر الفتن جن جکا گاہک بجز رسول خدا نہیں ہے
 کبھی جو مانگی تھی گو دین سے زبان پر وہ عا نہیں ہے
 سمجھے تصویر باغِ جنت زمین پر نقش یا نہیں ہے
 محلِ محل کے کنارہ میں بھولی بھولی ادا نہیں ہے
 امانت ایسی کہ دو جہان میں جواب جسکا ہو انہیں ہے
 نفس کہتا ہو اس سے بڑھ کر کوئی بھی غیبی عطا نہیں ہے
 یہ جذب میلان جنسیت ہے طہم شوق لقا نہیں ہے

<p>لگا کے سینے سے اہل باطن پر صاف ہر کئے ہیں معنی اسی کی ترکیب کمیادی سے کام مولج کا مکمل علی کے قد و نیمہ ہم تصدیق کہ خمیں شکل ثبات پیدا چھپائیں کیونکر عقیدہ اپنا کہیں کہ جتنا ہے روح جاتی غیر غم نے تصرفات جہا کی وسعت دکھادی ہم کو پھر جو مغرب سے مہر تابان صبح کو پہنچا کہ یہ ہے میں محبت کے پینے والو یہ اہل غفلت سے بڑھکے کہو جنون الفت میں پند زہج کو نقش بر آب بننے دکھا بشر بھی ایسا کہ نام جسکا ثبوت لفظ قدم کا باعث بشر بھی ایسا کہ جسکا عرفان بشر کو ہو جائے غیر ممکن علی کی مدح دشنامیں بکھر پڑھے ہو کس جوش سے قیصر جنانے حسین خوش ہیں ہمیشہ خوش کہنا اکوایہ سید و سید نصیر کو جو جہان علم و عمل کی شاہی</p>	<p>کہ بقراؤ دلی اس سے کوئی بھی بہتر و نہین ہو اسی میں تاثیر اس طرح کی بجز شفا کے تصانیف ہو ہمان ایمان کی زینت زینت میں کی ہم فنا نہیں ہو وصی و امام مصطفیٰ کا سواے شیر خدا نہیں ہو نیان ہو شان ید اللہ سے کہ قدرت میں کیا نہیں ہو علی ساقدرت نما نہیں ہے علی ساجد نما نہیں ہے قسم خدا کی وہ دوزخی ہے جو ست جام و لا نہیں ہے یہ کون کہتا کہ اسے نصیری علی بشر ہے خدا نہیں ہو بشر بھی ایسا کہ جسکو خلقت کے مادے کو فنا نہیں ہو یہ تاب ذہن دکا نہیں ہو مجال عقل رسا نہیں ہو وہ کون دل ہو جو مست بخو دیان نرم و لا نہیں ہو دعا سے خدام ہے تو یہ ہے بس اور کوئی وہا نہیں ہو درو در پڑھ کر کہیں سبک میں کہ اور کچھ مدعا نہیں ہو</p>
--	---

گوہر گیتا

اَلَمْ يَجْعَلْ لَكُمْ اَيُّهَا الْمَرْءُ نِسَاءً يَنْتَبِھْنَ لَكُمْ وَكُلَّ يَوْمٍ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ لَدَيْكُمْ وَنِسَاءُكُمْ لَمَنِ النِّسَاءُ اُولَئِكَ يَدْعُوْنَ إِلَى الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ الْبَاطِلِ

<p>اُبھارین جوش بیباکی میں نشاندہا ہم بھی بتوں کو تو سہی تو بہ نہ بلوادی ہو دم بھر میں تبھنے والے اس فرق حقیقی پر نظر ڈالیں مجازات محبت کا نہ جائے حشر کیا ہوگا یہ جوہ نار و اصراف اسلئے ہیں دار دنیا میں نمود حسن کی سوچی گئیں تھیں جبکہ تدبیرین گری جب کر کر داسکے برقی سوزان کوہ سینا پر</p>	<p>فقیرت میں باب حرم پردین صدا ہم بھی غور جن وہ رکھتے ہیں تو آہ رسا ہم بھی وہ جتنے بیوفا ہیں اتنے ہی ہیں باوفا ہم بھی ستم برائے نکونازش ہے تو خواہان قضا ہم بھی معاذ اللہ ڈر کے کہہ اٹھیں آخر خدا ہم بھی لئے تھے حفل فطرت میں دکا آئینا ہم بھی لئے دل میں کھڑے تھے حسرت صبر و استقامت ہم بھی</p>
---	--

بہانِ عشق میں نیرنگِ بزمی کا خطرہ کیا
 بڑے جتنی محبت باطنی احساس بڑھتے ہیں
 اداسے امتحانگہ میں اٹھے تو ہاتھ قاتل کا
 جراحاتِ زبان کی چاشنی درد کیا کہئے
 شکستہ خاطری میں آہوں کا دم کس قیامت ہو
 جنوں عشق میں دنیا ہے پائل و پھر نہیں کوئی
 خموشی مٹنی دارد کہ در گفتن آید
 رہی پردے میں برقی طور بھی تحریک کی خواہ
 طلسمِ عشق میں مشکل پر مشکل ہو مگر ڈر کیا
 امیر المومنین مشکاکشا مولود بیت اللہ
 لگائے ہیں اگر بنت الاسد بچہ کیلجے سے
 جگہ پھر دی جدارِ کعبہ نے بنت الاسد نکلیں
 رسول اللہ کا نائبِ خدا کے گھر سے آتا ہے
 بجال حسن کے جذباتِ خالص کا اثر دیکھو
 نگاہیں اپنی اب جبریل کی نظروں کے آگے ہیں
 پھرین محروم جس دارالشفائے مادر عیسے
 کلیم اللہ کو اس وادی میں کیتا کہ سکیں کیونکر
 ہوئی جب فکرِ مطلعِ غیب سے محشر صدائی

مہ کفان کے پہلے سے ہیں تہمت آشنا ہم بھی
 لگا ہوں سے سمجھ لیتے ہیں دل کا مدعا ہم بھی
 تلے بیٹھے ہوئے ہیں بہر تو صیغہ جفا ہم بھی
 کہ سنس پڑتے ہیں سنکر کوئی حرفِ نامہ ہم بھی
 النسا جلتے ہیں پردہ خلوت سرا ہم بھی
 بنا نا جلتے ہیں محفل خلوت منا ہم بھی
 کہ پھر سب گئے ہیں دقتِ عرض مدعا ہم بھی
 کوئی چھیڑے تو چھیڑیں اپنے دل کا اجر ہم بھی
 کہ رکھتے ہیں خدا کے فضل سے مشکاکشا ہم بھی
 جہازِ شرع کا کہتے ہیں جس کو نا خدا ہم بھی
 لے رہیں مثل ایمان قلب میں جوشِ دلا ہم بھی
 چلوئے آئینِ کل دیدہ حق آشنا ہم بھی
 چلین صلے سے کہتے ہوئے دیکھیں فرا ہم بھی
 یہ کہ کرت گرسے سرمہ بنالین خاکِ پا ہم بھی
 نبی کی گود میں دیکھ کے بندہ حق نا ہم بھی
 دہیں سے لائے بیماری عصبانگی دوا ہم بھی
 بعینہ دیکھتے ہیں آنکھ سے نورِ خدا ہم بھی
 ہیں مدحِ دوست میں آمادہ صلِ علا ہم بھی

چلے بابِ حرم سے لیکے نفسِ مدعا ہم بھی
 علی کو پاس کے سمجھے رکھتے ہیں کوئی خدا ہم بھی

تصدقِ تجھ پہ اسے قائم مقامِ مصطفیٰ ہم بھی
 کوئی پوچھے تو بتلا دینِ جنان کا راستا ہم بھی
 صدا ہر مونس تن دیگا کہ ہم بھی ہیں شہا ہم بھی

غیرِ خم کا افسانہ قیامت تک نہ بھولیں گے
 علی کی پیروی سے اتنی قدرت ہو گئی حاصل
 قیامت میں جو خیمِ لطف چھاٹے گی غلاموں کو

ترے جوش سخاوت کا یقین تفسیر ایمان ہے
 ملائک کے مقابل عرش پر ہے اب باغ اپنا
 حرم میں آنکھوں سے دوش رسول اللہ رکھا
 ترے دعوے الفت میں اگر کاٹے زبان کوئی
 ملائک پر نہیں موقوف اسے نفس رسول اللہ
 دوعالم گونج اٹھے تعریف سے شمشیر ضربت کی
 امید لطف مولا خود ہی بڑھ کے بخشو اے گی
 سے محبت علی کافی ہے عیسیٰ کی ضرورت کیا
 خدا چاہے تو مرتے دم زبان سے یا علی نکلتے
 نصیری پر نظر کرتے ہیں اور اپنی محبت پر
 دیا جب واسطہ جلالتین کا بس مراد آئی
 لڑائی میں حوالے کر دی تلوار اپنے دشمن کو
 ہمیں پر کچھ نہیں موقوف قول انبیا یہ ہے
 تمنا میں یہ کہتی ہیں کہ برپا حشر جلدی ہو
 کوئی روح الامیں سے پوچھے تو بازو پہ کیا گدڑی
 نجف کی خاک کے دوز ترے آنکھوں میں سر ہوں
 وہ استغنائے باطن ہے نظر سے گرئی دنیا
 ارے صدیقی علی کا نام لے لے اور فنا ہو جا
 فقیرانہ لگائی جب صدا باب الحوائج پر
 زیارت کر کے دجا اللہ کی چشم دور بین پائی
 خدا سے یا علی تجکو جدا کہنا قیامت ہے
 ملائک ہم زبان کیونکر نہوں امر حقیقی ہے
 نصیری صرف ہم ذات سے قطع نظر کر لے

کتاب اللہ میں دیکھے ہوئے ہیں اتنا ہم بھی
 غور اسکا کہ رکھتے ہیں تجھ ایسا پیشوا ہم بھی
 سمجھتے ہیں ترے قدموں کی چائے ارتقا ہم بھی
 کر نیلے آفت نہ بندھتے ہیں اگر کچھ ادا ہم بھی
 ترا نام آتے ہی کہہ اٹھتے ہیں صل علی ہم بھی
 ملائک کی زبانی سن چکے ہیں لافنا ہم بھی
 جب آئینگے قیامت میں سردار القنا ہم بھی
 کہ رکھتے ہیں یہ بیماری عیسیٰ کی دوا ہم بھی
 کبھی جو کچھ کہا کر دینگے اسکی انتہا ہم بھی
 آہی خیر بخود ہیں دم جوش دلا ہم بھی
 ہلا دیتے ہیں یوں زنجیر عرش کبریا ہم بھی
 تصدق اس کرم پر اے علی مرضا ہم بھی
 لگائے ہیں ترے باپ کرم سے اسرا ہم بھی
 تجھے آنکھوں سے دیکھیں صائب تاج لوا ہم بھی
 تمنا تھی کہ دیکھیں توت خیر کشا ہم بھی
 سمجھ لین یا گئے بس جاہل رض و سا ہم بھی
 گدائی سے نجف کی ہو گئے ہیں بادشاہ ہم بھی
 تو سچے دل سے پھر مائیں ترا عشق خدا ہم بھی
 یگا رہے انبیا اس آستان کے ہیں گدا ہم بھی
 اشاروں میں بتا سکتے ہیں معنی بقا ہم بھی
 سنے بیٹھے ہیں افسانہ شب معراج کا ہم بھی
 سمجھتے ہیں تجھے سردار حبلہ ادصیا ہم بھی
 تو پھر دیکھے علی کو کہتے ہیں معش خدا ہم بھی

<p>ڈرین کیون دار دنیا میں اگر وہ چٹا ہم بھی بنا لیتے ہیں یوں غفلت خد سے کیسا ہم بھی اگر شمس لٹھی وہ ہے تو ہمن بڑا دجا ہم بھی یہ ڈر تھا اگر کے سجدے میں نہ لکھیں خدا ہم بھی کئے دیتے ہیں محشر ختم اب مرح و فشا ہم بھی زبان تک بے تحلف لاتے ہیں حرف ما ہم بھی حضور نامہ ملت میں ہوں محنت سرا ہم بھی کھڑے ہوں کعبہ طاعت میں ہر قدم ہم بھی</p>	<p>علی حامی ہوئے جنت اپنی اور خدا اپنا جلا دل سوز عشق حیدری سے اور ہوا یارس نظر سیا سے روشن پر جو کی آنکھیں بکارا ٹھین جگر جوش و صف حیدری کو روکے بہتے تھے زبان کلاک سے شان غلو پیدا نہ ہو جائے ملائک کی صفوں میں شور اگر برپا ہے آئین کا رہے قائم یہ محفل تا ظہور حضرت حجت ظہیر شمع کمالین نصیر ملت بیضا</p>
<p>دکھا دے جلوہ صہبا دما بین لے ساقی پئے خدا مجھے چھلکا کے جام دے ساقی</p>	<p>عروج کی تیر ہوین تاریخ آئی اسے ساقی عروج سے مہر کابل کے آنکھ جھپٹ جائے</p>
<p>ہادی دامام رہت سہا آتا ہے کعبے سے نصیری کا خدا آتا ہے</p>	<p>اسلامیوں کا عقدہ کشا آتا ہے کیونکر نہ کرین شکر کے سجدے</p>
<p>گوہر راو</p>	
<p>ذُرُودِ غَزَلِ زَنَنْجِ بَطَلِ اسَدِ اللہِ عَلَیْہِ سَلَامُ</p>	
<p>محشر شوریدہ سر جاتا ہے سوئے حرم سننے کو اسرار عشق چھڑ رہے ہیں سب ہم بھرتا ہے ہر سانس میں شدت و حشر کا دم چاک گریبان کا شکل خدا جسم دم ناصح دوا عطا سے یوں کہہ رہا ہے دیم آج وہ ہے سر زمین اور یہ نشان تدبیر</p>	<p>اہل نظر دیکھ لین جند بے عشق صنم اہل تماشا کی بھیڑ ساتھ میں ہے دور دور جوش میں جذب کو سوچتا کچھ بھی نہیں عالم باطن کی شرح دیت جنوں سے ہوئی عشق مجازی کی قدر دیکھئے اب تو ہوئی کرتے ہیں جس سمت سب سجدے بعد احترام</p>

فشقہ اصدل پہ تھا کفسر کا قوی حضور
 رشتہ زنجار سے راہ تمنا ملی
 آہ دل مضطرب نقش جا ہی گئی
 ترکیہ نفس ہے خضر طلسمات حسیہ
 نقش خیال وفا دیکھ کے آئے ہنسی
 اُن کے دہن پر فدا اُن کی زبان کو نثار
 دل کی خوشی ناخوشی راحت و اذ کا فرق
 شور قیامت اٹھے یا ہو جان منقلب
 خون رگ جان میں ہوا اتنا تو رنگ سواد
 ضبط سرشک فراق اتنا ہو فرحت فزا
 دیدہ دل سے ہو یوں سیر طلسم حیات
 تکبر رشوق میں ظاہر و باطن ہو یوں
 شبنم و غور شید کا پیش نظر ہو سمان
 مرکز اعمال تک نیت خالص رہے
 درو کی تکلیف میں بہر تلاش دوا
 نفس اگر پاک ہو باب تمنا تو کیا
 بنت اسد کی دعا کر گئی کا عجیب
 ایسے تو مہمان ہوں کوئی تکلف نہیں
 کہے میں بنت اسد آئی ہیں اس شان سے
 مرکز اسلام کے دل کی مراد آ گئی
 کہے سے تاعرش پاک ہو گئی فصل بہار
 طیب طاہر زچہ گھر سے خدا کے چلی
 پیش حبیب خدا تدر پڑھانی جو ہے

دیکھے اب سر پہ ہے کس کے خدا کا کرم
 ڈھونڈھ لیا نظرون نے جادہ بیت الصنم
 کیا ہوا ناقوس کا دم جو بھبرا د مبدل
 دیر کا ہو مستکف یا کہ اسیر حرم
 لوح مقدر میں ہوں گو کہ لکھے غم یہ غم
 کھاتے ہوں جو یو الوہوس دست کو سناں
 ذوق خیالات ہے دو ذوق و باغ ارم
 ہے مگر انسان وہی جو رہے ثابت قدم
 حرف وفا کے بنیں جو ہر تیغ سبتم
 آئے پسینہ سے بھی نکلت ایدائے غم
 آئے نظر ایک ہی شکل وجود و عدم
 لذت تکلیف سے منہ پہ ہنسی دل میں غم
 جذب کرے سوز دل آنکھوں میں آج جو غم
 خوف جہنم کا ہوا اور نہ شوق ابرم
 چاہیے گھر سے سفر سوئے دوکان عدم
 ایک اشارے ہی میں شوق ہو جدا حرم
 مولد حیدر بنا جو کہ تھا بیت الصنم
 کھول لیا اپنے ہی ہاتھ سے باب کرم
 نقش قدم ہو گئے وجہ ثبوت قدم
 لیجئے پیدا ہوا ناب فخر اشم
 گلشن دین بن گیا روکش باغ ارم
 ہاتھوں میں اپنے لیے طفل نامت چشم
 اٹھتے ہیں جلدی قدم بڑھتا ہوں دل مبدل

<p>کتاب مناقب نگار تجکو خدا کی قسم اہل زبان میں ترا نام ہو مجبذرقم</p>	<p>مطلع تازہ سنا جویش کا ہنگام ہے جس کے ہر اک لفظ کا اتنا جو حسن قبول</p>
<p>آگیا عالم میں وہ رہبر عالی حشم رفت عرش خدا جس کے ہے زیر قدم</p>	<p>حیدر صفدر علی مالک کو شر علیہ قاسم ناوجنان حاکم کون و مکان</p>
<p>فاتح خیبر علی دافع کفر و ظلم راہبر انس و جان دافع ہر رستم ساقی خم غدیر نایب خیر اہم زینت ملک عرب و ذلق شہر عجم افسروج خدا حامل تیج و علم قلج بدروا اُحد خدق و سر العلم بھرتے ہیں سب انس و جن جی نجات کا دم خلد برین اپنے ہی ہاتھوں بنا لینگے ہم نقش طلسم ابد مہر ثبوت قدم مہر ثبوت پہ ہوں کعبہ میں جس کے قدم رک نہ سکا ایک پل آپ کا دست کرم نام علی سے ہوئی رونق لوح و قلم پوچھتے ہیں آپ کا جب کوئی مانند ہم دل کو نہ بیم رقیب اور نہ فرقت کا غم اس کے سوا اور کیا لائیں دلیل قدم ذہن میں مہل ہوئی صورت لفظ عدم جس نے کہا کوئی شعر مل گیا باغ ارم خادم دیرینہ پر کوئی نگاہ کرم میرے بھی رنخی صفا اب ہر چراغ عدم</p>	<p>خیر شجاعان دہر ضارب سیف و دہر دل سے خدائی جسے کتنی ہے مولائی الفت حیدر کے داغ سینے میں بڑھ لیں ذرا معنی نام علی ہم سے کوئی پوچھ لے ہاتھوں کو اس کے رسا کوئی کما تنک لے گھر کے کھلا بارہا چرخ ابر بہار ذات علی سے ہوا دفتر کن باسواد ہائیکہ قدرت کا بھی کچھ نہیں دیتا جواب جب علی پر فدا یہ بھی ہے اک معجزہ آپ ہیں نفس نبی آپ ہیں وجہ خدا قوت اور اک سے آپ پہ جب کی نظر شان عطا پر فدا آپ کی تو صیف میں مختصر دیوانہ بھی شاعر سرکار ہر واقعہ حمیری یاد ہے بھولا نہیں</p>

تختِ مطہرِ جنابِ اہلسنن شاہ

ملاکِ نظر کی اور سب کو معصوم بنادیکھا
تیرے جمالِ انبیاء سے ماسلف دیکھا
مگر جب چشمِ الفت سے سوئے شاہِ مخمور دیکھا
انہرے تیرے کسی کا اور نہ یہ عز و شرف دیکھا

خدا نے دیکھ کر روئے علی باہی طرف دیکھا

مرقعِ حسن

کہ تھلیدِ کلامِ شیرِ خجندِ جنابِ اہلِ قضا علیہ السلام

جو کہ موسیٰ نے نہ دیکھا ہودہ منظر دیکھ لو
دیکھ لو نیز کی قدرت سرا سر دیکھ لو
خاکِ پائے دوست کا سرمہ لگا کر دیکھ لو
چشمِ بینا سے جمالِ روئے دلہر دیکھ لو
دیکھو کیا دکھلائی ہے چشمِ فسونگر دیکھ لو
میری آنکھوں سے سوئے زلفِ مغرب دیکھ لو
شوق کہتا ہے اداسے بندہ پرورد دیکھ لو
بے تکلف ویدہ دل سے مکرر دیکھ لو
دیکھتے ہیں جن عالم سوز کیوں کر دیکھ لو
مصر میں چکرِ ذرا یوسف کے تیرے دیکھ لو
ایک بندے کی نگاہ بندہ پرورد دیکھ لو
سب کے پہلے جلوہ لوحِ مقدر دیکھ لو
چشمِ دل کی قوتِ فیضِ آرزو کر دیکھ لو
نشہ بہتی مین زنگِ دور ساغر دیکھ لو

دوستِ خوشنِ خدا داد آکر دیکھ لو
ایک تصویرِ حقیقت اور جلوے مختلف
وقتِ نظارہ جو حائل ہوں جہانِ جناب
قوتِ باطن اگر ہو اپنا گھر ہی طور سے
شوق کا ممنون ہو کر جذبِ لڑھ جائیگا
عشق میں یہ ہے مدد سے پریشانِ خاطری
یہ بھی فریادِ حیاتِ عاشقی کی روح ہی
لن ترانی کجکل اک دُور کی آواز ہے
جلوہ گاہِ نازین حیرت زدوں پر اک نظر
حسن اگر روشِ شاہی ہے چتون فقر کی
کر لیا بازار کے بازار کو اپنا غلام
سوئے کوہِ طور جانا ہو کہ بزمِ ناز میں
مشقِ دنیا ہی میں بڑھ لے جہمِ حشر کیلئے
ہئے نااطالبِ ہوش و خرو ہے چشمِ مست

<p>اتفاقاً دیکھ لیں بھولے سے جس کو اہل جن اہل دل کا گریہ خون ہے کسین کے لئے اک مرقع ہے نیاز حسن و عجز عشق کا بت پیرن پر زنگہ، یا فرست مرقع حسن ہے اہل دل کے نگار سے میں تمنع ہے بھی یا نہیں گہری نظریں ڈالو گے تو دیکھنا آجائے گا عالم روحانیت کیا کیسا نفیر خیمہ سحر کس طرح و لکا کنول بھتا ہے صبح و شام ہجر دیکھتے ہیں سب اسے حسیر نگاہ حسن ہو مردم دیدہ اگر ہو سکتے ہوں تصویر شوق موبہ موکل جائیں گے جتنے بھی ہوا سر احسن ہر ہجر کے طیس کے وصف صورتی منوی شاہ غیبی افتادے روئے حیرت نقاب آکھونین پھرنے لگے گی علم آدم کی شبیہ دیکھنا چاہو اگر اسرار عزم نوح کے ہیئت موسیٰ کے نفاذ کی رکھتے ہو جواب زہر عیسیٰ کی ہر گچ چوتھے فلک تک شہر تین مطلع نو پڑھ دو اسے عشر فرم بزم ہو</p>	<p>عمر بھر کستار ہے وہ پھر لپٹ کر دیکھ لو دامن امید پر یا قوت حسد دیکھ لو یائے جانان پر کسی بیتاب کا سر دیکھ لو قصیل گل کے جوش میں شکر گل تر دیکھ لو جاگتے ہیں ہجر کی راتوں میں کیونکر دیکھ لو دیکھتے ہیں کس طریقے سے سوہ دیکھ لو عاشقوں کا اضطراب قلب مضطرب دیکھ لو بھگتی راتوں میں نور ماہ و اختر دیکھ لو دیکھو آئینہ کہ آئینے کے جوہر دیکھ لو اک مرقع زیب بزم عالم زرد دیکھ لو دیدہ باطن سے سوئے شکل حیدر دیکھ لو چشم بنیا چاہئے دفتر کے دفتر دیکھ لو وجد ہو گا قدرت خلاق کبر دیکھ لو دیدہ عرفان سے شہر علم کا در دیکھ لو کشتی دین رسول اللہ کا لنگر دیکھ لو شیر حق کو وقت فتح باب خیمہ دیکھ لو فقر کی حالت میں فقر نفس حیدر دیکھ لو آزما کر قوت طبع سخن و ر دیکھ لو</p>
---	---

سوئے بیت اللہ حلو اسرار داور دیکھ لو

نوحی قسمت سے بندہ بندہ پرور دیکھ لو

<p>ہو گیا روشن خدائی میں بتوں کی صبح ہے جس جگہ مریم کو آئی تھی صد کے دور باش روح یوسف مصر سے کہے کو یہ کہتی چلی</p>	<p>خط ابین اوج دیوار حسرم پر دیکھ لو بنگیا مولود حیدر آج وہ گھر دیکھ لو آؤ آج حسن داماد پیسہ دیکھ لو</p>
---	--

<p>خط تو ام لوح دیو از سرم پر دیکھ لو قدرت فلک روان محشر مکرر دیکھ لو</p>	<p>فلک قدرت نے لکھی تفسیر خرق والیتام محل اہل ادب میں اور ایک مطلع پڑھو</p>
	<p>مشرق کعبہ سے نکلا مسر النور دیکھ لو جم سکین نظریں تو نور سے حیدر دیکھ لو</p>
<p>بے بہا گنجینہ قدرت کا گوہر دیکھ لو آج زور دست و بازو سے پیہر دیکھ لو اللہ اللہ کس قیامت کے میں تیر دیکھ لو ایسا آغوش برادر میں برادر دیکھ لو مشور ہے مولود بیت اللہ کو آ کر دیکھ لو پارہ پارہ کلمہ نوحہ خوار آؤر دیکھ لو فردنی چھائی ہوئی محب کر منہ پر دیکھ لو ڈر کے مارے کانپتا ہی باب خیر دیکھ لو صوفیو آؤ جمال رو سے حیدر دیکھ لو ہر ادائیں اک نگاہ بندہ پرورد دیکھ لو دیکھو کیوں صنع سکندر صنع داؤد دیکھ لو قدرت معراج کو بالائے منبر دیکھ لو کعبۃ اللہ میں سر دوش پیہر دیکھ لو ہن جہنم واصل اب معبود آؤر دیکھ لو چلکے مولا کو میان عالم زر دیکھ لو کعبے میں دوش بنی پر سے حیدر دیکھ لو حشر میں جذب شفیع روز محشر دیکھ لو کھل چکے ہیں رحمت معبود کے در دیکھ لو او بھر سے ہیں آئینہ مقصد میں جوہر دیکھ لو</p>	<p>لائی ہیں بنت الاسد زیب حیات دیوی قانع خیر کو فیض میں کیا پھیلے گوہر انظرین کہتی ہیں اٹل جانیگی اب نیار کفر لفظ کن میں ہیں جو دو حرف اس کے معنی کھل سکے کرتا ہے اسلام آغوش محمد کا طواف مہر میں اترانی کی گود سے لیکر زور کر رکھا تیار غیبی کا رخسانہ ذوالفقار آمد مشکلا کشا پرات سے سببت کا اثر رویت معبود میں کھوتے ہو کیوں ہوش دھوا نہ جمع قوم نصیری کو بھی لیتے آؤ ساتھ جو ہر آئینہ رخ ہے کہ برق کوہ طور یاں مجال عقل کا جھگڑا نہ خرق والیتام رات اندھیری نہ چشم اہل عالم بند ہے گوشتش نور خدا کیونکر نہ ہستی سوز نہ ہو آئینہ ہو جانیگی تشریح اسرار قدیم قوت باطن سے تھم تھم کر معبود دین بنے آمدی آتی ہے خدائی اپنی بخشش کیلئے روح باب علم اسے محشر کمانتک سپر رہو آرزو میں دل میں نقش کا میا پی ہو گئیں</p>

قندل نیت اللہ

اے خداوندِ عالم! میری عمر کو عجب شفیق اور مہربان علیک ادا فرما

نثارِ انیر کہ جو کبے کو بتجانہ بناتے ہیں
زمانے میں یہ کیسا انقلابِ سن معنی ہے
بجے کیا نقشِ دلیر آخر اس تفسیرِ عقلی کا
سرِ خمخاؤ دنیا یہ ضنعتِ راس کیا آئے
اگر دعوئے جذبِ عشق ہو شو فغان کیسا
نظر اور موقلم کی گتھیاں سلجھا نہیں سکتے
ہجومِ آہ بے تاثیر کی ترہین ظاہر ہے
حواسِ محسوسہ مختل ہو گئے عشقِ مجازی میں
حقیقتِ جذبِ باطن کی نہ سمجھے اور نہ سمجھیں گے
سن کر دل کو کیا کیا نغمے نا قوس برہن کے
گلِ مقصد کے بدلے خارِ دامن میں نظر آئے
دماغِ جانِ اصول نشہِ الفت سے بے پردا
سلیقہ گریہ غم کا نہ سیکھا دیدہ تر نے
دمِ خلوت ہے ممکن شدہد معنی کی آرائش
کمرین قبضے میں اپنے تختِ شاہی بھی اگر بائیں
زمین پر یہ گھروندائے قائم رہ نہیں سکتا
ہم اس خلوتِ مکدے کو آمدِ ساقی کو فرسے
وصیِ مصطفیٰ سلطانِ دین پروردہو پیدا
خدا کا گھر منور ہو گیا شمعِ امامت سے
جہان سے واپس آئے پاؤں آئینِ حضرت میر

اگر ٹوکے کوئی تو اسکو دیوانہ بناتے ہیں
کہ شمعِ بزمِ کوشیدائے پروانہ بناتے ہیں
کہ آیاتِ وفا معنی کا افسانہ بناتے ہیں
ستم ہے دلوچورا کر کے بیانہ بناتے ہیں
کہ ایسوں ہی کو اہلِ عقل دیوانہ بناتے ہیں
تکلف دیکھئے تصویرِ جانانہ بناتے ہیں
فریبِ اہلِ عالم شانِ شاہانہ بناتے ہیں
اور اسیرِ لطفِ یہ اپنے کو فرزانہ بناتے ہیں
مگر یہ کیا قیامت و ملین کا شانہ بناتے ہیں
لگا رستائیں معنی کو صنم خانہ بناتے ہیں
اگر سچ پوچھیے گلشنِ کو دیوانہ بناتے ہیں
فریبِ چشمِ عالم وضعِ رندانہ بناتے ہیں
مگر آنسو کو درِ تاجِ شاہانہ بناتے ہیں
کہیں زلفِ مسلسل بے حجابانہ بناتے ہیں
تو پھر کس واسطے صورتِ فقیرانہ بناتے ہیں
بنائیں وہ حرم کو جو صنم خانہ بناتے ہیں
اگر سچ پوچھیے تو بزمِ رندانہ بناتے ہیں
عبادتِ خانہ کو دربارِ شاہانہ بناتے ہیں
خوشا تقدیر ہم بھی دل کو پروانہ بناتے ہیں
بنائے دوائے اس گھر کو رجا خانہ بناتے ہیں

تولائی ہون سرست سخن عشرت پر مصلح	کہ بزم منقبت کو بزم زبیر اتہ بناتے ہیں
میں حبیب علی کا دل کو پیانہ بناتے ہیں	خدا فی جبین گھر کر لے وہ میخانہ بناتے ہیں
<p>کوئی پیمان شکن مانگے جو ساغر منہ کی کھائیگا یہ وہ پیانہ ہے جسکو جگہ دیکر سیر نکھون پر یہ وہ پیانہ ہے اہل نظر جس کی تختی کو یہ وہ پیانہ ہے جسکی حدیث ارباب بل شنکر مدد اسے جذبہ باطن بڑھا جسے حبیبہ کو قیامت کے انھیں دکھلائینگے فرزا کی انبی انھیں کو غیب سے ملتی ہے شاہی ملک یا مٹھی قیامت تک وہ باغ خلد کی پروا نہیں کرتے فرخ بزم قدس لیسوں ہی کی شمع عبادت سے ولی اللہ ہو کر جو کی روئی طائر مہر کھائی، خدا کی راہ میں یہ اوج نقش پائے حیدر علی معمورہ دنیا کو دیران اسلئے سمجھے چھیمے گا عمر عشرت نہ شوق منقبت خوانی</p>	<p>غدر حشم سے مٹی لاکے پیانہ بناتے ہیں جن دامن دلاکارت چا شاہانہ بناتے ہیں چراغ محفل ایمان کا پر دہ بناتے ہیں دلغہ چشم کو مدد ہوش و مستانہ بناتے ہیں خدا و مصطفیٰ کے دل پہی کا شانہ بناتے ہیں ہیں عشق علی میں جو کہ دیوانہ بناتے ہیں بولوں کو جو شک چترستانہ بناتے ہیں گاستان نجف میں جو کہ کا شانہ بناتے ہیں جو قرعہ غلام کو یہ دہانہ بناتے ہیں یو نہیں دنیا سے اپنے دلوں کیگانہ بناتے ہیں ملاک عرش کے تاج ملو کا نہ بناتے ہیں حرم قدس کی محبت میں کا شانہ بناتے ہیں بہار خلقت جنت میں کا شانہ بناتے ہیں</p>
قطرہ	
<p>آزمائیں تھیں مریم بھی مست را اپنا جائے میلاد علی کعبہ کعب کیسا ہے</p>	<p>پھرین محروم ہی لیس کر دل مضطر اپنا میںان اپنا ہے شوق اپنا ہے اور گھر اپنا</p>
مولود مسعود	
<p>مَوْلَا اِمَّا كَيْفَ يَرْقَا لَمْ يَرْحَبْ عَنْهُ لَمْ</p>	
چلے ہو طور پر سننے کو مرے یا رکی باتیں	خدا ہی راس لائے حسرت دیدار کی باتیں

غضب سے شوق کے جذبات میں جس سے گزر جاتا
 دم فکر جواب لن ترانی بخش نہ آجائے
 سخن کی شوخیان اک حد یہ قائم رہ نہیں سکتیں
 گواہ شوق و استغنا میں لٹائے کے مرکز پر
 اٹھائے دیتی ہیں کس لطف سے پڑتے کلف کے
 گئے وہ دن کہ پہرون بیٹھ کر مجبور مسنتے تھے
 قیامت ہو مزاج اہل باطن کی بھی آزادی
 نزاکت میں مزاج دوست کی تصویر بن بیٹھا
 کبھی یہ فکر اٹھے کیونکر نقاب عارض جانان
 کبھی تھے طلسم حسن ایام جوانی کے
 کبھی تیرا داکا زخم کھا کر دل پہ چپ رہنا
 کبھی ہمارا کی بھی چھپڑے تیوری پہل آنا
 کبھی اسلامیوں کے دل پسند اخلاق کی محنت
 کبھی برہم مزاجی ہجر میں اپنی طبیعت سے
 خلافت عقل کہہ دینا کبھی اسرار ایمان کو
 کبھی یہ ضد کہ ہوا ضد دین بھی سلسلہ نبوی
 کبھی تقریر ناصح پر یہ عاجز ہو کے کہہ ٹھننا
 کبھی دامن دل کو گوہر مقصد سے بھر لینا
 کبھی کہنا گئیں بنت الابد اللہ کے گھر میں
 حدیث جذب باطن ختم ہے خاموش ہم بھی ہیں
 یہ راز خیمہ عالم میں کسی سے کھل نہیں سکتا
 وہ خلوت تین دن کی اور وہ مہمانی اسے توبہ
 خدا کے شیر کی مادر وہ بیت اللہ سے نکلی

کہیں روانہ کر ڈالیں دل شہر کی باتیں
 کہاں انسان کا ذہن اور کہاں سرا کی باتیں
 ملال انگیز اکثر ہوتی ہیں تکرار کی باتیں
 کسی سرست کی باتیں کسی ہشیار کی باتیں
 کسی ساقی کی باتیں اور کسی میخوار کی باتیں
 اثر کے رنگ میں ڈوبی ہوئی غنوار کی باتیں
 کہ جس غفل میں بیٹھے چھڑ گئیں دلدار کی باتیں
 اٹھائی جائیں گی کس دل بیا کی باتیں
 کبھی ہیں چارہ کار زخم دامن دار کی باتیں
 کبھی یوسف کا ذکر اور گرمی بازار کی باتیں
 کبھی سننے کو آمادہ لب سو فار کی باتیں
 کبھی پہرون بنانا بیٹھ کر بیکار کی باتیں
 کبھی دیرانیوں کے نخوت پسندار کی باتیں
 کبھی دسے وقت یاد جانان پیار کی باتیں
 کبھی وہ گفتگو جیسے کسی دیندار کی باتیں
 کبھی درد زبان ہیں سہہ و زنا کی باتیں
 جہان بیکار بیٹھے چھڑ دین بیکار کی باتیں
 کبھی مولود کعبہ حیدر کرار کی باتیں
 کھلی دیوار سے ظاہر ہوئیں اسرار کی باتیں
 خدا ہی جانے بعد اسکے پس دیوار کی باتیں
 سینیں ارباب تحقیق احمد مختار کی باتیں
 کنار شوق میں بچہ وہ پیہم پیار کی باتیں
 نظر مصروف نظارہ ہے اور دلدادہ کی باتیں

<p>یہ دلکش ہیں حبیب ایزدِ غفار کی باتیں کہ محل ہو گئیں اصنامِ دل آزاد کی باتیں فروغِ محفلِ اربابِ دین ہیں یار کی باتیں</p>	<p>بڑے آغوش پھیلا دی ہمارے آ رہا حیدر لسانِ اللہ خدا کا ذکر کرتا آیا کبھی میں بڑھو عشرہ مطلع کتے ہیں روحِ سخن جس کو</p>
<p>یہ ہیں جاری زبان پر حیدر کرار کی باتیں یہی کام آئیں گی باقی ہیں سب بیکار کی باتیں</p>	
<p>حدیثِ جامِ ہن کاغذ پہ مجھ میخوار کی باتیں یہ ہیں عاقل کی باتیں یا کسی سرشار کی باتیں یہ مقبولِ خدا ہیں حیدر کرار کی باتیں ترے زوار کی خوشیاں ترے زوار کی باتیں نہ بھولیں گی ابد تک طالعِ بیدار کی باتیں تجھے چپ لگ گئی سن کر دل بیاں کی باتیں سینِ شب بھر زین و حیدر کرار کی باتیں کھلا یہ رمزِ مخفی جب سینِ تلوار کی باتیں کہ قرآن میں رقم ہیں ایزدِ غفار کی باتیں شدید الکفر کرنے لگتے ہیں دیندار کی باتیں یہ ہیں مشہور عالم میں اسی سرکار کی باتیں علمبردار کی طاقت علمبردار کی باتیں قدمِ امجد ہوا پر سب یہ تھیں اسرار کی باتیں میانِ بطنِ مادرِ حیدر کرار کی باتیں کہ دیوانہ بنا دیتی ہیں اکثر یار کی باتیں سینِ شب بھر جو تم نے حیدر کرار کی باتیں کہیں دو جلون میں جبریل سے اسرار کی باتیں یہ مانا روحِ بلبل ہوتی ہیں گلزار کی باتیں</p>	<p>منائبِ ساتی کوثر کے لکھے یہ شرف پایا حدودِ شرع جاری کر نیوے صاف تہلا دین شبِ معراج اسی لمحہ میں اندازِ سخن رکھا بجھت میں ہر سحر اک عید تازہ ہوتی ہے مولا سلا یا قبر میں ہم کو دکھا کر جلوہ حیدر یہ ابھن نزع میں ہے کیوں نہیں اب تک علیؑ فضیلتِ سیدہ سے کوئی پرچھے انکے شوہر کی ابو کی چھینٹ بعد قتلِ عنقر مر نصرت تھی اتصالِ جانِ نشینِ مصطفیٰؐ کے رُوحِ ایمان ہیں علیؑ کے کارنامے سننے کے اکثر ہنسنے یہ دیکھا جسے جو کچھ دیا اتنا دیا جو حد سے دینے کی کشادہ بابِ خبر اور رجزِ خانی سے ظاہر ہیں عبورِ فوجِ حقِ ادبِ بابِ آہنِ دستِ قدرت میں دلیلِ سابقِ الاسلام یا تفسیرِ عرفان ہیں خیالاتِ نصیری عشق میں دیکھے تو ہم سمجھے ذرا سے ابنِ عباس آکے ہمے بھی بیان کر دو یہ ہے معجزِ بیانی اور یہ اندازِ فصاحت ہے ریاضِ منقبت میں نعمہِ منجی بس لہلہ عشرہ</p>

دعائیں بھی ہوں یوں جیسے کسی شہر کی باتیں انہیں حریف غلط کر دے جو ہوں آزار کی باتیں نہ چھوٹیں مرتے مرتے حسن و عشق یار کی باتیں	مدتج ساتی کوثر کا جی بھکے کھلے لو خداوند امرے اسرار دل سے تو ہی واقف ہے علی محبوب روحانی ہو اور میں عاشق صادق
---	---

نورِ روحانی

شفق کی طرح میرا غن ترے سر پر مبارک ہو مجھے پہلو میں اپنے مہربان دل پر مبارک ہو مجھے خالی ہی دست یار سے ساغر مبارک ہو مجھے صبر اور نظم رحمت حیدر مبارک ہو	عدوت مجھ سے تجھ کو چرخِ دہن پر مبارک ہو تری لاکھوں جھائیں ہوں تو میرا کیا بنا لگی ترے جامِ مہ و خورشید سے کیوں شک ہو تجھ کو مبارک ہوں تجھے سو سو طرح کی کاوشیں ظالم
---	--

علی پیدا ہوے اسے خانہ واد پر مبارک ہو
خدا کے بند دن کو سلطان بن پر مبارک ہو

خود اپنے منہ سے بول ٹھا خدا کا گھر مبارک ہو پیو باہم یہ کہکس ساغر کوثر مبارک ہو تجھے کسب ضیا اسے خسروِ خاور مبارک ہو نصیبہ جاگ اٹھا تیرا مہ نور مبارک ہو تجھے بھی فتح اپنی اسے دیرِ خبر مبارک ہو نظارہ آج اسکا اے دل مضطر مبارک ہو زمانے کو یہ شاہِ معدلت گستر مبارک ہو مبارک رفعت اسے جبریل کے شہر مبارک ہو نجاتِ آخرت محشر میں اسے محشر مبارک ہو	جدارِ کعبہ شق ہونے سے شاید ترعا یہ تھا کھلا نچھانے عرفان کا دروازہ چیلو زندو چراغ اللہ کے گھر میں چلا ہے بعدِ موت کے عجب کیا ہے اگر اب دل ہو مہرِ بصیرت بحانِ میں قاتلِ مرحب جو ہے اس کے قدم آئے خدا نے جس کی الفت کے لئے تجھ کو بنایا تھا پھری تیغِ جفا جو رہتنگاری کی گردن پر علی کے فیضِ خدمت سے ہو زورِ عرش پر وازی ملا ہر شہر پر اک قصرِ جنت مدحِ مولائین
--	--

قطعہ

اپنی ہستی سے خبردار بتان کعبہ دیکھ لو دیکھ لو کون آیا میساں کعبہ	بیٹھے بٹھلائے نہ چھن جائے مکانِ کعبہ عرشِ پرواز کبھی تو ہوں پہ سطحی نظریں
---	--

<p>کہنے والوں نے کہا ہے جسے جان کعبہ آج کچھ اور ہو سلام کا اعزاز و وقار کیونکہ تاحشر ہے نام و نشان کعبہ نقش بر آب ہوئی شکل بتان کعبہ خوت سے پڑ گیا ساٹا میان کعبہ ایک عالم کا دل اور روح روان کعبہ تیرے قربان میں لے بخت جوان کعبہ دفعۃً کھل گئی دیوار مکان کعبہ پھینکے ہیں توڑ کے زنا و بتان کعبہ آیا کعبے میں وہ کہے جسے جان کعبہ آگیا کام مرے عشق بتان کعبہ</p>	<p>ماننے والوں نے مانا ہو جسے نفس نبیؐ آج کچھ اور ہو سلام کا اعزاز و وقار آگیا عالم اسلام میں قطب بیان دہن مہربوت کے یہ آواز آئی بچے کی شکل میں ایک شیر نظر آتا ہو فاطمہ بنت منکلیں ہیں لیکر خوش خوش پایا وہ طفل کہ چہرے خدائی شیدا اپنے دامن میں گل بارغ امامت آیا گھر میں بیٹھے رہے اور جبل متین کو پایا مردنی چھائی اصنام پہ سرتابہ قدم محشر آنکھوں کو میسر ہوا دیدار سے</p>
--	---

قلعہ عالم

<p>گوہر مقصود کعبے کے خدا سے مل گیا مطلب دل خندہ دندان نما سے مل گیا تجلو جو ملنا تھا وہ بخت رسا سے مل گیا جادہ منزل کسی کے نقش پا سے مل گیا زندگی کا ذائقہ آخر چشم سے مل گیا دو قدم چل کر جو اپنے دربار سے مل گیا یوں غبار اپنا اوڑا آخر ہوا سے مل گیا زندگی میں جو کوئی اہل قبا سے مل گیا شکر کرتا ہوں مجھے میری قبا سے مل گیا عشق کی منزل میں رہن ابتداء سے مل گیا</p>	<p>لو مبارک محل نظرت خدا سے مل گیا شکر اہٹ بن گئی تصویر دیوارِ سرم یہ خزانہ غیب کا ہے یا کہ دامن مراد اے زہے قیمت کہ آخر جستجو کام آگئی ہر جفا سے دوست ہو گیا کہ منہ مانگی مراد منزل راہ عدم کا لطف اس سے پوچھے ذوق بربادی ہے فرط بھرمین عین صبا ہر نفس اسکو حیات دائمی کا لطف ہے عشق کا سرمایہ جو کچھ حسن کی دنیا میں تھا دل کی کاوش نے ٹوٹا ہاے کیا کیا نفس</p>
--	--

<p>جان مین جان آگئی یوں دو باتیں ہو گئیں راز دارِ عشق کو خاموش رہنا چاہئے جب ہوئی تقدیر سیدھی آسمان بھی دست تھا برہمن کو ہو مبارک جنش زنجیر دیر اب مجھے یہ راز نورانی بتائیں جبریل ہو گیا آئینہ دل قابلِ بزمِ رسول دور میں ملکِ امامت کے یہ ہو پہلی نوید عرش سے آتی ہے آغوشِ محمد تک صدا لو مبارک ہو گئی تفسیرِ تبارِ امت وادیِ امین بنی بنتِ الاسد کی گو آج دونوں ٹکڑے پھر ملے جیسے پسِ شقِ القمر مطلعِ برجستہ سرایہ ہو دستِ غیب کا</p>	<p>اتفاقاً جب کسی درویشا سے مل گیا کیا بتاؤں جو کہ تسلیمِ رضا سے مل گیا میں نے جو مانگا وہ بابِ دعا سے مل گیا لیجے اجلِ امتین جلوِ خدا سے مل گیا کعبے سے پایا کہ عرشِ کبریا سے مل گیا فاطمہ بنتِ الاسد کے دربار سے مل گیا مجمعِ اربابِ ایمان رہنا سے مل گیا بعدِ مدتِ آشنا اک آشنا سے مل گیا ابتدا کا سلسلہ آج انتہا سے مل گیا مجمعِ اہلِ نظر نورِ خدا سے مل گیا تیرہویں کو مرتضیٰ یوں مصطفیٰ سے مل گیا سب کہیں محشر کو بابِ دعا سے مل گیا</p>
---	---

جب خدا بندوں کو حبِ مرتضیٰ سے مل گیا
مرتضیٰ آغوشِ کعبہ میں خدا سے مل گیا

<p>سبحرِ حیدر میں غمِ فرقت ہے روحانی خوشی مل گئی انگشتی سائل کو ہنگامِ نسا ز جسمِ رضوان نے نہ دیکھا ہو جو بزمِ خلد میں آجکا دن نقشِ اولِ صفحہِ ایمان پہ ہے جاتے ہیں بے خوف بندِ آنکھیں کئے اہلِ علم حاصلِ کون و مکان کیونکہ صدقہ کیجئے قدرتِ اعجاز کا ادنیٰ کرشمہِ ریشم وجہِ تزئینِ خدائی کیوں نہوا سکا درود کعبے میں اورجِ یدِ الہی کا نقشہ یوں کھنچا</p>	<p>زندگی کا لطف دردِ لا دوا سے مل گیا ہم کو سلطانِ دلائت انما سے مل گیا ہم کو وہ سرایہِ خوانِ اہلِ اتی سے مل گیا مجمعِ اسلام پہلے مقتدا سے مل گیا رستہِ خلدِ برین کا رہنما سے مل گیا آپ کے در پر جو سائل کو صدا سے مل گیا جو رجوعِ قلب نے چاہا دعا سے مل گیا کعبے کو آئینہ جسکے نقشِ پا سے مل گیا بُت گرے اور ہاتھ عرشِ کبریا سے مل گیا</p>
--	---

<p>فہم انسان میں خدائی راز آسکتا نہیں عقل گم تھی مدتوں ادبِ عسل کی فکر میں کیون گردہ اہل دین ہو غرقِ دریاے گناہ تو ت جذبِ رسالت یوں شریکِ نفس تھی غیب سے پیدا ہوئی اک صِدِّرتِ تکمیل دین زائرِ دل کے واسطے راہِ نجفِ معراج ہے عالمِ ایجاد پر فیضِ یدِ الہی ہے عام عرضِ معشر بھی پہنچ جائے سوے بابِ قبول خلق میں دور بقائے ناصرِ ملت ہو یوں باپ اور بھائی کے سایے میں بڑھے عمرِ سعید اہلِ ایمان میں ہو غلِ ہنگامِ فیضِ چہتاد</p>	<p>کیا کمون جو دامنِ مشکل کشا سے مل گیا یہ پتہ معراج میں عرشِ علا سے مل گیا کشتیِ دہنِ خدا کے ناخدا سے مل گیا دل ازل ہی میں حبیبِ کبریا سے مل گیا آشنا منبر پر جدمِ آشنا سے مل گیا منہ اٹھا کر جو چلا اپنے خدا سے مل گیا حبِ قیمت سب کو اس حاجت روا سے مل گیا دیکھ لے جو دہن ہے وہ التجا سے مل گیا دوست دیکھیں قائم آلِ عباس سے مل گیا دل پکارے یہ ثمرِ نخلِ دعا سے مل گیا یہ خزانہ باپِ علمِ مصطفیٰ سے مل گیا</p>
---	--

خلوتِ راز

<p>ضرورتِ خلوت اور ہے محفلِ ناز اور ہے صنعِ سکندری پہ کیا دیدہ دل نظر کرے لیتے ہی جان و دل حضورِ سمجھے کہ دہان لے مان لیا خدائی بھر نظرِ دینِ خاک ہو گئی حقِ تویہ ہے کہ ٹھوکرینِ معنی تم کی روح ہیں شمع کی زیست مختصر تجربے کس طرح بڑھیں قبر سے بلخِ خلعتِ کتنی ملین ہیں منزلیں خضر کی پیرویِ عبث کیوں ہو علامیِ سچ اُت ری خلوصِ بندگی بندہ بنا ہے مہر جاوہِ جستجو میں پاؤں اٹھیں بطورِ مختلف</p>	<p>تیرے حرمِ حسن کا شاہِ راز اور ہے حُسنِ جہانِ فروز کا آئینہ ساز اور ہے کئے توصاف کہدین ہم قدرتِ ناز اور ہے نہیبِ اہلِ ذوق میں شرحِ نیاز اور ہے پھر بھی یہ کہہ رہا ہے دل بندہ نواز اور ہے بزمِ وفا میں لذتِ سوز و گداز اور ہے پھر بھی یہی سنا کے خلوتِ راز اور ہے اہلِ فنا میں مصرفِ عبادتِ راز اور ہے عالمِ امتیاز میں شانِ ایاز اور ہے راہِ حقیقت اور ہے راہِ مجاز اور ہے</p>
---	--

<p>آئینہ دار حسن دوست سیکھ لے اہل شرق سے لاش شہید عشق سے پوچھے کوئی تو بول اُٹھے قدرت دیدہ کلیم آگے بڑھے تو دیکھ لے جذب اگر ہو فطرتی گو ہر مدعا ملے وجد میں ہیں ملائکہ جہم رہے ہیں نبیا نفس رسول آگیا شرح بسیط دین ہوئی روئے علی کو دیکھ کر منت اسدی کہتی ہیں دولت لازوال کو گھر سے خدا کے بچپن پاکے کنا مصطفیٰ جانب دوش کی نظر تمشیر اگر ہو مدح خوان مطلع تو بھی چاہئے</p>	<p>صورت زیب و زینت زلفت دراز اور ہے اپنا بے غسل اور کچھ اپنی نماز اور ہے کوئی اسی حجاب میں جلوہ طراز اور ہے لیکے علی کی گود میں کبے کا نماز اور ہے جوش طرب میں نغمہ اہل حجاز اور ہے آج کنا رکعبہ میں دستہ راز اور ہے ایسے جال حسن کا آئینہ ساز اور ہے حسرتیں دل کی اور کچھ شان نیاز اور ہے دل نے کہا کہ ایک ابھی جائے فرار اور ہے آج تمھاری نظم کا سوز و گداز اور ہے</p>
--	---

عشق علی میں صورت راز دنیا ز اور ہے
رمز حقیقت اور کچھ ستر حجاز اور ہے

<p>قدرت ملکن و محال کہتی ہے ان کو دیکھ کر وقت نزول انما اہل ولا پکار اُٹھے کھولے مصحف خدا دیکھئے شرح ہل اتی ترک متاع دنیوی بات تھی اک خفیف سی خضر نبی کا قول ہے خلد ملی تو کیا ملی جذب حسن و عشق سے راز کھلا یہ عرش پر فرد گنہ جلی تو کیا بلغ ارم ملا تو کیا مرکز و کمان سے میں آگے بڑھا تو کھل گیا پاؤں سے تیر جب کھینچا قوت حسن نے دی صدا تمشیر اٹھا دعا کو پانتھ باب قبول کھل گیا کعبہ دل کی جیب میں نقد مراد آگیا</p>	<p>صاحب مجرہ یہ ہیں شعبہ بانہ اور غیب اسکے علاوہ قدرت شاہ حجاز اور ہے انکا ہے روزہ اور کچھ ان کی نماز اور ہے زہد میں ورنہ قدرت شاہ حجاز اور ہے عشق علی میں حاصل عمر دراز اور ہے خلوت اہل شوق کا محرم راز اور ہے عشق علی میں حاصل سوز و گداز اور ہے نفس رسول پاک کی خلوت راز اور ہے انکا رجوع قلب اور ان کی نماز اور ہے آج ترا طریقہ عرض نیاز اور ہے جب یہ خیال ہو گیا بندہ نواز اور ہے</p>
---	--

	رباعی	
دیکھیں تو بتوں کے ناز اٹھائیوالے رک سکتے نہیں غیبے آئیوالے		قسمت کو محبت سے جگانے والے خود بول اٹھی ہنس کے جدا کعبہ
	قطعه	
قول سلطان الملائکے مطابق ہو گیا جلہ جلمہ منزل قرآن ناطق ہو گیا		تیرہویں ماہِ رجب کی ناصر دین کا بیان جوش عرفان میں کسی تفسیر سلطان نصیر
	مناظرہ حقیقی	
<p>میں کہتا ہوں دل بیتاب میں جتنی کہ قدرت ہے میں کہتا ہوں کہ یہ سب خمِ فرقت کی بدولت ہے میں کہتا ہوں کہ ایک لک سا رنگ اکیلا قیامت ہے میں کہتا ہوں خرامِ ناز و شوخیِ طبیعت ہے میں کہتا ہوں لعلِ عشاق کو اک برقِ آفت ہے میں کہتا ہوں حجابِ سن پناہ یہ صوت ہے میں کہتا ہوں پوچھو سکو یہ اک رازِ فطرت ہے میں کہتا ہوں کہ اہلِ بشر میں کب یہ قدرت ہے میں کہتا ہوں اسے جانے دو یہ رازِ حقیقت ہے میں کہتا ہوں ازل سے جو کہ پابندِ محبت ہے میں کہتا ہوں ہی جانے کہ جکے دل کو لذت ہے میں کہتا ہوں کہ جسکی زندگی ایسے فرقت ہے میں کہتا ہوں کہ ایک لک سا رنگ یا خوار ہے میں کہتا ہوں کہ ہنسے ایک ہنسے کی عادت ہے میں کہتا ہوں کہ خوابِ جاہلی یہ نہیں نظر ہے</p>		<p>وہ مجھ سے پوچھتے ہیں تم کو ہر کتنی آفت ہے وہ کہتے ہیں کہ دل کیا اور تپائی کی قدرت کیا وہ کہتے ہیں ذرا تشریح کرنا رحمِ فرقت کی وہ کہتے ہیں قیامت کیا ہو اور کس طرح آئیگی وہ کہتے ہیں کہ شوخیِ طبیعت کس کو کہتے ہیں وہ کہتے ہیں دکھنا دو فنکِ مجکو برقِ آفت کی وہ کہتے ہیں کہ صورت کا ہیولا کیوں ہوا پیدا وہ کہتے ہیں ہٹے کس طرح پروردہ رازِ فطرت کا وہ کہتے ہیں ہر ذوقِ معرفت قدرت کے معنی کیا وہ کہتے ہیں کہ تفسیرِ حقیقت پوچھیں ہم کس سے وہ کہتے ہیں کہ ہو کس طرح پابندیِ محبت کی وہ کہتے ہیں کہ لذتِ آشنا دلکی شنا کیجئے وہ کہتے ہیں کوئی جیتا بھی ہے ایسا فرہین وہ کہتے ہیں نہی آتی ہے ایسے خوابِ راحت پر وہ کہتے ہیں کہ ہنسنا و اٹل عادت نہیں ہوتا</p>

<p>وہ کہتے ہیں کیا حال فطرت کوئی کیا ہے وہ کہتے ہیں داغ و دلی قدرت معجزہ ہا ہون وہ کہتے ہیں اس حسن عقیدت کا ہر دہانہ وہ کہتے ہیں کہ میرا دین دولت کوئی کیا ہے وہ کہتے ہیں یقین دان اگر ہو خود ہی بتا دو وہ کہتے ہیں ضرورت استخوان بدگانی کی وہ کہتے ہیں شرارت دیکھی تھی برقی تجلی کی وہ کہتے ہیں کہ شرح حسن لکنت کوئی بھاگی وہ کہتے ہیں کہ واقف کون ہے ہر قدرت کا وہ کہتے ہیں کہ باب علم حکمت سے ملیں کیوں کر وہ کہتے ہیں کہ کعبہ اور ولادت امر ناممکن وہ کہتے ہیں کہ مریم ہیں مری چشم بصیرت میں وہ کہتے ہیں حرم قسمت سے مولد ہو نیاں نکلتا وہ کہتے ہیں کہ بطلان برسی کیا نہیں ممکن وہ کہتے ہیں امور عقل و ملت پوچھیے کس سے وہ کہتے ہیں تصدق جان دل نفس رسالت پر وہ کہتے ہیں کوئی مطلع پڑھو جو ش عقیدت میں</p>	<p>میں کہتا ہوں داغ دو میں اس بڑھ کے قدر ہے میں کہتا ہوں کہ مانو گے اگر حسن عقیدہ ہے میں کہتا ہوں بتاؤ کیا تمہارا دین و ملت ہے میں کہتا ہوں مجھے معلوم ہے جو کچھ حقیقت ہے میں کہتا ہوں چلو رہے ہیں بھی دوس کیا ضرورت ہے میں کہتا ہوں یہ استفسار بھی عین شرارت ہے میں کہتا ہوں سرے نزدیک شرح حسن لکنت ہے میں کہتا ہوں وہی جو واقف اسرار قدرت ہے میں کہتا ہوں وہی جو بابت ہر علم حکمت ہے میں کہتا ہوں چلو کیسے میں آج مسکی ولادت ہے میں کہتا ہوں کہ دیکھو آؤ اگر چشم بصیرت ہے میں کہتا ہوں کہ اپنی اپنی یہ خوبی قسمت ہے میں کہتا ہوں بدہتات میں کون بخت و جنت ہے میں کہتا ہوں کہ یہ مساک خلافت عقل و ملت ہے میں کہتا ہوں زبان سے اسکی نفس رسالت ہے میں کہتا ہوں خدا تمہارے جو ش عقیدہ ہے میں کہتا ہوں کہ سیری فکر کیا شایان رحمت ہے</p>
<p>وہ کہتے ہیں علی اسرار دان بزم وحدت ہے میں کہتا ہوں تعالیٰ اللہ اس سے بڑھکے قدرت ہے</p>	
<p>وہ کہتے ہیں کہ اس قدر کا پردہ کون اٹھاتا ہے وہ کہتے ہیں کہا ہے اس طبیعت والے کہ اپنی وہ کہتے ہیں کہ بیست کیا ہے تفسیر پر بیضی وہ کہتے ہیں یہ الہی کی قدرت اور کچھ آخر</p>	<p>میں کہتا ہوں کہ واقف کو کشف جو طبیعت ہے میں کہتا ہوں غدیر خم منار بجائے بیوت ہے میں کہتا ہوں یہ اک ادنا یا الہی کی قدرت ہے میں کہتا ہوں کہ ظاہر فوق ایدہم سے رفت ہے</p>

<p>وہ کہتے ہیں کہ اس نعمت کی تفصیل اور کچھ کیجئے وہ کہتے ہیں ابھی تک معنی خلوت بھی محل میں وہ کہتے ہیں کہ عرفان امامت ہو تو کیونکر ہو وہ کہتے ہیں مناقب کیا ہیں اس سجد کی قدر ہے وہ کہتے ہیں کہ دیکھیں کس طرح نفس نبوت کو وہ کہتے ہیں ہو ویدار اگر طور حقیقت پر وہ کہتے ہیں جو ذکر اسکا عبادت ہے تو بسلم اللہ وہ کہتے ہیں پھر کوئی اگر اس خضر حجت سے وہ کہتے ہیں کہ ہودنیا کی نعمت پاسے تو دنیا وہ کہتے ہیں قیامت کا ہو کیونکر مرحلہ آستان وہ کہتے ہیں شہنشاہ ولایت حشر میں ہونگے وہ کہتے ہیں کہ میں صدقے سر تاج شفاعت کے وہ کہتے ہیں حقیقت دان مذہب ات ہے کی وہ کہتے ہیں بشر اور شان وحدت اسکے معنی کیا وہ کہتے ہیں علی خالق کی قدرت شک نہیں کوئی وہ کہتے ہیں حقیقت مل گئی باہم مذہب کی وہ کہتے ہیں جو حجت ہے عبث محشر دعا مانگو وہ کہتے ہیں یہ حاجت ہے گلستان نجف و کیون وہ کہتے ہیں کہ خالص جذب گفت کیون سمجھے گی</p>	<p>میں کہتا ہوں شب معراج کی مشہور خلوت ہے میں کہتا ہوں نبوت آئندہ جو ہر امامت ہے میں کہتا ہوں خدا و مصطفیٰ میں بس یہ قدرت ہے میں کہتا ہوں کہ قلب اللہ اور نفس نبوت ہے میں کہتا ہوں نجف چلیے کہ وہ طور حقیقت ہے میں کہتا ہوں کہ اسکا ذکر بھی عین عبادت ہے میں کہتا ہوں عبادت ہی نہیں ہے خضر حجت ہے میں کہتا ہوں کہ اسکے واسطے دنیا کی نعمت ہے میں کہتا ہوں اُمی کے واسطے ہول قیامت ہے میں کہتا ہوں جو دلیں آفت شاہ ولایت ہے میں کہتا ہوں انھیں کے فرق پر تاج شفاعت ہے میں کہتا ہوں یہی تو مذہب اہل حقیقت ہے میں کہتا ہوں کہ جس بندے میں پیدائش خدا ہے میں کہتا ہوں سر پاسبان علی خالق کی قدرت ہے میں کہتا ہوں یہی میر بھی مذہب در حقیقت ہے میں کہتا ہوں تو پھر بیکار طول بحث جو ہے میں کہتا ہوں لبون تک آئے جو کچھ دل حاجت ہے میں کہتا ہوں کہ دیکھو جو خالص جذب اللہ ہے میں کہتا ہوں کہ طہیت سے علی کی اپنی طہیت ہے</p>
<p>تیرھویں رات ایسی کب دیکھی تھی اپنے ہوش میں اک فلک پر ماہ کامل ایکسے آغوش میں</p>	<p>کعبہ سے بنت الاسد ملکی میں کیا ہی عوش میں عالم بالا پر نظریں سوے دامن چشم دل</p>
<p>آفتاب عالم آرا ہے خوشی کی روشنی دو جہان میں آج پہیلی ہے علی کی روشنی</p>	<p>اللہ اندر رات پردن کا گمان ہونے لگا آسمان پر ماہ و نجم اور چراغان اسطرن</p>

ذکرِ عقیدت و ایمان

حسنِ سخن

صاف کہو پیے خدا تلو کہیں تو کیا کہیں
کیے تو قصہ مختصر زلفت دراز کا کہیں
ورنہ ہزار مرتبہ شوق سے دل با کہیں
چشمِ فزون طراز کو مجرہ ادا کہیں
وقت سکوت کیا کہیں وقت کلام کیا کہیں
دل میں ہے زبان کو زاہد و نکی دعا کہیں
چہین بجبین نہو اگر جامِ جہان نا کہیں
دیکھیں اگر مسج بھی دار وے دعا کہیں
حسن کی جلوہ گاہ کا رہبر درہ نا کہیں
تیوری پہ بل نہ آئے اگر مدعی جا کہیں
تم تو بتا دچپ رہیں جوش بیانیہ نا کہیں
خواب و خیال ہے گدا ز موم کہیں تو کیا کہیں
فیصلہ اب تمہیں پہ ہے کہہ کہہ تکرار کہیں
کسی سپہ یہ مراد خاص لڑک ہیں خدا کہیں
کچھ نہ کہیں تو مرکز قدرت ناروا کہیں
آؤ سنو جو سن سکو حالت امتدا کہیں
اسکے سوا کچھ اور بھی قصہ اتھا کہیں
بزم سخن میں غیر بھی آئینہ دلا کہیں
عشق بھی ہو معین اگر عاشقِ رضا کہیں
گرسے خدائے برہمن کیوں نہ خدا خدا کہیں

دوست کہا بگڑ گئے چاہتے ہو خدا کہیں
آئینہ کلام کو ہو گا فروغ یا نہیں
ڈرتے ہیں جذبہ نظر اور بھی ڈھانگا سقم
روحِ روان کے پشت پر گم ہوا دل تو یہ کھلا
دے کے جواب خود ہی تم عقدہ دہن کا کھولو
چاہو تو گھر کے برائے علم جو دہرس پڑے
رخ کا طلسم و کفریب دیکھیں تو پھر کھلے زبان
ہاتھ پہ جامِ آفتاب جلوہ فردز مثل دل
بارشباب اٹھائے ہیں آسے چوم لین قدم
دل کی حقیقت مزاج ہمہ کھلی نہ کچ تک
ناز و نیاز حسن و عشق جسے بتاتے ہیں کچھ اور
ڈرتے ہیں سنگ اگر کہیں اپنا ہی ل نہ چوٹ کھائے
شیخ و برہمن ایک ہیں داہری قدرت خیال
جوش غرور حسن میں کسے بنایا سبے نیاز
پوچھو ستم کشوں سے بھی تاب جواب ہو اگر
سینے میں ایک قطرہ خرن فکر و خیال سے بری
پاتے ہی توت شباب عالم عشق اکٹ دیا
مشق غرور ناز سے یہ بھی ہو سعی باطنی
جذبہ حسن کا سیلاب تلو حسین بنا چکا
آئی رجب کی تیرہویں کہے میں آئے مرقضی

<p>واقعہ آج ہی ہے ہم خم غدیر کا کہیں باب شہید بند ہے کوئی بتانے کیا کہیں کیون نہ بتوں کو شیخ بھی آج سے پراسا کہیں کہتے تھے نہ صنم صنم اب وہ خدا کیون سے بھی زبان حال میں سنتے ہی ادوا کہیں</p>	<p>ماہ فلک کے ساتھ ساتھ دین کو ہو گیا کمال بنت اسد کی گود کو دیکھ کے کہتے ہیں ملک جلوہ کبریا دیکھ کے سجدے میں گرے کعبے کا وہ قدیم دور جدید سے مثلاً بزم حریم قلب سے مطلع نہ کا ہو تھور</p>
<p>کعبے کو آج اسے خدا تو ہی بتا دے کیا کہیں کعبہ کہیں کہ مولد ناسب مصطفیٰ کہیں</p>	<p>عرش سے آگے فرش پر ہکو بتائیں جبریل سائل عرش سیر ہی کاش یہ عقدہ کھول دے ذکر ربانے خوان جو دیکھ چپ ہیں بولٹھیں جنگ احد کے جان نثار زندہ ہیں کچھ جا بے بین مہر نبوت اٹھتے ہی جلد یہ عقدہ کھول دے ابنی خدا کی قسم کھا کے صنم پکار اٹھیں طور نظارہ سوز سے آپ بتائیں اسے کلیم بنت اسد کی گود سے کاش صدا بلند ہو کعبے کو جبکی ذات سے اتنی لمیں فضیلتیں میں تھا اسی خیال میں بولا نصیری طرح میں نے کہا کہ اٹھرا تنا غلو جنوں ہے میں نے کہا کہ یہ خطا ایک عظیم درد ہے میں نے کہا الگ ہوا جا دہ مدعا سے تو میں نے کہا یہ جوش ہے مذہب عشق کے ظہار میں نے کہا دلی حق نور خدا ہیں شک نہیں میں نے کہا خدائی بھر کلمہ علی کا پڑھتی ہے</p>
<p>کعبہ کہیں کہ مسقط الراس ستہ ہما کہیں کعبہ کہیں کہ مسکن خسرو انما کہیں کعبہ کہیں کہ منزل سورہ اہل انا کہیں کعبہ کہیں کہ مرکز خسرو لافنا کہیں کعبہ کہیں کہ مظہر رفعت مضا کہیں کعبہ کہیں کہ بتکدہ ہکو بتائیں کیا کہیں کعبہ کہیں کہ امن جلوہ کبریا کہیں کعبہ کہیں کہ مخزن حاصل ماسوا کہیں عالم ملکات میں اُس کو کہیں تو کیا کہیں نور خدا کا تم کو ہم جو کہیں خدا کہیں اُسے کہا تو کیوں نہ پھر سب مجھے یہ خطا کہیں بولا کہ ایسے درد کو کیوں نہ مری دوا کہیں بولا اسی طریق کو مسلک مدعا کہیں کنے لگا مشاہدات کیا ہیں ہم اسد کیا کہیں کنے لگا تو کیا محال اُن کو اگر خدا کہیں کنے لگا تو کیوں نہ پھر خالق دوسرا کہیں</p>	

میں نے کہا مکالمہ ختم بھی ہو گا یا نہیں
 کہتا ہے حسن اعتقاد منزل ابھی بعید ہے
 بڑھ کے خدا کی راہ میں لین جو خبر فقیر کی
 سائلوں نے اگر کوئی انکی سخا کا پرچھے حال
 منطقہ البروج میں آپکا دور مثل شمس
 قدرت ممکن و محال ذات و صفات عیان
 کفر کی لاکھوں ہستیاں آندھیرے اُجڑ گئیں
 پہلے ہو وصل مصطفیٰ بعد خداے ہمیں
 نفس محمدی ہوے نور خدا ہین فطرنا
 گھر کو خدا کی راہ میں دے کے شمع فقر کی
 حشر کا روز آئے تو عید خدا دکھائے تو
 کہ کے امام دو جہان رہتی ہے فکرنا تمام
 قوتِ ناطقہ کا زور اور بھی ہو گیا دو چند
 مہر پھر آیا غیب سے پڑھ لی نماز وقت پر
 حکم قضا بدل گیا روح کو عید ہو گئی
 شاہد راز ہین امیں واقف کار ہین دبیر
 جھاڑے جو گرد پاؤں کی سالک جادہ خدا
 مدرسہ غدیر خم دیتا ہے یہ خبر ہمیں
 دیر و کشت میں اگر جلوہ فرود ہوں حضور
 خدمتِ مصطفیٰ میں ہے فرط ادب سے یہ سوال
 محشر بذلہ سنج بس نعمتِ مع تا کجا
 دامن دل عطاے غیب قبل دعا کے بھر گئی

بولا خدا کہیں گے ہم آپ خدا نما کہیں
 دلکی یہ ضد علی کو ہم قبلہ آما کہیں
 نقش قدم کو مرکز دائرہ احسا کہیں
 حلقہ بگوش ہوتے ہی معنی انا کہیں
 نور کا ابتدا کہیں نور کا منتہا کہیں
 ایسے بشر کو اسے خدا تو ہی بتا کہ کہیں
 مرجہ تیغ تیز کو چلتی ہوئی ہوا کہیں
 قصہ اگر زبان سے انکے فراق کا کہیں
 کیون نہ انہیں بھی باعثِ خلق بناو کہیں
 کیون نہ سر پر عرش کو آپکا یوریا کہیں
 جب کی سند کہ انبیا آپ کو مقتدا کہیں
 بن نہیں پڑتی کہتے کچھ فکر بھی ہے کیا کہیں
 حکم رسول جب ہوا دین کا منتہا کہیں
 جذبہ دل کو کیون نہ ہم ناک بے صدا کہیں
 عشق علی کو در دول کیون نہ تری و کہیں
 کہہ دین کہ انکے حلقے کو اپنی زبانیں کیا کہیں
 اہل نگاہ ذردن کو جام جہان نما کہیں
 نائب ختم انبیا خسرو دوسرا کہیں
 قدمونپہ گرتے ہی صنم کسے خدا کہیں
 ضرب کی موج سن چکے تیغ علی کو کیا کہیں
 دور نہیں ملا لنگہ وجد میں واہ و کہیں
 شوق طلب ہے بے نیاز آگے کہیں تو کیا کہیں

	رباعی	
کیا دور خدائی میں یہ سامان ہے کج اک نور سے عالم میں چراغان ہے کج		اللہ کے گھر میں کون مہمان ہے کج میلاد علی یہ راز فطرت کا کھلا
	رباعی	
اصنام کو ساعت ہو قیامت کی آج مضبوط ہوئی نیز خلافت کی آج		طاقت ہوئی کچھ اور نبوت کی کج کستی ہے یہ شق ہو کے جدار کعبہ
<p style="text-align: center;">کَافِرَاتٍ كُفِرْنَ عَنْهُمْ لَوْلَا مَا مَوْجِدُ كَيْفَ جَعَلَهُ</p>		
<p>لو حجاب کعبہ سے قبلہ نما پیدا ہوا آسمان شرع کا بدرالدجی پیدا ہوا آسمان دین پہ وہ شمس الضحیٰ پیدا ہوا گلشن اسلام میں شکاکشا پیدا ہوا خانہ معبود میں میرا خدا پیدا ہوا سُن لیا جب تاجدار اٹھا پیدا ہوا اے نہیں قیمت کہ شاہ لا فتا پیدا ہوا دور میں اسلام کے وہ مقتدا پیدا ہوا وسعت عالم میں ایسا رہنا پیدا ہوا زوج زہرا جانشین مصطفیٰ پیدا ہوا حامل تیغ دو دم خیمہ سر کشا پیدا ہوا صبح طالع ہو گئی نور خدا پیدا ہوا غل سے دنیا میں نصیری کا خدا پیدا ہوا آؤ محشر دیکھیں نور کبریا پیدا ہوا</p>		<p>ہادی اول امام رہنا پیدا ہوا تیرھویں ماہ رجب کی ماہ کال کو فروغ مہر مغرب سے پھر جسکے لیے بعد غریب ہنس کے مثل گل جدار کعبہ نے آواز دی آرہی ہے یہ رگ جان نصیری سے صلہ بڑھ گیا سائل کا دل ہاتھوں انگوٹھی لینے عرش سے آواز دیتی ہے زبان ذوالفقار کستی ہے جبکو خدائی بھرا میر المومنین آخری پوتا ہے جسکا رہبر عیسیٰ و خضر کعبے سے عرش خدا تک یوں فرشتوں میں ہے شہ روح مرحب پیکر خاکی میں گھبراتے لگی سوئے سوئے جاگ اٹھے یہ کعبہ کے اصنام حرم اے بتان کعبہ سجدے کو جبکو بہر خدا روشنی ہے لکھنؤ سے آج کوہ طور تک</p>



قطعہ

اپنا صدقہ ساقیا آشفتمہ حالون کو سٹے
ہاتھ اٹھا کر کوئی جام اللہ والون کو سٹے

گھیرے بیٹھے ہیں غدیر خم فقیر مست آج
جوش میں من گنت مولا کہ کے دل تو لے لیا

خجندہ عن غدیر

قاصد نہ کمی کرنا تبلیغ رسالت میں
گل ہونے ہیں کانٹے بھی گلزار موت میں
سطرین کہ رگ جان ہیں تصویر نصرت میں
مضمر ہیں رموز ایسے الفاظ عبارت میں
گلشن کی ہوں تاثیریں آتش کی حرارت میں
پانی ہے مدد غیسی عنوان کتابت میں
آیات تین نقطے ہیں صفحہ فقرات میں
کچھ سن لو زبان بھی اقرار مودت میں
ٹوٹا تھا کوئی تارِ شام شبِ فرقت میں
بجلی کی ہیں تاثیریں اجڑے طبیعت میں
کس طرح نہ نیند آئے شام شبِ ہجرت میں
کام آؤ گے کیا آخر فردائے قیامت میں

اللہ صلہ دیگا صحراے قیامت میں
کوشش سے نہ باز آنا دیوانہ کے کوئی
یہ خط نہیں خطبہ ہے تفسیر بلاغت کا
انسان تو کیا شے ہے جبریل بہق لیسنگ
یہ امر بدیہی ہے ہو جذب اگر خالص
سب وحی من اللہ سے نطقین مترادف ہیں
کوثر سے وضو کر کے تحریر وفا چھوٹا
تصویر وفا نامہ دیتے ہی یہ کمدینا
عالم پہ ہوا روشن یوں دلو کیا صدقہ
سرگرمی بیتابی جانشور ہوئی اب تو
بستر پہ قدم رکھا دلبر کی شمیم آئی
مشوقِ دل بسمل کی اللہ خبر لے لو

صدقے میں تغافل کے یہ امر تو ظاہر ہو
 سوز غمِ فرقت کے دوزخ سے بچیں کیونکر
 جب بند ہوئیں آنکھیں اسرارِ وفا دیکھے
 تارے بھی دھندلے سے عالم کو نظر آئے
 سخاوتِ ہستی کی ہلنے لگیں بنیا دین
 اسرارِ وفا مطلب نہیں ہنس کے بیان کرنا
 دیکھو وہی ڈھارس ہے ایذا ہو کہ ہوا رحمت
 گرتے ہوئے اشکو نہیں کیفیتِ وجدانی
 اک اُف یہ بلا غم کی ہر شام و سحر ٹالی
 یہ ضبطِ معاذ اللہ اعجازِ ذکرِ امت ہے
 یہ صبر بھی اک غیبی قوت کا نتیجہ ہے
 گردون کے ستم سہکرتیور پہ نہ بل آنا
 شاخِ نہیں بھولنے لاکھوں ہی بندھے چلے
 اُٹ کر کے اگر دیکھا سینے کے شکافِ فون کو
 سمجھا کہ اجل کیا ہے کہتے ہیں کہے سیت
 ہر کام میں عاشق کو ہوتا ہے یدِ طولا
 دکھلا دیا جو بندہ یا بندہ مثلِ سچ ہے
 لو ختم ہوئی منزلِ جذباتِ تعلق کی
 جنگل کی ہوا کھا کر سنبھلا دل دیوانہ
 دیکھا کہ ہو لو نکال مل کے بنا سایہ
 صحرا میں وہی محفلِ قسمت سے ہوئی برپا
 لو پیچھے ہو لو نکلے حجاجِ رس کے آکر
 منہ پر تین ہمراہ ولی اللہ

دل کس کو پکارا ٹھٹھے ٹپٹے جو مصیبت میں
 یہ مان لیا ہنسنے لیجا دُکھے جنت میں
 کیا کیا نہیں قدرت سے خلاص محبت میں
 آہیں جو شرِ افراتفرائیں شربِ فرقت میں
 یوں تنکو پکارا ہے انجامِ مصیبت میں
 لکھوا دیا نام اپنا آزاد و نکلی کست میں
 چہرے کی وہی رونقِ پیاری صحت میں
 بیتابی روحانی اُڑتی ہوئی رنگت میں
 نادانِ قف گویا بی ہنگام شکایت میں
 انسان نے رہنا جانا کا مصیبت میں
 حد سے نہ گذر جانا فکرِ شربِ حلیت میں
 کہنا کہ سمجھ لینے فداے قیامت میں
 جو سانس بھری ٹھنڈی جوشِ غمِ شہت میں
 کچھ اور جلا آئی آئینہ اُلفت میں
 جب صبح کو منہ دیکھا آئینہ عبرت میں
 شاہی کاسانِ بانڈھا محتاجِ عورت میں
 تاخمِ غدیر آیا ہنستا ہوا وحشت میں
 لو مل گیا آتے ہی اربابِ حقیقت میں
 وسعت ہوئی نظر و نگو میلنِ بیست میں
 وہ دودِ فغان کھٹ کر نکلا تھا جوت میں
 آنکھوں نے جسے دیکھا تھا غلامِ وحشت میں
 لو فصلِ بہار آئی گلزارِ امانت میں
 ہے عکسِ امانت کا درآتِ رسالت میں

تصویر شب اسیری دکھلائی گئی دن کو
 دوست محمد سے ہاتھ اٹھایا اللہ کا
 اُس ہاتھ پہ سب ملکر کیونکر نہ کریں بیعت
 اُس ہاتھ کو آنکھوں سے کیونکر نہ لگا لیجیے
 اُس ہاتھ کی دیدہائی کیونکر نہ بلائیں لہیں
 وہ ہاتھ نصیری کا کیونکر نہ پہنے رہیں
 آواز دُ من گنت جنگل میں جو گونج اٹھا
 جھوماجو سرب خطبے میں کوئی واعظ
 پھولوں نہ سماتے تھے زردنہیں خوشی یہ تھی
 معبود نصیری ہیں اسلام کے رہیں
 ہمراہ نبی جانا منبر پہ نہ تھا آسان
 منہ سے نہ کہے کوئی تیور تو بتاتے ہیں
 اے خم غدیر اپنی تقدیر پہ نازان ہو
 دنیا میں کوئی روکے دھاکے کو تھے کیونکر
 اُٹھتی ہوئی موجود نیر رفتار خضر صدقے
 پانی ہے کہ آئینہ قدرت کی تجسلی کا
 ساتی بھی دہی پایا میکش بھی دہی پلے
 ستان غدیر آؤ کوثر سے کریں بیعت
 اک چھپرے رندانہ تکرار طلب در نہ
 سننے کے لیے مطلع بیٹھے ہیں یہ متوالے

کچھ شک نہ ہے بزم ارباب بصیرت میں
 برہان بدیہی ہے قرین کی صحت میں
 پمدے سے جو نکلا تھا معراج کی قلو میں
 جس نے کہ جلا کی ہو آئینہ قدرت میں
 جس نے نہ کسر رکھی کعبے کی طہارت میں
 اعجاز سیمائی دکھلائے جو حضرت میں
 اک شور ہوا برپا اقرار مودت میں
 طربا کو ہوئی جنبش اظہار مسرت میں
 جلسہ نہ ہوئے جلسے ہر گوشہ تجرت میں
 عالم پہ نصرت ہے حیدر کا وزارت میں
 بسبب تک نہ قدم پہنچیں مہر حلی خلعت میں
 مضمر ہے شہنشاہی اجالہ خلافت میں
 فطرت نے ملا یا سب نگار امامت میں
 یہ زور برہا لکھو دریا سے دلا ریت میں
 اسلام کے بیڑے کو پہنچا لگی جنت میں
 لہریں نہیں جو ہر بین مرآت حقیقت میں
 ملتا ہے مزاج اب تو کوثر کی طبیعت میں
 ہر بادہ کشتی عید تبلیغ رسالت میں
 سب کچھ تو ملا ہو اس عید کی غنیمت میں
 کوثر کی طرح طوفان ہو بحر فصاحت میں

بے پیکہ ہوں بند آنکھیں یوں نشہ کی غفلت میں

جس جہن سے سویا تھا کوئی شرب اجرت میں

آئنا رہد جیسے ہوں حالت صحیف میں

جھوٹی ہی پلا ساتی آنکھوں میں پڑے ڈورے

ہر شے ہے بھری جوش تبلیغ رسالت میں باطن کا قدیر خم پیمانہ ہو صورت میں تاخیر نہ ہو منتظر در سے اُلفت میں	شیشے سے لاساغر بیعت کا کھینچے نقشہ ہون سیکش دریا دل اُس طرف میں سے دینا سرست ہوئی محفل مان اور کوئی مطلع
--	--

مدہوش رہو حسب سلطان دلاستائین
اے نیند کے مٹا لو سونا ہو جو تر بہتہ میں

کوئین کا سراپہ جسکے یہ قدرت میں اک باب کشادہ ہے جو شہر نبوت میں اجزائے حیات آخر جب لگئے وحدت میں کیا دخل ہے انسا کو اللہ کی قدرت میں پوچھو نہ علی کیا تھے انسان کی صورت میں اک نور تھا پوشیدہ بلوس حقیقت میں اے امیو نگہ غیرت ہو تجارت میں مولا کا ہو نظارہ تاریکی تربت میں جو کچھ کہہ کر ائمت تھی کرسی کرامت میں سب نور کی کرسی پر بیٹھیں گے قیامت میں خورشید مبین جیسے ہو عالم حیرت میں یہ فاضل طینت ہے انسان کی صورت میں ہے صورت خمیازہ دریا اجابت میں آپ سے کوئی باہر جیسے ہو شرارت میں ہے جوش جوانی کا ایک ایک طبیعت میں آمین کا شور اُٹھے اس نخل رحمت میں سب سمجھیں بہار آئی گلزار حقیقت میں پردان چڑھے یا رب آغوش شریعت میں	قدرت کے خزانہ کا سلطان جہان پرور توحید کے عالم کا اک شہر جسے کیئے یہ حد ریاضت ہے بعضوں نے خدا مانا بنیاد سے نصیری نے اسرار خدا دیکھے یہ رمز نبی جانے یا علم خدا جانے اخلاص عقیدت سے کتنی ہے یہ عقل اپنی سلطان عبیر پیچے نفس اپنا شب بھرت مومن کی اہل کیا ہے اک جذبہ روحانی تبریل کو سب بخشی خدمت کا صاف یہ ہے صدائے میں علی کے ہے یہ اوج محبوب کا وہ نور کی پوشاکین وہ نور نشان چہرے اعضا کے تناسب سے چلتا ہے پتہ اسکا رات آئی بہت محشر اب طول سخن کبتک الفاظ دعا نکلیں یوں برقی صفت منہ سے ستان غدیر خم کیوں لین نہ امنگوں کی اک بحر شباب اب تو مقصود دعا ٹھہرا یعنی کہ نصیر دین یوں بعد کمال آئے یہ علم کے کتب کی ہے سالگرہ پسلی
---	---

دل ناقص ملت کا دیدار سے روشن ہو شادی کے بندھن سے دستار فضیلت میں

دوستی محفل الہی بنو لہ فی اللہ محمد مجتبیٰ

جامِ محبت

شب غم کا پوچھو نہ باجر کہ مرے دہن میں ہا نہیں
جو مجالِ تاب بیان بھی ہو تو نصیب ایسے کمنے ہوں
کوئی سن بھی لے تو یہ جو حق کہ ہنسی ہنسی میں کہ لکھے
ہزار کاوش جان و دل ہوا اگر اثر بھی بیان میں
بٹھے مشق ضبطِ فغان اگر تو کہے گا کون یہ طعن سے
جو کلیمہ غصے تپان بھی ہو تو یہ بات سننے میں آئیگی
جو چھپاؤں راز و فاکو میں بھی تیور یونہی نہ آئے بل
اگر آئے دردِ نہان سے غش وہ کہے گا ٹھوکر میں لہر کے
اگر آئے خوابِ گراں کبھی تو کہے گا نبض وہ دیکھ کے
جو نہ پائے روح کو جسم میں تو کیا ہنس کے وہ غیر سے
مجھے غم جو کاہش جان نہ توستم پہ اورستم یہ ہے
میں دکھاؤں جذبہ عشق کے جوشانِ نغم کی شکل میں
اگر آکھ اشکِ نشان ہے میں بھگوؤں میں آستین
جو ہوتی نہ مردان ہوئی توستم ظریف سے یہ سنا
جو دکھایا منظرِ مہیون ہوئی کو کمن کی بھی ہوسنا
جو کہا خلاتِ ہسان سہی ہی ناکمیں گے برٹھے
کہا میں نے نغمِ زبان کے مل دل ہو خود ہی اٹھاؤں
جو کہا کہ آؤ نشان دکھا نشانہ باندھ کے دیکھ لو
جو کہا کہ تیرا کمان سے کیا تم اداسے ناز سے کام لو

جو زبان ہو بھی تو کیا کردن کہ مجالِ تاب بیان نہیں
کہ سناؤں لگی کہا میں کوئی سن بھی لے گیاں نہیں
ہو بیان میں طولِ تقدیر اور اثر کا نام لٹان نہیں
تو یہ کس کیلجے سے سن سکوں تجھے ایضاً فغان نہیں
کہ خلاتِ دعویٰ عشق ہو جو کلیمہ غصے تپان نہیں
نہ چھپا یا راز و فاسے عشق تجھے اتنی تابی تو ان نہیں
وہ کہے گا کیسا یہ عشق ہے کہ نہ نہیں دہناں نہیں
اے اٹھ زمین سے پہ خدایہ جل جلالہ ان نہیں
اسے کیا پلاسے ددا کوئی کہ نہ نہیں روح رواں نہیں
یہ سلامتی سے وہی تو ہیں جنہیں غم تھا کاہش ان نہیں
وہ کہیگا جذبہ عشق کا کہیں لہیں نام لٹان نہیں
وہ کہیگا آئے یقین کیا اگر آکھ اشکِ نشان نہیں
وہ کہیگا اس سے حصول کیا جو اس کی نہ طمان نہیں
کہ ہزار کوئی بنا کہ سے یہ وہ بیستو کاسمان نہیں
تو کہا طریقہ خود کشی ہے تو الہی جہاں نہیں
وہ بگڑے کہ بولا تیر بھی ہو کہ علاجِ نغم زبان نہیں
وہ دکھا کے زلف کو الٹا تیرے پس نکلتا نہیں
تو وہ بولا خاص تے لیے مرے پاس تیر کمان نہیں
تو وہ بولا ہر شہر بھی میں بجا ملا نہ حسن شان نہیں

کہا میں نے غیر نشان ہو کر آئینے پہ نظر کرو
 جو کہا کہ راز دلی مراد ہے نالہ صبا کی پہنہ کہان
 کہا میرے نام علی لیا میں نہ ملو تری زبان کے
 کہا اُس نے دوست علی کا وہ کبھی ہو گا اور نہ ہو کبھی
 کہا میں نے تے عقیدے کا جو بہان تھا راز وہ کھل گیا
 یہ عہد تانہ معارضہ تھا دلیل جذبہ باطنی
 لکھے ملے بڑھ کے پے خدا کہ ہو ملے مع شہ ہما
 کہا اُس نے تیغ علی وہ ہو کہ عدیل جسکا محال ہے
 کہا اُس نے حال غریبم کی خبر ہے کہ یا سناؤں میں
 کہا اُس نے حج و دعا سے وہ پلٹ کے آنا رسول کا
 ہوا زینب سند احمدی دو جہا نکار ہر دور ہما
 بیاثر ہو روز غدیر کا کہ خوشی سے عید ہو ہر طرف
 شہر کو کشف ہوا بادشاہین نکھیں خلق کی دہرین
 دم شادمانی و عیش ہو میں سناؤں مطلع نو کوئی

تو وہ بولا دیکھا ہو آئینہ تہہ دلکار زبان نہیں
 تو وہ بولا کیا مرا چارہ ساز علی سانشیر زبان نہیں
 یہ محبے واسطے حزر ہے یہ عدد کو وجہ امان نہیں
 جو فیلے نام محمد بنین جو عدد کا دشمن جان نہیں
 اس کے لب سخن کو ہو طول کیا کہ مجال قلاب بیان نہیں
 کہوں در نہ تھے خلاف میں کبھی کا وہ ہم لسان نہیں
 وہ شہ ہما کہ عدیل جسکا میان کون دکان نہیں
 کہا میں نے یہ بھی تو کہ ذرا کہ علی سا کوئی جان نہیں
 کہا میں نے سائے ہما پر یہ عیان ہو راہنما نہیں
 کہا میں نے کون وہ بزم ہی یہ بیان کج جہان نہیں
 کہی کی مثال اسکا جو ڈھونڈھے تو میان کج جہان نہیں
 کہی کی آکھ اشک نشان نہیں کہی لیس نکاشان نہیں
 یہی نہ تھائے نگاہ ہے کہ زار غریب انسان نہیں
 سر بزم شور در و دیو کہ ترا نہ ہے یہ دفان نہیں

ترے پونے کو اگر لے علی جو کہے امام زبان نہیں
 مرا اعتقاد پکارے گا یہ عیان ہے کفر نہان نہیں

ترے واقعات غریبم کو بھلاستے دلے اگر کوئی
 بنیں چارہ ساز مسیح بھی تو خدا ہی جانیں کرینگے کیا
 یہ عاوے زور یل لہی پہ شرف یوں ہے فنا اثر
 جو را بھی آتش بتان تو کیا وہ نظر میں نقش بر کبے
 وہ بشر یوں یا ہوں ملا نہ کوئی جن ہو ایک ملیو مہن
 دیا اکمل کہ جواب صاف کسی نے بھی پوچھا جو ملے
 جو ہزار جا میں بھی سے خلا میں نثار حب علی کروں

گتے کیے شوقے دوزخی بخدادار زبان نہیں
 ترے تیر عشق کی دھڑکتے جو کہ کا قلب ستان نہیں
 رکھے پاؤں دوش رسول پر جو حرم میں قہر زبان نہیں
 کہ خدائی ہر میں خدائی کا کہیں نام و نشان نہیں
 دم نطق تجھ کو جہا میں کسی سے بھی عجز لسان نہیں
 ہے کلیہ باب علوم کی یہ دہن میں بیج زبان نہیں
 غم جو چھٹنا بڑھے بڑھے کبھی دل پہ بارگراں نہیں

<p>کوئی شل باب علوم کا ہو میان کن و مکان نہیں تری ذوالفقار وہ ہو شہا کہ حد و کجس امان نہیں تسے قرب حق کی یہ حد ہئی دوکان کا بھی ان نہیں تسے معجزات کا تذکرہ ہے خدائی پھر کس کہاں نہیں وہ مقام کون ہے جسکے ترا حسن جلوہ گمان نہیں ترے ایک لٹکے کے سامنے کوئی شکستہ پستان نہیں یہ سنے بھی اور کے کوئی کہ خدا کی توہ زبان نہیں ترا دور مدد وہ دور ہے کہیں کوئی خوف غمان نہیں ترے دشمنوں کے نصیب ہو میں ہوں اسے پہچان نہیں میں طوان کہہ کوہا کیوں مجھے جذب عشق تان نہیں پر جہ پست ہے کہ وہ ہو حسن اٹھائیں گران نہیں ترا وشمس کا مجھ ہو عیان کسی سے نہان نہیں نہ کوئی بھی اسکو سمجھ سکے کہ کہاں ہو کہ کہاں نہیں کہ عیان ہیں صورت ہاہ و مہر و قوت میں ہیں نہیں تری معرفت کے جوہر میں وہ نہان ہیں پھر عیان نہیں ری شہادت کی یہ حد ہے کہ کہیں نہ ہو عیان نہیں کہو شہاب وہ مزے کے بشر کو جبکہ گمان نہیں یہی جملہ مراد ظنی ہے کہ کچھ اور در زبان نہیں</p>	<p>و یا معرفت کا سبق اگر دل جبرئیل چکار اٹھا وہ غیض فوجیں اٹ گئیں ہوا شہر عرصہ جنگین کوئی اسطر حکا ہو پیشہ و تو بنے مفسر ساقون جن دانش مہن کہ ملا کہ وہ طور ہون کہ خوش ہون کبھی زیب نخل نیسے کبھی نور قلب رسول ہے در و بام خانہ کعبہ سے یہ صدائیں سننگی حشر تک ہوئیں باتیں جبکہ حبیبے ترا لہ زیب سخن ہو یہ جہان کیوں نہ خدائیوں کو جواب گلشن خلد ہو جو ہزار سال کی زندگی کریں صرف طاعت کبریا ترا مولد اسو شہانس و جان ہوا جسے دلکش ہوئی تری ذوالفقار کے نزن سے ہو عیان حفاظت مرتبہ ہیں اکھون والے کام ہون کہ وہ ہو شہرہ شہم ہون وہ کئی مقام پہ دعوتیں وہ ہر اک جگہ پہ تیرا طور وہ فضیلتیں جو حقیقتا ہیں کلام پاک کی آیتیں وہ محال عقل مشاہدے کہ نصیر یوں نے خدا کہا سحر از سے زبان و دلی سننگی گوشہ نشین حشر تک دم عجب جوش کلام ہے تو دعا کے واسطے اٹھ اٹھ یہ قصیدہ روح اثر نبی سرزم سب کہیں مرجھا</p>
<p>ارم بخوردی میں جام کہا لب چھداک نہ جائیں گرمی سے دوپہر کی یہ شیشہ چمک نہ جائیں رسول سا شہ گزروں سر پر بل جائے خدا ملے جو شراب غدیر بل جائے</p>	<p>لوندون میں جوش صورت کوڑ ہے سا قیا بارش نے غدیر کی ہو سرد ہون جگر علی سا درون جہا کا امیر بل جائے صدائیں دیتے ہیں رہنماں نشہ و رحمت</p>

جذبات روحانی

پیام وصل حبیب لے آگے وقت ہو بندہ پروری کا
رسول بار باری حق ہے تو زبانی ہے پتھر کو موم کرنا
جہان کے شر سے پائیکادہ نہ بانہ تار جیگر کی ہوگی
یہ باتوں باتوں میں پوچھ لینا نہیں افسانے کا کٹر
انشاء بازی کی محبت میں خیال اسکا بھی کچھ کیا تھا
بیان حال فریق یوں ہو وہ نہیں دین میں کو منہ نہ کھکے
لوہ میں رگ لے لگی آیا وہ جوش جیسے کہ شوق ابھرا
غیر خواب شباب سے کچھ ہوئی نہ تسکین شام وعدہ
غلام یوسف ہنلے جائیں بری ہو غصے دل دلچا
بڑھا غم و شباب اتنا رہا نہ ادراک درست دشمن
مسیح بنکر دماغ پہونچا خاک پہ لیکن نہ کام آئے
طلسم نم رنگ عاشقی کو نہ کھائے منہ پر نقاب الی
یہ گرسے گرسے ہیں زخم کیسے دل حزن میں تباہ کوئی
نشانہ بازی آہ کسکو دکھاتے دنیا تو سو رہی تھی
ہٹاؤن دماغ جگر سے پھاڑ دکھاؤن سوز و فدا کا عالم
وہ وقت آیا کہ روح بیکر کوشت چلی ہو پیام نصرت
کبھی تو دم بھر کو دیکھ جاؤ کہ دیکھنا ہیں جن کے تیور
اگر نہ آئے تو یہ شکایت بعید کیا ہو کہ خود ہی پہونچے
یہی وہ مرکز ہو جہاں کہ پر رسول جبریل بھیجے آئے
کمان ہوا اہل بصیرت آدھال قدرت تو دیکھا
گرسے کہ بہو ہونے کی شے حاجی جہاں سے دامن میں کا جھاڑا

خدا کی جانب سے تکرار قاصد ملیگا رتبہ پیغمبری کا
دکھاتا جانا ہر اک نفس میں جواب اعجاز دلبری کا
لکے الزام لاکھ کوئی سخن پہ طرز فسونگری کا
نگاہ جان بخش سے بتا دو تصدیق نبی ستگری کا
بھر گنا سہ کس اداسے خدائے لریش کی سری کا
پھیلے سن سخن کا پیرہہ جو راہ ہے شکوہ گستری کا
بندھا جو بانسہ راڈ الفت خیال کیوسے غمیری کا
جواب معقول کوئی دیتے دل حزن کی نوا گری کا
ازل سے جسے ہی ہو شاید رواج بازار دلبری کا
یہی ادا ہو تو بندہ پرورد خدا ہی حافظ ستگری کا
ہزار فریاد کی کسی نے کہ وقت ہو بندہ پروری کا
دماغ و دل سے کبھی نہ نکلا اعلیٰ ہوا میری جانبری کا
لکھا ہوا ہے خط جلی میں فسانہ کسکی ستگری کا
بجھا بجھا سارا ہو شب بھر چراغ گردن اختری کا
مروت اسکی ہو گھٹ نہ جلے فریغ سلطان غامی کا
کمانک آخر گردن سہارا میں تھے الطاف گستری کا
ہمارا ذمہ جو کچھ بھی لگے غم و ناہ ستگری کا
غیر خرم تک جو حکم ہے فوراً انصاف پروری کا
یہیں حبیب خدا لے آکر خطاب پایا پیغمبری کا
فراڈ منبر پہ ہے مرقع شکوہ و جلال حیدری کا
کہ چشم جبریل کا ہوا سرمہ عیار اس بزم فیضی کا

بنایا پالان کا جو منبر تمام اسلامیوں نے ملکر
 نظمیں سنانی لقب کے تیرے عروج منبر پہ پیدنی تھے
 اثر میں ڈوبی ہوئی وہ نظمن ہم وہ جلو میں بطنی
 حجاب اسرار سے نکلمہ بناتے تھے نفس آخر
 نہ پوچھو من کزت کی بلاغت لسان قذیبی کے لیے
 نبی نے دست علی اٹھایا عمود نور بغل کا چمکا
 فرائد منبر سے نیچے اُترا امیر ملک خدا سے برحق
 اسٹالے کر کے بلار ہی ہیں یہ سب آنکھیں بہت
 حقیقت اس دل کے لئے کی کہلی نہ مانند فر قدرت
 نبی کے نائب علی تھے ہیں بے بیعت چلی خدائی
 شد ہر گری میں دو پہر کی یہ حسن محنت کا ہوتا ہے
 نگاہ شمشیر زن کے تیرے دکھائے ہیں وہ رعب و ہبت
 علی چلے ہیں غدیر خم سے نقیب ہدیت آگے آگے
 مریح ساقی حوض کوثر میں پڑھ دو محشر تم لیا مطلق

دل زمین سے صدایہ آئی جاوے عرشِ اوری کا
 زبان کی تحریک سے کھلا جب بانہ بھر سنواری کا
 کہ جسے قرآن میں سلسلہ ہوں زوال حکام اوری کا
 وہ تیرن حرفوں کا لفظ تلخ کہ جزو تھا جو پیمبری کا
 لبوں سے دو لفظ باہر آئے ادا ہوا حق برداری کا
 ستارہ مانند بدر نکلا فروغ اقبالِ انبری کا
 جہاں سے سکے ہر ایک لپیر شکوہ و اجلالِ حیدری کا
 کہ دور رہے وہین چل رہا ہوا لال صہبا کوثری کا
 کہ جسکی روحانیت ہو مرکز کمالِ دین پیمبری کا
 کہ سر پہ ہے تاجِ انبری کا بدین لبوں انبری کا
 عرق جبین پر بنا ہوا تھا زلال صہبا کوثری کا
 خدائے چاہا تو پوچھ لینے مزاج لیک لیک خیر کا
 زمین پہ نقش قدم نہیں ہیں یہ انیسہ ہر غضنفری کا
 کہ مست وہ دہش ہو زبانہ شرب جامِ غنوری کا

رضا اسلام سے نہ کیو نہ خطاب پائے وہ رہی کا
 کہ بزمِ معراج جسے دیکھی فروغ دیکھا پیمبری کا

جہاں فطرت میں اسکا ہم خیال انسان کہائے گا
 یہ جسکے بچپن کی ہو کر مٹا کیوں نہ خدا ہو ہر
 شکست خیر کی اصل ہی کیا کشاد کار مجال کیا ہو
 جمالِ وحدت کی خضر نشانی دل علی میں ہوا سطح
 جلّی ٹھاٹھ صحرے بدر جس لگادی خندق میں آگ جسے
 اگر نصیری کو ہوا اشارہ زبان حق کو سبق پڑھا د
 قدم جو دوش نبی پہ کھے حرم کی یارین کا نپاٹھین

کہ جسکو ذات و صفات احمد سے دعا ہو براہی کا
 پڑھا ہو کلہ دہان اثر در سے زور بازو حیدری کا
 اگر یہ چاہیں نشانِ مٹا دین جہاں سے سکندری کا
 ہمیشہ روشن ہو گا جس چراغ دین پیمبری کا
 وہ ایک شعلہ تھا برق افگن جمالِ شمشیر حیدری کا
 خضر پیمبر کو رہی کا سچ کو بندہ پردری کا
 ہون میں اک تارہ حشر تھا اجمال و تشریف حیدری کا

بہت جگایا مگر نہ جاگا نصیب اشون دلہری کا
 قرار پائے نزل کے پہلے جو نفس محبوب دادری کا
 کہ جسکی آواز میں ہو مضمحل سکون قلب پیسری کا
 بلا کے گھر سے جسے نبی نے کشان بخشا ہو انسری کا
 کہ بزم فطرت میں جسے پہنا تھا تاج بلون انسری کا
 علی علی کہ جہان دین میں اگر ہوا رمان ہری کا
 علی علی کہ اگر ابو ذر سے شوق رکھتا ہو ہسری کا
 ریاض خورشید دی خدا میں یونین فرا ہو فوگری کا
 دل مخالفت بھی لہلہ اٹھے اثر ہو جب حیدری کا
 علی علی کہ کہ تنگو ہرم سچے لین نفس پیسری کا
 علی علی کہ کہ تنگو پیر و پیر لین ربین جعفری کا
 علی علی کہ کہ وقت شکل عمل ثوب ہو جانبری کا
 یقین بتلا رہا ہے تحشر کہ وقت ہو کھٹا دوزی کا
 نصیر ملت کو ہو خدا یا کمال شرع پیسری کا
 کہ جیسے ہنگام صبح جلوہ نمود خود شیر خادری کا

ہو اسے اعجاز سے زمین پر خدا پر ہیں کے آگے ہیں
 سیان بزم قدم ہم اسکو ضرور کھینکے چشم دلست
 اٹھاسے پردہ اسی پر نظرین ٹینگے معراج میں بھی
 برد خیر اسکی لہتہ ہر ایک سے ہو بلند و بالا
 لپٹ کے راستے اس کے ہم بھی ضرور جانینگے سے جنت
 اگر ہو خواہان رحمت حق علی علی کہ علی علی کہ
 علی علی کہ کہ نفس ایمان کا تزکیہ ہو ہر اک نفس میں
 علی علی کہ کہ سادہ نمونہ سے اہل جنت کو وجہ آسے
 علی علی کہ کہ فز و عصیان ہو خاک سوزا رہے جل کر
 علی علی کہ کہ نفس میں ہو بسے عرفان کے لین جھونکے
 علی علی کہ کہ کشش جہت میں قبول حسن عمل ہو تیار
 علی علی کہ مگر غلو میں کہیں نہ سیری نہ بنکے جینا
 علی علی کہ علی علی کہ کلید باب دعا یہی ہے
 بحق الیوم قول عظمیٰ تبلیغ حکم غیبی
 خیال علم و عمل کو یکساں وطن میں شکل سے ہو ظاہر

۱۸ ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ

مجمع النورین

در احوال و زوایا و معتقدات و زوایا و معتقدات

رو عرفان کا میر کا روان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 کھسے گا خود بخود پیرن خان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 دل پر غم کو وجہ امتحان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 تماشادہ میٹھے پھر لا مکان وہ بھی ہے اور یہ بھی

تشار حسن و عشق آرام جان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 تجسس چاہیے فحشاء ہستی کی دست میں
 بڑے ہوتے در بان ایں ایسا سے زرقت میں
 جگہ گھر سے ہو بسے اہل دنیا سے دیرہ و دل کی

حرم اور دیر میں دیکھا ہے اکثر سمنے دونوں کو
 وفا کی قدر اُسکو اور نہ اسکو دور عالم میں
 بری پایا ہمیشہ افترا بات حوادث کے
 تمناؤں نے کیا کیا لطف اٹھائے میزبان کے
 اداسے جبکہ دل مانگے کوئی محبوب روحانی
 فروغ خلوت خفا نہ میں دونوں برابر میں
 مصیبت ہلے فرقت میں جوابل صبر سے پوچھو
 فنا سے عام صغر و بزرگی ادنیٰ سی کاوش میں
 فراق دوست کی لذت میں کیا کیا آزما دیکھا
 ہوا مشہور عالم بلبل و گل کی کہانی سے
 موافق ہو جو قسمت مہربان ہیں ہر نفس و خون
 ہزاروں آرزوئیں اس سے اور اُس سے بھی دست
 اندھیری رات میں جذبات شوق حضرت موسیٰ
 شکست دل پہ اہل صبر کی قسمت نائی سے
 ہوا غل شمع کی لو پر گر جب آگے پروانہ
 چھپانے کی بہت کچھ کوششیں کیں اہل باطن نے
 بشر کو خلوت تدرت میں لایا کون بستر سے
 خبر اکثر سنانی زوق و جدان حقیقی نے
 میان بزم ناز اکثر ہمیں قسمت نے دکھلایا
 دم شوخی تقریر اک زمانہ دالہ و مشیدا
 خدا محفوظ رکھے تو تریک درقاہت سے
 تغیر و نفس پیدا طلسمات طبیعت میں
 خدا معلوم قسمت کو کہاں جا جائے پھوڑ آئے

کہ اک آئینہ ناز بتان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 جفا میں تخیال آسمان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 کوئی موٹو لیکن نوجوان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 دل اہل وفا کا میمان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 تو پھر حسن طلب میں ہنر دہ بھی ہے اور یہ بھی
 میان بزم عشرت میزبان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 کینگے بے تکلف حرجان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 شبیہ یوسف کا روان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 مثال عیسیٰ در دہسان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہ فضل گل میں نریبتان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 پھرے تقدیر اگر نا مہربان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 دم خلوت نشینی اک جہان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 فراز طور پر برق طپان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 ہمیشہ محو شور الا مان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 شریک جذبہ سوز نمان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 مگر دیکھا تو مشہور جہان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 خدا شاہد حقیقی راز دان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہ رہ پیما سے اوج لامکان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہ غماز نگاہ عاشقان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 نگاہ ظاہری میں بے زبان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 لفاق افزا سے بزم دوستان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہ نیرنگ مزاج بد گمان دہ بھی ہے اور یہ بھی
 سر و نہر اہل دل کے آسمان دہ بھی ہے اور یہ بھی

انھیں کی کاوشوں سے پہنچے دیکھا دوست دشمن کو
 حرام ناز جانان دیکھ کر عالم پکار اٹھا
 کوئی در دیدہ نظر میں بزم میں بتلا گئیں ہکو
 بڑھادی اس قدر روحانیت فیضان قدرتی
 محمد اور علی کا نام سکر دل پکار اٹھا
 صدائیں خلوت معراج سے کانیں آتی ہیں
 کھلا عالم پر معنی رسالت اور امامت کے
 دل اُمت سے سوتے جاگتے آوازیں آتی ہیں
 اگر باور نہ ہو میل تو پوچھو روح آدم سے
 دم بیم در جاکتے ہیں جملہ مومن و کافر
 غدیر خم کا منظر دیکھ لو اسے دیکھنے والو
 پڑھو وہ مطلع کو جسکے ہر مصرعے کو سنتے ہی

کہ بزم شوق میں نالہ کثان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 لہو کے ساتھ رگ رگ میں نمان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہ شوق بنکے چوتھے عیان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 علی و مصطفیٰ کا راز دان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہ نور خالق کون و مکان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہ زمیں بخش فصل دو کمان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 خدا کا راز دار و راز دان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 پدر کے مثل ہمیر مہربان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 از لے رہنماے انس جان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 قسیم ناز و گلزار جنان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہ اہل دین کامیر کاروانہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہے محفل سخن کی روح و جان وہ بھی ہے اور یہ بھی

دم تشریح ملغ شادمان وہ بھی ہے اور یہ بھی

کہ غیبی آیتوں کا نکتہ دان وہ بھی ہے اور یہ بھی

راغ و دل قریب عرش ہیں معراج منبر پر
 کیسی خابیشی ہو یا کیسی خطبہ خوانی ہو
 ہوا عالم میں غل تکمیل دین اتمام نعمت پر
 پہنچ جائے نہ کیوں اسلام سب منزل مقصد
 پہنچے بہت کمین کیونکہ نہ دل اہل صداقت کے
 جواب روح کو نہ کیوں نہ مستون کا خیالہ
 بلا گردان و فخر شوق میں ہے چشم نظارہ
 خدا بجا لگا دار النبوت یا امامت میں
 حقیقت میں اگر دیکھو تسلط کل خدائی پر

خدا کی حمد میں رطب و لعل انہ بھی ہے اور یہ بھی
 دل اہل سخن کو حرز جان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 خدا کی بھر کو فیض جاودان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہ میدان رضائیں ہمعنان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہ مولا و امیر مومنان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 خدا کے فضل سے پیر زمان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہ قطب نور حق کا فرقان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 زمین پر مثل اوت لا مکان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 بظاہر اک وجودنا تو ان وہ بھی ہے اور یہ بھی

<p>حرم میں دشمن شکل بتان وہ بھی ہے اور یہ بھی ضیائے محفل کون مکان نہ بھی ہے اور یہ بھی صدائے گئی میرا نکتہ دان وہ بھی ہے اور یہ بھی محب کے پاس جا کر سہانہ بھی ہے اور یہ بھی جنا نین تم سب کا میزبان وہ بھی ہے اور یہ بھی اگر وقت آپڑے وجہ امان وہ بھی ہے اور یہ بھی سریر آراے ملک جادوان وہ بھی ہے اور یہ بھی مرے پہلے سے زیب کن فکان وہ بھی ہے اور یہ بھی تامار روح کا روح رداں وہ بھی ہے اور یہ بھی علوم غیب کا اسرار دان وہ بھی ہے اور یہ بھی ہیولائے قدم میں شکن جان وہ بھی ہے اور یہ بھی کہ تسلیم بقا کا حکمران وہ بھی ہے اور یہ بھی انہیں کی طرح میں ہم ہستانہ بھی ہے اور یہ بھی حقیقت میں شہنشاہ جہان وہ بھی ہے اور یہ بھی کہ سردار جوانان جہان وہ بھی ہے اور یہ بھی خوشا قسمت کہ بحر بیکران وہ بھی ہے اور یہ بھی ہر اک محفل میں دیکھیں شادمانہ بھی ہے اور یہ بھی</p>	<p>شکست کفر مشعل کیا جو دو دل ایک ہو جائیں صدائے فطرت آئی اور آئینگی قیامت تک دم تحقیق عرفان پوچھنے قرآن سامط سے شب معراج یہ خلوت ہی گویا عین جلوت تھی محبوبن لو وہ مژدہ کہ جس سے دل پھرک اٹھے پکارو تو صدا لہلہا کی آئے گی کا نوغین خلافت خالق باقی کی عالم کو بتا آئی میان آب و خاک آدم کی روح پاک کتنی تھی دم شریح نفس خلقت آخر ہو گیا روشن سطور دفتر معنی کی تفسیر دن نے بتلایا بشر کی منطق عقل اور کیا سمجھے بحر اس کے گذر کر سرحد ملک فنا سے کھل گیا احسن صفوت انبیاء پر اک نظر ڈالو تو دیکھو گے رسالت اور امامت کی کمی بیشی خدا جانے مراتب لائے فرزندوں کے ظاہر ہیں دو عالم پر طلب کر گڑھ مقصود خاموشی سے لے لے محشر برائین مستزین اہل لاکی درین و دنیا میں</p>
---	--

قطعہ غدیہ

<p>میں راہ شوق میں گویا کہ تیر بن کے چلا کہیں غبار صفت راہ گیر بن کے چلا کبھی کسند وفا کا اسیر بن کے چلا کبھی ہمارے میں ابر ماطر بن کے چلا</p>	<p>ہوا کا ہمنفس و ہمنفس بن کے چلا برنگ نقش قدم رہ گیا کہیں پیچھے کبھی سلاسل الفت پہن کے بٹھ رہا کبھی جن میں رہا گر کے صورت شبہم</p>
--	---

<p>کہ مست بادہ خم غدیر بن کے چلا وزیر شاہ بشیر و نذیر بن کے چلا خدا سے شان روشن امیر بن کے چلا جہان بھر کا جو مولا وزیر بن کے چلا وصی نائب رب نذیر بن کے چلا خدا کے فضل سے مسکین امیر بن کے چلا</p>		<p>دُور جذب کی جہریش ہی جانین شہر صریح امامت علی ولی اللہ قدم کے نقش ہیں خوان مستم نعمت صدائیں غیب سے اکمال دین کی گنگین کبھی تقافرش پہ جھکا کہ خواب تہید غدیر خم میں نہان ہے نزار قدرت</p>
	<p>ریاض مدح علی کا یہ فیض ہے محشر کہ جہریش کا تو ہم صغیر بن کے چلا</p>	
<p>بنائے کام جو پائی تری جھوٹی ساقی پنی بھی جی کھول کے تو بہ بھی نہ ٹوٹی ساقی</p>	<p>قطعہ</p>	<p>عادت بادہ کشی مجھے نہ چھوٹی ساقی صوری و معنوی اتنی ہے ثنا اس کے گی</p>
	<p>قطعہ مبالغہ</p>	
<p>دور قدرت کا ہوا آئینہ حال پنجتن آیہ نصر من اللہ ہے حال پنجتن</p>		<p>پیشتر انسان کس طرح دیکھے جلال پنجتن کیون نہ اڑ جائیں حواس خمسہ اہل کفر کے</p>
<p>ایمان پر ہے رحمت خلاق ذوالکرم کی تائید غیب سے ہے یہ فتح پنجتن کی</p>	<p>ایضاً</p>	<p>عبید مبالغہ ہے اسے مومنو مبارک کفار کے نہ کیوں ہوں فحش حواس خمسہ</p>
	<p>موج غبار</p>	
<p>جس اپنا ہر ہی خوان اپنا پورا قافلہ اپنا سفینہ اپنا دریا اپنا لطف ناخدا اپنا کہ جھل کو بنا لیتے ہیں یہ عشر کدرا اپنا</p>		<p>طریق عشق میں دشوار کیوں ہو رستا اپنا رسائی ساحل مقصود تک مشکل نہیں کچھ بھی مناق اہل باطن ساری دنیا سے نرلا ہے</p>

حقیقت میں عجب اعجاز ہے حسن تکلم بھی
 صدا لیبیک کی کا نوین آئی نرم فطرت سے
 محال عقل ہے باب قبول اب بھی نہ کھل جائے
 خطر کیا ہو دل پر شوق کو صیاد و گنجین کا
 ہمارا نشہ اب یجا یگا ہلکے سوئے کوثر
 فنا فی الشق ہو کر جادوانی زندگی پائی
 بس اب نجانہ مقصود تک یجا یگی قسمت
 ہوے ہن آج ایفا جوتے وعدے بد فطرت کے
 جواب کہہ دل پہلے تھا اب تفسیر قرآن ہے
 رضائے حق تعالیٰ غیر کی پھر ہونیں سکتی
 بخیر و عافیت ہو چکا بیڑا تائب کوثر
 دیار دلیں ارمان جوشِ عشرت سے یہ کہتے ہیں
 شماعین شاہ خادر کی خدائی کو بتا آئین
 عدم کی پر خطرا ہوئیں اندیشے سے مطلب کیا
 حکومت اب ہمیں دنیا سے تنگنا کی ہاتھ آئی
 خبر قرآن نے دی لکائنات میں اتمامِ نعمت کی
 حقیقت خیر و خدق کی کیا دنیا الٹ جائے
 ہمارا جذبہ دل جذبہ معراج ہے گویا
 علی کے نام پر مرکزِ حیات جاودان پائی
 علی کے اختیارِ ظاہر و باطن کا کیا کنا
 سحر تک شام سے خورشید کو رحمت ہی رحمت ہو
 حرم سے بعد حج کے کیا ہی منہ مانگی مراد آئی
 کیسی آستانِ بوسی سے مٹا جو کو مطلب کیا

کیا درجہ نوسے نا آشنا کو آشنا اپنا
 دکھا یا وہ قیامت خیز اثر و قوت دعا اپنا
 زبان اپنی اثر اپنا دل اپنا مدعا اپنا
 بہار اپنی گل اپنے گلشنِ عشرت فزا اپنا
 خدا کے فضل سے ہے خمکے کا خمد اپنا
 خدائی سے الگ ہے طردِ اظہارِ وفا اپنا
 کہ ساقیِ غدیر خم ہوا ہے رہنما اپنا
 علی اپنے رسول اللہ اپنے اور خدا اپنا
 سبب یہ ہو گیا وجہِ نزولِ انما اپنا
 خدا کے فضل سے جب ہو علی مرتضا اپنا
 ہوا ہے کشتیِ دین خدا کا نا خدا اپنا
 مبارک ہو مبارک ہو گیا شکلاشا اپنا
 گئے وہ دن کہ جب تک تھا مسحار ہٹنا اپنا
 غدیر خم کا سیر کارِ دوان ہے مقتدا اپنا
 اسیر المومنین سا بادشاہ ہے بادشاہ اپنا
 لٹاتا ہے خزانہ جانشین مصطفیٰ اپنا
 اگر دکھلا دے پورا زور شاہِ لافنا اپنا
 کہ حامی ہو گیا آخر نصیری کا خدا اپنا
 مسیحا ہلکیا بڑھ بڑھ کے درودا اپنا
 خدائی اپنی ہے رور ازل سے اور خدا اپنا
 اگر چشم کو اکب کو دکھا دین سحر اپنا
 جلی امتِ غدیر خم سے لیکر بادشاہ اپنا
 کہ والی ہو گیا سرخبل ار باب سخا اپنا

<p>جیب اپنا تھا خلوت اپنی تھی عرش علا اپنا کہ پہچانا ہوا تھا اُتھا تاک راستا اپنا پھرا ہو جو کہ حاصل کر کے نفس مدعا اپنا خوشا قسمت عبادت کو ملا قبلہ نسا اپنا اثر دکھلائیگی دامن حاجت کو دعا اپنا علی ابن ابی طالب کہیں مدحت سرا اپنا</p>	<p>بنا سکتا تھا کیا معراج میں پردہ تکلف کا یہ مانا اپنے تھے جبریل پھر بھی ساتھ کیوں لیتے کہیں کیوں نہ تفسیر حقیقت اُس کے باطن کو علی کے واسطے مغرب سے پلٹا مہر پہ کھکر یہی ہنگام ہے عرض نیاز شوق کا محشر اثر بھر دے خدا یا اسقدر میرے نصائب میں</p>
--	--

گلستانِ جوانی

<p>مری عالم فراموشی کا تھا عالم تاشانی کبھی شمع حرم کا صورت پروانہ شیدانی کبھی دشوار کمدینا علاج نا شکلیابی کبھی دربان کے قدموں پہ شعلِ ناصیبی کہیں تھا ناصح مشفق کہیں بننا تھا سودا کبھی محو سکوت اور سامنے تصویر تہنائی فغان پچھلے پھر جب کی زمانے کو جگا آئی کبھی آپ اپنی جہرانی کا خلوتین تاشانی جہان بیٹھا اٹھا تھا تڑپ کر قلب شیدانی چلا اٹھکر جہان رندانہ محفل کی خبر پائی کبھی ہر سانس میں سخی فروغ بادہ پیائی کبھی بے غم فرشتے سے منہ پر مرنی چھائی بنا دیتا تھا دیوانہ خیال خلوت آرائی سنایا بے تکلف قصہ قلبِ تناسلی کبھی روتا تھا رکھکر آنکھوں پر دامنِ رسوائی</p>	<p>جوانی کیا تھی دور عمر کی ہنگامہ آرائی چراغِ دیر کی جلوہ گری پر دل کبھی نائل کبھی آسان سمجھنا چارہ دردِ محبت کو کبھی جا کر کسی محفل میں شادی مرگ ہو جانا طلسمِ نفس کی نیرنگیان جزو طبیعت تھیں کبھی گرم سخنِ بزمِ خیالاتِ محبت میں داغِ دلیں شورِ عاشقی شیزِ قیامت تھا سر محفل کبھی حیرت زدہ لوگوں دیکھ کر ہنسنا رگوں میں خون کا دوران تھا دسازِ مینابی نہ بیمِ محبتِ دلیں نہ خوفِ حضرتِ درِ اعظ کبھی دل سے مویہ مذہب تو پہ پرستی کا کبھی ذکر وصالِ دلربا میں خندہ شادی جہان جھوٹوں بھی اتنا سن لیا محبوبِ تلمہ جہان معشوق کی نظر و ندیم اندازِ کرم دیکھا کبھی ہنسنا تھا سہن کے تریج و کار و کاغذ</p>
---	--

نکات حسن اندھیری رات میں کھلائی گئی تھیں
 طبیعت ہر مرض کی آپ ہی صلاح کرتی تھی
 ہوئی تھرپک پیدا دلین غجون کے چکنے سے
 کرامت تھی دل عشق آشنا کی قوت موسم
 زمانہ پورا پورا عقل و دانائی کی بات نکا
 ہنساجی کھو لکرا اور دنگی وضع لا ابائی پر
 کہا کی حد کے کہتے ہیں تکلیفات شرعیہ
 کبھی تشقہ لگا کر برہن کی بزم میں جانا
 خدا لیے دل عشق آشنا میں اتنی قدرت تھی
 کہیں طغرای فرد بیگنا ہی چاک دامن پہ
 ہو گھٹا نہ تھا روتا تھا جتنے خون کے آنیہ
 کبھی روحانیت کا نقش اتارا صفحہ دلیر
 شباب اور بے پرستی سامنا تھا دہری قوت کا
 وہ طاقت کس قدر آشوب غم میں کام دیتی تھی
 رنگین جوش خون نیم جل سے بھی نہ گھٹتا تھا
 طبیعت دشمن جان اختلافات عناصر کی
 گل امید پر افسردگی کا رنگ کیا جتا
 سحر کو جھوٹا یون بزم ساقی سے نکلتا تھا
 دل پر شور مستغنی تھا و فیقات تو یہ سے
 بتاتی تھی یہ گردش آنکھ کی مستانہ اغزش میں
 کہلا جاتا تھا یہ بھی پڑ پڑے خشک ہونٹوں کی
 خوار آتش کی آواز یون بھر کے کہتی تھی
 کسید کا اتنا کہنا بخود دی میں کون سنا تھا

بہت ہی دورین بھی قوتِ اعجاز مینائی
 کہ بارزح تھا احسانِ اعجاز مینائی
 لود و ڈارگون میں جب سنا فصل ہلارائی
 مزا دیتی یہی تکلیف درد ناشکیبائی
 مگر جو بات کی وہ تھی خلافت عقل و دانائی
 نہ دیکھا مڑ کے اور نہ لگا اگر مجھ پر ہنسی آئی
 زمانہ کتنا تھا جانے دو سودائی ہے سودائی
 پے تو یہ کبھی مسجد میں پردن ناصیبائی
 اٹھایا ایک مدت بے تکلف ناز و عنائی
 کہیں جرم محبت کی سزا زندان تنہائی
 فراق و دورت کا غم کھا کے بڑھتی تھی توانائی
 نگارستان معنی میں کبھی تصویر کھجوائی
 رگ دل پر اثر پڑتا تھا جب لیتا تھا انگڑائی
 بھری جیوت آہ سرد و دبی نبض ابھرا آئی
 قوے نامیہ سے ملے بڑھتی تھی توانائی
 مزاج اعتدال آمیز پر صحت تھی شیدائی
 طبیعت سرد مہری فلک سے اور گرمائی
 جگہ ہی پر جا ہی اور انگڑائی بہ انگڑائی
 سکافات عمل سمجھا کیا دیا کی رسوائی
 چلا تھا کیونکر آزادی سے شب بربائی
 حضور محتجب کن لفظ غین جھوٹی قسم کھائی
 یہی ہوگی جناب شیخ سے کیا شان گویائی
 سنبھل کر راستہ چل کیا ہوئی آنکھوں کی مینائی

بنے تھے نقش پا آئینہ تصویر رسوائی
مگر ہرگز نہ چھوٹی خشت خم پر ناصبیہ سائی
غیر خم کے میخانے میں جا کر چھاؤنی چھائی
برابر جام دیتا ہے تو یہ بادہ بیانی
روش پر مہر کی چلتا تھا دور جام بیانی
اثر سے آتش تر کے طبیعت اور گرمائی
وہ جو ہر جسکا اک قطرہ کسے کا مسیحائی
دزیر اور بادشا کی تخت قدرت پر ہو گجائی
دکھلنے ہی کو ہو جنگل میں ساتی قدرت آئی
سما کھول دے گی لہر پر کوثر میں لہر آئی
سمجھ لیں سرمہ چشم بصیرت جسکو موسائی

روز لغزش مستانہ پنهان کس طرح کرتا
اُبھارا کیسا کیسا قوت تقریر داعظ نے
پئے تکمیل شوق میگساری راہ یہ سوچھی
وہاں شیشہ پر آوازہ اتمام نعمت ہے
مبارک فصل اور ساعت مبارک دن مبارک ہے
وہ جلتی دو پہر اور نشر میں ڈوبی ہوئی محفل
ازل لال بادہ روحانیت سے جام ملوین
وہ محفل جسجگہ روح الامین اداسا اک دربان
در میخانہ کتب پہ مجمع بادہ خوارون کا
کیسی جنبش لب منبر پلان اشتر پر
فرز طور مہنی پر پڑھون وہ مطلع دلکش

نظر آئیگا تصویر دوسری میں رنگ یکتائی
چلا منبر پہ اپنے ساتھ لیکر بھائی کو بھائی

لکا مرکز یہ اپنے آفتاب چرخ میثائی
دم نصف النہار اس سرزمین پر چاندنی بھائی
مبارک گلشن تکمیل ایمان میں بہار آئی
پڑھیکا جسکا کلمہ حشر تک اعجاز گویائی
وہ خطبہ جسکے ایک اک لفظ میں اسرار یکتائی
جو دنیا میں کوئی سمجھا تو باب علم سا بھائی
تو پھر کون و مکان کے فائدے کی بات فرمائی
خوشی سے ہنس پڑے مباحثہ جنت کے شیدائی
حقیقی راز کا آئینہ ہو انداز گویائی
کہا یہ ہے علی مولا سنے ہر اک تولائی

جمال نیرین برج قدرت کی زیارت کو
گئے منبر پہ مہر و ماہ ابوہ کو اکب میں
صدادیتی تھیں مجدد حال سے شاخیں ببولی
سر منبر ہوا یون مٹو خطبہ افصح عالم
وہ خطبہ جسکا ایک اک حرف شرح دفتر کن تھا
وہ خطبہ جسکی اصلی معنویت بس خدا سمجھا
لیا جب ختم خطبہ اس کلیم طور عرفان نے
سنایا شردہ من کنت مولا اہل امت کو
خیال آیا کہ تقریر اور بھی پر زور ہو جائے
اٹھایا ہاتھ پھر اپنے جوان نائب کا منبر پر

<p>نصیرؔ جوان کو علم میں حاصل ہو گیا تھا کہ باب علم کی چوکھٹ پہ کی ہے ناصیہ سانی کمال معرفت میں ہو جوانی کی توانائی اے وہ منصب عالی کہ جو منصب ہے آبا ئی</p>	<p>بہت باب شہر علم یارب یہ دعا سن لے دلغ معرفت روشن ہو مثل نیر اعظم پدر کے سایہ میں عہد جوانی شیب تک پہنچی حقیقی مدعا سے دل پہ ہو ختم سخن محشر</p>
--	--

از منظر عاشق محشور و تھکے مجنوں غایب

<p>شوق رسوائی ہے دامگیر جذبِ دل نہیں ہر قدم پر دیتے ہیں ارمان صدائے آفرین غیر ممکن ہے کہ اب دم بھر ٹھہر جاؤں کہیں ہر قدم گو یا کسٹے ہوتی ہے منزل بھر زمین کھل گیا ارے خوشی کے غنچہ قلبِ تریں جلد رکھ فرطِ ادب سے آستانے پر جبین جیسے بیکس کی دعا جائے سوے عرشِ برین اتفاقاً پڑ گئی مجھ پر نگاہِ شکر گین غیر سے کہنے لگا دیکھو یہ محشر تو نہیں جس طرح ممکن ہو لے آؤ اُسے میرے قرین ڈرتے ڈرتے آخر آیا پیش یارِ مہ جبین مجر مونکی طرح نیچی کی نگاہِ شکر گین خوف سے یانِ عشق نے دل کی سپر لی دقت کین کیون چلا آیا میانِ عفلِ عشرتِ قرین ذہے کو غورِ شدید سے ہرگز کوئی نسبت نہیں اس طرح کی عاشقی کا ہم کو خاک آئے یقین رحم کھاکر جو بٹھلے ایک دم اپنے قرین</p>	<p>بے طلب جانا ہوں سر سے بزمِ یارِ مہ جبین دل بڑھاتی جاتی ہیں بڑھ بڑھ کے لاکھوں قرین اضطرابِ شوق نے دی قوتِ رفتِ ابرق عجالتِ امید و حسرت ہے کہ یہ اعجاز ہے سخی باطن نے در جانان کی دکھلا دی بہار بڑھ کے قیمت سے صدایِ کبریا مقصود ہے بزمِ جانا نہیں گیا یہ بسملِ شوق اس طرح بٹھکے ہی کو تھا چھپ کر اُس ستم ایجا سے اب کمان تابِ قتل بس قیامت ہو گئی نے بلا سے بزمِ میں آیا اور اُس پر یون نڈر خود چلا میں پھر تو بنکر قیدی امید و بیم آنکھ چار اُس ظالم بیگانہ سے جب ہوئی خبر ابرو کو نازِ حسن نے کھینچا اُدھر ہو کے برہم یہ کہا سن تو سہی ادبے ادب بٹھکے اور دھولے اُنات کیا خدا کی شان ہے آج بھلا ہر پاک باطن میں نیست ہی کچھ اور نہ یہ ہو یہ نام کر دے نہ یہ دنیا میں اُسے</p>
---	---

رو دکا مرنا تھا اسے سنانے اک کہیں ہے
 کیون ہمیں تو کرتے ہیں دعا و فاداری کا بھی
 کون سے نالے ہیں دجہ جنبش دیوار و در
 کیا تھا راہی وہ دل ہے باعثِ آزار خلق
 خوب ہی سمجھے حقیقی د مجاہدی کے رموز
 پختہ کاری جنوں اور یہ خیال خام واہ
 سچ کو چشمِ حقیقت بین اگر رکھتے ہو قم
 حیرت افزا ہے جہان کیونکر نہ صورت مری
 میرے ہی دم سے ہوا ہے بزمِ عالم کو فروغ
 حالتِ نرگس زمانے بھر پہ روشن ہو گئی
 کون ہے وہ جو نہیں میری جوانی پر شمار
 ہر عاشق نقشِ حب ہے میرا ہر نقشِ قدم
 فردہ و صلت مرے منہ سے ہے گارِ عیسوی
 میرے کوچے کو کہا رضوان بھی باغِ بہشت
 سنکے مین نے یہ کہا دوستِ صہبائی غرور
 ہو کسی کو خاک یکتائی کا دعویٰ خلق میں
 فتنہ پردازی تمھاری مدتوں سے ہو عیان
 حسن پر خوش قاضی کے اس قیامت کا غرور
 صاف تو یہ کہ جسے شاعر دن کو دو د عا
 خود ہی اپنے دلیں سمجھو قدر کیسے دراز
 یہ جوانی کا زمانہ چلتی پھرتی چھاؤں ہے
 پھر لیٹا کی طرح تم خود کرد اظہارِ شوق
 اپنے گھر بیٹھے رہا تھو مسجائی پہ ناز

روز کہتے ہو کہ نکلی جاتی ہے جانِ حزمین
 کیون شکایت بھی شبِ فرقت کی کرتے ہیں ہمیں
 کون سی آہیں ہیں رخنہ سازِ پیچ و ہفتمین
 شعلہ ناز سقر ہے جسکی آہِ آتشین
 خوب اس سودے میں کی بربادی دنیا و دین
 میرے عاشق بنکے آئے شکر ربِّ العالمین
 دوسرا دیکھا ہے مجھسا کوئی عالم میں حسین
 آئندہ ہے مجھے گویا صنعتِ حسن آفرین
 میرے ہی رخِ پرداز ہیں باہِ دغورِ شید سین
 بلغ میں مجھ سے لڑائی تھی نگاہِ سرسکین
 کون ہے وہ جو نہیں کھو بیٹھتا دنیا و دین
 میرا دردِ عشق دار دے دل اندو گین
 بار بار زندہ ہوئی ہے میستِ قلبِ حزمین
 میرے گھر کجاوچ پر صندے سے تھر جرمین
 حسنِ عارض پر رعونت اس قدر زیا نہیں
 عیب ہر صورت میں ہو جزاات صورتِ آفرین
 حضرتِ آدم سے چھوٹا گلشنِ خلدِ برین
 پاؤں رکھتے ہی نہیں نوبت سے بالائے زمین
 کدی یارِ رخ کو جنھوں نے رد کش ماہِ مبین
 کہنے والوں نے کہا ہے جس کو مار آتشین
 آہ نکمے جسکو ابھی دیکھا ابھی کچھ بھی نہیں
 سنانے سے بھاگے جاؤ یوسفِ دل کے قرین
 سیکھو دن بہارِ فرقت چھپ گئے زیرِ زمین

دلفریبی کے لیے چلتے ہوئے جادو یہ ہیں
 شاد ہوتے ہو جو مشاعر تک کہ کہتے ہیں صنم
 بیو فانی سے ہزاروں کو لہو لہو ادا دیا
 کیا سمجھ کر اپنے کو چے کو کما رشک بہشت
 مجھ کو دعوا ہے کہ میں ہوں رونق بازار عشق
 مجھ کو دنیا ہے زبان سے لون اگر نام وفا
 محفل عالم میں کیا ہوتا فروغ شمع حسن
 جان دیکر عاشقی کو میں نے زندہ کر دیا
 لو ادر آؤ دکھاؤں میں تھیں داغ چکر
 اپنے سینے میں وہ رکھتا ہوں لہر داغ میں
 بے اثر کہتے ہوں ان کو مرے یہ تو کہو
 میں وہ دیوانہ جہان بیان ہوں راہ عشق میں
 تم کو حسن صورت اور مجھ کو ملا سیرت کا حسن
 بشرط یہ ہے لاٹ بیجا سے اگر تو بہ کر د
 بادہ پسندار کا نشہ تمھارے سر میں ہے
 کہیں امیر المومنینؑ سے زلزلے کا شمع
 وہ علی روشن ہیں عالم بھر پہ جبکہ معجز
 آپ کو فاقہ نہیں خالق نے وہ قوت کی عطا
 زلزلہ دنیا پر لگی ادا تو جہ اپنے
 آپ کی شمشیر ضربت کا جو یہ بھی معجزہ
 آپ کے رنجی ثنا خوانی اگر ہو رات کو
 طاعت اُسکی نعم انسانی میں کیونکر آسکے
 کیا عجب ہیں رسالے ہو جو کا رہبر سب

نام رکھا ہے ہر لکر جبکا چشم سر گین
 اب ذرا ایمان سے کننا یہی ہے طرز دین
 کج ادائی سے کیا خون دل اندوہ گین
 خواب میں بھی تھے دیکھا ہے کبھی خلد برین
 میں نے یہ سودا خریدیا بچکر جان حزن
 جان جانے پر نہ چھوڑوں دامن صدق و یقین
 خاک اگر ہوتا نہ جل جل کر لاندوہ گین
 میرے ہوں ممنون اگر انصاف رکھتے ہوں حین
 تو سہی شکر کے مغرب میں پچھپے مہر مہین
 خود کے رضوان جسے گلہ ستہ خلد برین
 تھا مٹا تھا کون بیتابی سے قلب ناز میں
 ننگ اُلفت ہو جو مجھ کو بناؤں ہنشین
 اب اگر اُٹھے تو پھر دیکھوں نگاہ شکر گین
 اپنے اس دعویٰ کا دلواؤں ابھی تو یقین
 میں ہوں سرسبز نے حبیب امیر المومنینؑ
 ہادی اول محلے یعنی امام السفین
 جبکا اک بندہ ہے ہر حالت میں خورشید میں
 توڑ ڈالا باب یحیٰی صورت نان جوین
 اس قدر تھا شوق وصل شاہر ایمان دین
 کم ہوا جس سے نہ زور بادوی روح الامین
 اشتیاق سمع میں ہو رہے جمہت مہربین
 جسکے پوتے کو خدا فرمائے زمین العابدین
 مطلع نو کا تصور ہو گیا دل میں کمین

اب نہیں دشوار مضمون حقیقہ کا شکار	وہ کند فسر جا پہنچی سرعرش برین
آپ کو شاہی مبارک اسے خدیو مسلمین	ہو مبارک مومنوں کو نعمت تکمیل دین
<p>اپنے دل ہی دلیں ہیں بشاش ختم المرسلین صاف ظاہر ہو گیا آج آئی عید مومنین عید وہ جسکی تخیل سے ہوئی روشن زمین ہو گئے مالک خدا فی س کے امیر المومنین وہاں ہذا شفق اتمر یہاں رجعت مہربین شش جہت میں گونج اٹھا آوازہ شرح متین آپ سے ہے زینت درگاہ رب العالمین نفس کی فرقت کسی صورت میں ہو سکتی نہیں ایک ہی مصرت میں تھا کلاک کرام کا تہین ہیں نہان دلیں علوم اولین و آخرین حل شکل میں ہوں کیونکر رگ جان کے قرین آپنے جسوقت کی تعلیم جبریل امین وقت بخشش دامن رحمت ہے الٰہی انشین اس یٰ اللہی کے صدر تے کیوں نہوں اعدا دین پچھنے میں یوں دکھا یا دور رب العالمین ہوتے لاکھوں ہی حجاب پردہ صدقہین ہو گیا جس سے حقیقت دان لعرش برین مول لیلی کل مستلح قرب رب العالمین سنگریزے ہاتھ میں آکر ہوئے در ثمین اسے تعالیٰ اللہ دور خامہ حسن آفرین</p>	<p>آگئے جبریل مثل جنت پر در دگار عارض پر نور سے طالع ہے عشرت کی بحر عید وہ مشہور عالم جو کہ ہے عید غدیر ہو گئی تبلیغ احکام خداوند کریم جان نشین معرفت خیر الوری ایسا تو ہو ہو سکتے جہدم دھی مصطفیٰ منبر پر آپ ہو ازل کی صلح یا معراج یا شام ابد اس لئے در پردہ تھے معراج میں احمد کیا تہ انکی اعمال حسن کا ہے یہ ادنیٰ سا شمار بے بسم اللہ کی تفسیر سے روشن ہوا آپ وجہ اللہ میں فضل خدا سے حضور ہو گئی اک پل میں تکمیل رموز معرفت دامن فیضان ادب کے مارے کیونکر کہ سکون بت کہے کو آپنے کعبہ بنایا ہاتھوں ہاتھ بے تکلف مہد میں آ کر دو ٹکڑے کیا کیا ٹھہرتے آپکی برق نگہ کے روبرو عالم انوار میں گئی ایسی تبلیغ خدا دیکے سائل کو انگوٹھی اپنے وقت ناز قدرت اعجاز کی غلغلے پہ ظاہر اس طرح آپ کے سامنے پہنچی حسن یوسف کی شبیہ</p>

سامنے جسکے سلیمانی ہے شکل مور چہ
حکم سے جو آپکی عالم میں سرتابی کرے
اسے معاذ اللہ جس دلیں ہوا نیکے دلا
متحد بالذات تھے بون احمد مرسل سے آپ
شع ہزم حسن ہولا کا اگر اُسھے دھوان
وی کسی نے گنگ فطری کو جو گویائی تو کیا
ہون مریض جان بلب کے آپ اگر تیار دار
انبیا نے جس جگہ ظاہر کیا عجز ادب
دابقہ سلمان کا ہے مشہور عالم آجتک
فخر اسکندر ہو وہ جو ہو جلو دار آپ کا
اقوام قوم نصیری کا کہے دیتا ہے صان
آپکے دم سے ملا آدم کو ہستی کا لباس
شیرین پھر دیکھیں کھینچے کس طرح نارِ سقر
بس بس اسے محشر دے محشر سے کام لے
یا الہی آگھیں ہیں جنتک کہ خود دیکھیں
عاشقوں کو اپنے معشوقہ نئی جنتک ہو تلاش

آپکی وہ سلطنت ہے اعرشہ دنیا کو دین
 صورت گردون ہوا اسکی جان کی دشمن زمین
 بخشش اسکی پھر کسی صورت سے ممکن ہی نہیں
 نفس آئینہ میں جس صورت سے ہوں جو بہترین
 خلد میں کا جل بنائیں اسکو لیکر حور عین
 آپ کی فیض تکلم سے ہوئی گویا نہ میں
 دے خبر صحت کی پھر گر ہر نگاہ واپسین
 طے کیا ہے آپ نے وہ جادہ حق الیقین
 آیکا ادنا سا بندہ ضیف صحرا نشین
 رشک بال صد ہما ہے سایہ دامان زمین
 آپکو ہستی میں تھا یہ قرب ایسے العالمین
 آپکے قد مونکی برکت سے ہوئی قائم زمین
 آپکا دامن اگر چاہے اے جبل المتین
 عاجز انہ یوں دعا کر پیش رب العالمین
 عشق کی کاوش سے ہر جہت تک کہ دل اندوہین
 کام لین جہت تک کہ عالم بین تغافل سے حسین

جتنے مومن ہیں طوافِ روضہ شہیدین میں
کھتی ہو قسمت مبارک فادخلوا خالدین

در خدمت عباد و رعیت شایسته خبرگاری علیهم السلام

کیا فائدہ ہے غافل پابندی وطن میں
فکر وصال بہتر ہے فکر دو جہان سے
اگے زندگی کے ہاتھوں ایذا میں ہیں ہزار دن

اگر جستجوے جانان جب تک ہے روح تن میں
لاکھوں ہی عشرتیں ہیں پوشیدہ اس عین میں
یہ تن میں پان پندیں ہے کا شاہوچر میں

سوداے عاشقی کا کچھ جانتا ہے رتبہ
 اسے رہزدان الفت ایذا کو چلین سمجھو
 دل سوز تب بناتا ہے پروانہ جان و دل سے
 رنگ وفا کی شاہ زردی رخ نہ ہو گی
 اسباب دینی سے کو سوز ہے دو قسم
 خاموش رہ اگر ہے جو یا سلامتی فنا
 داغ و خانے دلبر زیب کنار دل ہو
 شوق اثر سے دلیں سوز خم جانتان ہوں
 مہر فنا سے عاشق عہد وفا ہے کافی
 غافل نہ معرفت سے دم بھر دل حزن ہو
 امید دار مقصد ہونے میں عیب کیا ہے
 تاثیر جذب باطن لون ہو تو لطف آئے
 شکر غم دالم کا اُس وقت کچھ مزا ہے
 پیش نگاہ ہو گاہے پردہ حسن جانان
 تعریف ظلم کر کے ہمت دو چند کر دے
 قیدی بنا کے دل کو خود دیکھ پھر تماشا
 آوارہ مثل قمری یا د حبیب میں ہو
 اتنا ہو سوز باطن دلو جو پھیکے تو
 عشاق کو خیال ناموس و ننگ کیسا
 چل سوے دشت و حشت مہر تلاش مقصد
 تیر میر سے کسی کی نکلا نہ کوئی مطلب
 غافل تھے دکھا دوں خم ندر تاک آ
 جبریل کہ رہے ہیں محبوب کمریا سے

سر پر بٹھائیں تجکو جاے جس انجن میں
 گلہائے آرزو ہین کاسے شہین ہین بن ہین
 جل جل کے جان بے دی جب شمع نے لگن میں
 آتار میگا دورہ جبتک لبودن میں
 عیسیٰ ہی کو مبارک سوزن ہو پیر ہین میں
 کر ترک سدا کو گوسے زبان دہن میں
 رات کو پھر مزا ہے مہتاب کا چین میں
 پھر ہونے لاکھ عجم آئینہ سخن میں
 بانہض ابل ہنان ہو دلبر کے بانگین میں
 کہتے ہیں ہو سکونت یا دیر برہن میں
 پہلے جگہ تو کرے ابھی دل و دن میں
 دلبر چار اٹھے عاشق کے پیر ہین میں
 ہو مثل موج کو ٹہسل زبان دہن میں
 داغ دنا ہو روشن جب دلی انجن میں
 در آئے تیر جانان جب قلب پر محن میں
 ہر حلقہ ہے بلا کا گیسوے پڑ شکن میں
 مانند سر و کیون ہے تو پا بہ گل وطن میں
 پیدا ہوں لاکھ شعلہ دریا سے موجزن میں
 زیبا ہے تجکو سب کچھ وحشت کی پیر ہین میں
 ادراک و عقل و دانش میں حکم راہزن میں
 قسمت میں ہو تو خالق نے تخت تلج بن میں
 حیدر نے پائی شاہی اُس دشت پر محن میں
 کیجئے نہ دیر ادائے احکام ذو المنن میں

<p>دو لون جهان آئین حکم شد زمین شیون بہار آئی اسلام کی چین میں شاداب پھول جیسے جنت کی انجن میں نیت لگی ہوئی ہے اس بادہ کن میں آجائے جان تارہ پھر پیکر سخن میں</p>	<p>ہو جلد دین کامل نعمت کا تکملہ ہو حیدر دھی ہوے ہیں پھولاریاض ایمان یون مونس کے چہرے بشاش ہیں خوشی سے کوثر کا ایک ساغر مولا ہے ہمیں بھی دور ناہو جوش مدحت لکھوں وہ مطلع نور</p>
<p>نیکے جو روح پانی حُب ابوالحسن میں جبریل بن کے ہوئے درگاہ ذوالمنن میں</p>	
<p>ہیں مثل شمع دو لون حضرت کی آئین میں پھر دم پہلے باقی مرحب سے تیغزن میں شمع گداختہ سے ضونکے انجن میں پنہان جو رنگ بوسہ نسرتن میں جب باب خیر آیا درست ابوالحسن میں رنگ بہار جنت پیدا ہو ہرچین میں درمیتیم بھرے مداح کے دہن میں دست خدا کی قدرت ہے دست تیغزن میں اک شور یا علی کا ہو دیر برہن میں زینت کبھی موتی دنیا کی انجن میں سوکوس شیر بھاگا سلانکی بوسہ بن میں غنیچے میں جیسے خوشبو سیت ہو یون کفن میں آئین اک کوثر ہو بادہ کن میں موتی برنگ شبنم بے قدر ہون عدن میں گھر کرے نور ایمان چشم دل وشن میں یہ مختصر ہے مضمون مدح شد زمین میں</p>	<p>خورشید دم کی فلو کا کس شمع سے تذکرہ ہو اللہ سے رعب مولا جب صفدری دکھائی میر جمال حیدر فانی پو جو تابان کس کی ولا کا صدقہ بلوغ ازل سے پایا شان یہ الہی کی لین زور نے بلائین نلے اگر ہو اسے نشان لطف حیدر کیا فیض منقبت ہے دم بھر میں دست غیبی مرحب سے پو چھوئے عنتر سے پو چھوئے ناقوس کے جو دل پر سکھ بھائیں اپنا تابان اگر نہ ہوتا کبے سے نور حیدر صحرا میں اپنے شیدا کی جان یون بکلائی باغ کرم سے انکے گر قبر میں ہوا آئے ساقی زہر شد ہو تجدیر پیر جو مائل نسان فیض انکا برے جو ایک پل بھی مہر ہایت انکا چمکے ہو تکر سے میں بعد خدائے احمد انکے خدائی کے ہیں</p>

شامل جو فصل گل میں اوجھن فیض حضرت گیسے مریض کی خوشبو جو پھیل جائے جلنے میں سوئے دشمن ہے آگ کی یہ حالت وقت دعا ہے محشر بس ختم کر قصیدہ بروردگار عالم سنے یہ عرض میری ہون مزار حیدر یوں ہو نصیب محب کو	پیدا ہو بوی یوسف گھاسے یا سمن میں ہو خاک و خون میں غلطان ٹانے کا دل ختم میں شان نزول جیسے مہران ذوالن میں کتک یہ جوش آخر مدح ستہ زمین میں شوق نجف سے لیل جان حزن ہون میں جیسے رگون سے ہو کر پھر تاپے خون بدن میں
---	---

جنتک کہ مجتمع ہیں باہم عباس خمسہ قبش رہے زبان کو توصیف نعت میں	
---	--

قصیدہ در منقبت علی مرتضیٰ علیہ السلام	
---------------------------------------	--

مشتعل کن مناظر ساقی و محبت سب بر تھکتی روز و رات حیات جگر	
---	--

بڑا غضب ہوا اے سوزا الفت کامل وصال باد فنا چاہتی ہے شمع حیات قبول کر لے مجھے اسے زمین شہد عشق نہ تاب ماندن و سنے پاسے رفتہ باقیست جہان عشق میں شاید یہی ہے ربط وفا مرے شباب کی غفلت نے جھکو ڈال دیا تمام ہو کہیں قصہ حیات کا یارب بلانہ موت کا بھی لطف سخت جانی سے بڑا ہو شوق کا مشکل ہوا ہے دم لینا نہ بیٹھتا ہوں سر بزم حضرت و اعظ نہ یہ تلاش کہ ہے بیترے پہ گنگی لحد ہوا ہوں معتکف آستان سپر سخاں	کہ آگ لگ گئی آخر میان کعبہ دل بنا ہوں شکل سر شعلہ مضطرب دہل کہ خاک میں نہ سے عشق جذبہ کامل فزون ہے عرصہ محشر سے دست منزل میں جسکا دل سے فدائی وہی مرا قاتل کھلا ہی چھوڑ کے سویا در خسرو دل کہ شکل زلف بڑھا ہے یہ طول لاطائل بلانے جان ہوا انداز رنجش قاتل ٹھہر گیا تو کھنچے پاؤں جانب منزل نہ جاتا ہوں طرف نقیب بتان چکر نہ اسکی فکر کہ مجنون پہ کیا پڑتا شکل شراب شوق اطاعت نے کر دیا غافل
---	--

پڑا ہے کام اُسے دریا نوال سے آکر
 وہ میغروش جو دریائے لعل میں دم جوش
 وہ بزم سہل جہان بوسہ لب ساغر
 ہر اک کی کشل کمان کے چڑھی ہوئی نکھین
 دل و دماغ میں ہر اک کے مثل شیشہ و جام
 کسی کا بخت نمک ریز بادہ دیدار
 ذرا سی پی کے کوئی غش ہوا بقول کسے
 کسی کو کھلتے ہی شیشہ جما ہی آنے لگی
 ہر اک رند تھا مصروف عید نوشاوش
 اُلٹ گیا درق بزم جام کی صورت
 ہوا جو نشہ ہرن چشم بادہ نوشاوش
 پکارے رند ذرا ہوشیار ہو جاؤ
 سب کو بھی بحفاظت کہیں نہان کر دو
 نذر اکین بٹے کو بھی کر دو پوشیدہ
 مثال مے کے اٹھا جوش کھا کے ساتی بھی
 برنگ نشہ بڑھا سوے محتسب آخر
 اگر اٹھائی ہو زحمت تو آئین بندہ نواز
 اگر ہوا ذن تو کھولیں صراحی مے ناب
 دوا سمجھ کے کوئی جام نوش کر لیجئے
 سنا جو یہ تو برا محتسب کو جوش آیا
 کہا کہ سن تو سہی ناشناس و بے مشرب
 رواج بادہ پرستی کی کوششیں شب و روز
 مزہ چکھاؤ نگا دار القضا میں چل تو سہی

اُسی کے ہاتھ ہے اسید کشتی سا کل
 ڈوبوے محتسب و شیخ کا سفینہ دل
 جہا نیہ کھلتا ہے رند و نکاح عقدہ مشکل
 ہر ایک رند ہے اپنی جگہ پہ لای عقل
 بھرا ہوا ہے مسرت کا نشہ کابل
 نگاہ لڑتے ہی ساتی سے ہو گیا غافل
 لہو لگا کے شہید و ن مین ہو گیا داخل
 تمام دعوے تو بہ تھے دعوے باطل
 بلائے بد کی طرح محتسب ہوا داخل
 دم نشاط عدو ہو گیا جو آکے نخل
 کچھ اور جلد اڑا رنگ چہرہ مغل
 چھپاؤ شیشہ و ساغر نخل میں صورت نخل
 ارے یہ لیلی بنت العنب کی ہے نخل
 شکست ہو نہ یہ کشتی کہیں سر ساحل
 سنا جو بادہ پرستوں کا شور تاب گسل
 کہا حضور کی زحمت ہے سعی لاحاصل
 یہ مانا آپ کی خاطر کے ہم نہیں قابل
 ابھی ہو زحمت تشریف آدمی زائل
 خلاف عفت نہ تو یہ بھی رہے کامل
 شراب غیض کے نشے نے کر دیا غافل
 ستم ہین تیری یہ گستاخان ارے جاہل
 نہ پاس شرع نہ کچھ خوف خالق عادل
 تیرا یہ خلق ہے اور آئینہ خیمہ تامل

ہنہ بذاتِ خدا اُسپہِ دعویٰ اسلام
 رہی تیز حلالِ دسرام کچھ نہ تجھے
 تیرا یہ جام ہے یا طوقِ لعنتِ دائم
 ہوا ہے عاشقِ اتمِ انجائٹِ بدکار
 ملے گی افسرئی اہلِ نار بھی تجھ کو
 گداگری بھی ہوئی لیکے کاسہ سے ناب
 بد فور رنج سے ساتی کے چھلکے ساغرِ حشر
 دم جواب کہا جی میں ہرچہ بادا باد
 کہا کہ آپ کی تقریر سب بجا و درست
 ہم اپنے شغل میں مست آپ اپنے کام میں خوش
 بخیر آپ چلے جائیں منہ نہ کھلوائیں
 یہاں تصورِ تہذیب اور بیخِ نیست
 یہی ہے آپ کی مرضی تو خیر سن لیجئے
 یہ کب سے آپ نے کلمہ پڑھا نہیں تو سہی
 وہ کون دن تھا کہ انکارِ معجزے سے بھی تھا
 وہ کون دن تھا کہ انکارِ سول کو غالی
 نزولِ وحی خدا پر بھی مترض تھے حضور
 عروجِ ذہن سے معراج کے خلافِ سخن
 لکھن ادا ذہنی وہ بابِ قرآن میں
 وجودِ ذاتِ ملائک کو کا لعدم کہنا
 وہ نفیِ خلد میں آتشِ صفتِ گل افشانی
 علوم پڑھکے بنے ہیں معلمِ الملوک
 وہ مضحکہ عرقا پر کہ اے معاذ اللہ

کیسکا صاحبِ دین تجکو کون عاقل
 بھلائے بیٹھا ہے یوں معنی حقِ دباطل
 بنا ہے پیرِ شیطانِ نفسِ ادجاہل
 اُسی کے ساتھ ترا حشر ہوگا ادغافل
 بنا ہے پیرِ معان اور پیرِ نفسِ مُضِل
 شرابیوں نے بتا تجکو کیا ہوا حاصل
 جو محترب سے مُنہ طعنہ ہائے تابِ کسل
 ہوئی معینِ زبانِ قوتِ دلِ لعل
 اثرِ پذیر مگر ہم ہوں یہ تو ہے شکل
 یہ گفتگو ہے عبث اور یہ بحثِ لاطائل
 خطا معاف پتے کی کمی تو کیا حاصل
 یہ بزمِ وعظِ نہیں میکشون کی ہے محفل
 بعید کیا ہے اگر دلیں آپ ہوں قائل
 یہ کب سے سرحدِ اسلام میں ہوئے داخل
 وہ کون دن تھا کہ امت کو کہتے تھے باطل
 وہ کون دن تھا کہ صرین جبکہ تھے شامل
 کہا تھا قوتِ الہام کو بھی لاطائل
 خدا سے زورِ زبان اور نثارِ ہمتِ دل
 کہ پیشِ اہلِ خسرِ عقل ہو گئی دائل
 سمجھنا حور کو ہم صورتِ بتانِ چگل
 وہ سوزِ دل پہے ابطالِ دوزخِ سافل
 زبان سے کرتے ہیں رواجِ ابولہرِ غفل
 وہ اُنکے قول کو کہنا کہ سرسبزِ باطل

سخن کو اُنکے اساطیر اولین کسنا
 روش یہ آپکی اور یہ لباس وضع شریف
 یہ زیب سر جو کلاہِ ند ہے اے سرکار
 بشوقِ زمینت تن جو کہ چست ہے لبوس
 حضور کیا یہی اوصافِ کلمہ گویان ہیں
 زبان سے دین کا دعویٰ مگر ہر دلیں کچھ اور
 مبارک اُنکو چلا جنہ آپ کا جادو
 حرام مان لین مے کو اگر بقول حضور
 حرام نشہ ہے ہو گیا بفسر ضحال
 حرام مے کو کہا منہ سے دے نادانی
 حلال ہو گئی تکلیف ترک صوم و صلوٰۃ
 حرام ساغر گلگون سے محفلِ افزوی
 خدا کی شان کہ ظاہرین کیئے کو طم
 شرابِ حُبِ علی کا ہے سرِ بزمِ مین دور
 امام اول و صہرِ رسول وہ حیدر
 دکھا کے برقِ تجلّے جامِ حُشمِ غدیر
 نثار تو پڑے زباں اس کے ساغر پر
 وہ مقتدا ہے دو عالم ہے ذاتِ حیدر کی
 وہ دین پنہ جسے کہئے سوارِ دوش نبی
 وہ دلربا کہ اگر اُسے عشق ہو پیدا
 نصیر یو کا خدا اور وہ بندہ مہود
 جو ادوہ کہے دامنِ ددست کا کیا ذکر
 بند اُس سے کو اکب کا نیر اقبال

اور اُس پہ ذہن سے تفریحِ بحث لا طائل
 بتا رہی ہے کہ اسلامِ یونین ہن داخل
 کہ میرا شیشہ دُجسکے رنگ سے ہو خجل
 ہر رنگِ خمِ حرکت جس سے ہو گئی مشکل
 حضور ہن یہی اوصافِ مسلم عاقل
 بنے ہن ایک جماعت کے مرشد کامل
 ہم لیسے شعبہ بازی کے ہو چکے قائل
 حلال کب ہوئی رسمِ شکستِ شیشہ دل
 حلال بنو دنی کب سر کیئے او غافل
 حلال کب ہوا ترکِ نماز او عاقل
 حرام ہو گئی مے کی مسرتِ کامل
 حلال سمجھے بھانا چہ رخِ کعبہ دل
 حلال سر کشی حکمِ خالقِ عادل
 حلال کہے جسے انبیا ہوئے عاقل
 کہ جس کی ذات سے دین آج ہو گیا کامل
 کیا ہے صورتِ موسیٰ ہر ایک کو غافل
 کہ جسکے پینے کا دے حکمِ خالقِ عادل
 کہ جسے کر دیے ادیان سابقہ باطل
 وہ بادشہ کہ جسے کیئے سالکِ راجل
 و فور شوقِ مین شق ہو جدارِ کعبہ دل
 کہ جسکا ذکرِ عبادت میان ہر محفل
 ہزار مرتبہ بھر دے جو نیتِ سائل
 اُسی کے نور سے روشن ہوا مہِ کامل

<p>جہان سے گور غریبان کا نام مٹجائے زبان کلیدِ درِ موج ہے تو اسے بخشے پڑھو وہ مطلع پر نور دیکھتے ہی جسے</p>	<p>اگر یہ ہوں سوئے احیائے مُردگان مائل یہ دیر کیسی سپئے حل عقدہ مشکل سرفلاک پہ ہو سیماے آفتابِ نخل</p>
<p>خدا سے لغتِ دلا کا ازل سے ہوں سال جواب عرشِ معلیٰ نہ کیوں ہو کعبہ دل</p>	
<p>قسیمِ دونخ و جنتِ علی ولی اللہ علی امامِ منست و منم غلامِ علی یہ قدرِ تا جو مساوی ہے قیمتِ شبِ روز کہان کہان نہ ترا پیکِ منقبت پہونچا ملی ہے قوتِ بخشش یہ تیرے ہی دلو تری ہی ذات سے نرینِ محفلِ نبوی یہ تیرے مہرِ تولا کا مختصر سا ہے فیض کلیدِ بابِ کشاکش ہے نامِ پاکِ ترا غضب ترا غضبِ ذالِ الجلال ہے مولا شہا حبیبِ خدا کا تو ایسا پیارا ہے ترے کرم کو اگر دیکھیں نزعِ مومنِ مین ترا کرم اُسرا کو اگر ہنال کرے ادب سے کیوں نہ بھکائے ہر اکِ طاعت ہزار بار ہو قسمت پذیر جو ہر فرد عبادتِ انقلین ایک ضرب ہے تیری دہن سے چشمہ کوثر خود آسے لمبائے علی خلیفہ برحق علی امین اللہ علی نعیم و علی موجِ قلمِ بخشش</p>	<p>امیر کون و مکان شاہِ آسمان منزل ہوا ہوں عالمِ فطرت سے اسکا مین قائل ترے ہی عدل کا جلوہ ہے لے شہِ عادل نشان بتاتی ہے قرآن کی ہر ایک منزل کہ کچھ گران نہیں نازکِ مزاجی سائل تجھی سے رونقِ دربارِ خالقِ عادل کہ نوز تابِ نبی ہے ردائے کعبہ دل ادھر پکارا تجھے حل ہوئی اُدھر مشکل ترے کرم مین ہوئی رحمتِ خدا شائق پڑھیں درود اگر نامِ لونِ سرِ محفل سچ و خضر کو ہو جائے زندہ گی مشکل جوابِ قصرِ گلستانِ خلد ہو بابل مزار ہے کہ نہ مین بخت کا کعبہ دل تری حسام اگر کھوے عقدہ مشکل یہ کہ گئے مین محمد سے رہبرِ کامل ترے عجب کو جو ہو جو شِ جذبہ کامل علی وصتی بلا فضل در بہرِ کامل علی محیطِ سخا و کرم در یا دل</p>

علیٰ خدیو عرب حکمران ملک عجم
 علیٰ معلم جبریل و باب شہر علوم
 علیٰ کفیل مہات انبیائے سلف
 علیٰ وہ جسے تمک اگر ہو خواب میں بھی
 علیٰ وہ شاہد اسلام کی ہے جسے حیات
 علیٰ کے نام کا عین اسیلے ہو مفتوح
 سنا تھا لغز شیرانہ آپکا دم جنگ
 شہا یہ تیرے ہی در کو خدائے اوج دیا
 تری ہی شان میں آیا ہے اتلا لاریب
 ہوا ہے مہربوت میں اور پاؤ عین وصل
 وہ ہیکلار ترا بھر رہنمائی ہے
 اگر تھپائے ترے شاہد محبت کو
 پس از خداؤ نبی تو ہے شاہد مہر و
 گیر پاس ادبالب خوش ہے محشر
 ترا لقب ہے در شہر علم اے مولا
 بحق قافلہ یوسف شریعت حق
 بحق آیہ بلغ بحق روح امین
 بحق منبر پالان امیر حجاب
 بحق معنی الفاظ خطبہ افصح
 بحق آیہ الیوم منبر صادق
 بحق تابش نصف النہار روز مراد
 عطا ہو پھر مجھے ختم غدیر کا ساغر
 شراب نظم کا دم بھر میں دور آخر ہے

علیٰ فقیر و علیٰ فقر و خسرو باذل
 علیٰ علیم و علیٰ عالم و علیٰ عادل
 علیٰ یہ اللہ و حلال عقدہ مشکل
 بخیر ہو بچین مسافر عدم کے تانمزل
 علیٰ وہ جو کہ ہین غار تگر بتان چکل
 کہ انکو ساری خدائی پہ فتح ہے حاصل
 اسی سے صدر سرافیل آجتا ہے خجل
 کہ جس سے رخت عرش عظیم بھی ہو خجل
 گواہ اسی ہے قرآن سا شاہد عادل
 ترے قدم کے ہین نقش ایسے عامل کامل
 ملا نہ خضر کو بھی جسکا آجتا ساحل
 جواب دامن عرش علا ہو دامن بدل
 کسی طرح نہیں بھرتا ہے درج خوان کا دل
 مرے کریم ذرا اس طرف بھی ہو مائل
 کھڑا ہوں باب اجابت پہ صورت مائل
 بحق دادی پر خار و دورے منزل
 بحق صاحب لولاک مرسل و مرسل
 بحق ناشر احکام خالق عادل
 بحق قاتل من کنت خسرو باذل
 کہ جس سے ہو گئیں ہم سیکر نعمتین حاصل
 کہ جس سے ہو گیا روشن چراغ کعبہ دل
 بڑھادے شورش مستی کو پھر سر محفل
 خمار بادہ رحمت سے ہو نہیں لایعقل

کہیں شکست نہ مثل لشفہ شیشہ دل
مجھے بھی اپنے ہی مستونین کر لے تو شامل
تو کیا عجب ہے کہ کھوٹی نہو میری منزل
کہ بات راز کی ہے اور یہ بھری تھفل
کھلے گا باب جنان شکل عقدہ مشکل
عدو کے نام پر ہے وقفہ دوزخ ساقل

ستم ہے آمد و رفت ہجوم خمیازہ
تری نثار میں اسے ساتی گرم گستر
سفر عدم کا ہے درپیش نشہ ہو گا اگر
پھر آگے حشر ہے جو ہو گا کیوں کسی سے کون
سمجھنے والے سمجھ لیں اشارہ کافی ہے
جہلِ روضہ رضوان ہے پھر ہمارے لیے

قصیدہ در منقبت امیر المومنین علی بن ابی طالب
الحمد لله والفقار علی بن ابی طالب علیہ السلام بنظر مولانا سید

خدا بھرے ترا جام تنہا آب رحمت سے
کہ اکرامت بڑی تکلیف اٹھائی ترک عادت سے
تعلق پھر ہوا ستونکو دخت در کی الفت سے
ہوے رخصت مجاور حضرت مجنونی تربت سے
جواب لہن ترانی تھے ہیں زکون کی نکمت سے
ہوا راحت سان آنے لگی باغ محبت سے
طا کر دیکھ لے پھر لو کو وہ عارض کی نکمت سے
جوانی میں حسین جسطرح سوئیں فرط غفلت سے
کہ جنکا چونکنا دشوار تھا شور قیامت سے
سرا پا جو نچکے جاتے تھے سوزد لکی شربت سے
ہوا یہ اتحاد ذات گل کہ فیض صحبت سے
عجب کیا رہ ظلم اٹھ جائے مشوق کی ملت سے
بڑھ جاتی ہیں راتیں گیسو سے سنبل کی زینت سے
زخود رفته ہوئے جاتے ہیں جوشِ بر رحمت سے

ہمارا ۱۶ جی چمکا دے سا قیا صباے عشرت سے
خیالِ محنت کی اب جگہ ہے طاق لسیان پر
برنگِ رشتہ زنار ٹوٹی تو یہ کس سے
گر یہاں یاد آیا ہاتھ کو اور پاؤں کو کانٹے
حیدر خان جہان اپنی جگہ نظارہ بادو ٹکو
شعبہ قت کے بیدار ہوئی آنکھو غنیمت بھی میند آئے
فروغ حسن پر دعوے ہو جس آئینہ طلعت کو
سر بالین راحت میندیوں آئی ہے سبزے کو
جگایا ۱۶ کو بھی ہنگامہ فصل بہاری نے
صبا نے مرہم کا فور رکھا اُنکے سینے پر
شیم جالفر پیدا ہوئی کہ بلبل کی کلیونین
یسی چیم عنایت ہے جو گل کی حال بلبل پر
سبارک وصل میں عشاق کو طول مسرت ہو
ہزاروں آرزوئیں لیکے زندگے ہیں گلشن میں

خمار آلودہ نظریں یا کہ پیک شادمانی ہیں
 مہر شوق تکرار سوال جام اس جانب
 زبان چشم دور و نزدیک ادھر انکار سے مطلب
 یہاں اک جام کی امید پر سوا تجا نہیں ہیں
 اشارہ اس طرف اسکا کہ چلو ہی سے پڑا ہے
 جھپکنا ہو گیا مشکل یہاں چشم تنہا ہے
 کہان تک ضبط ہو کہ تک کوئی خون چوکھائے
 کہ سن اداساتی نا آشنا یہ کبر کیا معنی
 عجب ہے رنگ حسن عارضی پر اس قدر لڑش
 تری محفل میں جانا موت سے بدتر ہوا انسان کو
 جنون پیدا ہو جسکے سر میں بھیر جان دینے کا
 دکھایا لگا شکست فاش دور جام و غافل
 جو بیل دور جوانی کا تھا وہ بھی آزمادیکھا
 مجھے غمخاند عالم میں خسرو نادر لازم ہے
 مری لایق پر عقل غلاطون بھی مفتون ہے
 بنا ہوں چشم ظاہر میں کی خاطر گو کہ خود رفتہ
 بظاہر گو کہ ہوں اک میکش درند خرابا قی
 تجھی کو کہتے ہیں اہل جہان رند صفا باطن
 وہ دل رکھتا ہوں تجھسا تنگدل ساتی اگر مانگے
 میں وہ ہوں صدر بزم دوست میں ملتی ہو جا بجا
 کہا ساتی نے مثل دخت رزیون جوش میں آکر
 نہ کھلوا سنہ مراد عفا سنیں گے تو تہنسی ہوگی
 خدا کی شان تو اور باد عالم عقل غلاطون

اشائے ہو رہے ہیں ساتی خورشید طلعت سے
 وہاں یہ حکم پہلے پوچھ لو خوبی قیمت سے
 ادھر مجبوریاں لاکھوں تقاضاے طبیعت سے
 غرور ناز کو اس سمت استغنا ہے منت سے
 ادھر منہ پھیر لینا اسکے شوخی و شرارت سے
 وہاں پھر کر جو دیکھا بھی تو انداز کراہت سے
 کہا جھلا کے یوں اک رند نے افراط غیرت سے
 خدا کی شان ایسی بیرغی اہل مروت سے
 یہ اڑ جائیگا شکل جو ہرے تیری صورت سے
 کئی بھی ٹھکتے آج تک دیکھا نہ عزت سے
 اُسے واجب پہلے اٹھ اٹھا لے دین دلت سے
 نظر کر حالت جمشید پر چشم بصیرت سے
 نظر تک میری جانب اٹھ نہیں اسکی نزاکت سے
 کہ میں سرست رہتا ہوں سے بجا مروت سے
 مری گفتا رغبت بھی ہے ملو بندہ حکمت سے
 مجسم ہوش ہوں لیکن باطن بد فطرت سے
 باطن کشش شوی قلب و آب ندامت سے
 برنگ آئندہ دل صاف ہے گرد کہ درت سے
 کہا لب کو رون ساگر کی طرح دامن کو دولت سے
 ہے تو جسکے خسرو دم در بانی کی خدمت سے
 نکال لگا کہا تک حوصلہ بجا ملالیت سے
 زمانے بھر میں واقف ہو ہر اک تیری حقیقت سے
 دلیل عقل ہو نفرت سے واعظ کی سمجھت سے

کہیگا صاحب ہوش و خرد کوئی سلو عالم بین
 تصور کر خدا کو حشر میں کیا منہ دکھائے گا
 اگر درگاہ تھا پیراں وہ دن ہی یاد ہے تجھ کو
 ساقی اقبہ عین ہوں شاہِ ماسک میخانہ
 برنگ ساغر خورشید و آفتاب اسکو گردش ہے
 مری سے کا تصور بھی جو نہ نام بچر آجائے
 وصال یار میں کیا کیا جایا رنگ عشرت کو
 مے اک جام کے بندے شہنشاہان عالم میں
 نہ پیتے بادہ گلگون اگر دور جدائی میں
 برنگ پنہ مینا حواس اٹھنے لگے جدم
 مبارک تجھ کو مینا نہ میں اپنی راہ لیتا ہوں
 تا شاہ دیکھنے کو دور ساغر کا میں آیا تھا
 تری تقریر کی شوخی نے جو بجلی گرائی ہے
 نتیجہ آج دیکھا میں نے خواہ شاہے بیجا کا
 پچشم معرفت دیکھ اب سانی سیری قوت کی
 ایسے جاتا جو جذبِ دل غدیر خم کے ساقی تک
 وہ ساقی جسکے رندوں کو اگر تے میں غش آئے
 وہ ساقی جسکی راہ عاشقی میں جو قدم رکھے
 وہ ساقی جسکے ساغر پر ملائک جلا رہتے ہیں
 وہ ساقی گلشنِ ارض بخت ہے جسکا میخانہ
 وہ ساقی جسکا جام شربت دیدار پہنچے کو
 وہ ساقی اپنے میز شکر کو جو ظلِ حمایت میں
 وہ ساقی جسکے ہونٹوں پر شوقِ تیرا آگے

جسے نیند آتی ہو خشتِ خم صبا پہ راحت سے
 شکست تو بہ کو نفرت ہوئی ہر تیری صحت سے
 کیا تقدیر نے محتاج در دے کی قیمت سے
 لرز جاتا ہوں دل ہر رند کا میری حکومت سے
 کرے جو کوئی سترابی مے حکم و اطاعت سے
 سلائے عاشق بیتاب کو بالین پر ہمت سے
 مری سے کا مزہ پوچھے کوئی اہل محبت سے
 بند ہی ہے سلطنتِ جم کی مے مانِ ملت سے
 عیان ہوتا نہ رنگ حسن مشوق کی صحت سے
 تو بولا رند مشرب ساقی بخور شید طلعت سے
 زبانِ حل جلاے اگر اب نام بھی لون تیرا غبت سے
 وگرنہ مجھ کو فرصت کب تھی مشوق کی صحبت سے
 یہ صدے کب ٹھکے تھے بلاے شامِ فرقت سے
 نکلوایا اسی کجخت نے آدم کو جنت سے
 کہ کیونکر رنجِ دنیا میں بدل جاتے ہیں رحمت سے
 ملینگے جام کو شرکے مجھے جس کی عنایت سے
 تو ابر مغفرت چھینٹے دے اٹھ کر آپ ہمت سے
 گذرنا اسکو ہو آسان سحر سے قیامت سے
 تعالیٰ امداد ہوئی ہو جسکی خلقت کس قدرت سے
 ہزاروں خم میں ملو جسکا صبا ہے جنت سے
 لے آیا جذبہ دل کھینچ کر آدم کو نیت سے
 بچا لیجا لیجا کر مٹی خور شید قیامت سے
 پیامِ دل جو تیرا شوقِ تیرا شوقِ تیرا شوق

وہ ساقی جس سے ظاہر ہو اگر شانِ بیدار الہی وہ ساقی جسے مست بادۂ مرضی حق ہو کر وہ ساقی حیدر کراہ جس کا نام نامی ہے وہ ساقی جسکے میکش ہوش میں آ ہی نہیں سکتے بڑھو محشر وہ مطلع مردہ دل بھی جس سے چونک اٹھیں	خدا تک بندے کو پہنچانے اپنے زورِ ہمت سے نہ دیکھا رونقِ خجائے دنیا کو رعبت سے دو پارہ جسے اندر کو کیا پھین کی قوت سے یہ مرزدہ سن لیا جسکے ہم ہیں اہل جنت سے فزون ہو نعرہٴ صل علیٰ شور قیامت سے
--	---

چلنے کے جبکہ زمانِ نجف کوثر پہ تربت سے
بڑھتی ہر استقبال موجیں بحرِ رحمت سے

یہ ہے مولاے قنبر کے غلاموں کو مشرف حاصل ولی حق امیر المؤمنین سلطانِ بحر و بر شاہِ قدرتِ شہِ مہر بھی ہے اور سلیمان بھی جمالِ آئینہٴ روئے علی کا جو کوئی دیکھے گئے معراج میں تا حد امکان ساتھ احمد کے سلوئی کہ سکے کس بندہ سے کوئی نہ بدوائے سکے سرزادہ پر ہر لطفِ حیدر ہو جو چتر افکن فضائے غلہ قد مون پر تصدق کیوں نہو جلے اشعارِ یمن و ذاکرے نہ کیوں وہ قامتِ جوڑا زمین سے اُنکے ذریعے چرخ پر خورشیدِ نجائیں نہ لجا سکتے جو خضر اگر چراغِ انکی ہدایت کا رمولانی سلف کو جب ہوا قربِ خدا حاصل نفا سے ہی ہوئی حاصلِ پیغمبر سے سکونِ بیاہو دہر پریش فرشتوں نے جو کدے بوترابی ہوں خدا دہ دن دکھائے مرگ کی تلخی گوارا ہے انسان کفر اکھاڑا اور اٹھایا دین کا رایت	ملا مالک خادمِ ادناس ہیں اُنکے بد و فطرت سے علی ہے جنکو مسندِ شاہِ اقلیم شریعت سے دو عالم کر لیا زیرِ نگین زورِ امارت سے تو چشمِ دل ہوں واقف جو ہر سرِ احدث سے علی کی ذات کو تھا اتحاد ایسا نبوت سے کہ جسے پائی ہو تعلیمِ شہرِ علم و حکمت سے سودا آنکھوں کو ہو صبحِ وطن کا شامِ غربت سے کہ پہنچے تاہ درگاہِ خدا راہِ عبادت سے میانِ مہدویت جسے لی زور و شجاعت سے کریمِ ظاہر جو شانِ مجرہ آپ اپنی قدرت سے سکندر تا قیامت باہر آسکتا نہ ظلمت سے کہ دنیا کو کیا طے آپ کی راہِ ہدایت سے مشرف جسکی آنکھیں ہوں جمالِ روئے مشرف سے تو لطفِ آغوشِ مادرِ عالمیہ است کو تربت سے کہ آنکھیں ہوں مشرف اندوڑ مولا کی زیارت سے ملا جتنا آپ کو یہ زورِ بارہ دستِ قدرت سے
--	---

فرشتے ہاتھوں ہاتھ اگر سے جنت میں بیجا میں
 کہو صوفی سے تیرا دوا پھر ان لین ہم بھی
 گر یزدان ہے ہوا کی شکل آب بحر بے پایان
 بخورم آفتاب دماہ میں حلقہ بگوش ان کے
 خیال عصمت حیدر جو بزم عشق میں آتا
 کہیں جنبش نہ مثل کوہ بارش سے دے
 بدھو بغض میں جو وقت توڑا باب خبر کو
 دم جنگ آپ کی شمشیر نے وہ آگ بر سائی
 نے جس سعادۂ فیض اس کا نام ہے مولا
 زمین کو عرش وہ نقش قدم کو دین تو میر کیا
 سوال رویت حق کیوں نہ کرتے حضرت موسیٰ
 سخاوت میں ہوا آسان یہ کارِ محال آخر
 اگر دیکھے ضیا آئینہ اعجاز مولا کی
 سفر کے مستحق کو بلغ ابراہیم ہوا تش
 سپردی ہے یہ قدرت نے جنگ نام حیدر کی
 لوائے حیدر کے حامل کا وابستہ جو مرتاب ہے
 سکون ارض سطح آب پر دشوار مشکل تھا
 زبان پر جب کیا نام لسان اللہ کو جاری
 علی کے تابع فرمان ہیں سیار و ثواب تک
 دم تسلیم دین تیغ زبان کو آپ اگر جنبش
 وہی تیغ زبان خالق نے دی ہو آج اسکو بھی
 جناب مولوی نجم الحسن خورشید ایمانی
 جنہیں ظلمات گمراہی نکلنے ہی نہ دیتا تھا

اگر مجھے ڈار آیکا ایذا سے غربت سے
 جال مرتضیٰ دیکھے اگر چشم بصیرت سے
 قرار آتا نہیں دم بھر کہیں بولا کی سببت سے
 ہوا ہمسیر یہ روشن قوت اعجاز حضرت سے
 خدا محفوظ نہ کھتا حضرت یوسف کو قہمت سے
 ہتھاک ناوا نون کو جو ہوا انکی عدالت سے
 صدائے الامان لینے لگے داؤد تربت سے
 لحد میں ڈر کے ابراہیم چمکے خواب غفلت سے
 کہ دامن کی طرح جی بھر دیا سائل کا دولت سے
 کہ بیت الدین جو مس ہوئے مہر نبوت سے
 کہ لہل ہوئے تھے شوق دیدار حضرت سے
 نہ رکھا نقطہ موہوم کو محروم قسمت سے
 تو سکتہ عقل کل کی عقل کو ہو ذکر حیرت سے
 اگر ہو واسطہ کچھ بھی قسم نار دجوت سے
 انھیں کیا خوف تیر جو گرد و گی جراحات سے
 تو نیند آتی ہے اسکو سایہ طوبی میں راحت سے
 ہوا یہ امر بھی حضرت ہی کے بار امامت سے
 ہوئے اسرار حق ظاہر حکیم اللہ کی لکنت سے
 مدلل ہے یہ دعویٰ نیر اعظم کی رحمت سے
 وہ دو ہو شکل مرجب جو کرے انکار وحدت سے
 سعادتمند بخود ہیں جلی شان فتح و نصرت سے
 کیا صاف آئینہ اسلام کا رنگ کدورت سے
 وہ آئے راہ پر ارشاد انوار ہدایت سے

جب اُسے درس خارج دے کے بزمِ علم و حکمت سے
 ملی ہے انکو یہ میراثِ بابِ علم و حکمت سے
 وہ آنکھیں کر کے روشن اپنے رخ کی زیارت سے
 کہ روشن جسکو خالق نے کیا نورِ شریعت سے
 مشرف ہم ہوں جسدن ہمدنیٰ کی زیارت سے
 ملے ہکو شرابِ عیش ان کے جامِ صحت سے
 ہے جب تک کہ ضد و عطا کو ہم ندو کی صحبت سے
 ہے زند و نکاد دل بخون جسدن تک قیامت سے
 ہے جب تک کہ یکہ بین حشر منو شو لگی کثرت سے
 بزدوقِ سمع ارجھل میں من آئینِ رغبت سے
 ہمیں صہبائے ایمان وہ ملا کر آبِ زمّت سے
 کیا فضل کو گہوش تو نے رنگِ حشر سے
 کسے قدرت کہ سہ تانی کرے اسکی اطاعت سے
 کرینگے عفو ہے امیدِ جگو اہلِ صحبت سے

بِقَابِلِ مُحَمَّدٍ خَيْرٍ مِنْكَ وَبِغَيْبِ رَأْسِ الْأَمَلِ

حرمِ کعبہ حسن بتان میں متکلف ہے دل
مزاج نہ خصلت پوچھ لینے آکے ہم اُسدن
جنونِ عشق سے قسمت کو برگشتہ تو ہونے دے
تعلقا ہے پہنان کی کشش پیدا تو ہو جائے
تجھے کیا معرفت اسرارِ حسنِ عالم آرا کی
ارے او عقل کے دشمن تجھے سمجھائے کیا کوئی

نصیحت کرتے ہیں اور اندازی سے کیا حاصل
کسی مست شراب باز پر جب ہو گا تو مائل
کھلے گا تیرے سامنے کا سب پر عقدہ مشکل
عبا کیا ہے ہر پڑے ہو گا دامنِ بے مل
کہاں تو اور کہاں تیرے حیل عقدہ مشکل
کہ تو میرا نفعی ہے ہے حسن و قبح کا قائل

یہ سن خیر ذکر اسکا کتاب اللہ میں آیا ہے
 خدا سے شوق اور پیغمبر نفس اسکے عارف ہیں
 تجھ ایسے سیکڑوں خضر طریقت ایک ت تک
 ہزاروں مثل تیرے عیسیٰ دوران زمانے میں
 بہت سے یوسف بے کار دان تیری ہی صورت کے
 یہ وہ مخلوق ہے پہاڑ جس سے قدرت شائق
 کسی نے بھی نہ پایا حسن کی کنہ حقیقت کو
 یہی سیل آدم میں تجلی بخش عالم تھا
 اسکا نام اک وہ بھی ہے جسکو نور کہتے ہیں
 یہی ہے مفتی احکام شرع جذبہ الفت
 کبھی عزت گزین ہو شرم سے یہ چشم خوان ہیں
 کبھی اسکی ہوا سے دامن تیغ تغافل سے
 چراغ راہ جذب شوق اسکی جلوہ تاباں ہے
 یہی تو وجہ تاثیر کلام لن ترانی تھا
 دم گر یہ یہی مضمحل تھا چشم پر کنگان میں
 یہ وہ ظالم ہے مارا جکا پانی مانگے کیا ممکن
 دکھائے یہ جو اپنا سمجھو عود جوانی کا
 ہوا تابان اسی سے نجم اقبالیدر بیضی
 اسکے ہاتھ میں داروے بیمار محبت ہے
 اسکے دم سے ہے پرچا فادو بیوفانی کا
 کبھی غریبست میں بختوں کا معین شوق نظارہ
 کبھی ہے حاتمہ لے کا کل پیچا پنیں پوشیدہ
 کسی جا پر کبھی آئینہ رنگ بہاری ہے

رہیگا خود رس جبل آخر کب تک او غافل
 امام العشق ہے یہ اہل دل کا مرشد کامل
 نہ ہے غرق محیط غم نہ ہو پیچے تا سر ساحل
 فنا ہی ہو گئے لیکن نہ پایا جادہ منزل
 عدم کے قافلے سے جاگے آخر ہو گئے شامل
 یہ وہ مصنوع ہو عرفان صانع جس سے ہو حاصل
 ہر اک کی قوت ادراک ٹھہری سعیٰ لاحاصل
 پے سجدہ ملائک کو اسی نے کر دیا مائل
 یہی تھا محفل صبح ازل میں شامل داخل
 یہی دار القضاے عاشقی کا قاضی عادل
 کبھی تیر نظر ہنر نکلتا ہے سر محفل
 کسیکا خون ناحق ہے بہار کو چہ دستاقل
 یہی تھا لیلۃ المعراج میں شکل مسکمل
 کلیم شوق اسکے در کا اک ادنیٰ سا تھا سائل
 اسی کے رعبے یوسف کو شاہی کے کیا قائل
 اسی کا بھر ہے بن دم اسیران چہ بابل
 زلیخا کی اداؤں سے زنان مصر ہوں گھائل
 یہ ہے تسخیر نار دشمنی کا عامل کارمل
 یہی ہے چارہ ساز شدت بیتابی بھل
 یہی تقریر دلکش ہے پے رنگینی محفل
 امٹھا دیتا ہے لیلیٰ کا کبھی خود پردہ محفل
 کبھی ہے طول ہو کر گیسو نے دلدار میں شامل
 کبھی رگماے برگ گل میں ہے مانند زون شامل

جہان عشق کی فرانِ روائی ہاتھ ہوا سکے
 یہ ہو پیرِ طریقت راہِ وجدان حقیقت کا
 اسکے صدقے میں بندے کو دعاؤ انا اللہ
 قریب اتنا پکارو تو رگ جانے صدا آئے
 اسکی روشنی پھیلی ہو سیارہ ثوابت میں
 اسکا جلوہ سیلابِ فطرتِ قص زہرہ میں
 کہیں رخسارِ جامان اسکے ہاتھوں وقفِ نظار
 جوابِ عارضِ لبراسی سے مہربان ہے
 اسکے دم سے زندہ تذکرہ لیلی و شیرین کا
 کیا راج اسی نے مذہبِ سلفِ فروشی کو
 اسی کے جذبِ شوقِ دیدنے وہ زور دکھلایا
 سوائے سخنِ دُور سے بیکے چشمِ مستِ ساقی میں
 یہی ساقی ہی بنتِ العنوب ہو اور یہی ساغر
 جہانِ شوقِ بنجائے جوابِ خانہِ مجنون
 غمِ فتنہ کا جتنا مظالم ہے عشق کے سر ہے
 مرقعِ وصل اور فرقت کا تصویر خیالی تھا
 گرفتارِ عذابِ دو جہان سے مستلا اسکا
 بیان اسکا غزل گوئی میں دردِ انگیز و دلکش ہے
 کبھی یہ ہوا اے سچرہِ معشوق سے ظاہر
 اسی کے ہاتھ دار سے مریض درِ ہجران ہے
 کبھی دیتا جو چشمِ شوق کو فرصتِ نظائے کی
 اسکی ذات سے دنیا میں بنیادِ رقابت ہے
 سکند کو سکھائی تھی اسی نے آئینہ سازی

یہی ہو ہفت اقلیم وفا کا خسر و عادل
 اسی سے ہو دل صوفی کو چشمِ معرفت حاصل
 فنا فی اللہ ہو گا بھی یہی ہے مرشد کامل
 بعد اتنا نہ ہو بچے عمر بھر کوئی سر منزل
 اسکا نور ہو افلاکیوں میں رونقِ محفل
 دلِ زہاد میں سے صورتِ قبلہ نما بسمل
 کہیں کاوش سے اسکی جو گئی تابِ نظر شکل
 یہی نام خدا ہے چہرہ پر دازِ مہر کامل
 دلِ فرہاد و مجنون کا کبھی یہ دشمنِ قاتل
 اسی کا بندہ ہے دامن ہو ہر عاشقِ بسمل
 عشاق ہو اور پائے دربانِ درِ محفل
 اگر انظارِ رنگینی پہ اس کی طبع ہو مائل
 اسکے ہاتھ سے زندہ رہے کو لطفِ دورہ کامل
 خدا ناکردہ یہ ظالم جو نہ بادی پہ ہو مائل
 بہانا ہو یہی دریائے خونِ تابِ دلِ بسمل
 ہیولا سے کعبۂ میں جو رنگ اسکا نہو شامل
 سزاوارِ اہل ہو اور نہ ہو عینِ ہی کے قابل
 قصیدہ گو کی خاطر باعثِ رنگینے محفل
 بسمِ ہاسے پیمانِ نینِ نگر کبھی شامل
 یہ ہے بیمارِ فرقت کا طبیبِ حاذق و کامل
 کبھی بننا ہے غمازِ نگاہِ عاشقِ بسمل
 کہ اہلِ عشق ہیں اک دوسری جانے قاتل
 یہی تھا خوبرویانِ جہان میں جو ہر قابل

یہی تو دہرہ نیرنگ ظلم وضع فطری ہے
 قبول اس سے دلعے عاشقان طالبِ لبہ
 اگر یہ طول سے حالت کو اپنی زلفت بجائے
 نشانِ سجدہ بنتا ہے کبھی سیائے زاہد پر
 بشر پر ہو فرشتے کا گمان اسکی کرامت سے
 ہر اسے چاک پیرا ہن زلیخا سے ہوسن سکر
 یہی ہے واضح قانونِ بیتابی محبت میں
 اسی سے حریت ہو ہلالِ عید قربان میں
 امارت میں شریک اسکو کیا یون کلاک قدرتی
 سپیدی بغل بنکر غدیرِ حشم میں چمکا تھا
 یہی تھا مظہرِ معنی ذوالنورین اصمرا میں
 یہی تھا موجِ طوفانِ خیز دریلے فصاحت کا
 عبائین پاؤں کے نیچے بچھائے بیٹھے تھے مومن
 میں ہوں جسکا کہ مولا یہ علی بھی اسکا مولا ہو
 پر روح الامین کا پتر تھا فرق مبارک پر
 مبارک حاجیو کوچ اگر اسکو گیتے ہیں
 علی ہے باعثِ حسنِ نزولِ آئینہ بلخ
 دم نصف النہار اکین شعا عین مہر کی بڑھکر
 ستارہ کی طرح روشن ہوے عارضِ غلاموں کے
 ہوا ساقی کو شربِ غدیرِ خم میں بھی ساقی
 اذرا ہشیار تحشیہ دا عظم شوق اترا امیر ہے
 چلے آتے ہیں میکیش ہند بہ حسنِ اطاعت میں
 ہجومِ آرزو سے اگرٹ ہو نہ سکتا ہو

شباب اور کسنی کے درمیان ہوا کہ حدِ فاصل
 یہی دشنام یا رتدِ خمین بھی رہا شامل
 بزرگِ خال دلبر ہو جو ہوا بجا ز پر مائل
 کبھی یہ ہے سوادِ دیدہ ہے عارفِ کامل
 زبانِ مصر کیا کرتے یہا خلا طوٹکولا یعقل
 کہیں ہے باعثِ افشاں سے لازم عاشقِ بیدل
 یہی ہے نایخِ آئینِ صبر عاشقِ بے مل
 ایسی جلوہ تابی ہے میانِ خضرِ قاتل
 حسن کی نام سے تجلیں غلی ہو گئی حاصل
 سرِ منبر تھے ہمراہ علی جب خسرو باذل
 کوئی تھا نیرِ انفسم تو کوئی تھا مہ کامل
 دوزخِ جوش میں جب نخطِ بیدان تھے شہرِ عالم
 وہ جلتی دو پہر کی دھوپ اور وہ لہر کی نقل
 محمد کا یہ فرمان سن ہے سب بگوشِ دل
 مثالِ حکمِ بلغ ہو رہی تھیں رحمتین نازل
 کہ مولا بھی ملا اور ہو گیا ایمان بھی کامل
 علی ہے جانشینِ مسندِ پستہ عادل
 دونوں میں سوزِ شوقِ سن بیت ہو گیا درِ خل
 بنی ہے کمکشانِ راہِ غدیرِ خم کی ہر منزل
 تو سبیلِ جوش میں انگڑائی لیکر ہو گئے بے مل
 جوانِ بادہ نوشی میں رہی اب کوئی مشکل
 بڑھے وہ ہاتھ بہرِ بیت ساقی درِ بادل
 پکارو دور سے ساقی کو بیٹھے ہو عبتِ غافل

بہانے کج بحر بادہ سر جوش بان ساقی
 جدار کعبہ سے ٹکرائیں موجیں قلم سے کی
 وہ بان جام سے آوازہ ہل من مزید آئے
 نظر رکھنا ذرا اس دو پہر کے میرے لئے پر
 فراغت پاکے ج سے منزل مقصد پہ جانا ہر
 ذرا اسی پی کے دے دریا بہا دون مریح مولا کا
 رسول طبع پر یون دجی مضمون متصل آئے

مطلع

علی اجزائے نور حسن کا وہ جو ہر قابل
 وہ در پردہ جمال مرتضیٰ کی ایک جھلکی تھی
 غدیر خم میں ہمراہ نبی یون آئے منبر پر
 سراپا حسن جبکہ کہتے ہیں وہ یا علی تو ہے
 بیان کر دے اگر کا فربہ بھی حسن ذکر حیدر کو
 مبارک یا علی جگہ دو عالم کی شہنشاہی
 وصی مصطفیٰ مناجات اللہ تو ہے اے مولا
 مبارک تم کو اے روح الامین کو خلعت عدت
 زبان بیج کوثر پر بھی یہ نغمہ ہے شادی میں
 تعجب کیا جدار کعبہ اس دی میں پھر شش ہر
 پھر ک اٹھا خوشی میں بادہ بیت لہر کا ہر جاہ
 سراپا ختم ہیں اس شوق میں شمس و قمر دون
 جنان سے انبیا کی روحین یہ کہتی ہوئی امین
 فرشتے یون کھڑے ہیں تہنیت دینے کی حسرت میں
 قصیدہ پڑھتے آئے اس خوش میں ہمیشہ شاعر بھی

مہر چرخ نبوت جس سے مل کر ہو گیا کامل
 کیا تھا طور پر چہنہ کلیم اللہ کو غافل
 نزول دجی میں جس طرح اسرار خدا شامل
 ترے جلوے کا ماخذ ہے ہمالی خالق عادل
 یہ ممکن ہی نہیں دونی ہنو رنگینی محفل
 مبارک ہو ہمیں تکمیل دین اے خسر و باذل
 کیسے اور دنیا بھر میں ہم ہر گز نہیں قائل
 علی کے فیض سے جو آج ہاں تک ہو حاصل
 غدیر ختم کی موم بھی آج مجھ میں ہو گئی شامل
 ہوئے شیر اکی ناسب پیغمبر عادل
 کہ آتا ہے شہنشاہ بیگے میل سالک راجل
 کہ دیکھیں آج حسن شان شاہ آسمان منزل
 ہمارے ترک اولیٰ کی بھی حل ہو یا علی مشکل
 حیا پر چھپے آئے یہ سب اندھین سر ساحل
 کہ قصہ خدایاں اور چہرہ مبارک ہوا حاصل

<p>وہ نائب مولوی ناصر حسین عالم عادل کہ اسکے جد کا اک ادا سا پر تو ہے مہر کا میل بنا ہو در میان مین حق و باطل کے حد قائل ہمیشہ فیض جسکو باب شہر علم سے حاصل برنگ تیرگی شام فرقت طولی لا طائل مخالفت کو ہوا اسکے سامنے منہ کھولنا مشکل پڑھوں وہ مطلع تازہ کہ آئے ہوشین محفل</p>	<p>مجاہد مبین اور حضرت حجت کا نائب ہے وہ عالم جسکے چہرے کے نظارے یہ روشن ہے شگاف خامہ جسکا حیدر صفدر کی نصرت میں تحقق وہ کہ جسکا ہندت ہو طوس تک شہرہ سواد اعلیٰ دشمن دین جسکے نکتہ سے کرے ظاہر جو خاموشی میں یہ اقرار کے معنی بجوش منقبت اس عالم اعلم کی خدمت میں</p>
--	---

غیر رحم ہے تیرے ہاتھ میں ساقی دریا دل
لگا لے کج بڑا بادہ نوشو کا سر سافل

<p>الایا ایہا الحشر ذرا پھر مطلع روشن جو ہو نظارہ حسن علی بے پردہ و حائل علی وہ جو ہر تابان ہے شمشیر شجاعت کا کہان ہیں حضرت یوسف ذرا اب سامنے آئیں خطاب ماہ کنعان پر سداوار اب نہیں نازش خیال و خواب تھا شمس قرآن کر کیا سجدہ اگر اور نگ شاہی پر آنکھوں نے کی سیلانی نہ تھا بجا اگر بل آنکو تھا زور جوانی کا زلیخا کش اگر تیغ نہ پر آنکو نازش تھی بہا و نفس اگر اُسے ہوا بزم زلیخا میں شمیم عطر پیرا ہن میں اُنکے تھی توحیت کیا اگر اُنکے خدائی پیر کنعان اور زلیخا تھیں وہاں عہد شمشا ہی میں آفت تھی گرانی کی نہ پوچھیں بھائیوں کی بات تک بادشا ہو کر</p>	<p>لبونے جسکے بجائے مگر حساب مہر کا میل برنگ برق کوہ طور دل سینوین ہون لبیل ہے اپنی مدد کو تیغ بھیجے حناق عادل جمال مرتضیٰ نے سائے دجورے کر کے باطل علی کا نور ہے وجہ تجلی مہر کا میل یہاں تو سیکڑوں بند خدائی دے دیے قائل مے مولانے پانی مسند پیغمبر عادل یہاں بچپن کی قوت سے کیا انبان کو گھاس یہ تھے اللہ کی بھیجی ہوئے شمشیر کے حامل وصال زلال دنیا پر نہ حضرت بھی تھے مانل پسینے میں یہاں بسے گل شاداب تھی شامل یہاں شیداء رسول اللہ تھے اور خاق عادل یہاں دور سخاوت میں تھا قحط حاجت شامل یہاں جو دشمن جانی ہوا سکی صل کرین مشکل</p>
--	--

وہاں نورِ صباحت سرِ منہ چشمِ زلیخا تھا
 امین اپنا عزیز ہنسنے اُنکو کیا تو کیا
 فریبِ حسن اگر وہاں وجہِ تسخیر کو اکب تھا
 غم گیسو اگر وہاں روکشِ عرابِ مسجد تھا
 اگر مہتاب کیے اُنکی پیشانی کو زیبا ہے
 جوابِ ذوالفقارِ ابرو بنائے اُنکے خالق نے
 اگر وہاں آنکھ کی گردش میں تھا عجب شہنشاہی
 نگاہِ شوخ اُنکی برقِ طورِ نوجوانی تھی
 اگر اُنکا دہنِ بابِ مراد پیرِ کفان تھا
 اگر زخار اُنکے تھے چراغِ خانہٴ زندان
 ستونِ کعبہ پیغمبری تھے ہاتھ اگر اُنکے
 برائے نام اُنکے قلب میں الفتِ زلیخا کی
 اگر وہاں نقشِ پا چشمِ دچرخ پیرِ کفان تھے
 قدمِ اُنکو ہوئے سلطنت میں مہتر تک لائے
 خمارِ بادِ حسن دعا ہے ہاں مرے ساقی
 گلے ملنا ہے ہاں کوثرِ آشاموئے دم بھر میں
 خدا رکھے مر پیرِ مغان بھی کھدرِ خوش ہے
 فردغِ میکہ پر صبحِ جنت بھی قصود ہے
 خدا زندہ بہت جلد اُنکی خواب آلودہ آنکھوں کو

یہاں حسنِ ملاحمت پر زانہ عاشقِ دہسل
 بنے یہ حسنِ طاعت سے امین خالقِ عادل
 ستارہ یاں بھی آیا گھر میں بنگرِ عاشقِ بیدل
 یہاں کاکل کا حلقہ کعبہٴ اسلام کی منزل
 یہاں تھا غمِ قدمتِ روشنی بخشِ مکمل
 اگر دونوں بھنوں تھیں اُنکی رشکِ خنجرِ قاتل
 یہاں تھا دورِ نورِ چشمِ بینِ خوفِ خدا شامل
 یہاں نظریں وہ چہرِ خودِ شبابِ حسنِ تھاسل
 لبِ اُنکے تھے زیارتِ گاہِ چشمِ حسرتِ سائل
 سٹور اُنکے عارض سے شبِ معراج کی محفل
 یہ اللہ فوقِ ایدہم کا اُنکو مرتبہٴ حاصل
 یہاں وہ دل جسے کیسے کلامِ اللہ کی منزل
 یہاں نقشِ قدمِ مہربوت سے ہرے دہسل
 غدیرِ غم تک آئے یہ تھے ایسے رہر و راجل
 جہاں شاہِ ساغر دکھا دے پھر سرِ محفل
 اگر مددِ ہوش وہ ہیں میں بھی ہوںستی سے لایعل
 غمِ دنیا کیا عیدِ غدیرِ غم لے سب باطل
 کہ اب تکِ حمتِ حق ہو رہی ہو شام سے نازل
 دکھائے جلوہ ہاں شاہِ مقصود بے حائل

شرابِ دعا اس زم سے جو پیکے اُگلے ہیں
 کبھی کچھ کچھ ہوخیاری کبھی تھوڑے ہوں غافل

کہ رشکِ عرصہٴ محشر ہے سطحِ بحر و غدیر
 پناہ لیتے ہیں بیرِ العلم میں دیوِ مشیر
 صبا کے پاؤں میں صرصر نے ڈال دی زنجیر
 تر قیونپ ہے اس درجہ سوئے ہر مغیر
 ہمیشہ جو کراؤ مہر کے تھے نظیر
 چھپا ہے بحر کے دامن میں جا کے ابرِ طیر
 ہیں آفتاب کی گرینِ جواب آتشگیر
 طلوائے پر تر خور سے بنا ہے لبِ اکیر
 شرر کی طرح تپان ہے ہر اک امیر و فقیر
 میان بزمِ حسینوں کی گرمیِ فقیہ
 گلابی جوشِ حرارت نے پاؤں کی زنجیر
 ہوئی یہ برت کے ملنے سے آب کی تاثیر
 ارادہ تھا کہ ہو گرمیِ سموم کی تقریر
 ہوئی ہے برقِ فگن آہ عاشقِ دلگیر
 ہوا سے گرم سے قرطانی گلشنِ تصویر
 نشانہ ہوتے ہی بھن جاتا ہے دلِ پخیر
 کہ جلکے خاک ہوا دامنِ دلِ بکسیر
 کھڑک رہی ہے زمانے میں ہر طرف زنجیر
 مثالِ برقِ جہدہ سے نالہ شدہ بکیر
 کہ بیدِ مشک میں مشکِ ذوق کی تاثیر

دور موسم گرما ہوا یہ عالمگیر
اُڑی ہیں قاف سے پر بان بٹکل پروانہ
مثال پنپے کے کا فور صبح جلنے لگا
دل حزن کے ہیں تجلے آسمان ساتون
جواب ہیں کرہ ناز کے وہ تہ خانے
نہیں نکلتا ہے سو تو نے آب جاری بھی
بنا ہے چشمہ متاب صورتِ منتقل
ہوا تھا جلے کبھی کوہِ طور سرِ صفت
زمانے بھر کی گذرتی ہے ایک حالتیں
جلائے دیتی ہے دل عاشق کے شمعِ صفت
رہائی ہو گئی دیوانگانِ اُلفت کی
صراحیوں میں ہے گویا دو آتشے ناب
جواب شعلہ جِوالہ ہے زبانِ قلم
سنا ہی کرتے تھے کانون سے آنِ دیکھ لیا
مثال برگِ خضران دیدہ رہ گیا جلکر
بے ہوئے ہیں سرِ شعلہ تیرون کے نادرک
پتہ گزین ہوں اب ارمان کسکے سائے میں
بھڑک رہے ہیں ہر اک سمت شعلہ بے جنون
ترس گئے نفسِ سرود بہر نیکہ عشاق
مفرحات کا بدلا ہے اس طرح سے مزاج

تلاش کرتے ہیں بانی کی چادرین وہ حسین
 ہوا ہے جذب رطوبات باطنی ایسا
 بنے ہوئے ہیں سراپا حسین شعلہ مزاج
 سیرانی میکدہ جلتے ہیں شیشے شمع صفت
 ہر ایک بیل شیدا ہے شکل مو سیدنا
 زمین میں دھوپ کی رہتی ہے استفادہ
 علاج اہل جو نہیں طبیب حیران ہیں
 رُسے نقاب سے کس طرح دھوپ کی گرمی
 جفا کہ چھوڑا ہے مشوقوں نے مجبوری
 اُٹار ڈالا ہے زہاد نے عماموں کو
 جناب قیس کا کچھ اور ہو گیا ہوا داغ
 ہے بیستون پہ نسر باد رحم کے قابل
 پیچھے ہیں دامن قلم میں جا کے حضرت خضر
 یہ زور گرمی برقی حسام حیدر ہے
 وہ دھوپ شمس عرب کی وہ حاجو کا جوم
 وہ جبریل کا آنا حبیب پاک کے پاس
 زبان پہ لانا وہ اکمال دین کی خوشخبری
 رُکا ہے قافلہ حکم نبی داور سے
 جو پیچھے رہ گئے تھے وہ بھی آگے بڑھ آئے
 بنایا جاتا ہے ممبر شتر کے پالان سے
 غرض کہ زمینت ممبر ہوئے نبی و علی
 خدیاے احمد و حیدر سے دشت کے درے
 آگوش ہوش سنیں سب کے سب کلام مرا

ہمیشہ جنکا تھا بلوس پر نیاں و حریر
 فراق میں نہیں رو سکتے عاشق دلگیر
 ذرا سی بات پہ کھینچے ہی لیتے ہیں شمشیر
 ہر اک سب سے پُرازم ہے آفتاب نظیر
 لگائے دیتی ہے سخن چمن میں آگ صغیر
 کہ شبکو چاندنی جل جاتی ہے مثال حریر
 مبررات میں پیدا ہے آگ کی تاثیر
 برنگ گل ہے حسیوں کا رنگ رخ تغیر
 گمان کے گوشے میں گرمی کے مانے چھپتے ہیں تیر
 دعائیں مانگ رہے ہیں کہ آئے ابر مطہر
 دو چند ہو گئی گرمی عشق کی تاثیر
 کہ خون ہو گیا دل میں خیال جوئے شیر
 کنوئیں میں پھر ہوئی یوسف کی روح آگے اسیر
 کیا ہے آج خدا نے نبی کا جنکو وزیر
 وہ اجتماع ہر اک کا قریب نظم خدیر
 بیان کرنا خوشی سے وہ حکم رہا قدیر
 وہ نعمتوں کی عنایت ہے صغیر و کبیر
 زمین چھاڑ رہے ہیں جوان و طفل و پیر
 بڑبڑ گئے تھے پٹ آئے وہ بھی بے تاثیر
 عبا بچھائے ہوئے بیٹھے ہیں امیر و فقیر
 خدا کی حمد میں اول شروع کی تقریر
 کوئی تھا نہ درخشان تو کوئی ماہ منیر
 یہ امر وہ سنے ازل میں ہوا تھا جو تقدیر

<p>علی کو مانے وہ مولا جو مانا ہے مجھے اُٹھایا ہاتھ ید اللہ کا پھر محمدؐ نے پھر اُسکے بعد کہا یہ علی ہے سبکا ولی فراخ جب ہوا تبلیغ حکم داور سے حضور اُترتے ہیں ممبر سے یون علی کے ساتھ زبان موجب کو تردد و دپڑھنے لگی بڑھے ہیں مثل دل عاشقان ہے بیعت یہ ولولہ ہے کہ ایمان ہو گیا کامل درود پڑھ کے پڑھو محشر ایک مطلع نور</p>	<p>دلی میں جبکہ ہوں اُسکا ولی ہے میرا وزیر یہ مدعا تھا کہ دیکھے ہر ایک طفل و پیر نہ دلیں شک کو جگہ دے کوئی امیر و فقیر عبا کو جھاڑ کے اُٹھا ہر اک صغیر و کبیر کہ جیسے عرش سے آتی ہے وحی رب قدیر ملا لک نے کمر کسی ہسم تکبیر ہجوم شوق میں کل مومنین باتوقیر ہمارے ہی لیے ہے اب بہشت کی جائیر کہ جس سے دھرم آجائیں سب صغیر و پیر</p>
--	--

<p>علی کا نور تھا صبح ازل وہ مہر منیر کہ جس سے جاگ اُٹھی شام ابد کی بھی تقدیر</p> <p>علی ہیں قاتل و کفار فاتح خیبر علی شفیع ہیں اسلامیوں کے روزا بر علی کے واسطے خالق نے ہل اٹی بھیجا علی ہیں شیر خدا اور علی ہیں غالب کل نبی کے دو شہ کعبہ میں جسے رکھے قدم پائے شہادت اعجاز زندہ ہیں عیسیٰ مٹاکے شکل بتان حرم کی حیدر نے خدا نے جسے جیا کی وہ انہی زودھ ہیں سخاوت آپکی قبر کے دلے پیچھے کوئی عبادت ایسی ادا کی نماز جگہ کے وقت زبان قوت اعجاز اگر کوئی پاسے فرشتے آج تک اپنے پر و نکو ڈرتے ہیں</p>	<p>علی کو چرخ سے اُترتی ہوئی ملی شمشیر ولا علی کی دلاتی سے خلد میں جاگیر علی کا دل ہے کلام مجید کی تفسیر علی ہی ناصر و منصور ہیں علی ہیں نصیر بنیر اُسکے ہے دین خدا کا کون ظہیر غروب ہو کے کمر پھر آیا مہر منیر دکھا دی چشم زمانہ کو دین کی تصویر کہ جگہ واسطے آئی ہے چادر تطہیر کہ ستر اونٹ کیے ایک دم میں نذر فقیر مثال بارش باران تھی گو کہ بارش حیر ٹوڑو الفکار کی تعریف ہو سکے تھیر فلک پہ ہوتا ہے جب ذکر برش شمشیر</p>
--	--

گزر محال ہے سوزن کا بھی میان میر
 تو ایسے وقت میں عاصی ہوں انسا طہیر
 ہو درست مثال مسازبے تکبیر
 قدم سے آپکے مانند عرش اوج سر پر
 دنیا کو اُس کی کیا آپ ہی نے عالمگیر
 اگر ہو سائے کی صورت سے موت درمگیر
 جگادی آپکے قدموں نے کبے کی تقدیر
 جیاں قلب مصور کو دیکھ لے تصویر
 ہو حجاب کو دریا میں بیم موج خطیر
 ہوا سے اُسکی گریبان ہوں شعلہ بے مجیر
 گنا ہنگار یہ محشر بھی ہے غلام حقیر
 کہ اب دعا کی طرف رہنا ہوئی تقدیر
 مقیم آگے سوائیز پر ہو مہر منیر
 ہر ایک کو ہو جہنم کا در گریبان گیر
 مرے نصیب سے اٹھ جائے کل عذاب سیر
 تمام اہل دلا کی جنان میں ہو جاگیر

کیا سچ عدل سے یوں اندال زخم ہکا
 پہلے نسیم شفاعت میان حشر اگر
 ہر بندائین اگر لے نہ کوئی نام علی
 ہے سر پہ آپکے تاج شہی بلند مقام
 بنایا آپ نے خورشید کو شہ خاور
 بچالین آپ جسے عمر خضر اُس کو ملے
 بڑھو انکی ولادت سے آیا خواب فنا
 جو بے حسوئی نگا ہو نہیں نور بخشین آپ
 بچالین سیل فنا سے جو آپ نازک کو
 بدمی عذاب سے عاصی کو آپ اگر کر دین
 بچا نا گری روز حساب سے مولا
 زبان مدح سرا کو ہے اختصار سے کام
 زمین تپتی ہو جس روز مثل تلے کے
 خود اپنے تن کا پسینا ہو تا گلو جہنم
 یہ التجا ہے مری اے قسیم نار دجنان
 کسی کے ہاتھ سے چھوٹے نہ آجکا دامن





گل افشانی نہال خاوری محفل نور مزاج سراد و بہان الم لا خبیہ علی نقضی شیر خدا علیہ السلام

گل افشانی

دوستِ عالم بھی کم ہے بہر ایران بہار
وہ ہوئیں کالی گٹھائیں اٹھ کے قراں بہار
ہے گل خود رو سے وہ جنگل بیابان بہار
کر رہے ہیں عاشق و معشوق، اعلان بہار
دہن سلطانِ خاوری ہے کہ دامن بہار
عندلیبان چمن یون تین ثنا خوان بہار
جھومتے ہیں جوشِ مستی میں جو انان بہار
رنگ آوازِ حرس ہے صبحِ خندان بہار
خاکِ ٹپے پشتِ زمین سے اراصان بہار
بڑھ رہی ہے دمدم تو قیصر ایمان بہار
غافلہ گردان ہے زلفِ عنبر افشان بہار
بے تکلف لٹ رہی ہے نعمتِ خوان بہار
سرے پاتاک ہو گئے گلپوشِ مرغان بہار
یوں ہے محو خواب سبزہ سبکے مہمان بہار
حسن کے دریا میں توجہ ہیں جو انان بہار

فیضِ قدرت سے ہوا اس طرح سامان بہار،
بادہ نوشون کو مبارک ہو ہوا سے معتدل
جس زمین پر فرش تھا کانٹوں کا تاحد نظر
دیتی ہیں نچھے چٹک کر نغمے بلبل کی داد
کلابِ قدرت نے زبرِ گل کی وہ کین گلکاریاں
ست ہیں تاثیر سے نغموں کی افلاک و زمین
چھیڑتی ہے سازِ برگ گل جو مضرب ہوا
سلسلہِ جنبان و حشت ہے ہوا سے معتدل
بارشِ باران سے بھی وہ چند ہیں گلریزاں
بے خیال تو بہ زار ہپی رہے ہیں جام سے
آج موسیٰ بھی جو غمش ہوتے تو آما جلمِ پوش
حسِ خجائش ملے تین بسکوترِ محوش ذائقہ
چو شیشِ فصل بہار یکا یہ طرفہ ہے اثر
ہر نفس پر جبکہ ہو خواب زلیخا بھی نثار
اس شبِ بنم سے نہا کر ایسے نکھرے وقتِ صبح

<p>عجب بھی فضل خدا سے ہو گیا عالم پسند جانتے ہیں تب زامہ بھی چاک آستین ذرہ خاک شہیدان بگئے لائے کے پھول ابھی پڑتے ہیں ہوائے زیب گیسوین جین نخل تیر بارین پیدا ہوا پیکان کا پھل ساقیا نرود ہے بھس کر گلابی جلد لا لوگ سمجھیں آگیا برج شرف میں آفتاب وہ مئے گلگون و طاہر جسکی پیٹنے میں ثواب بادہ حب امیر المومنین جس کا ہے نام گلشن محبوب خالق کے گل شاداب ہیں دیکھ لے انکی گل نقش قدم کا حسن اگر انکی چشم رشک زگس کا اشارہ ہو اگر انکی گلشن کی ہوائے جانفزا کھائیں اگر حق تو یہ ہے بھیجتے ہیں ہر سحر اپر درود ہو شیت سے خدا کی آپ کا ایمان اگر آپ کے دریاے بخشش کو اگر آجائے جوش مطلع تازہ پڑا اے محشر پھر سکی موج میں</p>	<p>صبح بلخ خلد ہے چاک گریبان بہار کیا جنون افزا ہے ابکی سال عنوان بہار کیون نہ خوش نومنون باران بہار دیکھ کر حن سوادِ سنباستان بہار عاشقوں کی دلے پوچھے کوئی احسان بہار نظمہ توبہ کا تجھ پر مجھ پہ احسان بہار اس طرح ساغرین بھر صبا عوفان بہار موج پر جکے تصدق غن شریان بہار شوق میں جکے ہر اک مومن ہر مہمان بہار جسکا اک کہنہ سرا پر رہ ہر دامن بہار دوبجائے اب غلابت میں گلستان بہار گلشن جنت پر چمکائے ہو عنوان بہار نمہ نہ دیکھیں صبح پیری کا جوانان بہار اپنے اپنے لہجہ رنگین میں مرغان بہار ہر جگہ جنت بنادے جوش باران بہار آج سے تاحشر برے ابر نیسان بہار جسکا نقش قدم طوفان فرمان بہار</p>
--	--

بلخ عالم ہے علی کامل ہے شان بہار

طاہر سدرہ ہوا سوجان سے قربان بہار

<p>آتش نرود میں ہوتے نہ سامان بہار یہی سمجھیں لہجہ داؤدی کو مرغان بہار اُسٹے ہر اک خاک کے ذرہ سے طوفان بہار گھیرے کون و مکان کو دور دوران بہار</p>	<p>آپ کی امداد سے محروم اگر رہتے حسیل آپ کے حسن حکم سے جو ہون گوش آشنا دین نو کا حکم اگر جوش طبیعت سے حضور آپ کے گلزار سے کی اگر پیسے شمیم</p>
--	--

طبع روشن سے جو دین اُفتادہ طینت کو ضیا
 رونق بستان عالم کو اگر کر دین دو چند
 معجزے سے گنگ فطری کو اگر گویا کرین
 حار و بار دین اگر فرمایا حکم امتزاج
 آپکا باران بخشش گرد کھائے جو نہ فیض
 بہرہ ور ہو کر دماغ جان شمیم علم سے
 اس طرح زخمون کے گل کھلتے ہیں انکی تیغ سے
 عدل انکا قلب دشمن میں جو نیکی ڈالے
 آپکو گلہائے نقشب پائے بارغ دہرین
 آتش قہر و غضب کے ہوں اگر پیدا شر
 دور عالم سے مٹا دین آپ اگر دوزخ خان
 نے جو نعمت بہت کو انکا گل خورشید اوج
 تیرہ بختوں کو جو دین مہر طبیعت سے جلا
 بارغ عالم میں اگر نور انکا ہو پر تو فک
 بارغ عالم کو حادث سے بچائیں آپ اگر
 دے اگر کم مایہ کو رنگ طبیعت انقلاب
 آپکے صدقے میں بخشے جائیگے جب ہونین
 ختم کر عیش و دعائے مختصر پر طول نظم
 خلق میں یارب بقا جب تک کہ ہے نور و زکو
 رند اور زاہد کے مشرب میں ہو ضد جبر و تذک
 خلق میں جب تک شراب حب حیدر کا ہو دلو

خازہ روئے جان ہو خاک میدان بہار
 شمع برق طور ہو شمع شبستان بہار
 ہو زبان برگ سے ہر گل شنا خوان بہار
 باد صحر صحر ہو صبا سے ملے شایان بہار
 ہو بچے گھر بیٹھے ہر اک کو نعمت خوان بہار
 ہے سبق روح الامین کو طفل یونان بہار
 سامنے جسکے ہے افسردہ گلستان بہار
 تا قیامت ہو خزان دے لے نگہبان بہار
 خلد سے بھی ہے دوا لعنت شان بہار
 کھنڈ آتش زدہ بن جائے دامان بہار
 صبح روز حشر سے لمبائے عنوان بہار
 ساتویں گردن پہ چکے مہر تابان بہار
 صبح جنت پر پہننے شام شبستان بہار
 شکل موسے ہوئی اڑیچ دیکھ لے شان بہار
 پر وہ چشم فلک ہو خاک میدان بہار
 سودہ لعل امین ہو گرد دامان بہار
 خلد میں نکلے گا ہر اک دل سے ارمان بہار
 چسپ ہیں تیرے زمر میں سے نغمہ سخاں بہار
 معتدل چلتی ہے جب تک بادستان بہار
 ہے پرستی سے ہی جنت تازہ ایمان بہار
 و حق ہے شیعوں پہ بہتک نعمت خوان بہار

نشہ ایمان سے ہر مومن کا دل سرشار ہو

قلب دین تازہ کرے باد گلستان بہار

ریاضِ متقبت

آپ نینان کی ہے صورت گریہ چشم پر آب
 زحمت تشریف سے عارض پہ سُرخ آگئی
 نقشِ پائے صفحہ عارض پہ گلکاری ہوئی
 بوندیان پڑنے لگیں چلنے لگی باد بہار
 بلبلوں میں چھوٹ گئے باہم فسانے عشق کے
 پھولوں کی کثرت میں کسے حسن کو ترجیح دے
 دیدہ عرفان سے دیکھو حسن رفتار صبا
 کثرت گل نے شادی باغ و صحرا کی تمیز
 باغ کے نظارہ گہ میں آؤ اسے موسائیو
 روح داؤد آئے گلشن میں پے سیر بہار
 چشمِ خویبان سے اڑا تھا جو کہ نرم عیش میں
 فیضِ باد صبح سے اعجاز عیسے عام ہے
 کیون نہ اپنے جوش پر زور نمو کو ناز ہو
 سیر گلشن کو اٹھے جلدی میں یہ مکہ حسین
 شاہد گل اپنی رعنائی پہ نازان کیون نہ
 جلوہ ایسے شاہان باغ کا کیا ہو بیان
 چھوٹ انکے حسن کی ہے سرسہ اہل نظر
 ہو گئے دلچسپی گلشن سے دیوانے اسیر
 شورشِ دیوانگی کو لے اڑے آخر وہیں
 باغِ عالم گونج اٹھا حاصلِ عمل کے شور سے
 مرکزِ حسنِ نو ہے یا کہ دامنِ زمین

تم مرے گھر آئے یا بچ شرف میں آفتاب
 کیا ہی رنگِ حسن میں ڈوبا ہوا پھولا گلاب
 شوخی رفتار سے ٹھہرا ہوا کا اضطراب
 جنبشِ دامن تھی یا تحریکِ دامنِ سیلاب
 بتلائے ہجر کی آنکھیں ہوئیں مائلِ خواب
 صورتِ خوشبو پریشان ہے نگاہِ انتخاب
 شمعِ کوحسن نے بتایا جادہ راہِ ثواب
 وسعتِ عالم ہے یا تصویرِ حسنِ انقلاب
 کوہِ سینا نہر ہے برقی تجلی موجِ آب
 جذبہ ہائے فتنہ بلبل ہوئے یوں کامیاب
 فرشِ آسائش یہ بزمِ کوہی آیا ہوا خواب
 مجرمِ الفت ہوں عاشقِ لیل جو نامِ اضطراب
 دامنِ گلزار میں ہر شے ہے فردِ انتخاب
 ہو رہے گی خود بخود زمیں زلفِ مشکناہ
 بالکین سا بالکین اور قوتِ عمد شباب
 بہرِ زینتِ جنکو آئینہ دکھائے آفتاب
 رات بھر جگا بلا گردانِ فروغِ ماہتاب
 ذرہ ذرہ ہے تنائے دل خانہ خراب
 عالمِ ہستی میں آیا از سر نو انقلاب
 بوسے گل ہے یا کہ خضرِ جادہ راہِ ثواب
 دیکھتے ہی دیکھتے پودوں کا پہونچا شباب

<p>سر پہ چشمِ حقیقت میں فرسے نہیں ہے دیکھ کر غیبیوں کو عقلِ فلسفی گم ہو گئی قوتِ اعجازِ فصلِ گل سے عاشقِ حسی اُسٹے آتشِ گل کا فروغِ گرم بازاری پھوٹے خوبیاں رنگینی موسم کی سمجھے عقل کیا ہر طرف بکھرے ہوئے ہیں پھول تاحدِ نظر فیضِ موسم سے اُسی کو کہتے ہیں رشابِ بہشت نقشِ پاکِ آئینہ ہائے حسنِ بن کر رہ گئے چشمِ دل سے پوچھو احسان ہو اسے عطرِ سیر جنہشِ گلبن گرانی ہے زمین پر برب کہ پھول بو ترابِ بن ابوطالب شہنشاہِ نجف مہرِ جگہ صدقے میں زینتِ وہ بُرجِ شرف جاسے بمِ اللہ جن کا دفترِ فطرت میں نام منتقبت کے جوش میں وہ مطاعِ روشن پڑھو</p>	<p>خضر کے جلوے دکھائی دیتے ہیں مابینِ آب اک طلسمِ غیبِ نہاں ہے حجابِ اندرِ حجاب آگے قابو میں وہ دل جوتے محوِ اضطراب اور بھڑکے چاہے گل کرنا جو دامنِ حجاب صفر ہے جسکے مقابلِ قوتِ علمِ احساب صحنِ گلشنِ بنگیا بزمِ کو اکب کا جواب حضرتِ واعظ کی نظروں میں جو تھا دارِ انوار نوجوانانِ پھلن کا اس طرح آیا ثواب جب ذرا سکی اُلٹی دی شہِ جہان کی نقاب کہتے ہیں غنچے چٹک کر الٹی یا بو تراب جسکے جلوے سے بہارِ باغِ جنتِ فیضیاب مقتدی پوتے کا جسکے عیسیٰ گردِ بنِ جناب ذکر سے جسکے بیاض کن بسطِ ولا جواب جسکا ہر مصرع ہو محشر آفتاب دما ہنساب</p>
<p>مختل فطرت میں جب ڈالی نگاہِ انتخاب یا رسول اللہ کو دیکھا یا جمالِ بو تراب</p>	
<p>تخت پر نورِ دین بیٹھا ہے یہ صاحبِ جمال شمسِ جہت میں سکھ امن و امان چلنے لگا سرحدِ ملکِ عمل تک حاکمِ مکرانی ہو گئی اب رسالت اور امامت ایک ہی مرکزِ بہین سوزِ الفت فردِ عصیان کی طرف بڑھنے لگا حشر میں اپنے پریشانِ خاطر دن پر اک نظر تیرے سوزِ عشق سے فردِ گنہگار جاتی رہی</p>	<p>تاجِ سلطانی پہ سدا سے ہو رہا ہے آفتاب ربعِ مسکون پر ہوا زورِ عدالت کا میاب شہرِ علمِ دین حق کا ہو گیا مفتوحِ باب جسکا حق تھا اُس نے پائی منہ ختمی تاب دل جلے تجھ پر خدا سے شافعِ یومِ حساب کہتی ہے تجھ کو خدائی شافعِ یومِ حساب وردِ آفت تھا مرا ہنگامہ عہدِ شباب</p>

خوب پی نچانہ ہستی میں جی بھر کے شراب
 ہاتھ پر مثل گل خود رو ہوا خیمہ کا باب
 مثل یوسف قید مغرب سے پھر آیا آفتاب
 موبو کھل جائے جس سے عقدہ زور شباب
 بول ہی اٹھے گا گو پنہ دہن ہے آفتاب
 ہم کھیتے ہیں تھم سے لے دل خانہ خراب
 ہر نفس ہو گا کشادہ جادہ راہِ ثواب
 داغِ فرقت ضوِ فلک ہو گا بشکل آفتاب
 صورت کا فوراً اوڑے گی گرمی روزِ حساب
 آبِ دنیا وہ نہو گا بلکہ کوثر کی شراب
 دونوں فرستِ عمل میں کارنامے آفتاب
 روحِ ادھر نکلی کہ پایا غیب سے ناجی خطاب
 جلوہ گاہِ طور سے موسیٰ پھرین ناکامیاب
 گو سوالِ موسیٰ کا لن ترانی ہو جو اب
 وہ علی جو ملک دین کا تاجور مالکِ رقاب
 مصطفیٰ کا جز علی کوئی نہیں نائبِ مناب
 آج سے جوہرِ بتان کا ہو گیا مسدود باب
 بنگلی دنیا سے ہستی بہتان دارِ اضراب
 بابِ خیمہ تھا زمین پر پاکہ دارِ انقلاب
 دلپہ نقشِ ابھرانہ کوئی مثل نقشِ بدتراب
 جادہ مقصد یہی ہے اور یہی حسنِ المآب
 مہدی میں آکے بیعت کر گیا زورِ شباب
 تیغ و حاملِ عالم امکان میں دونوں انتخاب

تھا مہرِ آفتاب جامِ کوثر کا خیال
 انگلیوں کے غنچے آہن میں سما کے جب کھلے
 جذبِ طاعت اسکو کہتے ہیں یہ ہو میں قبول
 آنکھوں کو اسے فاتحِ خیمہ دکھا وہ معجزہ
 پوچھو تو کیونکر جالِ عالم آرائی بلا
 جان دے عشقِ علی میں زندہ جاوید ہو
 بتلا سے بھر ہو کر صبر سے لیگا جو کام
 صبحِ باغِ خلد ہو گی تیرگیِ شامِ قبر
 یاد رکھنا یہ تپِ فرقت اگر لازم ہوئی
 حلق میں ٹپکایا جائے گا جو پانیِ وقتِ نزع
 زندگی و موت کی روحانیت کیا ہو بیان
 دم میں دم جب تک رہا ہر ایک نے شیعہ کہا
 بے تکلفِ قبر میں پھر دیکھنا حسنِ علی
 آنکھیں مجھو دید ہو گی اور زبانِ محو سخن
 جلوہٴ روسے علی ہے اور نگاہِ چشمِ شوق
 یہ صدائے بازگشتِ ابتک غدیرِ خم کی ہو
 وقتِ پیدائش جدارِ کعبہ نے کھل کر کہا
 جب رکے دوشِ رسول اللہ پر کعبے میں پاؤں
 غصہ ضرور یدِ الہی کا یہ دیکھا طلسم
 کامِ حسنِ مشترک کا عمر بھر ہوتا رہا
 جھڑپ لیجائے جذبِ عشقِ مولا چل اُدھر
 دے رہا تھا یہ شکافِ کلمہ اثر در صدا
 لا فتا الا علی لا سیف الا ذو الفقار

<p>ماسوا اللہ مختصر سی جس کی فہرست مجھیز ہر زبان پر عالم فطرت میں جتنے ہیں نایم جز علی کفو حقیقی جس کا عالم میں نہ تھا پائے وہ فرزند جو سردار ثبانی جستان پڑھتے ہی کلمہ مسلمان ہو گئی قوم یہود ڈر ہے انکے جلو سے پر سہوا نہ پڑ جائے نظر ذکر کیا اسکا جوتا لے نے کیا گھر کا طواف ایسی شہزادی کا تخت سلطنت ملک خدا طاہرہ دھوئی تھی جتنا خون مرچہ تیغ سے بو تراب آقا زمانے کا کہ جس کی مدح سے المدد بایں کھواج وقت امداد آگیا دامن ارض نہ بھٹ ہوا اور اپنی خاک ہو</p>	<p>پائی وہ زوجہ جو بنت حضرت ختمی مآب فاطمہ ام الائمہ سپیدہ عالی جناب جسہ نازش غلست عصمت کو وہ عفت آب شومہ ایسا جسکو کیئے شافع یوم الحساب رحمت تشریف شادی بنگلی فصل الخطاب روز و شب منہ پھیرے ہوئے زین سے افتاب ایک اشارہ دین تو پا بوسی کو آئے ناہتاب ہے ازل کے روز سے سرتاج جسکا بو تراب اور بھی ہوتی تھی شرح کتبہ فضل الخطاب بنگلی تخیل محشر جادہ راہ تراب شور ارمانوں میں ہی یا لینی کسنت تراب حشر تک دھننے نہ دے یوں برے بخشش کا عتاب</p>
---	--

بج شرف

<p>لئے بیٹھا ہونین داغ وفا قلب پر ارمان پر ریاض عشق میں فصل بہاری ہے مرے دم سے چمن زار جنوں پر قیس کس رستے سے آیا تھا گلستانِ محبت کی بہار میں دیکھنے والے نگاہیں ان کی اس گلشن کا دورہ کرتی پھرتی ہیں یہ سودائی ہیں ایسے نکست باد بہاری کے یہی وہ صاحب دل ہیں کہ وقت ریزنِ شبنم ریاض عالم معنی کی گلگشت اور ہی کچھ ہے یہ ایسا بیخزان گلشن ہو جسکے سیکڑوں نقشے</p>	<p>گمانِ بج شرف کا ہو رہا ہے نرم جانان پر چڑھاتا ہوں گل خون نابل قبر شیدان پر لگا رکھے تھے خاتین نے ہی دامن بیا بان پر نظر کرتے نہیں باغ جہان کے ساز و سامان پر کہ ایک لک برگ جسکا خندہ زن گلزارِ رضوان پر تصدق دامنِ یوسف بھی ہو چکے گریبان پر اٹھا کر رکھ لیا پھول کو اپنی چشمہ گریان پر وہ اٹھ جاتے ہیں پردہ جو پڑے ہوں انسان پر کھینچے کلک نظر سے دامنِ قلب پر ارمان پر</p>
--	---

ہیں کی فصل گل سطلی نظر والوں کو خشک ہے
 دکھا دوں اک بھکاس باغ کی لے دیکھنے والو
 زہے قسمت شب روز آجکل موتی برستے ہیں
 امید دخل باغ آخر بجر ان کو اٹھا لائی
 وہ دیوانے بھی سیر سبز گلشن کو آنکھلے
 بہت راس آگیا نظارہ ان کو خندہ گل کا
 رگ بہستی گل میں خون تازہ اور پڑھتا ہے
 جمال حسن فصل گل سے اسبہ عام منظر ہے
 دماغ روح میں لیکر اڑ سینکے نکمت گل کو
 ہوا سے جان تازہ آئی ان پھولوں کی رگ رگ میں
 زمین حد نظر تک کس گل سے ہو گئی رنگین
 حضور خسرو گل سے ہو شاید حکم آزادی
 ہوئی گنجی ان کو منظر شاہی دانی گل سے
 دل نازک پہ اہل درد کے بھی یہ عایت ہے
 شکوفوں پر شگوفے نکلے سوسو کو پلین بھوٹن
 ہوئے معتدل کے دور سے رنگ جہان بدلا
 بزور نامیہ ان کے بھی ہاتھوں میں کمت آئی
 بکوش نامیہ بہرے میں پہان ہو گئیں قبرین
 نسیم جانفزا کو فلسفہ اس کا سمجھ لیجئے
 زہے اعجاز فصل اُٹنے لگے بے بال پر دالے
 میاں ہو گیا شیب اسکا بھی عہد جوانی سے
 گلون نے باد نور فوری سے نہر کیر صبا میں
 شاہ راج محل ، ارالہ مارہ مرزا بان کا

یہی بہستان ازل سے دقت ابراہیم خان پر
 وہ دیکھو ابر نیان چھا گیا کوہ و بیابان پر
 زمین سراپہ گردون لئے ہے اپنے دامن پر
 کہ جو خروم بیٹھے تھے زمین کو سے جانان پر
 جو سوسو مرتبہ کھائے ہوئے فشر گرجان پر
 کہ جو روتے تھے دونوں ہاتھ کھڑے زبان پر
 کہ جب سنستے ہیں باغ عند لیباغ خوش بحان پر
 قیامت کر گیا جسکا اثر موسیٰ عمران پر
 صفین باندھے ہوئے بیٹھے ہیں ابراہیم بہتان پر
 پڑے تھے جو کر جھائے ہوئے قبر شہیدان پر
 گمان مشرہ عشاق ہے صحن گلستان پر
 کھڑے ہیں الفیہ جانان کے قیدی باندان پر
 کہ جو روتے تھے اپنی حالت طبع پریشان پر
 کہ غنچے باندھے ہیں تیرنگون نے نوک بیکان پر
 نو دور جھانکا پھٹ پڑا اشجار بہستان پر
 جوانی سی جوانی آگئی اہل گلستان پر
 کہ جنگا دلولہ موتوں تھا چاک گریان پر
 مبارک فتحیابی خضر کو شہر خوششان پر
 فلک سے معجزہ اُترا تھا جو عیسیٰ دوران پر
 یہ قطرے اُڑیں کے جگنو ہیں یا اشجار بہستان پر
 پڑا تھا ہاتھ سے جس بیدر کا یوسف کا لان پر
 مبارکباد اور نگ خلافت شاہ مردان پر
 شہنشاہ عرب کا بھائی بیٹھا تخت ایمان پر

<p>ہو ایں معتدل چنے لگین باغ امانتین عرب کی سرزمین کے ذریعے ایسے ہو گئے روشن کہ یورینلو آکر ابن عباس ایک شب تم بھی مبارک تملو ایسے رضوان والو جنتین آٹھون ہوا نختانہ عالم کا حاکم ساقی کوثر علی گلدستہ معراج کا سر رشته حکم ریاض حبیب حیدر کا ثمر گلزار جنت ہے بجوش منقبت عشرہ پڑھو اک مطہر رنگین</p>	<p>شبائے مع کارنگ آگیا رخسار سلمان پر لگائی چرخ نے نشان رخ ماو درخشان پر بہار باغ ہے گلشن تفسیر قرآن پر مبارک ہم کو قبضہ باغ حبیب شاہ مژدہ پر مئے عشرت کی چھائی بخودی ہرک سلمان پر بہار شام و صلت جگہ دم سے عرش یزدان پر انہریں سہا تنہا خیراں گلچین شان رضوان پر بہار آجائے جگو سنتے ہی گلزار ایمان پر</p>
---	---

<p>ہو ادل کا ہو یون صرف بخشیر یزدان پر کہ دوزارنگ کاکب قدرتی یات قرآن پر</p>	
--	--

<p>یہ آٹھون جنتین یہ حور و غلمان کیا ہیں آساقی علی دامان طہرت میں تھا ایسا گل تازہ غیر خم کے جنگل کو بنایا دین کا گلشن وہ سرسبزی نہال منبر پالان اشتر کی گل خورشید کی وہ دو پہریں آتش فشانہ برنگ دستہ گل وہ ہجوم اہل تولا کا مبارکباد کا غل نعمہ بلبل کی صورت سے غیر خم کی تاثیر ہوا کا پوچھنا کیا ہے زہے فیضان غیبی خشک کا ٹوٹنیں جوڑنے وہ سایہ جو کہ محروم کین تھا ایک اندیشہ غیر خم علی مصطفیٰ سے یون ہوا روشن بہار گلشن بلخ کی اشدری دل آویزی علی کا دم بھر داسے بھرتے والو باغ آستین میں</p>	<p>نہا و کر دے نشان نخت کے ساز و سامان پر کہ قبضہ جگہ رنگ و بڑکا دور باغ ایمان پر مئے اہام نعمت قف کر دے قف انسان پر حد تکمیل تک چھائی ہوئی جو چشم ایمان پر شرف لیجائے جو تنگی میں عکس ماہ تابان پر وہ زیب خلعت مند نشینی شیر یزدان پر وہ فوسل گل کی آبرگاشن اکام جان پر نہ دیکھا تھا ملا آکٹس بہ عالم رخ و زان پر ہوئی ہے قوت اشتر زنی مژگان جان پر نہا ہے چتر راحت انہریں میں فخر یزدان پر پڑے گی چھوٹ کی اقباست خوش جان پر کہ لا کھوں تنہا آہیر بر کھنچم شہر جان پر کہ وارفتہ ندائی بہرے رہن نمایان پر</p>
---	---

نشد نغمہ لبیل سے عالم بھر کا گونج اٹھنا
 میان آبِ جوارِ قمار نازک آبِ شیرین کی
 برسا وقت کے کالی گھٹا کا دورِ عالم میں
 بچشمِ معرفت ہر برگ تصویرِ مناقب ہے
 کہاں ہوئے بہارِ ماسوا شد دیکھنے والو
 یہی اس بیخِ ان گلشن کا طرزِ آبیاری ہے
 بخاراتِ زمین خلدہ گلگونہ یون اٹھیں
 ہوا سے دورہ ساغر سے ہوش اٹکو بھی آجائیں
 صراحی خود بخود ابلے شرابی جھومتے نکلیں
 دم پیمانہ گردانی ہے ساقی حوصلہ نکلیے
 وہ جامِ آتشین دنیا تصدقِ پنی اہنت کا
 تنہا ہے پھلکتے جام کی ساقی سرے زمین
 ہوا نوروز اور جرجِ حل میں آفتاب یا
 گمان تک عرضِ حال میکشی انگڑائی آتی ہے
 وہی مین ہوں کہ جوشِ نشہ میں میری نگاہوں نے
 وہی مینوش ہوں جو وقت کھولا منہ صراحی کا
 ازل سے سلسلہ ہے میری مدہوشی کالے ساقی
 نہ دے ساغر مگر دیکھ اس طرف اس چشمِ سیگون کے
 اگر محشر ہوں پی لوگادہ بن اکدنیت بھر کے
 یہ دنیا درمیان میں اک حد فاصل ہو کیا معنی
 تری الفت میں جو سانس آئے وہ بادِ بہاری ہے

بجوشِ رنگِ گل اک حسن کا عالم گلستان پر
 صفا جلی کرے خشک زنی ماہِ درخشان پر
 لئے رہنا زمین کا خرمن فیض اپنے دامن پر
 نظر ڈالو ذرا نقاشی گلہا سے خندان پر
 یہ سب فون ہے جوشِ دلائے شاہِ مہران پر
 کہ یہ ابر کوثر بارِ بزم سے پرستان پر
 شفقِ بنکر نایان ہوں رخِ گردن گردان پر
 گرا تھا لڑکھڑا کر جو کہ طور جذبِ بہان پر
 نگاہیں پڑ رہی ہوں سب کی ہکا بکائی پر
 فدا ہے چشمِ ستانہ اگر نیت ہو ایمان پر
 تجلی جسکی غالب ہو فروغِ شمعِ عصیان پر
 گلِ امید بجا لگے قطرے گر کے دامن پر
 سسے کہنہ ہو وقف اب جامِ نوین نامِ زندان پر
 خدا معلوم کیا گزیرے رگِ قلبِ پراران پر
 لگائے بارگاہِ نشترِ رگِ ابر بہارِ ان پر
 اوڑا اس طرح جو ہر جھپٹا گئی بدلی گلستان پر
 کھینچے ہن جسکے نقشے دیدہ عرفان کے دامن پر
 کہ جسکی آبداری کوثرِ دبستانِ رضوان پر
 قیامت کا بھروسہ ہے تجھے جذباتِ بہان پر
 جیون کا تیرے اسان پر مڑ گیا تیرے آسان پر
 حیاتِ فانیہ کیا جوش ہے فصلِ بہار ان پر

رباعیِ منتخب میں اگلے سال آؤنگا پھر ساقی

سلامِ شوق اب غنچوں پہ اور گلہا سے خندان پر

پنجستان نوروز

قبضہ موسم گل میں ہوا باغِ عالم
دی جا ہی نے شکستِ درتوبہ کی بسر
جذبہ حسن رخ گل سے کھینچا سوے چمن
نقش ایسے چمنستان کا بنائیں کیونکر
سکے بیٹھا ہے صبا پر بھی سکر وحی کا
اُس کی قدرت کے طلسماتِ حقیقی پہ شار
چشمِ نرگس کی مسیحا جانی پہ عشاقِ نثار
ڈر رہے ہیں دمِ نظارہ جو انانِ چمن
کثرتِ گل سے فنا کی بھی ہوئیں راہین بند
فیضِ قدرت نے چمن کو دیئے بابِ ثبات
طالبِ صل چلے خلوتِ جانان کی طرف
سنگِ بنیادِ جنون توڑ کے دیوانے چلے
دفترِ عشق کے ادراک بنے صفحہ نور
اشکون میں بوبے وفا آئی رہے فیض ہوا
باعثِ نطق ہے اعجازِ نوا کے بلبل
عالم اُٹھا چلا آتا ہے پئے سیر بہار
پھولوں میں پھولِ شکوفہ میں شکوفے بیکھلے
مرہمِ زخمِ جگر کی ہے گلون سے خواہش
آشنا یان چمن مل رہے ہیں دوشِ بدوش
خشکِ طینت بھی ہوا فیضِ نوسے شاد بہار
نازِ اس کا کہ ہوں تصویرِ کس حسن بہار

آگے بُرجِ شرف میں شہِ خاورد کے قدم
لیکے انگڑائی اٹھے مقفلتِ دیر و حرم
کوئی اللہ کا بندہ کوئی شیدا ہے صنم
جس کا ایک ایک گل تازہ ہو تصویرِ ارم
یون بہار آئی نمایان نہ ہوئے نقشِ قدم
رنگِ برگ گل تازہ ہیں کہ اسرارِ حکم
پھیر دے ایکل شارے میں تھلائے مبرم
زلزلِ سنبل ہے کہ دلبر کا مزاجِ مہم
تھم رہا راستے میں قافلہ ملکِ عدم
مٹ گیا دعویٰ تغیرِ نظامِ عالم
دیکھ کر وقتِ سحر جذبہ مہر و شبنم
صاف آئینہ ہوئی راہِ فضاے عالم
شکلِ کافور اُڑا نامِ سوادِ شبِ غم
یاسمن زار ہے عشاق کی چشمِ پر غم
کلمہ پڑھنے لگے باغ کا اصنامِ حرم
اللہ اللہ چمنستانِ بہار کا عالم
شاخیں ہیں فیضِ نوسے صفحہٴ دستِ کرم
بلبلین دے رہی ہیں خونِ شہیدان کی قسم
بے گلِ موجِ صبا کی ہے نیس و ہم
دستِ محشر میں ہو بھول کی میٹھی کالکِ رقم
چل رہا ہے سرِ قرطاسِ ادائوں سے ظلم

<p>دورِ عشرت میں یہ پھیلا ہے رواجِ ولایت حُسن اور عشق میں ہلکا سا بھی پردہ نہ رہا خسر و گل نے گلستا کی حکومت پائی صورت ایسی جسے عالم نے کہا وجہ اللہ ساقی کو شر و تسنیم شہنشاہِ غدیر ہمت بت شکنی کو ہوئی معراجِ نصیب فتح نے بوسے دیئے ہاتھ پہ بیعت کیلئے اسد اللہ وید اللہ علیٰ جناب اللہ مکتبِ غیب میں جبریل بھی شاگرد ہوئے آیا مسجد میں جو محتاجِ فرشتہ طینت نیزد کیونکر شبِ ہجرت میں نہ بے خوف آتی نور اللہ لباسِ بشری میں نہاں جنبش لب میں نہاں قدرت اچالے نفوس مطلعِ مقبوت شاہ پڑھو اے محشر</p>	<p>نام لکھنے لگے عشاقِ بختِ تو ام بلبلین رازِ دل گل کی بنی ہن محرم زینتِ تختِ خلافت ہوا مولودِ محرم سیرت ایسی کہ جو آئینہ اسرارِ قدم جسکے زندون سے بہارِ چنستان ارم کعبے میں جبکہ رکھے دوش محمدؐ یہ قدم کھینچ لی جبکہ سرِ معرکہ شمشیرِ دوم جسکے اسماء سے عیان محسنِ اسمِ عظیم نامزدِ عالم زریں تھا خطابِ علم لے دی سرِ حلقہ اربابِ سخا نے خاتم مطمئن دل پہ جوانی کا ابھرتا عالم ضوفشانِ پردہ دنیا سے ہن اسرارِ قدم باتون باتون سے عیانِ محسنِ ابنِ مریم دیکھ لین اہلِ نظرِ محسنِ کلک رقم</p>
---	---

کعبے میں دوش محمدؐ یہ علی کے ہن قدم
صدرتے ہو نیکی لے ڈٹے ہی پڑتے ہن صنم

<p>دیدہ دل سے اگر دیکھے رُخِ وجہ اللہ نائبِ ختمِ رسل بادشہ کون و مکان اسد اللہ علیٰ قالحِ بابِ خیمبر نفس کے آگے رہ شوق میں جانے والا عسکرِ یمنہ قدرت تھا جمالِ باطن روشنی اسکے لئے باعثِ نازش کیا ہو پڑھنے کے طرز پہ سلام جو قرآن پڑھے</p>	<p>مادہ جمین نہو سمجھے وہ اسرارِ قدم مالک مالکِ عرب خسر و تسلیمِ عجب حامیِ دینِ بینِ حالِ شمشیرِ دوم شبِ معراج میں محبوب و محب کا ہدم خلوتِ عرش میں اسرارِ خدا کا محرم پھرتی ہے جسکے اشارے میں زمامِ عالم کشمکشِ آیاتِ ہن و صاف علی کے ہن رقم</p>
--	---

تر زبان تسلیم فیضانِ ید اللہ میں نہیں
 اُسکے عرفان کو قرآنِ مبین سے پوچھو
 دیکھنا شرحِ مناقب کو جو ہو مد نظر
 طے نہ ہو گا نہ اگر قلب میں ہو حسبِ علی
 کسے صدقے میں ہوئی وصلتِ روح و پیکر
 بطنِ ماہی کے اندھیرے سے نکالا کس نے
 جو رنمود سے کس طرح بچے ابراہیم
 گریہ نوح کے سیلاب کو روکا کس نے
 امتحانِ جذبہِ موتے کا لیا تھا کس نے
 کیا پر نور چراغِ یدِ بیضیے کس نے
 کس نے عیسے کو دیا چرخِ چہارم پہ عروج
 دوش احمد ہونے کے لئے عرشِ معراج
 کسے اعجازِ ہین غیرِ دینِ محالِ عقلی
 ہاتھ پہلے پہل اثر پر کھلا تھا کس کا
 قطرۂ جذبِ رسالت کی تھی قدرتِ کسین
 ساقیِ مست ہوا کون عندِ یرخیم کا
 رہبرِ خلد و گنہ سوز ہے اُلفت کس کی
 میرا آقا مرا مولا مرا ممدوحِ عسے
 معجزات اُسکے حدِ وصف پہ کیونکر پہنچیں
 ختم کر نظم گہر بار کو بس اے محشر
 اے خدایے دو جہان سن لے مرے دل کی دعا

خلد میں کوثرِ تسلیم زمین پر زمزم
 جسکو محبوبِ الہی نے کہا بابِ حکم
 دیکھ لو دیدہ دل سے طرفِ لوح و قلم
 وسعتِ طاعتِ معبود کا برِ اعظم
 مجھ سے چار آنکھیں کرین اُسکے جابِ آدم
 کون ہے نورِ خدا کون ہے ماحیِ ظلم
 شعلہٴ نار کو کسے کیا گلزارِ ارم
 نا خدا کون تھا طوفان میں تھی جب کشتیِ غم
 رحم آیا تھا کسے دیکھ کے غش کا عالم
 کس کے اعجاز سے اسگر ہر گلِ بانِ عام
 کس کے صدقے میں بنا مہرِ انیس و ہدم
 کون کہے میں ہے غارتگرِ ہستیِ صنم
 کون ہے زیبِ وہ خلوتِ عرشِ اعظم
 کس کے میلاد پہ شوق ہو گئی دیوارِ حرم
 عالمِ نور میں تھا کون نبی کا محرم
 کس کے انجمنِ ایمان میں قدحِ نوشِ ہین ہم
 کون ہے حشر کے دن شافعِ عصیانِ امم
 جسکی شاہی سے خدائی ہوئی منوں کرم
 شعرا مدح سے جسکی ہوئے اعجازِ رقم
 آ رہا ہے طرفِ کشتِ امید ابراہیم کرم
 جانِ نثارانِ علی کے لئے ہونا بے ارم

دشمنوں کے لئے عقبے میں جو ہونا ہو وہ ہو

دورِ عالم میں رہیں موردِ آفاتِ دالم

گلابے خندان

اٹھوئے سرخوشان ساغر صہبائے گلناری
اٹھوئے سونو الو حیل میں پہلوئے دلبر کے
مقیمان فضا ئے وادی ایمن ذرا اٹھو
بجذب شوق اٹھوئے جانیا لو کہ سینا کے
اٹھوئے نجد میں زور غنوں سے گھونٹنے والو
اٹھوئے میستوں پر جا کے قسمت پھوٹینوالو
تجار نگاہ محسن کے تجار اٹھ بیٹھو
اٹھا ہے سبزہ تحریک ہوا سے لیکے انگڑائی
اٹھوئے بیٹھنے والو زمین کو سے دلبر کے
شیم زلفِ نبل کو ہے دعوائے دم عیسے
اٹھوئے پاسبانانِ حسین ناز جانانہ
اٹھو برسانے والو آنکھ سے غن نابدہ دل کے
اٹھو بل کھانیوالو توبت عہد جوانی پر
ترانہ سنجی لبیل جوابِ قمر با فنی ہے
اٹھو فرقت نصیبو باغ میں آؤ تین لکے
بقدر درد بوسے گل ہوئی آزادی لبیل
اٹھوئے دیرالو الفتِ ناقوس کو چھوڑو
چلو اس خضرِ قمر سے بڑھکے اسکو کون سمجھے گا
اٹھوئے دلبر کھانے والا زخمِ عشق نہیں شکے
ہمارا گشتِ جنت ہے تمہید اس گلستا کی
چلا ہے کاروانِ بوسے گل کیسے تجھ سے

گیا بیچِ گل میں آفتابِ چرخ زنگاری
تا شاہنگیِ بختِ گل دہلی کی بیداری
تجلی زار ہے یہ فصلِ گل کی رات اندھیاری
ہوئی زکس یہ برقِ حسنِ گلشن غشی طاری
رگ گلبن پہ گچھین کی ستم ہے نیستِ کارِ ی
نمود صبحِ فصلِ گل سے جو بے شیر ہے جاری
مبارک یوسف گلزار کی تم کو خریداری
اٹھوئے بتلایاں جفا سے چرخِ زنگاری
کہ دیکھو دنیوی جنت سے شانِ ایزد باری
اٹھوئے ہجر کے پیادہ زمینِ لگائیں بھاری
لب لب ہر وقت تم ہوا چین کی چار دیواری
رج گلیہ ذرا دیکھو تو شبنم کی گہر بادی
نہوئی رنجِ مسکون چمن پر سہمہ علمداری
اٹھوئے خفتگانِ قبر آیا وقتِ ہشیاری
کہا تک ساتھ ہے چشم میں آشوبِ بیداری
اٹھوئے عشق میں لذت کشان نوگر قناری
کہ گلابِ گلچن سے وجہِ تردید غلط کاری
یہ سبزہ ہے زمین پر یا کہ شرحِ صفت باری
قطارہ کر لو رنگِ خامہ قدرت کی گلکاری
لب لب ٹھو دا غلو دیکھو ظہورِ قدرت باری
کہ رضوانِ شوقین آیا ہے فخرِ جلو داری

پر شعلہ لگا کر فیض باد روح پرور سنے
 ہوا سے روح پرور نے یہ دعویٰ بھی کیا باطل
 نمونے فیض سے ظاہر ہوئے کارِ محال آخر
 اطبانے بنایا تختہ مشق اپنے مریدوں کو
 دوکانوں پر دکانیں کھل گئیں نشتر فروزوں کی
 یہ ہے فریادِ اہلیات کے مشکل مسائل کی
 حدیثِ عشق کی تفسیر سن لے جس کا جی چاہے
 ریاضتِ باغبان کی دیکھ کر ہے عقل کو چکر
 گلستان کو طبعیات کا اک مدرسہ کہئے
 خیالِ فلسفی حوتِ غلط ادراک میں جسکے
 ورقِ اولیٰ نجوم و علم طب کا فرطِ صحت نے
 دلِ غنچہ کو کہئے فلسفہ اسرارِ غیبی کا
 فدائی علم معنی و بیان کے لوٹے جاتے ہیں
 گیا گذرِ افقِ حکمتِ علی صحت کا یون بٹھیا
 بدہیاتِ باطل کر رہے ہیں سحرِ معقولی
 جسے لینا ہو درسِ خارجی فقہِ محبت کا
 ہر اک تپتی پیشِ علم رسمِ انخط ہے آخر تک
 شکوفوں کو گھنڈا استادِ علم مقام پر
 کہاں تک مشقِ علم ہندسہ کی ہو سکے آخر
 ہوا ہے اور نوگاہِ عقلِ ہدایت ان سے ثابت
 مرادِ کیمیا گر ہے بہارِ گلشنِ عالم
 جدا جزائے گلشنِ ہون جو زورِ کیمیائی ہو
 منازلِ علم موسیقی کے پیدا ہوتے ہیں کیا کیا

اوری جاتی ہے جگنو کی طرح قتل سے چکاری
 سنا کرتے تھے نازک ہوتی ہو فرقت کی بیماری
 بھرائے عاشقوں کے دلیں جتنے زخم تھے کاری
 جنو کا مادہ ہر جزوِ خونین ہو گیا ساری
 بڑھانے کو چلے نسا د اپنی گرم بازاری
 سراورق گلِ غافلِ نظر کر شانِ گلکاری
 چھڑی ہے عندلیبِ نینِ جو بحثِ لغزِ گفتاری
 بنائی صورتِ انکسارِ اقلیدس ہر اک کیاری
 چمنِ بندِ حقیقت کا یہ فیض عام ہے جاری
 منقش یون ہین برگ گل پہ روضہٴ نعتِ باری
 نہ ہیں بیمار پر راتیں نہ بدقت کے دل بھاری
 کھلا منہ اور تقریرِ مسلسل ہو گئی جاری
 یہ ہے آہنگِ مرغانِ چمن میں لطفِ نشاری
 مبارک ہوا طبائے کن کو شغلِ بیکاری
 کہ آیت ہے ثبوتِ ہستی صالحِ پگلا کاری
 سرشاد وہ قمری کی سن لے نغمہٴ گفتاری
 دکھایا خامہٴ قدرت نے یون نورِ قلبکاری
 سخنِ جنکا بظاہر سہل اور باطن میں ثنویاری
 شمارِ گل سے اس عقلِ مہندس ہو گئی عساری
 زیادہ ہے فضائے دہریا گردوں زنگاری
 ہوئی ہر برگ پر غیبی خزانے سے طلا کاری
 دل ہر ذرہ میں پیدا ہو جو شِ قدرتِ باری
 ہوا ہوتی ہے جیسا خون میں کی کواری ساری

<p>ریاض دہر دالمسلم و عرفان کیون نہ بجائے جواب عالم انوار میں دل کلمہ گو یوں کے ضلالت نے دلت ذابل میں چھاپوئی چھائی ریاض حسرت اصنام پر قہر خدا آیا رگون میں شاید اسلام کی دورا ہوتا رہے نصیری پھر علی اللہ کہتے سرکھن کھلے سہوئی تکمیل دین کے ساتھ تکمیل خلافت بھی نضائے سرزمین شرع میں تازہ بہار آئی سنائے بلبل باغ سخن وہ مطہر رنگین</p>	<p>کہ بانہ علم و حکمت کو ملاحتوت جہان داری نضائے دہر میں طالع ہوا خوشیدین داری ملی نفس رسول اللہ کو عالم کی سالاری ہوئی بام و در کعبہ پر رنگ دین کی گلکاری نظر من جانب اللہ آئے آثار دہ گام داری ہوا عجاز احوالے شریعت آج پھر جاری مبارک یا علی دنیا و دین دونوں کی سالاری داغ دہج مکون تک گئی خوشبو سے دین داری کہ جسکے ایک اک نکتے میں ہوں جذبات داری</p>
--	---

تعالی اللہ شریعت اور ظہور قدرت باری
علی تو ایک اور چالیس گھر میں میہان داری

<p>قصیر الفہم مستبعد عقلی اس میں کیا آخر بدیہیات اسے ثابت نہ کر دوں تو مراد مہ نظر کراہ تا بان ایک ہو اور چاندنی اسکی مقید گنبد افلاک میں نیستیر اعظم بس اب انصاف کر جو سرے پاک فوجاں ہو یہ اک اونا سا پرتو تھا یہ الہی کی قدرت کا علی کے نور سے پیدا ہوا جب نیر عظم فدائی کہتے ہیں یوں شاہ حسن محبت سے الٹ دے ہضمیر لہن ترانی گو نقاب اپنی لبو پیر کھینچے دم آیا مگر اللہ سے استغنا سنا جب سے کہ کبج قبر صلت گاہ اصلی ہو سنا جس روز سے نظارہ وقت جاگنی ہوگا</p>	<p>بڑھا کر بحث بجا کیوں نکالا شغل بیکاری زرا سی بات میں اللہ و اکبر لیسہ الا جاری زمانے بھر میں جاتی ہو زور برق رفتار ہوئی اور اسپر ساعت واحد پہ ہر گز نہیں یا باری اُسے کہا ہر جگہ موجود ہونے میں ہم دشواری اشائے سے پھر آیا آفتاب چرخ رنگاری قبول جذب جنسیت میں پھر کیوں عقلی عاری مبارک نزع تک ہم کو ہوتیری ناز برداری کہاں تک شوق نظارہ میں جوش گریز داری کہ رخ کرتے نہیں عیسیٰ کی جانب تیرے آداری فراق جسم و جان کی کرد ہے ہن ہن ہن زاری زبان ذرات ہو محمود عاے طول ہیما داری</p>
--	--

کھدین گوش بر آواز نفع صور رہتے ہیں
 ملال بربخ فرقت کی جانکاہی سے کیونچ ہیں
 ترقی دیکھ کر نوز جگر کی دل بڑھایا کیا
 کہانتک اہمان دل جھلے آسان بس بس
 بوقت نعرہ مستی زبان تک کھینچ لے کوئی
 بلائیں لیتے ہیں بڑھ بڑھ کے یون تیج محبت کی
 حسیم کعبہ دل کو بنایا عرش کی صورت
 ہوائے دامن حسرت کا بھڑانا ہے کیا مشکل
 ہوا مشکل کشائی کا رواج اس طرح عالم میں
 چلے جب تیج لیکر شکر اسلام کے آگے
 خدا کے گھر کی بھی دیوار شق ہو چکی آہ سے
 ید الہی کی قدرت جسکا اک ادنیٰ کرشمہ ہو
 دم تکسیر اصنام حسرم دکھلائی وہ قدرت
 قام جب بستر محبوب پر رکھا شب بھرت
 ضیاء جودھیائی جاتی تھیں بیدینوں کی نگین
 دہان کیسے نقد رضا آواز دہیتے ہیں
 بیان ہو پیکر مولا میں کیا حسن شجاعت کا
 حقیقت کی نظر سے دیکھ غافل رہے جیہ کو
 محمد سے علم لیکر چلے جب تیج خیبر کو
 سانی بائے بسم اللہ کی تفسیر اس فصاحت
 انگوٹھی دیکے اس سحر طبع بخش نے طاعت میں
 نواہ شاہ مقصود جنبش کھاتے ہی اُٹھی
 اٹھا وہ تیز ریح عبادت جب وضو کرنے

مناجبے ہو روز حشر روز باز برداری
 کئے بیٹھے ہیں ہم صبح است اقرار دلداری
 کہ خاکستر ہوئی جل جل کے جہنم دگہنگاری
 کہ قبل کے بہت کچھ ہو چکی ہو بیشتر کاری
 نہ نکلے گا رگ دل سے مگر جذب غا داری
 کچھ اسکا غم نہیں دلیہ خون ہر گسے ہو جاری
 اسے پہلو بہ پہلو سے رموز قدرت باری
 قدم آئے ید اللہ کے سر تخت جاندار ی
 ہوئی مشکل تیز فرق آسانی وہ شواہری
 ہر اک جو ہر تھا گویا کو کب اقبال سالاری
 کشا و باب خیبر میں اسے کیونکر ہو شواہری
 در آہن اسے کس طرح سے معلوم ہو بھاری
 ہوئی ناقوس سے اللہ واکبر کی صدا باری
 علی سوا کے پہرہ دیا کی دلکی بیداری
 منور تھی چراغان وفاسے رات اندھیاری
 مبارک ہو نفس مطمئنہ کی حسرتیاری
 فنا کے تیغ پر آب آئی بہر آئینہ داری
 اگر زلور ہو کشت رموز ایزد باری
 چلی آتی تھی برج سے ہوا شان کرانہ
 کہ روشن شعلہ تقریر تھی راہ اندھیاری
 عن جہلا دیا تاباں گاہ اس زور باری
 معاذ اللہ مولے کو کشف کی تیز زقاری
 سے آیا آقا بہ آقا چہ سپر رخ نگاری

<p>علی کے بھر بھش سے بخارات لطیف اٹھ کر رگون میں نشہ صہبے ولا کا مثل خون دھڑا چل لے ساقی کہ لی انگریزی زندان حقیقت نے ہمایون ساعت تحویل خورشید منور ہے خبر کر دی ہواے معتدل نے رنج مسکون میں میان ابر مفہوم صداے رعد بتلا دودن کلیجہ مل رہا ہے باد نوردزی کی شوخی سے کہان تک اتحان جذبہ شوق قدح نوشی قسم ہے تجکو میرے خون کی ساغر دیے جانا یہ وہ دن ہے سلامت لوح پہونچے کوہ جوتی تک مرا دین اپنے اپنے مرتبے کی پائیں عالم نے کسی کو منبر پالان اشتر پیر سر صحرا یہ وہ دن ہے کسی محبوب تک پیک چمکیا میان حلقہ چشم اتنی ہیستی کا خواہاں ہوں</p>	<p>لباس ابر نیسانی میں کرتے ہیں گہری زبان پر جبکہ نام ساقی کوثر ہوا جاری جنون جوش میخواری ہر اک گین ہوا ساری بجذب خاصخ در حرکت میں آئے جام گلناری بٹھانے کو عمل دنیا پہ اٹھا ابر کساری دہان قاضی گردون سے ہو فتوای میخواری چھلک کر گر نہ جاے جام سے صہبا گلناری ترے صدقے کہان تک طول ہنہام انگاری بلا سے قلب بدین براگر خبر پڑے کساری سر ساحل نگا میری تھی کشتی قدح خواری ملا برج حل میں مہر کو تخت جہان داری لی ہے سرخوشان ساغر ایام کی سالاری شراب دہی کا لبریز لیکر جام سرشاری بھرا ہے جام ولین جبقد رفوق قح خواری</p>
---	---

بلا کر آج محشر سے سلام رخصتی لینا
کہ وہ ہو جائے تجھ پر عقدہ مستی دہشاری

باد بہار

<p>فصل بہار آگئی دور شراب ناب ہے بج شرف میں آتے ہی مہر کو دین ہوا فرغ زور شکست توبہ سے زندان کے دل پہنے قوی پھول ادھر کھلے ہئے دورہ جام اسطوت ایک ہو تو صفت کریں وہ ہوں ہوں کچھ نہا لکھیں</p>	<p>سر پہ گھٹا گہری ہوئی ہاتھین آفتاب ہے خاتم دور چرخ پردر نجف خوش آب ہے ظاہر و باطن ایک ہی سدا کشخ و شاہ ہے دوست گلشن جہان عالم ہا ہتاہ ہے میکہ سے کاہر ایک جام تھکھت اتھا ہے</p>
---	---

<p>آب روان کو نہر میں کسکی جال روکنے نغمہ زنی کے دلوں کے حداد میں آگئے ٹوٹ کے جب برس پڑا جان میں جان آگئی زندگی نظر میں نشہ میں کھلے دور میں نہون غنیہ نامہ گفستہ کو دیکھ کے رمزیہ کھلا موج عیسوی کی شرح باد بہار سے ہوئی لالہ دگل کے نقش ہیں دستہ درین معرفت محو نظارہ جو ہوا نشہ میں آنکھیں چڑھ گئیں جندہ شوق دل بڑھا ہونٹوں سے جام مل گیا بلبل دگل کے حیل سے راتیں مبارک آگئیں پودے نکل رہے ہیں جو سطح زمین کو توڑ کے شاہ نجف ابو تراب عالم ستر کو کشف زورج بول ابوالحسن شیر خدا سے دلی طبع سخن طراز سے مطلع نر کا ہو ظہور</p>	<p>صورت قلب عاشقان شدت اضطراب ہے بلبلین بھٹیں ہیں خموش سبزہ جو مٹوا ہے زندگی ریاض دہر ساتھ لے لے سنا ہے زیب فلک فتنہ نہیں موج شرابنا ہے جیسے کسی حین کا حسن تر نقاب ہے روح گلاب بے خوش ہوج چین گلاب ہے اہل نظر چلو چلو سیر چین نوا ہے پھولوں کا سخن رنگتے جام میں یاثر ہے خمدہ جہان میں آج جو ہے وہ کیا ہے ہجر کی شب کا جاگنا ابو خیال نوا ہے نطق زبان برگ میں مدحت بوتراب ہے جو کہ فضل ایزدی علم نبی کا باب ہے جسکی فضیلتوں کا اک دفتر ہے حاسب ہے سننے ہی کہیں اہل دل فکر یہ لاجواب ہے</p>
---	---

نحت نبی پہ جلوہ گر آج ابو تراب ہے
دن یہ بیاض دہر میں نقطہ انتخاب ہے

<p>برج شرف میں آگیا زینت محفل جہان صورت عالم وجود آئی نقطہ کمر سانسے توبہ ابوالشرکی بھی باب قبول تک گئی کشتی نوح خیر سے قلزم عفو تک گئی شیعون کی کشتی مراد آئی سوے غدیر خم واعظ درندہ قسب ملے سہا یک ہو گئے نشہ کی دھن میں آج ہی کھینکے بادہ کش ہے</p>	<p>چوتھے فلک پہ کوکب قسمت افتاب ہے دیدہ دلے محمد شوق میں شیخ و ثاب ہے چشم کرم کی شکل میں دیدہ پر عتاب ہے بحر فنا کا جذر و مد شرم سے آباب ہے پڑتا ہے جو بھنور کہیں جام شرابنا ہے توت جوش میکشی مانع جہت نا ہے جسکا کہ دہان میں مہدیٰ بن خطا ہے</p>
--	---

دورِ جهان میں ساعت خلقت آفتاب ہے
بعد فنا بھی قلب میں حب ابتر ہے
دیدہ دل پکار اُسٹے حسن یہ لاجواب ہے
بحرِ علوم انبیا پیش نظرِ سرا ہے
جادوہ مرضی خدا یا کہ نفیرِ خوا ہے
دستِ خدا میں کس قدر قدرتِ اُفلا ہے
بنتِ اسد کی گود کے بچے کا اب شبا ہے
جسکے اٹالے میں نہانِ رحمتِ آفتاب ہے
صبح سے صبح تک کھلا علم نبی کا باب ہے
موشرُ اسے بحیم کا خوف خیالِ خوا ہے
کہنا کہ کچھ نہیں ہے ساتھ مدح ابتر ہے

صورتِ قلب زاہدانِ آئی نجوم میں ضیا
ساغرِ نثری بنین کیوں نہ ہماری خاک ہے
چشمِ خیال کی نظرِ حسنِ علی پہ جب بڑی
قلزمِ علم حیدری آنکھوں میں جب کھپ گیا
فرشِ رسول پر علی سوسے ہیں نفسِ بیچ کے
جانبِ خیبر آئیے ہونہ یقین تو دیکھئے
سرے جوابِ آہنی اُترا جو صدرِ نہ کھل گیا
صرف ہوں پوری طاقیتیں انکی تو کیا ہوا فلک
دوست جو ہیں وہ بے خطر آکے کتابِ نبی بڑھیں
حبِ علی میں مرتے ہی ہو گیا جو میانِ قبر
حشر میں وقتِ باز پرس پڑھنا قصیدہ مدح کا

تقویمِ محبت

کہا کہ ہم نہیں لینے کے کہنہ یہ تقویم
جدیدِ عہد میں کس کام کا مذاقِ قدیم
فضول جانتے ہیں لوگ فکرِ طور و کلیم
کہ رہ گیا یہی پیمانہ مذاقِ سلیم
محالِ عقل ہوا ذکرِ کوشر و تسنیم
رہے نہ عشق کے اسرارِ کابلِ تسنیم
کھلے ہوئے ہیں جہان میں وہ ملتِ تعلیم
گوئے رقیس کی آٹھ آٹھ کے کرتے تھے تظہیم
خلانِ سنجی گئی رسمِ التفاتِ عمیم
رہی نہ دینِ کمین جاے اعتقادِ سیم

دیا جو نذرِ اونھیں میں نے اپنا قلبِ دو نیم
ادائیںِ حسن کی بدلیں رموزِ عشق ہیں اور
فرازِ جذبِ وفا ہے بلندِ تحسین
زبان کی حرکت و جہ جوشِ قوم ہوئی
نشاطِ جامِ تدہر کی آفتِ ریِ مستی
شہیدِ حسن پہ دیوانگی کے ہیں الزام
سبقِ کتابِ وفا کا ہوا ہے حرفِ غلط
گیا وہ دور کہ شاہی تہی اہلِ باطن میں
کہیں نہ خاکِ نشین سے ملے ہو تو میں
محلِ جنتِ دنیا میں اُف ریِ مستی

وفا کے جانے میں روحانیت سے کوسوں دور
 حدیث جذبہ باطن کا اعتقاد حرام
 کبھی گریے بھی نہ منہ کر کے طور عشق کی مست
 نہ آئے چشم حقیقت نگر کی زد پہ کبھی
 خلاف منطق فطرت میں جملہ لغت یرین
 یہ اس زمانے میں جاری ہے رسم بہر زوی
 و ملتفت ہوئے سے طیب روحانی
 ہزاروں قافلے تیغ زبان سے لوٹ لئے
 بہک بہک کے کہاں سے کہاں نہیں پہنچے
 تباہ ہو گئی آخر کو رونق مذہب
 ہوا نہ چارہ جنون حصول مونیہ کا
 ہزاروں مرتبہ برج محل میں مہر آیا
 جتائے دیتے ہیں ہشیار ہو پھر آئی بہار
 چمن چمن ہوا فیض ہوا سے نور وری
 گلوں نے بڑھ کے دعائے محال لاحوال
 یہ قطرے اوس کے ہن یا کہ ٹوٹے ہن تارے
 ہوا مناسبت رنگ گل سے فیض بہار
 بخون عشق کے دیوانے ہوش میں آئے
 اثر کی روح نہان ہے نوائے بلبل میں
 چمن چمن سمن و یاسمن کے ہن انبار
 بعید کیا ہے کہ اعجاز موسم گل سے
 سلام خسرو گل کے لئے جھکیں شاخیں
 ہلے سیر ہوئی بلبل اس طرح آزاد

بھلائے بیٹھے ہن رفتا رسا لکان قدیم
 حرام قصوں کی دارالعلوم میں تعلیم
 قدم قدم پہ ہے دعویٰ کہ ہم ہن شک کلیم
 بہادر ایسے کہ لے لینگے جیسے ہفت کلیم
 اور اوسپنہ عوئے بل کہ ہے ذوق سلیم
 دو این موت کی ننھنیں لکھ رہے ہیں حکیم
 بنایا اچھے بھلے دل کو اپنے ہاتھوں تقسیم
 نشانہ مردی و مردانگی پہ قلب و دہنیم
 میان کوئے طرقت کبھی ہوئے نہ مقیم
 نہان تھی جو صدف دلمین مثل درتیم
 کہ آئی باغ حقیقت سے لاکھ بار نسیم
 مگر جلانہ سکے شمع بزم عقل سلیم
 نہال باغ میں چٹک زن ریاض نسیم
 شمیم گل کا بڑھا جوش مثل طبع کریم
 سروں پہ رکھ لئے بانگی اداؤں سے دہیم
 بھرے ہن سبز کے دزن میں یا کہ درتیم
 کہ خون چلوون بڑھ بڑھ گیا جب آئی نسیم
 پئے دلمنچ سیما نفس ہے مروج نسیم
 بیان سانحہ عشق اور مذاق سلیم
 ابل رہے ہن زمین سے خزانہ زر و نسیم
 دلوں میں آتش الفت ہو باغ ابراہیم
 بزرگ سرواٹھے اہل چمن پہ عظیم
 کہ جس طرح سے ہوضوان میان باغ نسیم

حواس اڑتے ہیں پھولوں کی جلوہ بازی پر
 کلیدِ بابِ قفسِ جوشِ انبساط ہوا
 مریض ہجر اٹھے پڑ کر بہار کا کلمہ
 شبِ فراق کے جاگے ہوؤں کو نیند آئی
 قریب جتنے گئی اوسکو کر دیا زندہ
 ورجن کی طرح بابِ نیکہ بھی کھلا
 گھٹا کی شکل سے آئی ہے بھیڑ اڑی ہوئی
 تریبِ شیشوں کے صفِ بازہ کر جو بیشیہ زند
 خوشا نزاکتِ ساقی کہ باوہ نوشون مین
 دماغ مہر کا برجِ شرف میں اور ہوا
 زمین سے شور اٹھا اشرار کا چھلکی جوے
 جہانِ میکہ ساقی نے آج لوٹ لیا
 روش ہے جام کی مانند مہرِ جِ شرف
 بسے است کے مدہوش صفِ بصفت آئے
 خمِ غدیر کے بھی آگے زلالِ آستام
 دماغِ عرش پر سافر کشون کا پہونچا ہے
 کھلے خزانہِ تکمیلِ دین کے دروازے
 بشر کی شکل میں گیا مرجعِ قدرت
 ہواے عفو چھلی گلشنِ امامت سے
 علی کے نور سے روشن ہوا یہ بلغِ جہان
 ہٹا و مطلع نورِ اہلِ بزم کو چھٹسور

دمِ نظارہ ہے تجدیدِ واقعاتِ کلیہ
 رہا نہ قید کا بلبل کے سرِ عذابِ الیم
 ہوئے ہیں برگِ خزانِ دیدہ ہائے حکیم
 ہوئے دامنِ محبوب ہے کہ موجِ نسیم
 یہ روحِ اہلِ گلستان ہے یا گلون کی نسیم
 ادب سے زندون نے ساقی کو جھکے کی تسلیم
 میانِ شکوہ کیوں ہو نہ بارشِ زروِ نسیم
 تو شورِ قفلِ مینا اٹھاپے تعظیم
 یہ جام چلتا ہے یا چل رہی ہے موجِ نسیم
 فلک پہ جامِ طلا کار کی جو پہونچی نسیم
 کہ روحِ تازہ ہیں قطرے پئے عظامِ رمیم
 چلا کے زند و نہ پھر حلالِ لطفِ عیم
 کہ بیٹھا تخت پہ ساقی کو ثروتِ نسیم
 کھڑے ہوئے ہیں ادب کی جگہ پئے تسلیم
 سنا کہ باوہِ الفت کی عام ہے تقسیم
 ہوا خدا کا ولی بادشاہِ ہفتِ تسلیم
 نبی کے تخت پہ بیٹھا کریم ابنِ کریم
 نصیرِ دینِ خدا ہندہ عیٰ عظیم
 برگِ سبزہ نظر آئے شعلہ ہائے جیم
 ہر ایک برگِ شجر ہے بیاضِ دستِ کلیہ
 جو چشمِ اہلِ سخن میں جدید ہو تقویم

ادب کے عرش کے حامل جیسے پئے تعظیم
 علی ہیں تخت پہ یا جلوہ عیٰ عظیم

جلال و عیالاست کا گھر ہن چشم و ذماغ
 سرار کیہ عدل اس طرح سے بیٹھے ہن
 سنا کہ نور خدا کی ہے اب زیارت عام
 بھرے ہی لیتے ہیں دامن دل کو اہل مروت
 خوشامرتب و شان عسلی الشہ
 میان کتب عرفان مدرس اول
 دکھا دی قدرت حدیث پرست یوں سب کو
 علی سا شاہد عاشق نواز کون ہو اہ
 اس کے بغض سے جانیں گے غیر دوزخ میں
 رکا ہے اور نہ اُس کے گا ازل سے تا بہ ابد
 علی کا نام لیا اور چین سے سو یا
 شعل گنبد مدفن کا ہے یہ حُسن ادب
 دعائیں کھولے نہ کیوں اُن کا نام باقیوں
 نجف کی آٹھ ہوا کے مزے وہی جانے
 علی کے عشق کا دم بھرنے والے امین ہیں
 خدا کے حکم سے پیدا ہوئے حرم میں علی
 ہم او کی حد تقرب سمجھ سکیں کیونکر
 علوی مرتبت اُس کا بشر نہ سمجھے گا
 کرے محال کو ممکن اگر عدالت شاہ
 بھری ہوئی ہے زمین جلوہ حقیقت سے
 اگر لے سگ دربان کو چہرہ مولا
 بجز خدا کوئی یہ رمز خاص کیا سمجھے
 بشر مناقب حیدر لکھے تو کیا لکھے

لگی ہے ڈاب میں تلوار سرق پر دہیم
 کہ جس طرح دل زاہد میں نور دین ہو مقیم
 جہان میں پھر رانی کہتی آئی ریح کلیم
 زرو جواہر ایمان کی عام ہے تقسیم
 جو سر سے تا بہ قدم قدرت خدا کے کلیم
 رموز علم کے جبریل کو لے تسلیم
 کیسے تھے شبِ ہجرت بغیر ہشت و نیم
 ہزار دن جوڑ دیے بیکسوئے قلب و نیم
 اس کے عشق سے پائینگے ہم ریاض نعیم
 خدا نے ہاتھ کو دی ایسی قوت تقسیم
 کیسے قبر میں کیا ہی ہو عذاب الیم
 سحر کو مہر بھی کھینچ آتا ہے بے تسلیم
 ہوئی تھی خوف سے جگے جگہ رکعبہ و نیم
 فضا کے کوچہ جانان میں جو ہوا ہو مقیم
 نفس بنا خضر راہ بوستان نعیم
 قبول ہو گئی نذر جناب ابراہیم
 رہا جو شب معراج میں خدا کا ندیم
 کہ جسکی زوجہ کو دی ہو رسول نے تعظیم
 ہو جزو لا یتجزی کی حشر تک تقسیم
 نجف کے درے ہیں یا منظر نگاہ کلیم
 بنا لین راہنما صاحبان کشف و تقسیم
 سمجھتے تھے جوید اللہ کو رسول کریم
 کہ زور خامہ کن چاہئے دم ترقیم

درد بھیجے اوسپر کہ جس کی زود جہ کو بس اتر و طور فضائل سے اتر و طے مختصر اٹھاؤ ہاتھ یہ کہ کر بحق شاہ غدیر خزان رسیدہ ہو دور محرب ایمان	کے سلام سر عرش سے خداے کریم زبان کلاک سے بکتک ظہور شوق کلیم سر دعا یہ ہو یا رب قبول کا دہیسم پھر آئے گلشن اسلام میں بہارت یم
--	---

فہرست دفا

ننگے دلف عشق ہے شرح جفاے یار کی شام فراق پر خلاتا اسی آنکھیں ہو گئیں چارہ کا زور و دل ہو گئیں بقراریان ہم دم و ہمنفس کے ساتھ خوب ہی جی بھل گیا غملکہ خیال میں اپنا راہ دہی مزاج پردہ ابر تیرہ سے ٹوٹ کے بجلیاں گرین برق جمال کو و طور ہو گئی سانس کی بات دل سے خلافت ہم رہے ہرے خلافت لہا الٹا ورق نہ غم سر بھر شرح بیاض ہجر کا اشاک جگر گداز کا زور تراوش اٹھار دل سے نکل کے جد دل دامن عرش بنگئی غملکے کو جواب قبر مدون سے سمجھ لیا دعدہ خلافت حبیب رنگ سخن بد گئی زخم جگر بہا ہوا ہنسنے کا قصد اگر کیا جوش جنون میں گرم رو ہو گیا یوں قدم قدم مست و سیاہ مست ابرا یا پے مقابلہ قلب و نیم تھم گیا سسٹکے یہ قرہ جانفرا	اسلے ہننے ہجر میں جان حزمین نثار کی سر مہ بنی تھی تیرگی دیدہ انتظار کی شکل نظر نہ آئی جب غملکے میں قرا کی دیکھیں ہین گل نشانیان شمع سر مزار کی روح روان دہر تھی گو کہ ہوا بہا کی داد ملی تو یوں ملی دیدہ اشکبار کی دیکھیں ہین یوں نزاکتیں جلوہ عین کی زہر تھی راز دار کو بات بھی راز دار کی کھائیں ہوا یں نہ نفس گلشن روزگار کی صورت شمع فطر تا شکل تھی سو گوار کی پوچھو نہ سر بلندیاں آہ جگر ننگار کی موت حیات ایک ہے عشق میں جان نثار کی ہو گئیں غیر معتبر تو تین اعتسبار کی حرف غلط دکھائی دین کشین غمگار کی سخنیاں نرم پر گئیں تلوٹنے کوک خا کی رکھ لی خدا نے آبرو دیدہ اشکبار کی آج ہوئی ہو سلطنت صاحب ذوالفقار کی
---	---

گلشن شرع کھل گیا چٹنے لگی ہوا سے دین غنیچے چٹاک سے متصل کہ ہے ہین علی علی دورہ عدلین بڑھا شمن جان بھی دست ہین طبع سخن طسراز سے مطلع تازہ چاہئے	برج شرف میں مہرنے پائی جگہ قرار کی سیر ہے معرفت اثر گلشن روزگار کی ہو گئی آج ہم نفس فضل خزان بہار کی بلبل و گل میں دھوم ہو فکر ثنا نگار کی
---	---

فیض علی سے آج کل فضل ہے یوں بہار کی
شرح زمین بنگلی قدرت کردگار کی

دیکھ کے جوش کو تری توبہ نہ روکے کرک سکی دست خدا سے مل گیا ساغر بادہ کمن مست ہے خیل بنیا پڑ رہے ہین ملک و دود جام ولا سے حیدری ہونٹوں سے جبکہ مل گیا لشکر کفر جنگ ہین سلنے آئے کس طرح قبل سوال مدعا رہو تھا سمجھ لیا لطف خدا کی شکل سے نئے میں آکے کام آئے نقش قدم کے جلوے کا باغ جہان میں نور ہے خلوت قدس میں ہون اُن سے یہ راز پوچھ لو بہر سب ہی جہان شرع کام تھا اکلائے کا کفر کو کر دیا فنا۔ دین خدا جلا دیا جوش ولا بروز حشر ہیرے کا غارہ بنگیا پائے ثبات مثل قطب جگہ ہٹے نہ اک قدم فرش نبی پکھل گیا راز نفیر خواب سے حائل وحی مصطفیٰ شاہد عا دین ہین بحسب عدم ہوا وجود قصہ ممکن محال فارغ خیبر و احد آئے مدد کے واسطے	کھل گئیں سب حقیقتیں نیت بادہ خوار کی مشگین جملہ گردن ہین دورہ روزگار کی پونجی کہاں نہیں شیم ساغر عطر بار کی سینے میں روح تنہم گئی عاشق بیقرار کی قہر خلد ہین تیوریاں حال ذوا افتقار کی نظرین اوٹنا س تھیں چشم اُمیدوار کی دیکھیں کبھی نہ اُجھنیں عاشق جان شہار کی قدر بڑھا دی جو ہر آئینہ بہار کی ہم سے حدین ہون کیا بیان قدر کردگار کی سوچھی نہ انبیا کو جو راہ وہ اختیار کی موت مسیح بنگیہن ضربتین ذوا افتقار کی روکش ماہ مصر ہے شکل گناہ گار کی شکل فنا میں آگئیں گردن ہین کردگار کی راہ نہاں تھی نفس میں مرضی کردگار کی اتری تھیں جتنی آیتیں عزت اختیار کی باتین ہین چند مختصر آپ کے اختیار کی کنج لحد میں تھیں کیوں نہ دین فنا کی
--	--

<p>آج ہوئی خدائی بھر سال ذوالفقار کی آیتیں ہیں یہ آپ کے ادب ابد قرار کی سوزش حب حیدری شمع بنی مزار کی مدح سرائیان قبول ہو گئیں تہت چادر کی</p>	<p>پائی جو سند بنی مستح بین بکار امشی ماہ و نجوم و آفتاب دیکھ کے ہم سمجھ چکے فرد گناہ جلنے سے قبر میں روشنی ہوئی وجہ تجلی بروح مہرین کا دور ہے</p>
<p>سوز دلا سے دل مرا باغ خلیل ہو چکا محشر اب آگے جو خوشی قاسم خلل ناک کی</p>	
<p>تقدیر نے یہ روز دکھایا ہے مجھے بڑھتی ہی گئی نعمت ایمان محشر</p>	<p>رباعی</p>
<p>ماں کا جو کچھ وہی دلایا ہے مجھے کیا عشق علی کا راس آیا ہے مجھے</p>	<p>رباعی</p>
<p>پابند ہوں تسلیم و رضا کا میں بھی بندہ ہوں نصیری کے خدا کا میں بھی</p>	<p>رباعی</p>
<p>داندہ اسرار حقیقت ہو گا وہ طفل جوانی میں قیامت ہو گا</p>	<p>رباعی</p>
<p>باز آئے نہ حق کہنے سے باز آئیں گے ہم کہتے ہوئے علی علی جائیں گے</p>	<p>رباعی</p>
<p>بعد اس کے خوشی سے یا نبی کہتے ہیں منزل جو پڑی علی علی کہتے ہیں</p>	<p>رباعی</p>
<p>حق بات یہ ہے نفس نبی کہتے ہیں کہتے ہیں خدا اپنا نصیری جس کو</p>	<p>رباعی</p>

قصہ بہاریہ

کے تہذیب کے بہرے تھی شہزادہ علی اللہ

بہار آئی چلے رند سوئے بادہ فروش
 برس کے کالی گھٹاؤں نے بھر دیے چل
 اہل رہی ہے صراحی چھلکتا ہو ساغر
 نہ پوچھیے کہ جو ہے میکشون کا رنگ مزاج
 ہر ایک کتا ہو ساتی سے مان ہمیں دینا
 حسین بھی درمیانہ پر مین آئے ہوئے
 یہ سہل ہے کسی نا آشنا سے دل مل جائے
 گرے ہی پڑتے ہیں نشے میں جھوم جھوم سکتے
 حسین کروٹیں لیتے ہیں نیند آتی نہیں
 وہ باتیں ذائقہ کے کیسے تلخ ہوئیں
 یہ کہکے محفل واعظ سے رند اُٹھتے ہیں
 کسی کو وصلات دلبر کے بھی حواس نہیں
 عجب خربے پہ ہیں نشے میں رند کی تہین
 خمار میں جو کسیکو جما ہی آتی ہے
 چلے ہی آتے ہیں عشاق کی طرح میکش
 ستم ہوا کہ جو تھے تر زبان بغیبت سے
 کہا ہے جامہ تقویٰ کو رہن درو شراب
 شکست تو بہ کو زہاد جانتے ہیں ثواب
 یہ ہے وہ ہے ہی جیسے پی کے بد و قطرت ہیں
 یہ ہے وہ ہے ہی جو ہو آج فی سبیل اللہ

اڑا رہی ہنہ مینا سے بے بصورت ہوش
 نکالیں آرزوئیں میکشان دریا نوش
 اڑا رہی ہے ہوا جو ہرے سر جوش
 ہنسی لبوں پہ زبان پر صدکا نوشا نوش
 برنگ شور قیامت ہو میکشون کا خروش
 مگر سپاس نزاکت کھڑے ہوئے خاموش
 مگر کبھی نہیں ملتی نگاہ بادہ سروش
 اُٹھائے جاتے ہیں مانند خم کے دوش
 محل خواب ہوا ہے صراحیوں کا خروش
 کہ جنکو حضرت ناصح سمجھتے تھے درگوش
 حضور آپ کی باتوں سے اب تو اُڑتے ہیں ہوش
 سب سے خوبی قیمت سے زینت آغوش
 کہ جیسے ہوتے ہیں افعال طفل بازی کوش
 تو کھل کے کتا ہے شیشے کا مٹھ بیا و بنوش
 یہ کوئے دوست ہو یا ہو دوکان بادہ فروش
 و فور شوق نے اُنکے اڑا دیے یون ہوش
 یہ شوق ہے کہ ہمیں بھی کسے کوئی مینوش
 خدا کی شان کہ یہ حرمت ہے سر جوش
 تمام رو حین دو عالم کی ہو گئیں دیوش
 کہ عشق ساتی کو تر ہے جسکا جام فروش

وہ کون سا قی کوثر علی ولی اللہ
 آلت دے قلعہ مضمون کو صورتِ خیر
 علی انہیں کے ہیں ساقی وہی علی کے ہیں ہند
 خوشا مرا تہا رندان ساقی تسنیم
 بہتانِ کعبہ نہ کیوں کر کے چوم لیتے قدم
 غلام مالکِ قبر جو ہیں زمانے میں
 بہا عشقِ علی میں اگر کوئی مرجائے
 وہ کون تھا کہ جسے وادیِ مقدس میں
 وہ کون تھا کہ جو کعبے میں وقتِ بہت شکنی
 بین تفاوتِ رہ از کجاست تابجا
 شجاعتِ آپ کی ہم کیا بیان کریں مولا
 اگر مناقبِ حضرت کی رو کرے کوئی
 وہ آپ ہی کی تجسسی تھی کوہِ سینا پر
 خدا سے دی ہے یہ مخانہ نہج کو ضیا
 پیما ہی کرتے ہیں دن رات سب عینِ عرفا
 کہاں ہے اسے مرے ساقی ذرا خبر لینا
 دماغِ سرائی کو پھر تجلی دے
 ڈرون میں کس لئے عینِ انکالِ حاسد کے
 بڑھے وہ نقشہ کہ دنیا کی کچھ خبر نہ رہے
 اگر دن تو مٹھ رہے تھا نہ نہج کی طرف
 مساکون میں اسی حالت میں ایسا مطلع نوا

قطعہ

کہ جسکے میکدے میں انبیا ہیں ساغر نوش
 اگر حضور کے مداح کا معین ہو جوش
 خدا کے فضل سے دنیا میں جو کہ ہیں دیوش
 پکارے خود لب کوثر جنہیں بیا و بنوش
 کہ انکے پاؤں حبیبِ خدا کے تھے سردوش
 متاعِ دور دو عالم ہے انکے حلقہ بگوش
 عروسِ نو کی طرح اُس کی قبر ہو گلپوش
 ملا یہ حکم کہ اپنی اُتار دو پا پوش
 دھرے ہوئے تھا قدم کو رسول کے سردوش
 یہ تہبہ قدمِ صدق دیکھ لین دیوش
 فرشتگانِ فلک میں ہو لافنی کا خروش
 بزرگِ شمعِ سحر موت اُسے کرے خاموش
 کیا تھا جسے جنابِ کلیم کو یہوش
 کہ مہرِ مہ کا بناتے ہیں جامِ ساغر نوش
 اشارہ کرتے ہی دیتے ہیں جامِ بادہ فروش
 خارِ بادہ کئے دیتا ہے مجھے خاموش
 پلا دے پھر مجھے دو چار ساغر سر جوش
 کہ دے رہا ہے ہنسیا کا مرزہ مجھ کو سروش
 حریفِ یون کہیں ایسے بھی ہوتے ہیں بیوش
 فرشتے دوڑ کے مجھ کو اٹھا لین دوش بدوش
 بشوقِ سمعِ فلک بھی نکالے پنہ گوش

شریٰ حبیبِ عیسیٰ سے ہے ہیں جو مدہوش

فرزِ دن ہی چشمہ کوثر سے اُنکا جوش و خروش

سے ولائے علی سے غش آیا ہے جینکو
 جہان کسین کوئی مڑتا ہے آپ کا شیدا
 غلام صاحب اعجاز رؤشمن جوہین
 سنا جو تذکرہ علم و حکمت مولا
 نہ دیتا ساتھ جو شہبازِ علم حضرت کا
 ہوا سے بارغ بخت کا یہ مختصر ہے اثر
 علی کے شاہِ رفعت کا اوج کیا ہو بیان
 شہا یہ تیرا ہی ادنا سا فیض روشن ہے
 بنے نہ بندہ الکن کبھی کلیم اللہ
 تمام تیرے فضائل اگر بیان ہوتے
 خدا کی ساری خدائی تجھے خدا کہتی
 ملا تھا تیری ہی محفل سے خلعتِ اعزاز
 حریم خلوتِ قدرت ہو ذاتِ پاک تری
 ہر ایک بحر کا دنیا میں نام ہو کوثر
 انھیں کو رحمتِ حق سب کے پہلے پھیلے
 شرابِ مع کی مستی کما نیک اے شہر
 ہوا ہے بابِ اجابت جو اب خمیا زہ
 مثالِ دستِ سبوا التجا کو ہاتھ اٹھیں
 آئی آج سے جب تک جیون زمانے میں
 اسی شراب کے نشے میں خلد تک پہنچوں
 ملک پکارین انھیں آنے دو بس آنے دو

ہوا سے بارغ جنان کھا کے آئیگا انھیں ہوش
 سب اُسکی قبر کو کہتے ہیں حور کی آغوش
 ازل سے ہیں مہ و خورشید اُنکے حلقہ گوش
 کفن میں ہو گئے آخر فلا سفہ روپوش
 پلٹ کے آتا نہ روح الامین کا طائر ہوش
 مثالِ سرکہ ہو ساغر میں بادہ سرچوش
 کہ نام آپ کا عرشِ علا کا تھا در گوش
 کہ آفتاب ہے سایے جہان میں جلوه فوش
 اگر نہ ہو ترے دیدار کا زبان پہ خروش
 نصیر یون کا تو کیا تذکرہ کہ تھے مد ہوش
 اسی سبب سے جنابِ رسول تھے خاموش
 اسی سے پیر فلک آج تک ہے طلسم پوش
 ترے صفات کا دونوں جہان میں ہو خروش
 ترے محیطِ کرم کا جو ہو خفیف سا جوش
 جو ہونگے حشر میں خیمِ غدیر کے مینوش
 ذرا سنو تو کہ آتی ہے کیا صدیے سروش
 برنگِ قلقل مینا ہو اب دعا کا خروش
 ادھر سے ساقی رحمت کو آئے جوش پہوش
 رہوں شرابِ مدح علی سے میں مد ہوش
 زبانِ موجد کو تر سکے بیا و بنوش
 ارے یہ سیکدہ خاص کے ہن سانوش

پہنچ کے ساقی کو شر کے پاس دم لینے
 انھیں کے ہاتھ سے پی لینے جب تو آئیگا ہوش

درمکاشح امدار المؤمنین علی ابرار کمال علیہ السلام

نہ پوچھ اسے عن نفسہ نفس نہیں ہے اسے لذت شادی
کمال کارِ غم سُنتے ہیں ہم اچھا ہی ہوتا ہو
خدا جانے کہ ہو کب شاہِ مقصد کا نظارہ
ابھی تو ہم ہیں اور خون گشتہ دل آغوشِ حسرت میں
قدمِ جسوقت راہِ مدعا کی سمت اٹھتا ہے
کہاں تک جوے شیرِ ناامیدی کی کدو کاوش
قدم گھر سے نکلتا چاہیے لے دوری منزل
صدائے الریحل اپنے لئے ہے دوری منزل
تلاشِ دلربا میں رنجِ غربت ننگِ عاشق ہو
ملال انگیز ہے صبحِ وطن اہل محبت کو
نقابِ رنج اٹھائے جبکہ ہر آسمان پیا
چلون خونِ بڑے قلبِ جگر سے ہاتھ منہ دھو کر
تکستہ میری ٹھوکرے ہوسنگ راہِ ناما کامی
کروں اپنی سی کوشش پھر تو جذبِ دل ہو اور منزل
وہ منزل نقشِ اولِ جو نگارستانِ عالم میں
وہ منزل خلد کیے جسکو یا عرشِ برین کیے
وہ منزل جس جگہ دامانِ امید اکے بھر جائے
وہ منزل مرکزِ امن و امان جو درِ عالم میں
وہ منزل جو زمین سے آسمان تک نورِ ستار
وہ منزل مدّتوں سے کج تک جسکے تصور میں
تعالیٰ اللہ وہ منزل جسکو بستانِ نجف کیے

بنار کھا ہو جسکو دل کی بیتابی نے فریادی
مگر تا چند آخرِ مجمعِ حسرت کی بریادی
خدا معلوم کب ہلکو ہو قیدِ غم سے آزادی
ابھی یہ آسمانِ پیر ہے اور زورِ جلا دی
دکھا دیتی ہے قسمتِ دور سے زنجیرِ فلاوی
کہاں تک بیستوں غم پہ سر کوئی و فریادی
سوا دشہر بھر ہو گا نہ انسان کی آبادی
ہمارے کان کو بانگِ جرس ہو نغمہ شادی
زہے قسمتِ وطن سے چھوٹ کر پائینِ جوازی
مزے سے نیند آجائے جو آئے شامِ بریادی
کرے بیدار پہلو میں ترپ کر قلبِ یادی
کروں طے شوق سے پھر منزلِ الفت کا ہادی
ہٹا دوں ہوا اگر سترِ سکندر کو وہ بریادی
وہ منزل قیدِ غم سے جس جگہ ہوتی ہو آزادی
سراسر جس سے روشن صنعتِ قدرت کی آبادی
دلِ غمگین کی خاطر وقت جس جا عیشِ شادی
مرادین دل کی خاطر خواہ پلے لیکے فریادی
جہان سے منزلوں دور آسمان کا زورِ جلا دی
جہان انسان کے بدلے فرشتوں کی آبادی
بُستانِ کعبہ پتھر بن گئے یوں بھوسے لکیرِ یادی
اسیرانِ گنہ کو جس جگہ حاصل ہو آزادی

<p>وہ منزل آستانہ جسکو بابِ علم کا کہئے وہ بابِ علم یعنی شوہرِ بنتِ رسول ﷺ وہ دامادِ قوی باز و نصیر احمد مرسل وہ فولادی حسامِ برق زرا جسکی ضیا باری وہ ہادی کفر کے ظلمات سے جسے ہزاروں کو وہ آزادی کہ جس سے اب مزے ہیں انکو حقیقت میں</p>	<p>کہ جنکا گردنِ جبریل پر ہے حقِ اُستادی کیا تجویز جس کو خود خدا نے بہرِ دما دی رُکی زورِ ملائکہ سے نہ جسکی تیغِ فولادی پئے اہلِ ضلالت بن گئی تھی رہبرِ ہادی نکالا اور عطا کی محبسِ دوزخ سے آزادی تصدقِ انکی ہر اک آرزو پر عشرتِ شادی</p>
---	---

بنایا کل جن والس و ملک کا آپکو ہادی
زہے قدرتِ خوشا صنعتِ گرِ عالم کی اُستادی

<p>وجود ذاتِ حضرت سے ہوا آباد ستراسر اُٹھا دے آپ کا الطاف اگر بیمِ دل آزاری شجاعتِ آپکی جب یاد آتی ہے غلاموں کو دمِ اظہارِ قوت بھی مراعاتِ کرم رکھی حرمِ میں آپنے وہ بت گراے جسکی سیدیت ہے دکھائیں آپ اگر کچھ شاہیہ زورِ امانت کا مراومتہ جو کوئی روکے پھر بابِ جنت پر یہ پہلی آپکے قدون کی برکت تھی زمانے میں نجف کی خاک میں لمجائیں تو حاصل ہو دُجعی جو ادنیٰ شمعِ عدلِ شہِ والا کا ایا ہو یدِ اللہ دکھائی آپنے یون جنگِ خیبر میں ہوا جب سیدہ سے عقدہ شہِ اٹھا ملائکہ میں نکالیں دستِ ظالم سے جو مولادِ شکستہ کو محیطِ الفتِ مشککشائیں غرق ہوتی ہے پکاری شانِ اسلام انکی پیدائش پہ کہے ہیں</p>	<p>طلسماتِ جہان تھا ورنہ اک تصویرِ بربادی نہو زلفِ حسینانِ جہان سے کا حصیادی تو پھرتی ہے نگہ میں خیبر و خندق کی بربادی دلِ دشمن نہ توڑا توڑ ڈالا بابِ فولادی برہمن پر وہ ناقوسِ میں اب تک ہیں فریادی تو اُکھڑے قلعہ ارض و سما کی خشیتِ بنیادی درِ مشککشائیں پر ہوا اگر شدادِ فریادی کہ اُجڑا گھرِ بتوں کا اور ہوئی کعبے کی آبادی گولون کو اسی سے دشتِ میں ہی شوقِ بربادی نہ لے مرتج پھر صبحِ ابد تک نامِ جلا دی کہ توڑا کفر کے رشتے کی صورتِ بابِ فولادی مبارکباد یا حیدر رسول اللہ کی دامادی ہلا دے گنبدِ ویرِ فلک کو نعرہ شادی ہی یونس کو بطنِ حوت کے زندانِ آزادی اسی بچے کے ہاتھوں ہی بتوں کی خانہ بربادی</p>
--	---

<p>عدالت اسکو کہتے ہیں یہ ہو لطف ید اللہی طریق راستی کر دین جو تعلیم آپ شارے سے کیا جنت کو آباد آپ نے اسلام پھیلا کر شریک کاروانِ لطف حضرت ہوا اگر اگر قدم فرسا کما تک دادی رحمت میں ای خوش بامید دعا ٹھہر میں زبان ہو خار کی صورت مبارک ہو کہ اُسٹھے پر وہ ہائے نامرادی بھی خدا وندا مرے شوق دلی کی پھر حمایت کر ہو امین اڑ کے وان کی خاک پھر کل بھر ہو جا پڑھوں پھر میں قصیدہ رح باب علم میں کل</p>	<p>کہ کائناتیں دست ساری اور نہواں سے فریادی فلک سادشمن عالم بھلا دے اپنی کتادی وگرنہ پہلے دنیا بھر میں تھی تقلید شدادی جس وقت سفر بیتاب بن کر ہونہ فریادی ہنیں زیبا ہے پابند ادب کو اتنی آزادی تجھے اے شوق دکھلا دوں سخن کا طرز استاد کی خدیو کو کشت کا نام لیکر اب ہو فریادی زیادت سے بخت کی پھر مجھے ہو عشرت شادی زمین پر پھر دکھائی دے مجھے جنت کی آبادی صدائیں غیب سے آئیں کہ یہ ہے شان استاد کی</p>
--	---

دُرُودِ اَبُو الْاَیْمَنِ مَدَامُ الْمُؤْمِنِينَ عَلٰی رُوحِ الْعَالَمِ اَمَلَا

<p>بہت رات آگلی بٹہ سورہ اے دل محزون کہما تک چشمِ انجم کی طرح شب بھر کوئی جاگے سر بالین آسائیں زمانہ مجھ راحت ہے فراغت پائی سوز دل سے شمعِ انجم نے بھی کسی کے زیرِ بالِش چشمِ آئینہ کو شوق اسکا لڑی ہیں سوئے مشرق سب کی نگہیں بزمِ بزمین صبا سے غنچہ سرستہ کی مشکِ کیشانی ہے ہوئی رخصت کسی دربان کی آنکھوں کی یاد کی کسی محفل میں دفترِ عشق توں کا خالے پر ہو بقصدِ توبہ اٹھا ہو کوئی بالین غفلت سے کسی کی نظر میں سوے درہن گہرائی کی عشرت</p>	<p>کہما تک بیٹھ کر تجھ کو سنا لیں قصہ مجنون شفق گون تا کجا آخر یہ رنگ دیدہ پر خون فقط اک خفتہ قسمت تو ہے بختِ لاک میں ہو قریب اٹھنے کے ہو اب میت پر دانہ منقون میسر ہو کہین جلدی سے دیدہ عارضِ گلگون کوئی عالم دکھانے ہی کو ہو پھر گردشِ گردون عروسِ بے گل جھلے سے اپنے ہو گئی بزمین بڑی محنت کے بعد آخر کسی کا چل گیا فون ابھی تک ہو کہین پرابت لے غم فراغ منون کہین اب تک ہو جاری دورِ جامِ بادۂ گلگون کسی کی آنکھ سے ہوتا ہو رنجِ ہجر میں حجون</p>
--	---

<p>جلی ہی آتی ہو گویا صدائے ربط و قانون کہ جاسے دلربا پہلو میں اب ہو گا دل محزون ادا جی کھول کر نکھرا چکی ہو گیسوئے رنگون رٹا دی شوق منزل نے دلوانے دہشت بخون کسی کے خارِ بستر کر وٹون میں ہو گئے گنگون بجھا آئی چراغِ عمر شمعِ تربت مجنون امید صبح میں دیکھا کسی نے جانبِ گردون کہ نوئی کسے غفلت میں بہا رہا غرضِ گنگون کسی کے کارِ دانِ عیش پر پڑے کوئی بخون کسی کی آنکھیں بیداری کے باعث ہوئیں گنگون بجھا جاتا ہے شکلِ دل چراغِ تربت مجنون بڑھا پیکِ اثرِ شے ہی پیغامِ دل محزون دعائیں کعبہٴ دل سے جلی ہی آتی ہیں برون زبان پر ہو خلوصِ دل سے شکرِ خالقِ بخون علی دریائے علم کبریا کا اک درِ مکتون برہن کے خدا جسے حرم سے کوئی نہیں وہ مطلع ہو سراپا جس جسا شاہِ مضمون</p>	<p>کسی محفل میں بدے ساز کے اب کان بجتے ہیں کسی کو یہ تصور وصل میں تر پائے دیتا ہے خبر ہی کیا کسی سر مست خوابِ نوجوانی کو مسافرِ بسترِ راحت سے آنکھیں کتے اٹھے ہیں کسی کے بسترِ گل میں وہی بو باسِ لبتک ہو کہیں گرمیِ رفتارِ صبا سے صاف ظاہر ہو کوئی مظلومِ مشقِ نالہ شہگیر کو اٹھا کوئی ہوشیار ہو کر غیظ میں جویا ہوا ہاسکا کسی کا تیرِ شامِ مصیبت ڈوبنے کو ہے خارِ نئے کسی کی آنکھ سے پکا ہی پڑتا ہو زمانہ فیضِ بابِ قوتِ تازہ ہوا لیکن مثالِ گوشِ شنوا کھل گئے بابِ اجابت کی مناجاتی ہلائے دینِ عرشِ معلیٰ کو عبادت کے لیے اٹھا ہے کوئی یا علیٰ کہکر علی وہ جو شناور بحرِ اسرارِ الہی کا نصیری نے خدا جسکو کہا قدرتِ ہقدرت کی انامِ اولین کی مدح میں عشرِ پڑھو مطلع</p>
<p>بشوق دیدارِ دے مرضی جسکا ہو دل محزون ہر آنسو اسکی چشمِ منتظر کا ہو درِ مکتون</p>	
<p>تو اُس کے سامنے طفلِ بتانی ہوا فلاطون بجز اس کے نہیں کچھ بھی کمالِ گردشِ گردون ستونِ گنبدِ گردون ہوا کھڑا کر موجبِ جیون زمانے کو بناوے رشکِ حاتمِ تہمتِ قارون</p>	<p>اگر علمِ علی سے بہرہ ور مجنونِ فطری ہو طوافِ گنبدِ قبرِ علی کرتا ہے ہر ساعت اگر زورِ انکا نامن کو بخشے قوتِ امکان اگر ہو بہرہ اندوزِ آپ کے جو دودِ سخاوت کے</p>

ملے خورشید آنکھیں نقشِ پاکے شاہِ دلا پر
 اگر شمعائے زہرہ شہ کرے شغلِ نمک پاشی
 جو دیکھے کو کب علمِ علی کے اوجِ رفعت کو
 گواہِ عصمتِ مولا کو کافی یہ فضیلت ہے
 نکلتا خلد سے آدم کا تھا اس شوقِ حسرت میں
 روانِ فطرت کو مولا کا اگر حکم سکون ہو جائے
 پے تعلیمِ دین کا فر کو راہِ حق پر گرا لائیں
 متاعِ عالم بالا انشاؤں کے مقدر پر
 رموزِ عبد و معبود آپ کے اس طرح بتلائے
 اگر ہو ہمت افزائے بخیلانِ بخششِ مولا
 اگر نورِ آپ کا صبح ازل کرتا نہ صنو پاشی
 ثمر یا یا یہ اُن کی عاشقی کا دم نہ بھرنے سے
 بشر کیا وصف کئے سینہ شاہِ ولایت کا
 پے اسلام یہ بھی آپ نے مشکِ کشائی کی
 بیان کیونکر ہو اُسکی قدرتِ بھرنائی کا
 نہ دم بھرتے جوئے عشق کا دنیا سے فانی ہیں
 اگر دیکھیں وصیِ مصطفیٰ کے اوجِ قدرت کو
 نہ اُس کو ہجر کا دھڑکا نہ اُس کو بیمِ بتیابی
 بس اسے شرِ کمانک ناخنِ تدبیر کا کم لے
 چلا بیک اثر لے کر دعا سے صبح کا ہی کو
 انوارِ سابقِ مقصد کا دل تڑپا ہے بیتا جو
 تائبِ دوزخِ دنیا میں رندانِ بہت اُسٹھے
 لیے جانا ہو عیشِ دائمی و امنِ کثانِ سب کو

جو منظورِ نظر ہو چارہ کارِ قسمتِ واژون
 زبان کو ذائقہ سر کے کا بخشنے بادہ گلگون
 بشکلِ آسمانِ گردشِ مین آئے عقلِ افلاطون
 کہ زوجہ بانیِ الطافِ خدا سے سیدہ خاتون
 کہ پہلوئے امیر المومنین ہیں مر کے ہونِ فون
 مثالِ تختہٗ سخنِ بستہ ہو طغیانِ جیون
 اذان دے آ کے کعبے میں بھلا کر سامی افسون
 فنا کے بعد جو ارضِ نجف میں ہو گیا مدفون
 نہ نکلیں گے دلِ جبریل سے تاحشر وہ مضمون
 فدائے نامِ سائلِ شوق سے دل کو کرے تارون
 نہ ہوتی عالمِ افروزی کے قابلِ شعلِ گردون
 کہ ہر دم خاک اُڑتی ہو میانِ سینہ ہامون
 رموزِ خالقِ ارض و سما جسمیں کچھ تھے مخزون
 کہ آسان کر دیے سب پر کلامِ اللہ کے مضمون
 کہ جسکا علم تاحشرِ رصائے خالقِ بیچون
 نہ ہوتا رشتہٗ عمرِ خضر تاحشرِ روزِ افزون
 گرے سر سے کلاہِ افتخارِ حضرت ہارون
 دو عالم میں خوش و خرم ہو شاہِ آپ کا مفتون
 کہانتک کھولے گا بند نقابِ شاہِ مضمون
 جدا رکعبہ کی صورتِ دو پارہ ہو گیا گردون
 پُر از کوثر دکھائی دے رہا ہو ساغرِ گلگون
 اب آج آنکھوں میں نشہِ مغرور کا ہو تھینِ خون
 مسرت وہ جسے کیے حدِ عقل سے بیرون

درجنت پہ جب پہونچے تو یہ جو رین پکارا ٹھٹھین تمھاری شادمانی دکھیں ہم اس سے کہیں افزون

افسانہ دل

در حد صحت کد کد قاتل کفاح علو دل جیے دلا ایل الیہ السلام

دکھا کوا ای تہان کعبہ اندازِ فسون سازی
وہ دل جو مدتوں سے تختہ مشق جو زو جان پہ
وہ دل جسکی ترپ گاہ وزین کا دل ہلاتی ہو
وہ دل افتادگی دامن سے جسکے لپٹی جاتی ہو
وہ دل جس سے عداوت باندھ لی غریبی قسمت نے
وہ دل میری مردون کا جو محبوب حقیقی ہے
وہ دل جو محفل دلدار کا ناخواندہ مہمان ہے
وہ دل جس کو سکون دم بھر نہیں درو محبت سے
وہ دل جس پر ہیں آئینہ ادائیں یارِ دلبر کی
وہ دل جسپر نگاہ دوست کی بجد عنایت ہو
وہ دل جسے کہ شہرت پائی بے نام و نشان ہو کر
وہ دل جسکے مضامین غزلِ الفت کے دلکش ہیں
وہ دل جو عشق کے مکتب میں ہو استاد و مجنون کا
وہ دل گھر کر لیا جہین کہ عکس حسن و بے سرنے
وہ دل جسکو محبت میں شہید ناز کرتے ہیں
وہ دل جسے کہ پائی کشورِ تن کی شہنشاہی
وہ دل جسے نہ دیکھا خواب میں بھی خندہ شادی
وہ دل جو ہر چہ لرغ کشتہ تر تھامے کہنہ کا
وہ دل شعلہ ہو جو اہل فنا کی شمعِ دفن کا
وہ دل جو صبحِ فرقت میں تھا میرا سوس و ہدم

کہ ہم آئے ہیں دل کو ساتھ لیکر بہر جان بازی
وہ دل چشمِ حسینان کی ہو جیسے ناک اندازی
وہ دل نالوں نے جسکے متصل کی عرفین پر بازی
وہ دل جس سے کہ کوسوں دور پر شانِ سرفرازی
وہ دل جس سے کہ بکینی کو ہو دعوائے و مسازی
وہ دل میری تمناؤں پہ جسے کی ہو جان بازی
وہ دل آفت ہو جسکے واسطے غیر دن کی غمازی
وہ دل دستِ حسینان میں جو ہو مثل گل بازی
وہ دل جس میں بھرا ہو جلوہ شوخی و طمّازی
وہ دل جو ہو جراحتِ خودہ تیر فسون بازی
وہ دل جسے کہ پائی خاک میں ل کر سرفرازی
وہ دل جسپر تصدق ہو دلِ سعدی شیرازی
وہ دل آسان ہو جس سے کہ بہن پر درجِ جان بازی
وہ دل جسے سکند رو کو سکھا دی آئینہ سازی
وہ دل جو ہو قاتلِ خنجر شوخی و طمّازی
وہ دل حاصل ہو ملکِ روح میں جسکو سرفرازی
وہ دل جسپر ہمیشہ کی فلک نے برق اندازی
وہ دل جس کو کہ پابل فنا سے ذوقِ مسازی
وہ دل سوزِ دردن جسکا ہو خود ہی وجہِ جان بازی
وہ دل ستایم وصالِ دوست جسے کی ہو جان بازی

وہ دل آدم کو جو جنت سے لایا بالغ عالم میں وہ دل سدا جسے کہئے سکون و بہقاری کا وہ دل جو وقت بدین ہو خلیل حضرت یوسف وہ دل بخود کیا جس کو نگاہ مست دلبر نے وہ دل کشتہ ہوا جو کر بلائے عشق میں آکر وہ دل جس کا ہو ہر رنگ تصویر محبت کا وہ دل زندوں کی قفل میں جو ہو چلتا ہوا ساغر وہ دل بیمار کے دل سے بھی جو نازک زیادہ ہو وہ دل جسکی رگون سے خون نکلا قصبہ لیلیٰ پر وہ دل جو کعبہ اصلی ہو چشم معرفت بین میں وہ غازی جسکی ابرق سے میدان ہوجا میں مبارکباداے روح خلیل اللہ میر مراد تہ سس شوق باہالی میں دل رکھ دے ہر اک ذرہ ہنوا کھائے جو انکے گلشن اعزاز بخشی کی سہرے سایہ حفظ علی ہم سے غلاموں کو ضیاء باری کراہی تیغ زبان پھر یوں سر قفل	وہ دل خواہے جسے خلدین کی فتنہ پروازی وہ دل ایذا و راحت ہے جسکو شوق دساری وہ دل روح خلیل اللہ جو تھا وقت جانبازی وہ دل جاگی ہو جس سے چشم جانان کی فوساکی وہ دل سر پیچ کر جسے لیا میدان جانبازی وہ دل بول اٹھتی ہو جس سے کہ صنم چہرہ پروازی وہ دل جس سے کہ ہو واعظ کو امید ہم آوازی وہ دل جسکی شریک حال ہو قسمت کی ناسازی وہ دل جسے سکھا دی قیاس ہو بدیر جانبازی وہ کعبہ جائے میلاد علی الشیخ غازی زمین پر بارش باران کی صورت تھی ہر اندازی مٹی اللہ کے گھر سے بتوں کی فتنہ پروازی دکھائے شاہ کا دل دل جمید نہیں تنگ تازی ہر اک سر و چین کو مثل طوبی ہو سر افرازی ادھر ناحق ہوا اگر دونو یثیق ناوک اندازی کہ روتے مہر پر ہو مطلع نو سے جلا سازی
---	--

بیان کیونکر ہوشمیر پاشد کی سر اندازی

سر اندازے دین تھے جسکے ہاتھوں سے گل لازی

اگر اعجاز تیغ مر قفسے کچھ بھی سمجھ جاتے کرین اظہار قدرت آپ اگر منکر پہ قفسے میں خدائے وہ اثر بخشا ہوا انکے نام نامی کو حکومت آپکی مرادہ امان کا ہے جو عالم میں جو دیکھے چشم ہم و مہر سے شان زہد حضرت کو	نصیری کی طرح ہوتا خضر کو شوق جانبازی خدا معلوم کیا صورت دکھائے شان عجازی کہ باتے ہیں ظفر برکت سے جسکے آج تک غازی یہ کیا ممکن کوئی کہوئے زبان تک بہر غازی فلک تائب ہو دل سے ترک کر کے ہر پروازی
---	--

زبان تیغ اعدا سے امان کی آئین آوازین
 اگر خورشید لطف مرتضیٰ کی کچھ توجہ ہو
 کرین تسلیم وحدانیت خالق جو عالم میں
 اگر رعب آپ کا جگہ میں ہو مگر آرا
 لبون پر روح اگر آئے مرلیض عشق حیدر کی
 چلے تیر شجاعت گر کمان رعب مولا سے
 بلکہ اگر جانب مغرب سے دست فیض حضرت نے
 رہا جاتا تھا اک عنوان اظہار شجاعت کا
 خذت کی طرح ملبو ہو جہان یا قوت و گوہر سے
 اکھاڑ جب زمین سے کاہ کی صورت درخیم
 رسول اللہ سے باتیں ہوئی تھیں انکے لمحے میں
 ولی نمود زنجی ہو میان عالم برزخ
 طلسم کار عالم کو ہر اک پل سو تفتیر ہوں
 سواری میں فرس مانگے اگر اقبال مولا کا
 نظر کو صاف بتلاتے ہیں احب رام سادہ
 اگر دین توست اعجاز مولا غیبر مری کو
 سیہ خانے میں عاشق کے چرایغ مہر روشن ہو
 جو در ماندہ ہوز اگر آپ کا میدان غربت میں
 مٹی حرف غلط کی طرح سب انکی ہدایت سے
 اگر ہو خواب میں دیدار انکی چشم حق بین کا
 جو دم کرتی زلیخا ماتھ پر نام ید اللہ کو
 ملائک بن گئے تصویر حیرت بدو فطرت ہیں
 جہان ہوتی ہو برپا زم حضرت کے فضائل کی

قدم رکھیں اگر مولا سر سیدان جانا بازی
 ہر اک شہنم کی قطرے ہیں ہوز در عرش پردازی
 کرے ناقوس تہانہ موزن سے ہم آوازی
 سر طاعت جھکا سے فتح کی صبر سے ہر غامی
 کرین حوران جنت جان و دل سے اسکی مسازی
 تو ہوں حلقہ بگوش اگر بلیان ترکی قازی
 سلطان خاور پر رکھتا تاج سرازری
 شب بھرت میں کی فرش نبی پرست جانتا بازی
 اگر دست عطا سے مشہد کھائے شان اعجازی
 تصدق ہو گئی پنچے پہ آکر روح ہر غازی
 شب معراج کی معبود نے ان کی ہم آوازی
 اگر دکھلائیں دست حق ناس سے قیر اندازی
 ہویدا ہوں اگر حضرت سے تو تہا سے اعجازی
 کرین غریبہ ادریس انکے دل سے فاشیہ سافری
 علی کے نام اعلیٰ سے ہوئی سبکو سر افرازی
 پر مرغ تصور میں ہوز در عرش پردازی
 اگر زور ید اللہ دکھائے شان اعجازی
 وطن تک رحمت حق ساتھ جائے بہر مسازی
 قیامت خیز تھی جتنی بنو کی نقشہ پردازی
 بستان دہر آئین راہ پر چھوڑیں قسوں مسازی
 نہ سنتا کوئی چاک دامن یوسف کی غمازی
 دکھا یا جب ید قدرت نے حسن چہرہ پردازی
 ملائک عرش سے آتے ہیں بہر انجن مسازی

<p>پسند خاطر احباب ہو انداز ایجازی کہ وہ رحمت چلی عرش برین سے ہر مساوی نگاہ یار کو جب تک ہو مشق نادک اندازی دل عاشق ہی جسد تک شاد ذوق جان بازی گرین بھی جوش مستی میں تو حاصل ہو ہر افزائی کھلین آنکھیں تو دیکھیں جو روئی خوشی و طنازی</p>	<p>بیان منقبت ناچند میں خاموش اسے محشر دعا کے شوق میں بس دل اور حق بجانب ہو خدا یاں میں عاشق کے خراش زخم ہی جب تک دل معشوق ادا سے جانشان پیدا کرے جب تک رہیں سرشار سب خون شراب حب حیدر سے اسی نشے سے ہو پچھین خلد میں کوثر بہ دم لیکر</p>
---	---

قصیدہ در مدح مولانا علی امین دہلوی

<p>چلے نظارہ کش برقی جمال روئے انور کے ہنسے حالت پہ اپنی رونے والے زندگی بھر کے کہ جاگے بخت چشم عاشق بیتاب و مضطر کے بڑے ہنگامے گر ما گرم ہیں خورشید محشر کے فسانے چھڑ گئے جو رہتاں فتنہ پرور کے اٹھے دفن سے گشتے اضطراب قلب مضطر کے مثال پیہ ٹکڑے اڑ گئے جریخ مدور کے کھلے تقدیر سے دروازے دیوانگاہ محشر کے مزے ملتے تھے جنکو قبر میں آغوش مادر کے اٹھے انگڑائی لے کر شفیقہ زلف معنبر کے سحر ہوتے ہی افسردہ ہوئے وہ پھول بستر سے ہوئے خواہن جزا زخم تیرناز دلبر کے ہیولائے فتلے دہر میں آثار محشر کے کہان میں شفیقہ تزیین گیسو معنبر کے کہ ٹکڑے اڑ گئے آئینہ ماہ منور کے</p>	<p>قیامت ہو اٹھے پردے حجاب حق دلبر کے مبارک ہو ہوا اتمام طولی قصہ فرقت مٹا فضل خدا سے دور دورہ لن ترانی کا ہوئی واجب حفاظت دامن چشم تماشا کی کھلا دار القضا مثل جبار خادہ کعبہ فغان صور سے ہل چل بڑی شہر خوشان میں پریشان ہو گیا سطح زمین ذرات کی صورت سستی جانے لگے عالم کی درد انگیز فریادیں ہوسے پیدا وہ بھی مسکرا کر خواب راحت کے ہر اک سر سے ملی کالی بلا شہما سے مدفن کی بچھایا تھا جھین ہنگام شب کن کن مرادوں کے نگاہ داورس کو دعوں جتے عاشق مزاج اٹھے بقائے عالم اجرام و اجسام اب ہے ناپیدا ذرا آئینہ صبح فنا میں دیکھیں منہ اپنا یہ کیسی صورت نے بھونکی ہو گری میر تابان میں</p>
---	---

غضب ڈھایا ہو کسی آتش رنج کی حرارت نہ
 ہوئی بنداب در توبہ زبانِ مردہ کی صورت
 چمک اٹھا ستارہ قسمتِ لیلیٰ و مجنون کا
 مقام عدل میں آتا ہے جمع داد خواہوں کا
 خدنگ ناز کا اب ڈرنہ و ہشت تیر مرزگان کی
 سرسبز رحمت بل گئی اُن کو جگہ آخسر
 کیا بے دست و پا اُنکو بھی تخیلاتِ فاسد نے
 اُصفین شعلے جہنم کے لپک کر لینے آئے ہیں
 سرسبز دینِ حشر اپنے کئے پر سر بٹکتے ہیں
 سرون میں جنکے تھا سوداے دعوایے انا اللہی
 جہانگیری میں جن کو ضبط تھا نو شیر دانی کا
 بھجوری برہنہ آئے ہیں بازارِ محشر میں
 جبین تھی جن کی وقفہ سجدہ اصنامِ دنیا میں
 خلیل توبہ نے داماں دل میں کی سہ رو پوشی
 ٹہلائے جا رہے ہیں ناصرانِ مہدی دین بھی
 نقیبِ مرزہ گلزارِ جنت آگے آگے ہے
 سرون پر سایہ طوبیائے بُستانِ امامت ہو
 چلے جاتے ہیں شوقِ وصل حورانِ بہشتی میں
 خار بادۂ عشرت میں یوں انگڑائی لیتے ہیں
 نگہ بازوں نے جب دیکھا کہ آئے ہم مذاق اپنے
 ہوا انبوہ جب زندانِ صہبائے حقیقت کا
 اٹھا ایک شورِ رندوں میں الایا ایہا اتاتی
 ہمارے شوق کی حالت ہے ساقیِ تحفہ آمینہ

پسینا ناگلو ہو چکا ہے ہر اک اہلِ محشر کے
 پڑھے جانے لگے مضمون کتابِ نیکی و شر کے
 ہوئی صبحِ ابد شکوے مئے بیدادِ دہر کے
 مزاج اب پوچھے جائینگے کسی سیدِ گوشتِ سر کے
 نکالے گی زبانِ کھل کھل کے ارمانِ زندگی بھر کے
 ستم کش تھے جو دنیا میں کسی بچے آبِ خنجر کے
 خدا کے باب میں ساعی تھے جو اثباتِ پیکر کے
 دلائل پیش کرتے تھے جو عصیانِ پیمبر کے
 کہ آفتاب میں ہیں سجدہ کر نیوالے شاہِ خاوی کے
 وہ مستوجبِ ہین تہر بادشاہِ عدلِ گشت کے
 وہ مظلوموں کی صورتِ نظر ہیں دلِ داد کے
 نکلتے ہی نہ تھے جو گھر سے بلبلوں کی زار کے
 سنے وہ شدتِ بیم درجائے آج پتھر کے
 جلے ہی جاتے ہیں ولسوزِ مشقِ صنمِ آذر کے
 ہوئے جو ہر نمایان جن سے شمشیرِ دو پیکر کے
 غضب میں سیکڑوں پیغامِ خوشنودیِ داد کے
 بھرے ہیں دامنوں میں بچوں گلزارِ پیمبر کے
 ٹھہرنے ہی نہیں دیتے ہیں ارمانِ قلبِ مضطر کے
 کہ نظروں میں مرقعِ کھنچ رہے ہیں درِ وسافر کے
 بڑھے خود ان کو لینے بادِ کش ساقی کوثر کے
 بھرے جانے لگے ساغرِ شرابِ وحِ پرورد کے
 چلے آتے ہیں وعدے دتوں سے روزِ محشر کے
 دکھائے آج جو ہر تو بھی طبعِ فیضِ گیت کے

<p> مرنے آئین زبان کو ساقیا قند نکر کے کہ تو نے ہمدین پارہ کیا کلمہ کو آذر کے خوشی سے بار سائل کو دیے ہفتا و شتر کے برابر بانٹے تو نے کر کے ٹکڑے باب خیبر کے کہ بچے بھی ہین تیرے پیشوا عیسیٰ رہبر کے ارے او زینت افزا اگر می بازارِ محشر کے ارے اوفس محبوبِ خدائے عرش اکبر کے کہ ہم سرست ہین ساقیِ خدیرخم کے ساغر کے ارے نائبِ خطیبِ ممبرِ پلانِ اشتر کے کہ ہم تے نوش ہین ساقیِ تجھ ایسے بندہ پرور کے نصیبے جاگے ہین تیری بدولت مہر نور کے پلادے مجھ کو صہبا جامِ مین ماہِ منور کے ترے مو نوش اب محتاج ہین اور ایک ساغر کے بڑھین سیلابِ جوشِ اضطرابِ قلبِ مضطر کے </p>	<p> پلادے بادۂ تسنیم جامِ حوضِ کوثر مین دربانِ شیشہ تیرے ہاتھ سے کھلنے مین وقت کیا تجھے مشکل نہیں دو چار شیشون کا اٹھا دینا عدالت تیری وقتِ جامِ بخشش کیون نہ ظاہر ہو دم نہ سنبھالے کیون نہ تو اپنے شرابی کو ادا صبر بھی اک نگاہِ لطف ہو ہمراہ پلادے بجائے روح صہبا بھرنے جسمِ بادۂ شاد مین نہ کیونکر تجھ سے وابستہ ہوں ہم سب کی تن مین جواز اسکا بھی تیری ہی زبان سے نکلتے آتے ہین خطا گستاخون کی عفو پور نشے کی باتن مین دماغ مے کشان کو عالمِ انوار کر دینا علی کہتے ہین تجھ کو تو وہ عالی ظرف ساقی ہو خمارِ مطلع نو ہے ذرا ساقیِ خبر لینا وہ مطلع جس سے سرستی ہو سب راہِ بابِ محفل کو </p>
<p> ازل سے جو کہ تھے سرست جامِ عشقِ حید کے دل اُنکے بن گئے ساغرِ شرابِ حوضِ کوثر کے </p>	
<p> کہ دل ہی جانتے ہین عیسیٰ و خضر و سکندر کے فدا ہوں دو جہان تیری نگاہ بندہ پرور کے کہ پھر انداز دکھین رجبت مہرِ منور کے خدا کے فضل سے بند جو ہین سلطانِ قنبر کے اگر احوالِ خیبر سننے ہین دربانِ ترے در کے دو پارہ کیون نہ کر دے ہمدین کل کو آذر کے دماغِ اسد بن سے چوتھے فلکِ شاہِ غادر کے </p>	<p> جہان مین بہری یون کی ہو تو نے اومرے مولا نظر انداز کیجیے واقعہ قومِ نصیبِ سری کا اسی خاطر ہے دنبا لہ دوی ماہ و کواکب کی فروغِ نجمِ شاہی اُنکو مثلِ خالِ زنگی ہے و نورِ جوشِ بن کس قہر کی انگڑائی لیتے ہین جدارِ کعبہ شوق ہو روزِ اولِ جسکی ہیبت سے کبھی حدادِ پیر کی تھی تیری آستانِ بوسی </p>

قدم دوڑیں نبی براس سہی حق نے جب تمہارا
 ترے آئینہ نقش کھنکھ پا کو اگر دیکھیں
 بلائیں کیون نہ سے شان یہ اللہ کی اک عالم
 دیا تیری عنایت نے اٹھیں اکیلے دارائی
 جلالت نے تری بستہ کیا چرخ ستار کو
 پھٹک جاتے نہ کیونکر مرغ دل تیری اللہ
 ترے دور عدالت میں یہ کہتے شرم آتی ہو
 لو اسے حذر خلاق دو عالم کیون نہ دے تجھ کو
 اگر دیکھے تری تیج دو پیکر کی سر اندازی
 کوئی روح الامین سے قدر ضرورت کی ذرا پوچھے
 ملائک کیون بوسے میں ترے قدموں کے لے مولا
 نگارستانِ فطرت میں تو ہی تو نقشِ اول ہو
 کر گچا مصطفیٰ دم قضیٰ میں فرق کیا کوئی
 مبارک تصریح تجھ کو اسے زائر مبارک ہو
 فضائل تیرے او مولا نہ ہونگے ختم انسان کے
 کہانتک شورِ مشرقیت بس چپ رہو محشر
 چلو غمانہ محشر کی جانب آؤ بس اٹھو
 سیہ سختی زمانے بھر کی چھوڑو کیج مدفن میں
 وہ دیکھو موجبہ نسیم اٹھ اٹھ کر بلاتے ہیں
 پیو جی کھول کر نشے میں غش آئے تو آنے دو
 نصیری محبت ہو چلو حورون کی جانب تم
 درجہ نہ کھولے گا اگر رضوان تو کمدینا
 بس اتنا سنتے ہی لبیک کی آواز آئے گی

زمانہ بھرے معنی کھل گئے اللہ اکبر کے
 خدا ہو جائیں دل سوجان سے خضر و سکر کے
 قوی جسکی مدد سے ہو گئے بازو پیر کے
 کہ روز بد و قسط جو کہ شاکی تھے مقدر کے
 یہی ہیں رمزِ خط استوار و خط محور کے
 کیا دم بھر میں فیصلہ قصہ بازو کبوتر کے
 کہ ہم کشتہ ہیں اکھت میں کسی پیلہ گستر کے
 زمانے بھر میں جھنڈے گاٹے ہیں شرح پیر کے
 قدم اٹھ جائیں میدان میں لاور سے لاور کے
 کہ شہر کر دیے صدقے تری تیج دو پیکر کے
 جوابِ عرشِ اعظم کرو یا عرشے کو منبر کے
 مقدم تو ہی ٹھہرا علم میں خلاق اکبر کے
 لکھے ہیں ناظمِ قدرت نے دھن میں برابر کے
 یہ معنی ہیں صدائے گنبد قبر منور کے
 نمایاں ہوں اگر آنا صبح روزِ محشر کے
 شمار اب ہو گیا خدام میں ساتی کوثر کے
 شرابِ مدد عا پینا اگر ہو تکو جی بھر کے
 بہت دن سوئے اب اٹھو کہ ہم محفلِ حقیر کے
 وہ دیکھو کھول کر آنکھیں اشارے چشمِ ساغر کے
 پڑینگے چھینے آبِ رحمتِ خلاق اکبر کے
 کسی کا خوف ہی کیا ہو کہ تم بندے ہو حیدر کے
 کہ ہم بندے ہیں دل سے فاتحِ صفینِ جبر کے
 ہزاروں ہونگے خواہاں اس طرف سے ایک محشر کے

مبارک کتا ہو گا شاہراہِ انعام عشرت میں پلٹ کر ہم یہ پوچھیں گے کہ کیوں کو اس میں مشکبیں نتیجہ کیا فغان بے محل سے کون سُنتا ہو	فدا آغیار ہوں گے اپنی غزلی مقتدر کے تھیں دشمن تھے کیا دنیا میں بازو پیمبر کے کہ دروازے ہوئے مسدود دیوالگاہِ شکر کے
--	--

قصیدہ

جناب قلیو لانا الیہ صبر صاحبِ ظہر نے مستمذ بقعدہ شکرہ جری میں کمالِ علوم کے لئے لکھوئے کربلاء سے اسفر کیا اور بعد فرغ چار دہم شہانِ اعظم ۱۳۳۸ھ کو واپس تشریف لائے عرضِ الصلوات کی تہنیت آمیزین قصیدہ خفا کا	
--	--

جذبہ دل کا مجرہ دوست کو ہم دکھائیں گے راہِ وفا کشادہ ہے جاوہ شوق بے خطر دیدہ و دل کی آرزو نہ نظر ہے ہر نفس عشرت شوق و وصل میں ہوش اگر نہ اڑ گئے دامنِ چشم شوق سے پوچھیں گے گردِ راہ کی پاؤں پر آنکھیں ملنے ہی ہونگی نگاہیں دورینا حسنِ شباب کی ادا کوئی بجز گئی ہو شکوہِ غم نہ ہو ہی پاکے منائینگے انھیں مل گئے جب تو گردِ غم سرِ سرِ چشمِ عیش ہے محفلِ اہل دل یہ ہو محشرِ نغمہ سنج بان	چاہیے تھا کہ جائیں خود لیکن انہیں بلائینگے کتنے ہیں دل کے ولولے آئینگے اور وہ آئینگے تعم کے نظر جائینگے بڑھ کے گلے لگائینگے حالتِ دل دکھائینگے قصہ غم سنائینگے جلوہِ مسخ کے شوق میں بڑھکے نقاب اٹھائینگے گردِ قدم کو سرمہ دیدہ دل بنائینگے دل کی صفا کا آئینہ سامنے دکھائینگے بگڑے ہوئے نصیب کے نازیو نہین اٹھائینگے کہہ کے فسادِ فراق اشک نہ ہم بہائینگے رنگِ غزل میں ڈوب کر سلیح نو سنائینگے
--	---

جاتے ہیں کوئے دوست میں جان گولے آئینگے
شمعِ حیات پھونک کر دل کی لگی بجھائینگے

ہجر وصال دونوں میں رنگِ مزاج ایک ہی بیٹھے تھے اسرارِ لگائے شکر سے کام ہر نفس خندہ دوست کی ادا دیکھیں گے اس بہانی سے شکر کا فلسفہ یہ ہو صبر کی معرفت یہ ہے عشق کی سختیاں بُری فرض کیا مری سہی	شکوے زبان بڑھی آئے تھے اور نہ آئینگے بابِ قبول سے دوا مانگی تروہ جو بائینگے اپنے ہی دل کو آپ ہم شوق میں گواہ بنائینگے راہ میں سو قریب ہوں خیر سے پھرتے آئینگے ناصح شفیق آپ کو کیا ادب ہم اٹھائینگے
--	--

شور جنون سے ڈر کے آپ رہ جن پڑھے گا
 صاحب فیض اگر نہ تنگ بقات روح ہے
 آپ نین تو ہنس کے یہ کہدین چلو بھلا ہوا
 اب بقا کی جستجو آپ کرین نہ چار سو
 چشم کرم کو کر لین بند پھر لیں ادھر سے آپ
 روز ہمارے واسطے پڑھے گا اٹلی سیفی آپ
 آپ کو اعکاف دینے قسم نہ اوستھنے کی
 دل ہی نہیں ہے سینے میں بو بھی ٹول ناگہ
 خلوت شوق کا جنون ہوا مبارک اسے حضور
 عشق کی خوبیاں سہی حسن بیان بھلا لین
 آپ کو جان پیاری ہو عمر خضر بھی ہو نصیب
 جذبہ حسن و قریب لاکھ طرح سے ہو بیان
 وقت نماز صبح بھی بہر خدا نہ چوکیں آپ
 اپنی زبان اپنی بات آپ نجوش ہی رہیں
 زخم نگاہ نازکی نہ یہ نہ آئیے گا آپ
 کعبہ دہم کا طواف کیجئے جا کے شوق سے
 شاہر اعتقاد کے دید کی مشق کیجئے
 زحمت چند گام سے ہونگے حجاب برطن
 بلغ نجف کے مرتبے پہ چھنا ہوں تو آئیے
 سینے میں تازہ تازہ علم و ملین شباب کی منگ
 روئے زمین پہ طرح بلغ نجف ابد قرار
 آئے ہیں چلکے دور سے تھم کے ذرا سام تو لین
 فیض سے باغ علم کے لائے ہیں جو خزانہ ساتھ

سارا جہان چھانین گے آپکے گھر آئیے گے
 نزع میں آپکے عوض موت ہی کو بلائیے گے
 ناز حبیب پر جو ہم جان حزن گنوائیے گے
 اپنی مرادوں کو جو ہم جام فنا پلائیے گے
 بنجیہ گردن کو جب ہم زخم جلود کھائیے گے
 نقش طلسم مدعا ہم جو کبھی بنا لیے گے
 بندہ نواز ہم اگر کوئے صنم میں جائیے گے
 آپ کو کس سب پر قصہ غم سنائیے گے
 دلی نہیں گے بیٹھ کر اپنی اسے کسائیے گے
 آپکے منہ سے سننے کو ہم تو کبھی نہ آئیے گے
 ہو کے شہید ناز ہم تازہ حیات پائیے گے
 آپ کی نرم و عظیم ہم تو کبھی نہ آئیے گے
 نالوں سے ہم شب فراغ حشر اگر اٹھائیے گے
 ہو وہ خفا خدا کرے دوست کو ہم منائیے گے
 ہمتو ہزار ایسے تیر شوقے دل پہ کھائیے گے
 آپ کا پوچھنے مزاج ہم بھی کیدن آئیے گے
 حوصلہ سوز موسوی جلوہ کبھی کھائیے گے
 شان خدا کھائیے بارغ نجف میں لائیے گے
 سیدنا نصیر سے پوچھئے وہ بتائیے گے
 اُسے کتاب معرفت پڑھئے اگر پڑھائیے گے
 صفحہ دل پہ نقش دین یہ بھی دین جائیے گے
 جد و پدر کی شکل سے راہ خدا کھائیے گے
 خلق خدا پہ بانٹ کر اور اسے بڑھائیے گے

<p>حرف غلط کی شکل سے نام نہ ٹھائیے وعظ میں سامعین کو بلوغ جان دکھائیے ہم کو جو اپنے ساتھ ساتھ خلد میں لکے جائیے تیرہ و تار قبر میں جلوہ رخ دکھائیے شان کرم دکھائیے سب کی مدد کو آئیے خسر کے دن کی پیاس میں آبِ خنک لکھائیے محشر بذلہ سنج ان مطلع نوسنائیے</p>	<p>عہد شباب علم ہی تو بیان کہہ ہی ہیں سات گلشنِ بابِ علم کے پھول چنے ہیں تہ تون بابِ علوم مرتضیٰ ہادی راہِ مستقیم نور خدا کے ولی نائب ختمِ انبیا اُن وہ سوال کنجِ قبر رہائے وہ ہی کسی کو تر د آسپس لیل ہاتھ سے ان کے قفلِ علم رونقِ بزمِ معرفت گو ہر گوش سامعین</p>
---	---

طور پر جاؤ اسے کلیم ہو تجھ کو جائیے
 یہ ہے صراطِ مستقیم یاں سے خدا کو پائیے

<p>بعد شہادتین ہم قبر میں یہ بتائیے حشر میں پیشِ کبریا کہتے ہوئے یہ بتائیے داغِ محبتِ علی سینے پہ ہسم دکھائیے جگہ جنابِ مصطفیٰ اپنی جگہ سلائیے جگہ رسولِ دو جہان اپنی جگہ بٹھائیے کعبہ میں اپنے دوش پر جگہ نبی چٹھائیے دشمنوں کو اشارے میں ہانے سے بھگائیے عمر کا سر اڑائیے قلعے کا در اٹھائیے رنگِ مزاج کہتا ہے کعبہ کے بت گرائیے عقل سے انکو سمجھیں کیا عرش پہ جو کجائیے شمعِ والاے تفسیٰ قبر میں یوں جلائیے صلِ علی کے نعرے پھر عرشِ بریں چلائیے</p>	<p>مقصدِ انا کے معنی ہل اسے علی مطلبِ لافنا کے بندہ حق نما علی حورینِ بیاضِ خلد میں پہلی رہیں کہ غش نہ آئے اسکی ادا سے خواب پر کیوں نہ خدا ہو شیفتہ اس کے سوا خدائیٰ میں کس کو امام مانے مہربوت اسکا اوج اٹھکے بتاتی ہی ہیں غازی و صفِ ثلک علی حیدر و بو الحسن علی خیر و خندق آپ کے بازو تیغ سے فنا زورِ شباب یوں تو ہو جو کیا قصد ہو گیا وحیِ خدا ہے وہ جو آئے عرش سے جانبِ نبی سر پہ چشمِ معرفت ہوگی سمت کے تیر سگی اہلِ دلا کو جوش ہے مطلع تازہ پھر بڑھیں</p>
--	---

خلوتِ قبر میں علی ہر مدد جو آئیے
 ملکہ اندھیری رات کو عید کا دن منائیے

پاؤں کی چاپ پر فدا کیوں نہو نغمہ جانفزا
 عشق علی وہ عشق ہر جہین کوئی نہیں قیب
 محفل بادشاہ ہو یا کہ گدا کی خسانقاہ
 زندگی دوروزہ میں چین نہیں کوئی نفس
 حب علی کے مبتلا شام و سحر یہ کہتے ہیں
 وحشی عشق مرتضیٰ رہتے ہیں اتنے باحد اس
 لیگا وفا کا امتحان بڑھ کے جو حسن اعتقاد
 کا رخیل کرتے ہیں چاہیے غیب کی مدد
 نائب ختم انبیا کون ہوا علی ہوے
 نام غدیر آگیا جوش کرم ہو ساقیا
 سمجھیں گے کوئے یار کا کھویا ہوا یہ دل ملا
 سمجھیں گے چشم ناز کی بی ہوئی جان آئی پھر
 سمجھیں گے کوئی است ناز ٹھو کروں جگا گیا
 مثل مکلف اٹھیں گے آنکھوں نے پر بے غیب کے
 تیری شراب ساقیا روح روان سے کم نہیں
 تیری شراب خرچ سے اور بڑھے گی رات ن
 باب مراد کے لئے مدح کلید ہو گئی
 جنبش دامن طلسمات بتاتی ہے ہیں
 فاصحہ دین نصیر شرع ہکو یقین ہو لے خلا

سوے ہے نصیب کو بیٹھے ہی جگائیں گے
 چاہنے والے بیخود شوق سے ناز اٹھائیں گے
 پائیں گے آنکھوں پر جگہ کنے کو جس جائیں گے
 لطف حیات جادوان جان گنوا کے پائیں گے
 سوزش دل بڑھائیں گے فرد گنہ جلا لیں گے
 نکلیں گے منہ اٹھا کے جس بیدے بخت کو جائیں گے
 ایک اک ادلے ناز پر جان حزن گنوا لیں گے
 مولد الفت علی قلب کو ہم بنا لیں گے
 واقعہ غدیر حرم بہر دلیل لائیں گے
 بیچہ جام کیے دست طلب بڑھائیں گے
 ہاتھ سے تیرے جام سے مست لاجوائیں گے
 نشہ میں کہہ کے خیر باد جبکہ حواس جائیں گے
 گر کے جو وقت بخودی تازہ حواس پائیں گے
 نشہ سے اترنے پر ہوش میں جب کہ اٹھیں گے
 حلق سے جتنی اترے گی تازہ حواس پائیں گے
 جتنی بین گے تا ابد اتنی ہی چھوڑ جائیں گے
 در شراب چھوڑ کر دست دعا اٹھائیں گے
 اپنے خیال سے سوا مانگنے والے پائیں گے
 جادو حق دکھاتے ہیں اور یونہی دکھائیں گے

قطرہ فروع علی ابن ابی طالب

علی کے عرفان میں بحث کیسی یہ راز لب صفا ہی جانے
 علی نے فرش نبی پر سو کر گزاری ہجرت کی رات کیونکر
 عبت بنو کنی عقل حیران خدا کی باتن خدا ہی جانے
 یہ راز الفت ہو راز ایسا کہ جس کو اہل وفا ہی جانے

<p>محال عقلی فضیلتوں پر ہم ایسے بندہ تو م بخود ہیں نقل مرتبہ کوئی سمجھانہ ہم کو جبریل نے بتایا بہال حدیکہ دیکھنے کو اُسے ہیں جسے آنکھیں ملے علیٰ ہین نفس نبی برحق علیٰ ہین نور خدا اُسے مطلق قدم جودش نبی پے کسے صدائے مہر نبوت آئی جہاں ہستی کے راستوں میں بھٹک سکے وہ غیر ممکن علیٰ سرانے ہیں جانکنی میں حیات جاوید مل ہی ہے بحر دلاے علیٰ اعلیٰ نہ کوئی نیکی نہ کوئی طاعت</p>	<p>خدا نصیری نے کیوں کہا تھا حقیقت کی غلطی سنا سکت کلائی میں تھی کہا اُنکی یہ فرستے دوتا ہی جا ہمیں جو کرنا تھا کہ چلے ہم اب گے شوق تھا ہی جا ہمیں جو کرنا تھا کہ چلے ہم اب گے خدا ہی جا کیسوا اس وچ کی خبر کیا کہ جبکہ ربّ علا ہی جا نصیر یوں کے خدا کو اپنا جو ہادی حق نا ہی جا مرے کو اس لطف آخری کے مری ہیضا ہی جا ہمارا کیا حشر ہوگا محشر اسے تو ربّ علا ہی جا</p>
---	--

قصیدہ

<p>جینے کا تم نے اسرا وقت جفا دیا تو کیا گر یہ غم کی لذتیں دلے نہ جائیں گی کبھی ہو چکے کا رنا ہے جو محو کرے گا کون انھیں داد ملے گی صبر کی خیر خدا بھلا کرے کرت ہے ہیں کامیاب جسے پھر اہ نصیب لطف و ستم کی ایک ہی اہل فائین شرح ہو بخود ہی شباب کا چارہ کار کچھ نہیں دافع وفا کی روشنی دہندہ نہوگی حشر تک رہبری طریق عشق کام نہیں ہر ایک کا جسکے مزاج ناز میں معنی پہل ہوں عبث ایسے طریق ظلم پر ناز بجا نہیں حضور</p>	<p>مرنے کی جسکو ہو خوشی اوسکو جلا دیا تو کیا برق جال ناز نے مجھ کو ہنسا دیا تو کیا قبر شہید ناز کو تم نے مٹا دیا تو کیا صور نے کچی نیند میں مجھ کو اٹھا دیا تو کیا رہستہ کوئے دوست کا دلنے بتا دیا تو کیا تینے ہنسا دیا تو کیا تم نے مٹا دیا تو کیا نالوں نے خواب زسے اُنکو جگا دیا تو کیا میرا چراغ زندگی غم نے بجھا دیا تو کیا خضر نے مجھ کو اگر کوئی تپا دیا تو کیا قصہ درد ہجر اگر اُسکو سنا دیا تو کیا روتے ہوئے کو اور بھی ہنسکے رلا دیا تو کیا</p>
---	--

<p>صورتِ وقت ہوش بھی پھر کے نہ آنا تھے دکھ زبانِ لبوں پر آگئی قصہٴ عشق مختصر نقشِ جمالِ حسن کے بننا تھے جو وہ بن چکے پیکر و روح کا فراق دیکھ کے آگئی ہنسی جذبِ تصورات سے گھر میں جو کایا ہر کیفِ خیالِ وصلِ پر غم کا اثر ہو یہ محال سوز و وفا کی شہر تین آیتِ عشقِ بنگلیں راہرو کی ٹھوکرین کھانی بدی ہیں کھائینگے شکوہٴ غم کی ابتداء غصے کی اُن کے اتھا دُورے ہوا میں بنگلے آئینہٴ حیاتِ عشق ابرسیہ نقاب مہربنے نہ کچھ بنا سکا شاہِ منقبت کی بھی محشر اُٹھے نقابِ حُسن منقبت ملی حق اور بشر کی عفتل و فہم ساتی کو شر اور ثنا نوک زبانِ کلاک حبِ علی اگر نہو حسنِ عمل ہے بے سواد آئینِ کلیم میرے ساتھ نورِ خدا بخت میں مطلعِ منقبت پڑھو محشر اگر ہو روحِ خوان</p>	<p>زلفِ سیہ کا خلفہٴ مجھ کو سنگھا دیا تو کیا درونے ایسے وقت میں ٹھیکے مزا دیا تو کیا سامنے سے اب کینہٴ دل کا ہٹا دیا تو کیا حدِ کمالِ شوق پر اب یہ سلا دیا تو کیا شوق نے بزمِ دوست میں اکو بٹھا دیا تو کیا چرخِ ستم شمار تے زور دکھا دیا تو کیا اہلِ غرض نے شمع کو لکے جلا دیا تو کیا ضعف نے کوئے یار میں لاکے بٹھا دیا تو کیا قصہٴ عشق یوں اگر ہمنے سنا دیا تو کیا خاک میں آسمان نے خیر رکھو ملا دیا تو کیا جلوہٴ رخ کو زلف نے کھلے چھپا دیا تو کیا رنگِ غزل سے بزمِ میں نگ جلا دیا تو کیا دورِ فروغِ مہر کو زور دکھا دیا تو کیا تلمذِ بے کنار میں تھرا ملا دیا تو کیا خضرِ طریقِ نفس کو اپنے بنا دیا تو کیا جذبہٴ شوقِ طور کا جاکے دکھا دیا تو کیا شعور نے تم نے بزمِ میں رنگ جلا دیا تو کیا</p>
--	--

<p>عشق علی اگر نہیں تہکے کا جواب ہی دستِ خدا کے سامنے بس نہ کسی کا چل سکا وجہٴ نزولِ انا خاص علی کی ذات ہی نقشِ دلاے حیدری دل سے مٹا نہ حشر تک</p>	<p>خضر نے کوئے معرفت بڑھ کے دکھا دیا تو کیا حبِ علی نہو جو ساتھ لاکھ پتا دیا تو کیا</p>
<p>روکشِ کعبہٴ نفس نے دل کو بنا دیا تو کیا خیر یوں نے کفر کا زور دکھا دیا تو کیا فرطِ ہوس میں اورون بگھر بھی لٹا دیا تو کیا اگر دیش دور چرخ نے ہم کو مٹا دیا تو کیا</p>	<p>خضر نے کوئے معرفت بڑھ کے دکھا دیا تو کیا حبِ علی نہو جو ساتھ لاکھ پتا دیا تو کیا</p>

نفس نبی کی قدر تین جہ حیات میں ہوئیں مرح علی میں آتین بول ہی ہیں آج تک حضرت بے پناہ سے بس نہ کیسا چل سکا روکے کرکی نہ ذوالفقار جانا تھا جھڑکی جذب عبادت خدا وجہ سرخ پھر ہوا	فرض کرو مسیح نے مردہ جلا دیا تو کیا فہم بشر نے کچھ اگر کہہ کے سنا دیا تو کیا مرحب نے عمر نے اگر زور دکھا دیا تو کیا روح امین نے دوڑ کر پر کو بچھا دیا تو کیا ذامن شب نے مہر کو بڑھ سکے چھپا دیا تو کیا
---	--

ملاح بہار رسول زوج بنو علی السلام

فرد گناہ جلگئی حب ابوتراب سے دش حبیب وقت شب دلی انگلی کی میاب ذکر علی وہ ذکر ہے ذکر خدا کہیں جسے فہم ملائکہ کو بھی عجز تھا جنہن فطرتا قبر میں جلوہ عسل کر گیا مست بخودی کون علی کا مثل ہے معج انبیا میں آؤ نباؤہ حب حیدری پیسے جوان ہے میں ہم حسن کلام دیکھے پھونکری ہے زبانیں روح خیبر المٹ دیا اگر زورید اللہ ہی بڑھا مرح علی میں سر اگر ساتھ زبان کے قطع ہو نام دسی مصطفیٰ نقش ازل سے دلپہ ہو دارغ دل و جگر نہیں لہر میں یہ نجات کی ہم ہیں وہ زند کو نری نشہ ہو جھکا مری دش نبی پہ چڑھ کے جب کبے کے بت گراؤ	دامن ترسکا لیا آتش آفتاب سے ایسے مرنے کی نیند کو بچھے کوئی شباب سے آئے درد کی صدا محفل شمع و شباب سے راز کھلے وہ سیکڑوں علم خدا کے باب سے صبح ابد تک اپنی آنکھ اب کھلیگی خواب سے دیکھ سکو تو دیکھ لو دیدہ انتخاب سے چہرے کا رنگ گل گیا گرمی آفتاب سے باتیں زمین نے رات بھر کہیں ہیں ابوتراب سے قہر خدا نہ رک سکا کوشش سد باب سے منہ نہ پھرے گا حشر تک اپنا وہاب سے خاک بھی ہم کو ڈر نہیں حشر میں اضطراب سے پوچھے نہ کوئی کیا ملا عشق ابوتراب سے میکادہ الست میں سابقہ تھا شراب سے طبقے زمین کے گلے قدرت انقلاب سے
---	--

عشر اٹھو نصف چلو چلے دھین کی خاک ہو
ذریے کو بھی مناسبت ہوتی ہو آفتاب سے

مناقبِ تنوی

نگاہِ باطن سے جس کسی نے جمالِ رسولِ علی کو دیکھا
لگا کے آدم سے تا عیسیٰ کی نظر نے سبھی کو دیکھا
جہاں سے خلدِ برین میں پہنچے آلِ حبیبِ علی کو دیکھا
عجیبِ شکر تکرارِ بخشش نہ ہنسنے نکلے کسی کو دیکھا
قرازمہ پر دو پہر میں علی کو دیکھا نبی کو دیکھا
کھلیں جو کچھ کہیں آنکھیں تو پاس پئے علی کو دیکھا
خدا کی جانب دعا میں ہنسنے یہ زور جذبہ کی کو دیکھا
خدا ہی جانے کس نظر سے نصیرِ یونج علی کو دیکھا
بشر ہو تصویرِ شانِ قدرت یہ ہنسنے کو بھی کو دیکھا
ہوئیں جو بندہ سمجھیں کجی میں ہر بار رسولِ علی کو دیکھا
ہوئی جو تبلیغِ حکمِ ملخ تو کیا نجی غش نبی کو دیکھا
حرمِ ہر دوشِ نبی پہ ہنسنے عروجِ پائے علی کو دیکھا
فنائے تاثیرِ غم کو دیکھا ثباتِ عہدِ خوشی کو دیکھا
کہ میں نے جی بھر کے تخلصِ میں جمالِ رسولِ علی کو دیکھا
برش کو تیغِ دودم کی دیکھا جلالِ مرتبہ کو دیکھا

رہا نہ دعوائے نفیٰ رویتِ خدا کو دیکھا نبی کو دیکھا
بجز علی کے کہیں پایا وہ جذبِ جیسے کہ دل کھینچا ہو
فغانِ آتشِ مزاج کھینچی جلایا فرد گنہ کو ہم نے
ریاضِ جنت کو صد تے کیجے بلاِ رضوانِ ملائے دیکھے
خدیجہ میں نگاہیں اپنی نہ بایں معراجِ کبریا سے
اجل پر سوجان سے تصدیق کہ جسے ارادے کالے لکے
کیا جو ملانے اکلا اشارہ پھر آیا مغرب سے مہر تابان
ہو سے یہ آپے سے اپنے باہر ہانکے پاس عقلِ ایمان
نصیرِ یون نے خدا کہا ہے خدا کے بستے امام سمجھے
ریاضِ جنت کی جلوہ تابلی نظر میں اپنی سما کیونکر
بغیر مانگے مراد آئی شبہ دو عالم ہوا ہے ناسب
تو کی بنیاد کبریائی بزرگِ حربِ غلط مٹائی
یہ حبِ حیدر کا ہے نتیجہ حیات ابراخیلہ پائی
نگاہِ منکرِ نکیر مجھ سے کد میں چھپے نہ کس طرح سے
نثارِ زردِ ریلہی کے ذرا سا تسمہ لگانہ رکھا

یہ مختصر شرح لفظ کن ہر جو کوئی پوچھے تو کہندہ عشر

ازل میں ہنسنے علی کو دیکھا ابد میں ہنسنے علی کو دیکھا

أَفِيضْ لِي لَعَلِّي سَيْفُ الْأَزْوَاقِ

فوالفقار آید

۲۴۲ ج ۱۳۲۶

لَا تُطِيعُوا أَتْلَافًا رَجُلًا كَرِهَ الْغَيْرُ لَهُ (النَّبِيَّ وَرَسُولَهُ) (١٠)

وَبِحَوْلِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

رہا بیدار کسی گرمی محض سے یشب بھر
 سوا دشب فراہی ہو گیا مثل بزرگوں
 متور کہ رہا ہے دن پڑے گا قہر و آفت کا
 ہوئیں سرگرم ہنگامہ شعا عین مہربان کی
 گئی میت بنات انفس کی قطب شالی میں
 نمودِ صبح میں عالم شفق کا لے معاذا اللہ
 قبائل ہو گئے برباد سیار و ثوابت کے
 اُدھی رُخ سے نقاب شاہِ صبح جان آرا
 چینانِ جہان یوں خواہ گاہ ناز سے اُٹھے
 ادا سے حسنِ من غل ہے کہ مشاطہ کہ بلواؤ
 گیا آرام کرنے شمعہ ماہِ جہان پیما
 کیا بیتاب جذبِ شق نے نظارہ بازو کو
 سفیدی کے اتر لہا ہر ہوسے تنگیِ رندان میں
 یہ ہی مفہوم گلہ سے یہ آوازِ مؤذن کا
 بہرِ بہرِ زنجیر پر اپنے کھینچا قسطہِ صندل

لے چشمِ رمد آلود نکلا خُسر و حسا و
 نجومِ نخس کا جوقتِ پیا ہو چکا لشکر
 وہ آیا عسکرِ نورِ حریفِ و علمِ لیسکر
 رگِ سہتی شبنم پر ہزاروں بڑے انشتر
 دبیرِ آسمان کشتوں کا اپنے لکھ چکا دفتر
 طلاطمِ خیز ہے دیا لو کا سطحِ گردون پر
 زمانے بھر پہ قابض ہو گئی صبحِ بلند اختر
 بزنک لہٹن گین لیلی شب کا بندھا بستر
 پریشان زلفِ ناتھے یزنکنِ گہرے ہے تیور
 گرائی جائے گی برقِ نگہ آسینے کے دلیر
 سرِ سچانہ عالم چلا خورِ شید کا ساغر
 نظر آنے لگی دنیا بیانِ کوچہ دلیر
 پڑھا و الفجر کے سورت کو ماہِ صرنے اٹھ کر
 مبارک ہو ہوا سرِ سبز باغِ طاعتِ داو
 خطا بعض کو جب پیکھا بد و برگشتہ بخضر

اوتھے بزم طرب سے خواب کسائش کے متوالے
 حیات انتظار آمد جانان ہوئی آخسر
 ہوئی خواب خیال آخسر بہار گلشن شب
 کسیکو اضطراب اسکا کہ گھر چلے دھندلے مین
 کہیں بیزار بیٹھا ہے کوئی بانگ موزن سے
 اُٹھے وہ خاندان برباد قسمت پھوڑنے والے
 صد دینے لگا ناقوس یوں دیر برہمن مین
 گداز دل سے فرصت پائی شمع قبر جنون نے
 تجلی وجہ غمازی ہوئی گور غریبان مین
 ہر اک پھول اسکا بختن طلسم نامرادی ہو
 خبر لیتا رہا شب بھر کوئی یوں اپنی ہستی کی
 کسی نے صبح کردی ضبط کے کار نمایان مین
 کسی نے صبح کردی سجاہ ماہ و کاکب مین
 کسیکو صبح تک سوچا نہ درمان سستی
 کسی نے رات کاٹی جاگ کر پہلوئے لبر مین
 رہا شب بھر کوئی لب لبال مناجات اتی مین
 کسی نے صبح کردی حد اطمینان حنا طر مین
 پسیدہ صبح صادق کا کیسہ داغ ناکامی
 کسی کا نام فرد شب مین مفروغ کے پہلے تھا
 ضیاء صبح کا بیٹھا عمل جوقیت میدان مین
 جما ہی لی اُدھر مرتبے اُٹھ کر اپنی بالین سے
 اودھرتیخ دو دم حارث نے اپنی ڈا ب مین رکھی
 لبثوق جنگ اودھر کھولا آتش پرستوں کا

اوتھے زیور گل بہر نذر بالمش و بستر
 کہ وہ پتھر گئیں سمکھیں کھلی تھیں کھل در
 گل خورشید جب پھولا میان باغ نیلو فر
 کہ باندھے جاتے ہیں بند نقاب عارض نور
 کہیں اب تک ہو کوئی آشنائے بالمش و بستر
 کہ جبکا بالمش سر شام سے تھا زانوے دلیر
 کہ اوتھو خواب سے اسے بندگان صنعت آذر
 نشان بے نشانی ہو گیا ہر عنصر پیکر
 نظر آنے لگے برباد قبروں کے نشان اکثر
 چڑھائی تھی کینے شام کو منت کی جو چادر
 پہاڑ ایسی گزاری رات دلیر اٹھ رکھ رکھ کر
 کسی نے رات کی گھڑیاں گنین اکیلا یک انیس پر
 کسی نے رات کاٹی سورہ و النجم پڑھ کر
 کسیکے ہاتھ سے چھوٹا نہ شب بھر شیشہ و ساغر
 کینے صبح کردی بیٹھ کر اپنے مصیبت پر
 کسی نے صبح کردی سنتے سنتے قصہ دلیر
 لبثوق منصب بجا کوئی جاگا کیا شب بھر
 کیلے طلح اقبال پر صدقے شہ خاور
 بیاض صبح مین تھا دلچ کوئی فاتح خیبر
 لڑائی پر کمر باندھے تھے اٹھا ہر اک افسر
 کمانین اطراف کرکین برنگ شورش محشر
 اودھر غصے کی صیقل ہو گئی بکی نگاہوں پر
 اودھر اسلامو کے قمر و آفت ہو گئے تیور

ادھر دلی گرہ دا ہو گئی زور شجاعت میں
 پر جتنے لگے لشکر کے دان کہنہ طریقے سے
 بڑے بوڑھے جری بہتر سے جیتے جلتے اٹھے
 اہلکے ساتھ آئے خدمت محبوب خالق میں
 پیام جنگ لایا اسطرح سے پاک گراہی
 لئے جاتی تھی میدان کی طرف شرم علاری
 لئے اپنا سامنہ آخر کو یہ جنگاہ سے پلٹے
 سیاہی شام ناکامی کی پھیلی سارے عالم میں
 جہان میں جلوہ تابانی جب ہوئی صبحِ مذہب کی
 نگاہِ خشم اور طرزِ روش سے صاف ظاہر تھا
 ادھر سے فوج دشمن نے کیا جی توڑ کر حملہ
 یہودان عرب میں آئی شام عیدِ فیروزی
 بھگا کر بعض مدہوشان جامِ نامرادی کو
 پھر آئی رات نکلا ناہ تابان قصدِ فوجِ زمین
 اڑایا ایندھ کو اس فکر نے چشمِ مجاہد سے
 نشانِ دین حق اللہ جانے کس کو ملتا ہے
 نہ جانے تھوڑے سالم کا کس سے نام روشن ہو
 نتیجہِ شہادتِ رہبرِ واحد کے دیکھنے والے
 خدا اساتے نجومِ وقصصِ ماہِ فریادِ عظم
 نہیں معلوم سحرے عرب کی خراب ریتی کو
 انھیں کج فکریوں میں اسطرح شبِ لٹی جاتی تھی
 حکمِ ایزدی دو نگاہِ علم کل اوس مجاہد کو
 خداوندِ دو عالم عاشقِ اُسکی ذات والا کا

ہوا مسدود اُس جانب کو بابِ قلعہ خیر
 یہاں سے بے ارادہ مثلِ دل بڑھنے لگے صفدر
 چلے مضبوط دل کر کے پئے سالاری لشکر
 پیمبر نے علم دے ہی دیا پہچان کر تیر
 چلے یہاں سے وہی صاحبِ لڑائی پر کر لشکر
 مگر دل کشا جاتا تھا کہ بھاگوں چکے افسر
 کہا تم سے کیا کہنا ترا اسے میرے شیر نہ
 نہ سویا افسر فوجِ نجوم اس رنج سے شب بھر
 گئے اک منچلے کس دلوں سے پھس علم لیکر
 کہ گویا جاتے ہی یہ جھین لینگے قلعہ خیر
 پئے حفظِ علم یہ واپس آئے سوے پنہیر
 سیدستانِ جامِ کبریا میں چلتے لگے ساغر
 ہر اک کہتا تھا نئے دین انا المرحبا بالاعتز
 پئے آرامِ مغرب میں لگایا مہر نے بستر
 کہ دیکھیں اصبیحہم کس کو ملے سالاری لشکر
 نہ جانے زیب سرکے ہو کلیں ظفرِ پیکر
 نہ جانے دفترِ فتحِ مبین کس سے ہوا نام اور
 خدا جانے کہیں اُحسنت کے زورِ بازو پر
 گرین اسپند کے جوہر شمشیرِ راکر
 بناوے قلمِ خون کس کی شمشیرِ ظفرِ پیکر
 ہوا مانند وحی اس سمت یں ارشادِ پیغمبر
 جو ہے حکمِ خدا سے غیر فرارِ الشج و صفدر
 اتنا حق جانِ دل سے وہ براہِ خالقِ اکبر

میان دفتر کن نام نامی جس کا فاتح ہے
 یہ سکر اور گیا وان رنگ رخ امیداروں کا
 فراز چرخ سے رخصت طلب کی ماہ دہنم نے
 وہ سنا سحر کا اور نماز صبح کی نیت
 ہوئے جن جب شتم دونوں رکعتیں غزوہ عالم کی
 کھلے باب جابت نور آئین تھاملا ملک مین
 فراغت سجدہ شکر خدا سے جب ہوئی حاصل
 چراغ اسلام کا بجے کی ضو سے ہو گیا روشن
 لب لیم آفتاب زنگانی جب نظر آیا
 بارشاد پیمبریان طلب شیر آہی کی
 خبر دی بیک فرخ فال نے اگر پیمبر کو
 نظر کو تا قدم ایذا سے آنا سخت مشکل ہے
 عرض سنا گئے اور اس طرح سے لائے حیدر کو
 نبی نے دیکھتے ہی حال پر سہی برابر کی
 ہوئی جب آبیاری گلشن اعجاز عیسیٰ کی
 کھلین تالاسی آنکھیں تیر بوج امامت کی
 جبین عجز کو جواب پر رکھ کے یون بوسے
 حبیب کبریا نے جوش مین آکر یہ فرمایا
 ہم سنا تھا کہ مارا جوش ادھر خون شجاعت سے
 تہور صورت سرمہ سایا آکے آنکھوں مین
 صدائے دور باش آئے گی شان تانے سے
 بلایا پھر حبیب کے قریب اپنے پیمبر نے
 پٹھایا جب حبیب کبریا نے اپنا پیرا ہن

اُسکے زور بازو سے کشاد قلمہ خیر
 دکھایا شاہد صبح طرب نے عارض انور
 قدم یان صاحب معراج کے آئے مصطفیٰ پر
 رجوع قلبہ جس سے کہ اتعظ الخ اکبر
 اٹھایا دونوں ہاتھوں کو دعا کے واسطے ذکر
 دعا سے فتح خیر پہنچی بیش ایزد اور
 نشان نور مثل مہر نکلا خیمہ سے باہر
 ہوا پرچم کی مثل مرگ آئی شمع بعثت پر
 اٹھا مایوس کچھ خواب پریشان سے شب خیر
 دہان اعدا پر شرح آنکھیں کئے نکلا شبہ خاور
 علی کی دونوں آنکھیں نکلتی ہیں خاصہ داود
 قدم وہ جو کہ بیت اللہ مین تھے دوش حضرت پر
 کہ لائیں جس طرح جنرل دجی خالق اکبر
 لعاب اپنے دہن کا پھر لگایا پاس بٹھلا کر
 اٹھا اصل علی کا غل میان موجب کوثر
 کئی دن بعد دکھا آفتاب روئے پغمبر
 کہ کیا ارشاد ہوتا ہے مجھے لے خاصہ داود
 برائے فتح خیر یا علی جاؤ علم لیکر
 ادھر اقبال یون بولا مبارک تم کو یا حیدر
 دفر عین غارہ کشی کی روئے انور پر
 نقیب بیت و اہلال نے تسلیم کی بڑھ کر
 کہ کر دین زیور جنگی سے زیب پیکر اطہر
 بلا گردان ہوئے اور لیں باج خلد سے آکر

دماغ فتح سے آواز بسم اللہ کی آئی
 ہینک جزیہ انگڑائی کی جوش شجاعت میں
 جنگ پا کر محل سے نیزہ خطی کہ بھی رکھا
 چوہا نیسیر پہ دکھلاتا وہ تصویر پید اللہی
 بنی سے چاہتے چلتے جنگ کی مدت بھی طے کر لون
 مگر فرط شجاعت دیکھئے ہرگز نہ منہ موڑا
 سنی جب مصطفیٰ نے گفتگو یہ اپنے ناصر کی
 بقلب مطمئن رخصت کیا آخر پیمبر نے
 چلا دل دل غبار اٹھا ہوا میدا کی شکی
 دہان ارض سے آوازہ یا بوتراب آیا
 کس آسانی سے ظاہر کر دیا زورید اللہی
 فراغت دیدہ بانوں کو ہوئی اپنے فرائض سے
 برق گردانی شرح ضلالت کر کے یوں بولا
 وہ ساعت سر پہ آن اک تن تنہا کے ہاتھوں تک
 کشائش مرزا ممکن کی جسکے دست قدرت میں
 ذرا پوچھو تو دیکھو نام ہی میں کیسی ہیبت ہے
 غرض پوچھا گیا جب نام نامی اُس غضفہ کا
 فدائے نام حضرت جانین عالم بھر کے شیعوں کی
 وہاں ساغر استی سے آوار شکست آئی
 ہر اک جنگ زنا قیہ طلسم بیم و ہشت تھا
 تمام اعدا جتان کعبہ کے مانند بے حس تھے
 نجات المومن کو جستجوے حارث و حرب
 ہوا لشکر یزید ہنگامہ برپا نا اُمیدی کا

رسول اللہ نے عامہ کھا جب قی قی قدس پر
 صدر ہر بند سے آئی کہ اد کرنی علی حیدر
 سر نشینت فرس چشم زدن میں آ گیا صفدر
 علم اک ہاتھ میں رک ہاتھ میں تیغ ظفر پیکر
 خیال آیا یہ دل میں بیٹھے ہی پشت دلدل پر
 ہنگام تکلم یقین نگاہیں جانب خیبر
 کہا جب تک انوفتخ قوس سے خاصہ داور
 دعاے حفظ دم کی بازے شاہ ولایت پر
 طبیعت ہو گئی برہم قیامت ہو گئے تیور
 قریب قلعہ پہونچا راہوار خواجہ قبر
 در آیا ایک دج یون نیزہ گاڑا سنگ خارا پر
 گیا اک کاہن دیر سے سوے حاکم خیبر
 کہ ہشیار و خبر دارے یودان زبون اختر
 رہیگا باپ خیبر اور نہ باقی مرحب خود سر
 مگر مضبوط باندھے جنگ پر آیا ہے وہ صفدر
 نہوتا ہو اگر تم بکو میرے قول کا باور
 ہمایون ہوں غلے ہشیار ہو سٹلے اے کفر
 یہ سننا تھا کہ خیبر میں ہوا اک عالم دیگر
 چلو بوسے مے پندار کھنڈا حشر ہوا ہر
 مطلق سارے اعضا مردنی چھائی تھی چہر پہ
 کچھ ایسی شان سے آیا سوار دوش پیغمبر
 تعلق دست چپ کو سوے باپ قلعہ خیبر
 برنگ بک کوکب مخوس نکلا حارث خود سر

مقابل میں علی کے آتے ہی رہوار کو روکا
 اُدھر سے پوری پوری جانفشانی فوجیابی کی
 کیا مجبوراً خربکہ شوق جنگ مرحب نے
 خبر مرحب کو جوش خون نے دی قتل برادر کی
 کیا اس واقعے نے یون اسیر دام حیرانی
 رگون میں لہریں این چہ خون جہالت نے
 تن اسکا عجب دشمن کیلئے کچھ کم نہ تھا لیکن
 فرس کی پشت پر تعیل میں شکل بلا آیا
 ہوا پر سان نام فہی کی صورت کھا کے بل ظالم
 بزرگان عرب سے جنگ خندق سن چکا ہوگا
 یہ اللہی مری لات وہل پر خوب دشمن ہے
 دکھا دو گنا حقیقت کج محکو زور بازو کی
 خدا چاہے تو کوئی دم میں اب وہ وقت آتا ہے
 خلاف اشتیاق جنگ ہو طول رجز خوانی
 کھینچن طرفین سے تلواریں ہنگامہ ہوا بریا
 جھپکتی ہی نہ تھیں تصویر سنگی کی طرح آنکھیں
 چٹا حقائق حصار برق و ش کا شور ایسا تھا
 اُدھر مرحب کو غرہ اپنے فن پہلوانی کا
 غور اسکو کہ میں پشت و پناہ شاہ خیر ہوں
 کبیر اسکو میں افسر ہوں افواج مجوسان کا
 تن و توش اسکا کتا ہے کہ اسلغ سے لڑا یا
 وہاں جرأت یہ کہتی ہو کہ ہاں اب یہی کیا ہے
 وہاں جی ہارنے پر ہمت افزا شیخ نجدی ہو

طین آنکھیں کھینچن تیغین پڑے بل چشمہ دہر
 اُدھر تھا محو بازی صید لاغر سے یہ شیریں
 دکھایا زور دست و برش تیغ ظفر ہیکر
 ہوا تن سے سر حارث جراثیل خیار تر
 خود اپنے قلب کی صورت سراپا بن گیا پھر
 حیا سے انتقام آخر سے میدان ہوئی بہر
 ہوا کچھ اور ابھی تیار ظالم اسلحہ سحر
 فرس مثل ہوا آیا سو سے داماد ہیمبر
 کیا نمرہ لسان اللہ نے ہشیار انا احد
 وہی میں ضارب صفین ہوں اور قاتل عسکر
 بھجایا میں نے کبے میں چراغ صفت آذر
 میان مہم پارہ کر چکا ہوں کالہ آذر
 یہ میری اونگیاں ہیں اور باب قلعہ خیمبر
 کمر خالی ہوئے تلوار انے مرحب کھینچ جو ہر
 فلک سے جنگ کرنے لگا تین غبار اٹھ کر
 تماشاد بکھتے تھے درست افواج کے افسر
 کہ چپ تھے شکل آئینہ جو دِ سلم و کافر
 یہ اللہ کہ پھر دسہ اسطوت زور امامت بر
 یہاں نازش کہ میں ہوں حامی دباؤ سے پیغمبر
 یہاں نازش میں شہزادہ عرب کا دین کا رہبر
 یہاں نظر میں یہ کہتی ہیں کہ ہو انبار خاکستر
 کہیں بھاگے نہ کافر کہتی ہو یہ ضربت حیدر
 لکاک بر طوفان کالہ اساعت رحمت داور

عدم بین نعرہ مرحب سے لرزان موع رہتی تھی
 ہو اسے ہیبت نوا اور بڑبڑاتی ہی جاتی تھی
 اور تھی فتح مرحب میں ان آفت کی بتیابی
 بڑی حد سے زیادہ جبکہ چاکدستی مرحب
 کہا جبریل نے افراط شادی سے کہ وہ مارا
 تاکر خون دشمن میں جو تیغ حیدری نکھری
 اٹھا شور مبار کہا و انصار پیسہ میں
 شراب فتح کے نشے سے جو ہر دست بخود ہو
 یہ خوف تھک چکے تھے نہ دھڑکا شیخ و اعظ کا
 کشاد باب خیبر کی خوشی میں کمرے ساتی
 اسے کہتے تھے ہو کہ اب آہنی ساتی
 ذرا آسانی کا یہ حال اب دیکھنا تو بھی
 سینھالے رہنا وقت لغزش ستانہ ہم کو بھی
 ان کے لرزان جام عیش کو باہر نکالیں گے
 دکھائے مجھ دست کرم کا دوست دشمن کو
 متاع میکہ ال غنیمت بہر زندان ہے
 خمار نشے سے آنکھوں میں ڈکڑا بدہ نوشہ کے
 کہا شک حرب آخر بادہ دنیا کے مستونے
 ابھی ہر چند دواک مرحلے میں ادھی باقی
 خوشی لازم ہے ستان مے الفقر فخر کی
 نہ کر تعجیل و نباہ دوی میں ساتھ میں ہم بھی
 نگہ میں طاقت نظارہ ہو تاثیر صہا سے
 کہا دست ناسا سے وہ گل عیار و ادا کی

غریب حیدری سے ہل رہا تھا قلعہ خیبر
 اور سر سے صفیہ کے گری ہی جاتی تھی چادر
 لگے تھے کان اور آوازہ اللہ کبیر
 بسل خرگوشی کا رہنما یان ضربت حیدر
 پکاری نصرت دین بساں سے بازوے پیغمبر
 بلائیں لین پر دے حضرت جبریل نے بڑھکر
 زمین پر پاؤں رکھتا ہی نہیں اسلام کا لشکر
 زبان پر فرط مدوشی میں نام ساتی کوثر
 نظر کے ساتھ ہی چلتا ہے دور شیشہ و ساغر
 خبر لینا کہ محشر جش خمیازہ سے ہے مضطر
 لگاے پار بٹلر بادہ نوشہ نکالیں اب ٹھکر
 وہ خندق پار مثل شیر ہو چکا دلہا حیدر
 یہ مانا پاؤں میں تیرے ہوا سے فتح و نصرت پر
 بنا ہے ٹکڑہ قسمت اپنی قلعہ خیبر
 بانداڑی آج ٹھکرے قسمت ساغر
 یہ دن تقدیر کی خوبی سے پایا جان دیکر
 رگبار بہاری کیلئے ہیں صورت نشتر
 غبار رخ کو کرے پاک لیکر دامن محشر
 غنیمت جان لیکن نرم زندان صفا پرور
 حصیر میکہ پر بیٹھ جا تو بھی ذرا دم بھر
 کہ چلتے چلتے اور اک بار دور شیشہ و ساغر
 کہہ کو دیکھنا ہے قوت بازوے پیغمبر
 دلائل و گواہی آہن وہ اولیٰ در خیبر

ہوئی ہل چل قیامت خیز انبوہ یہوں میں
 ہر اک کہتا تھا باز آئے ہم اس کی لاش برقی سے
 جو بخندق طہیان خاطر سے تھا لشکر کو
 روانی جنگی ٹھوکر سے ہوئی تخت سلیمان کو
 حجاب فی سبیل اللہ خندق پارا وتر آئے
 ہوئی وہ جنگ معلومہ کہ دریا بگے خون کے
 دل کفار سے منہ تکھلے الامان آئی
 شجاعان عرب نے ہاتھ روکے حکم حیدر سے
 برسم تہیت کوئی لانا کین لیسے تھے
 بوقت واپسی اس خسرو ملکے الت نے
 پلٹ کر قادر اعجاز ردائشس جاتا ہے
 جلو میں بستہ زنجیر میں کفار خیمبر کے
 ٹکا ہوں کو جس جلوہ محبوب خالق کا
 صفیہ بھی چلی آتی ہی نہان عجلہ غم میں
 نگاہ غم سے کوسوں دور ایشان ملو کا نہ
 غور و شوکت شاہانہ نے تسلیم خست کی
 قدم اوٹھنے نہ دیتا تھا مال خانہ بربادی
 پٹری اٹھیں پٹریاں خوٹ جا کی پائے ناک میں
 کھلی ہیں کاکل مشکین غم مرگ برادر میں
 جیاکتی ہی بیوند زمین ہو جا تو بہت ہر
 یہاں یہ حال چشم غم سے انور کن نہیں سکتا
 رسول اللہ کیندست میں اسیران یہود آئے
 کھلا نچھانہ مستح و ظفر تدون کی بن آئی

حد سے چوکاٹے مرے ہوئی یہ شورش عشر
 جلائے دیتی ہے تلوار کی آغ ابوسر اسر
 بنا تھا تختہ پلے بہت مدالہ میں دینمیر
 وہ دونوں پادشہ تھے قاتل ہولناک اور
 دیئے قدموں پہ بوسے ساحل مقصود نے بھنگر
 غصہ تھا جزوہ آب شمشیر ظفر پیکر
 بجا اسلام کا ٹوکھا میان متلعہ نصیر
 پیے مال غنیمت شیر صورت جا پڑا لشکر
 مبارکباد تیل مرحب و فتح درخسیر
 برابر باب خیمبر کر دیا تقسیم شکر یہ
 ٹکڑے مغرب خیمبر سے شکل خسرو خاور
 قوس پر ہاتھ میں ہو خیمچکان تیج ظفر سیکر
 میاں سینہ شوق دید میں سہل دل مضطر
 فروغ رخسہ ہے لون جیسے گن میں ہومہ نور
 غبار یاس کی اندری کثرت زلف شکر
 ہوا انبوہ حرمان اسیری ساتھ میں آکر
 بزرگسا ہی بے آب سہل تھا دل مضطر
 ٹھہر کر دم بھی بیٹھ ہی نہ دیتا تھا کہیں قہر
 نیا اک نگ لائی ہے غبار دشت سے چادر
 لئے جاتا ہی لیکن جذبات طین سسے پیغمبر
 خبر دیتی ہے تقدیر سا کچھ اور ہی منسکر
 وہ فرط شادامانی اور وہ اسلام کا لشکر
 وہ خیمبر سے اوٹھا ابرنما سے ساقی کوثر

جوازِ مے کا وہ دینے لگے فتوے لبِ ساغر بہج بادۂ گلگون اگر ہے تر زبانِ محشر ہے اُسوقت تک جب تک ہو دُورِ خسر و خواہ	اڑا وہ پیہر مینا اوٹھا وہ شورِ قلقل کا سُنا رندانِ بزمِ ناصری کو طلعِ تازہ وہ بزمِ ناصری جہین شرابِ علم کا دورہ
	بھروسہ کر سکیں کیا خاکِ استحکام تو بہ پر دھچھوٹا ٹوٹنے سے جبکہ بابِ قلعہِ خیبر
چڑھا جاؤں میں لین لیکے نامِ ساقی کوثر تصور میں غیرِ خیم کا ہے پیشِ نگہِ منظر بڑھایا ہاتھ اُدھر ساقی نے یاں ل بڑھ گیا محشر چلا میں ہاں ذرا لینا تو بڑھ کر مالکِ اشتر کھٹے رہنا قریبِ بارے چپ تم بھی لے قنبر کہ فتحِ بابِ خیبر اور نویدِ آبدِ اجفہ کہ جسکا دور چلتا ہے میانِ بزمِ پیغمبر نظر آتی ہے بیوشی میں شکلِ ساقی کوثر کہا نکاحِ طولِ نشہ آیا وقتِ نصرتِ محشر	زبان سے کہے کہ ہم اندر ساغرِ مجھ سے ساقی پئے تکمیلِ نشہ دوسرا ساغر نہ مانوں گا خمس اڑنے لگے ریحانِ جامِ عنبرین بوسے لبوں کا جامِ آیا خلق کے نیچے شرابِ اتری شرابِ کبوتر کا نشہ ہے تنہا سے بھلون گا مجھے دونا ہو نشہ دونوں جامِ شادمانی کا شرابِ کبوتر لیکر جش سے آیا وہ ساقی دور نشہ میں غش کھا کے گرتا ہو اگر کوئی تو یا تھا پسے ساغرِ مری تسلیم لے ساقی
	خدا حافظ رہا زندہ اگر تا سالِ آئندہ منائے گا بعنوانِ دگر پھر غزوہِ حیدر
دلین پہنان ہو نہ جب تک رضا کی دوستی روحِ سلمانِ بنگلی شیرِ خدا کی دوستی دوستی ہو اور شاہِ لافت کی دوستی مطلبِ سائل تھی شاہِ انما کی دوستی بنگلی رہبرِ علی سے حقِ نما کی دوستی خضرِ جنت ہے علی سے رہنما کی دوستی	کچھ نہ کام آئے گی او غافلِ خدا کی دوستی ضمیمِ خو خوار کے پنجنے سے دوائیِ نجات نعرہ زن یوں غیب سے آئی زمین تکفِ والفقہا آیا تھا لینے انگوٹھی پا گیا فردوس بھی ہم سے کوسوں دور ہو کیونکہ کورانہ روی روح نے محشر بتایا کہ یہ صبحِ ازل

آستانہ بہنگام نزع نجد میں لانا علی علیہ السلام

<p>ہمارا وقت آخر ہے امیر المؤمنین آؤ خدا کے واسطے آؤ پے تلقین دین آؤ پے امداد اسے داماد ختم المرسلین آؤ بتاؤ کیا کہوں اُتاد جبریل امین آؤ تم اپنے ساتھ لیکر شیخ خورشید مبین آؤ بچانے کو فشارِ قبر سے زیرِ زمین آؤ تھیں ہو آنے والے یا امیر المؤمنین آؤ تھیں سے ہم کو طلب ہو دہ دہ کرتے تھیں آؤ بتانے راستہ اسے رہبر راہِ یقین آؤ</p>	<p>سینا موت کا آیا ہے بالائے جبین آؤ تھکے عشق میں ہونٹوں پہ کھینچے جان زار کی عروسِ قبر کی آنکھوں میں جانیں ڈرتا ہوں مکیرین آئے ہیں تربت میں بے چہرے نہ چھوڑینگے لج کی تیرگی میں حشر تک کیونکر بسر ہوگی تھارے ہاتھ ہے ایذا و راحت دو ترائی کی پکاریں کس کو دیر لے میں ہم گور غریبان کے پکاریں عالمِ برزخ میں کس کو شرم آئی ہے صراطِ وحشر کے بھی مڑھ میں ساتھ لین کسکو</p>
--	---

فراغتِ پا کے حشر و نشر سے آگے جو بڑھنا ہو
بالینا کہ محشرِ جانبِ حسدِ برین آؤ

قطعہ

<p>کہ میخانہ ہمارا ہستیشہ و ساغر ہمارا ہے غیرِ جنم کا جو ہو میکہ وہ گھر ہمارا ہے سنا جو وقتِ امامِ اولین رہبر ہمارا ہے عسے کے صدقے میں اقلینِ غیر ہمارا ہے کسی کا رہنا کوئی عسے رہبر ہمارا ہے بڑے دھوے ہوں کے تھے کہ کعبہ گھر ہمارا ہے نصیری کا خدا جو ہو وہی رہبر ہمارا ہے آئی یہ زمین پر عرش ہے یا گھر ہمارا ہے خوش قسمت یہ کہتے جاتے ہیں محشر ہمارا ہے</p>	<p>پہنیں کیونکر نہ سہی کھول کے کوثر ہمارا ہے وہ ساقی جس کے شوقِ جگر میں ایک دھڑکے مکیرین اٹھ گئے تربت سے کہہ گئے خدا حیاتِ انبیا اُکھڑا سب در آہنِ سلمان یہ پکارا آؤ گئے معتدا پنا اپنا امین آخرِ رشک ہی کیسا مرے سوا کی قدرت دیکھ لی رہے دیکھنے والو خدا کی اطراف ہم اطراف میں تہا کہنے کو فرشتے ہیں علی ہیں قبر میں اور صحتِ خلوت لے جاتے ہیں مصوین فہجو باغِ جنت میں</p>
---	---

کَلِّمْ مَنَاقِبَ صِدِّيقٍ كَبِيرٍ خَبْرًا فَاطِمَةً زَهْرًا صَلَواتُ اللہ علیہا

تصویر عصمت

کہ عید آئی بدل ڈالے اب رداے کہن
 جہان فروز ہوا اب کوئی اور شمع لگن
 زمانہ اور ہی جلوے سے ہو گیا روشن
 کہ نجم علم و عمل کا ہے دہر میں مسکن
 لٹا رہی ہے کمالات فن کا کیون خرمن
 ہمارا نقد تمنا سے بھر گیا دامن
 کہ کوئے یار ہے ابلہل عشق کا مامن
 ہر ایک ذرہ ہے دنیا کا دادی ایمن
 یہ شرق و غرب میں کیا ہو نور جلوہ فلک
 صفا وہ جس کہ موسیٰ کی قبر ہو روشن
 صفا وہ سرمہ کش دیدہ ہے قلب روشن
 چمک اٹھے ہیں حیفون کے گیوے پرفن
 بنا ہے گنبد نور اہل دل کا بیت حزن
 ہوا وہ محبس حسن آج وادی ایمن
 کہ برق حسن سے روشن ہیں کوچہ و برزن
 ہوا ہے وجہ بقا باد صبح کا دامن
 دیار دل میں ہے وہ آفتاب جلوہ فلک
 جہان نہ گرگ کا سایہ نہ پرتو رہزن
 نہ دل کو حیرت نظارہ سواد وطن
 بصورتِ دل یونس ہے نمکدہ روشن

کوئی یہ چرخ کوکب سے کمدے میرا سخن
 چھپا لے ہر حجاب زوال میں سنہ کو
 نہان ہو دامن عیسیٰ میں نیر عظم
 دبیر چہنچ ہوا سبیلہ میں گوشہ نشین
 کیسی جانب زہرہ نظر نہیں اٹھتی
 زلزل بس اپنی نوحہ کو اب اٹھار کھے
 عبث دکھاتا ہے مریخ صورت خور یز
 سہلے نظر و بین کیا خاک مشتری کا جمال
 ظہور معجزہ روشمس ہے شاید
 صفائے ارض و سما پر نگہ نہیں تھمتی
 صفا وہ جس سے کہ پر نور چادر کعبہ
 سیاہی دل کفار ہو گئی کا فور
 خیال و خواب ہوئی تیرگی شام فراق
 لکھا ہی جاتا تھا جبین جال یوسف کا
 کلیم طود کو کرتے ہیں دور ہی سے سلام
 چرخ گور غریبان بھی سمجھ نہیں سکتا
 رہی نہ تیرگی بخت عاشقان باقی
 مسافران عدم کو ملا وہ جادہ نور
 نہ کرب شام غریبی سے جان کو کاہش
 سیاہی مشک حوت غرق بھر ہوئی

اُڑی ہے نامہ عشاق سے سیہ بختی
 جہان میں اب کوئی تصویر سایہ دار نہیں
 نشانِ سجده زہاد میں سواد کہان
 زمین و تحت ثری آسمان و خلد برین
 وہ فاطمہ کہ جو امِ الائمۃ النجبہ
 جنابِ راضیہ صدیقہ مریم کبریٰ
 حجابِ اہل قیامت ہے جس کا حسد نور
 ملا وہ زوجِ خدائی میں جو کہ کفوِ کریم
 جنان سے خواہرِ موسیٰ و مریم و سارہ
 لے آیا جذبہ دل آسہ کو بھی آخر
 گمانِ عرش فرشتوں کو ہے دینے پر
 کلیم پھر اپنی کہہ کے قبر سے اُٹھے
 خوشحالِ امامت کے سر بندھا بہرا
 ردائے کہنہ ہے جس کی مرتعِ اسلام
 ملا حضور کے بیت الشرف کو ایسا اوج
 خوشا مراتبِ اقبالِ سیدہ خاتون
 انھیں کے زوج نے اصنام کعبہ کو توڑا
 انھیں کے واسطے آئی ہے چادرِ تطہیر
 انھیں سے کائنات و من کان کو ملی ہستی
 خوشی نے دلیں خدیجہ کے چھاؤنی چھائی
 کنا ردائے فطرت کی دختِ واحد
 ہوئے شکستِ خوشی سے علی کے بند زرہ
 ہے اہل دین کو انھیں سے افادہ قرآن

برنگ پر تو مہ ہیں حروف کے دامن
 مصلیوں پہ ہے یہ لطفِ خالقِ ذوالین
 برنگِ مہرہ خاکِ شفا ہے صنوِ فلک
 جمالِ فاطمہ زہرا سے ہو گئے روشن
 وہ فاطمہ کہ جو بنتِ الرسول شاوِ زمین
 بتول و طاہرہ و مادرِ حسین و حسن
 نقابِ شاہِ فطرت ہے شرم کا دامن
 ابو الائمۃ علی خسروِ زمین و زمین
 نکل کے شوق سے آئین تہ پہر کہن
 مکانِ جنابِ خدیجہ کا ہو گیا روشن
 جمالِ فاطمہ یون ہو گیا صنیا فلک
 شاعین پہنچیں سر نخلِ دادی این
 زہے نصیبِ نبوت نبی ہوئی ہے وطن
 مزیلِ کفر ہے جس کی شمیمِ پیرا ہن
 کہ نجمِ جبہ فدا کرتا ہے سپہر کہن
 کہ سرو قد اُٹھے تعظیم کو رسولِ زمین
 انھیں کا پڑھنے لگے کلمہ بندگانِ دین
 انھیں پہ زیب ہے عصمت کا پاک پیرا ہن
 ہوئی انھیں کے سبب خلعتِ سپہر کہن
 گلِ مراد سے جلو ہے وسعتِ دامن
 مبارک آپ کو اے مصطفیٰ رسولِ زمین
 بھرا جواہرِ مقصد سے تیغ کا دامن
 انھیں کا قولِ مسلمانوں کو حدیثِ حسن

<p>انھیں کے جسم پہ دنیا میں اک رواے کس رنگ مہر افق بہ وقت پہ جلوہ نگین انھیں کی کرتے تھے تعظیم خود رسول زمر اوی کو لکھ لیا یوسف نے بہ سرد امن اوس کا آسپکے در پر تھا اس قدر دغین یہ حکم دے گا زمانے کو خالق ذوالمن کہ آتے ہیں قدم اور سین و حسن وہ فرط نور سے میدان حشر کا روشن وہ سر پہ چتر نبوت کا سایہ منو افگین گزر رہی ہے سواری بہت شاہ زمین کہ آج گوہر مقصود سے بہرین دامن بسوقِ خلد زبانوں پہ معرفت کے سخن عبث ہے طول گل افشانی زبانِ دہن چلو چلو سوے دربار خالق ذوالمن بیانِ سیات کے سب کرد و واقعات کہیں کہ ہم ہیں کشتہ جو دو جناسے عشق و دن کھیلے ہوئے ہیں در و در رخ و بہشت و دن</p>	<p>انھیں کے فرق پہ روزِ نشور تاج شہی انھیں کا نور عبادت پہنچا نہ میں کہا انھیں کو محمد نے بضعتہ رستی عدم میں اسے پڑھا تھا جو درس عصمت کو بغیر اذن نہ روح الامین بھی آتے تھے جب انکا مشرین آئے گا ہو روح عصمت چھپالین آنکھیں نقاب اور بے ربا پنی وہ اختتام سواری وہ طرہ کی صدا حیان جبین سے ضیا کو کسب امامت کی وزیر عجب ملتے ہیں انبیا کے جسکے سہار میں خیل ملائک پئے گزارش حال عتب میں اُسٹ مرحومہ کا گردہ کثیر قصیدہ چھوڑ کے بس آؤ تم بھی اسے مشر جناب سیدہ موجود ہیں سفارش کو برائے پرسش حال آگئی رحمت دم نتیجہ تقریر یہ بھی کہہ دیتا پھر آگے خضر مقدر جدھر کو لے جائے</p>
---	---

مَدَحِ جَبَّارِ سَيِّدِ الْوَسَلَاءِ

<p>عقل نسانی ہو کیونکر تہ و این فاطمہ جمع رہتے ہیں ملائک روز و شب شام و صبح پُرے فطرس کی اور ہم سب کو گلزارِ جستان بند ہو جائیگی آنکھیں اک ہمانکی خود بخود</p>	<p>جبکہ ہوں خلاقِ عالم مدحِ خزانِ فاطمہ ہے زمین پر عرشِ غلیم مکانِ فاطمہ عام ہے دنیا پہ فیضِ آستانِ فاطمہ دیکھ کر روزِ قیامت اورج و تاجِ فاطمہ</p>
---	---

رتبہ دان ہو کون اس چادر کا اللہ کے سوا رحمت حق متصل آتی ہے پر دانہ صفت پوچھ لو بڑھ کر ذرا روح الامین سے پوچھ لو جسکو ہو فہم رسول اللہ یا عفتل علی	جس کا ہر بیوند فرد امتحانِ فاطمہ جلتی ہو جس بزم میں شمع بیانِ فاطمہ ہے زبانِ مصطفیٰ گویا زبانِ فاطمہ وہ سمجھ سکتا ہے مقوم بیانِ فاطمہ
--	--

ق

جمع ہوگی ایک خدائی عرصہ عشر میں جب خیزب رحمت کے تقاضے ہونگے یوں کس لطف سے رخے گیارہ بادشاہوں کی جلالت آشکار اعتقادِ امرِ ربی ہے تو یہ بھی مانئے لمعہ نورِ جبینِ جہوت پہنچاتا فلک شاہِ عصمت کو تازشِ جبکی شعلہ بینی پہ ہر اللہ اللہ ری تجلی سراپاے علی عالم زر سے لگا کر تا بہ روزِ انتقال نورِ عصمت کو سون آگے آگے چلتا تھا بطورِ کج بند ہو جائیگی اک عالم کی آنکھیں خود بخود ایک عالم پر تمتک جسکا لازم ہو گیا حضرت آدم سے عیسیٰ تک ہر اک کو عجز ہے دیکھو ے جنم رسول اللہ اور قلب علی ہر چکی محشر اداے نذر لب خاموش رہ مانگنا خلق سے دعاے صحت اور پھر نذر کر	مفتخِ انین سے ہونگے شیعیانِ فاطمہ بس چلو سوائے جنان اے دوستانِ فاطمہ اللہ اللہ چادرِ کہنہ میں شانِ فاطمہ شیرِ دہیر کیا ہیں روحِ جانِ فاطمہ چوم لی تلمے نہ آکر آستانِ فاطمہ لے رہے شانِ بہارِ برستانِ فاطمہ عالم انوار تھا جس سے مکانِ فاطمہ ذکرِ خلاقِ جہان تھا اور دہانِ فاطمہ جھڑت جاتے تھے یہ دونوں شانِ فاطمہ عشر میں شانِ کا جب خورشیدِ شانِ فاطمہ اس رہے خرو وقارِ خاندانِ فاطمہ ہے تو لبِ عالمِ خدا ہے رتبہ انِ فاطمہ دیکھنا ہو جسکو دنیا میں مکانِ فاطمہ غیر ممکن ہے بشر سے روحِ شانِ فاطمہ پھر جب میں ہوگی مدحِ دوستانِ فاطمہ
---	--

مِنَا فَمَعْرِضُكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

نویبِ آغوشِ محمد ہیں جنابِ فاطمہ	”بُضْعَةُ مِثْقَى“ نہ کیونکر خطا شائبہ طبع
----------------------------------	--

<p>میں دکھاتا ہوں مرقع شبر و شبیر کا بہر نزوح علی عاجز جوتھی عقل بشر حالم ہائے نورین رونق فرا ہوگی حضور دایب آداب رسالت افق کے خواہاں رہے سجدہ گاہ قدسیان کئے میں آخر کیا عشو نفس مہوش عبادت بالش راحت پسہ ایسے جلوے کے لئے شایان ہی آئینہ تھا حکم ہوگا اپنی آنکھیں بند کر لین جن دہش عقل سے لین کس لئے احکام امکان و محال انبیا کی چشم دل بھی کام کر سکتی نہیں لن ترانی کہتا ہے ہر ذرہ طور شوق کا طبع فضا سے مادی کر دیا اپنا مزاج چشم سیار و ثوابت سے ہنسی آتی رہی عالم ارواح میں روز ازل سے تا ابد باز آئے چشم باطن تاکہ شوق محال سید شبان جنت ہو گیا بچوں کا نام</p>	<p>آفتاب نکا لقب یہ ماہتاب فاطمہ علم قدر کے کیا خود انتخاب فاطمہ اللہ اللہ اہل محشر سے حجاب فاطمہ پوچھو شہر علم سے عزاز باب فاطمہ باب بیت اللہ سے بالاتر ہے باب فاطمہ ایک ہیں معنی بیداری و خواب فاطمہ بنگلی دامن رحمت سے نقاب فاطمہ حشر میں جہوت آئین گی جناب فاطمہ پوچھیں باب علم سے حدیث فاطمہ ہے حجاب قدس کا عالم حجاب فاطمہ جب میں کہتا ہوں کہ دکھلاؤ اب فاطمہ خانہ داری میں یہ تھا عدل جناب فاطمہ شکو بھی سر کی نہ چھکے سے نقاب فاطمہ غیر ممکن ہے کہ مجھائے جو اب فاطمہ ہے ثبوت نقی رویت یا حجاب فاطمہ یون ہوئی تقسیم میراث شباب فاطمہ</p>
---	---

دامن دل لولو و مرجان سے اے محشر بھر دو
اے سخن آفتاب و ماہتاب فاطمہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

<p>فاطمہ سے زینت دار النبوت ہو گئی آئے عالم میں قدم بنت رسول اللہ کے بضوہ منی محبت سے محمد نے کہا</p>	<p>نیر عظم کی ہر ذرے میں طلعت ہو گئی ساری دنیا آج دُنیا سے شریعت ہو گئی دو ہی لفظوں میں بیان شرح نبوت ہو گئی</p>
---	--

<p>ہو اگر باور نہ میرا تو خدا سے پوچھ لو دو جہان میں مثل ممکن ہی نہوگا حشر تک دل بچھا ور کرنے بلغِ خلد سے حورین چلین جب لے شو ہر علی بنت رسول اللہ کو پائے وہ فرزند جسے زینب کون و مکان نورِ زہرا کی تجلی کا بیان ہو کس طرح لیکھیں تشریف جگے گھر میں مہمان ہو کے آپ اسکی تفسیر عبادت لکھ سکے انسان کیسا پانی سردارِ نسائے عالمین نے وہ حیا روزِ پیدائش سے لیکر تا فراقِ جسم و جان چادرِ کمنہ کا اللہ کیا ہی فیض عام ہے قوتِ ادراک اُسکے زہد تک پہنچے گی کیا ترکِ دنیا کا مزا اتنا معین صبر تھا</p>	<p>ختم ذاتِ سیدہ پر شان عصمت ہو گئی سیدہ کی ذات سے تفسیرِ وحدت ہو گئی انکی جب گھر میں محمد کے دلاوت ہو گئی ایک معنی میں نبوت اور امامت ہو گئی بازے ایمان میں جسے دونی طاقت ہو گئی گردِ جس سے نیرِ عظم کی طلعت ہو گئی اُسکے گھر کی کل زمین گناہِ حشر ہو گئی جسکے منہ سے بات جو نکلی عبادت ہو گئی حشر کے دن جو کہ خالق کی مشیت ہو گئی زندگی جتنی تھی اعجاز و کرامت ہو گئی حشر کے دن بڑھ کے پردہ پوش امت ہو گئی جاریہ خدمت سے جبکی فخرِ امت ہو گئی زحمتِ فاقہ کشی جزوِ طبیعت ہو گئی</p>
--	--

<p>محبتِ صدیقہ کبریٰ لکھی صد مر جا تقصیرِ جنت ملنے کی محشرِ صداقت ہو گئی</p>	
<p>یہ خبر لائیں شعائیں آفتابِ نور سے میرا دعویٰ سرمہ چشمِ بصیرت کیوں نہو دیتا ہے دارِ نبوت کا ہر اک گوشہ صدا مہرِ دم نے فرطِ شادی سے کہا صل علی جلوہ زہرا میں کیونکر عالم آرائی نہ ہو روکشِ دادی امین گھرِ محمد کا ہوا لو لو مرجانِ ملیں گے مانگو اسے محشر دعا</p>	<p>فاطمہ زہرا کی آمد ہے حجابِ نور سے یہ بھی ہے اک فردِ فرخِ انتخابِ نور سے بہنگے دروازے گیا رہ ایک بابِ نور سے شکلِ زہرا جب ہوئی ظاہر نقابِ نور سے ماہ نے لی روشنی اس آفتابِ نور سے بارشِ برقی تجلی ہے سحابِ نور سے لو مرادین اپنی بابِ علم و بابِ نور سے</p>

درمچ ہادی و جناب امام حسن علیہ السلام

یہ کسی عید ہے یا رب میان ماہ صیام
 دکھا رہا ہے ہجوم جماعت ہمسلا م
 وہ اتفاق جو مرضی خالق عسلا م
 ابوالبشر کو دیا جس نے خلد میں آرام
 وہ اتفاق جو بنیاد راحت و اکرام
 دکھا رہا تھا نگاہوں کو شوکت اسلام
 ملا دی خاک مذلت میں صورت احسان
 نہیں جو قوت امکان سے وہ کئے ہیں کام
 اسی سے خضر کو تھا طعم زندگی و دام
 دل مفان کو ہلا دے شکست شیشہ و جام
 یہی ہے ہجر میں عیسیٰ عاشق ناکام
 وہ بزم عیش و طرب ہو کہ مجلس آلام
 ہزاروں قبروں سے زندہ ہے اتفاق کا نام
 درست کرتا ہے یہ حسن و عشق کے سب کام
 یہی بناتا ہے عاشق کو لاکھ دل سے غلام
 کبھی نہ جھلون میں ہو لطف و عنایت ایمان
 ذرا سی بات میں کھوے ہیں لاکھوں ہی ادہام
 کہ ہمہ موسم گل میں ہوئی شراب سرام
 بڑے بڑوں سے نہ دنیا کا بن پڑے کوئی کام
 غریب قلیں نے پایا نہ تائبہ سہ آرام
 امور دین کا اسی کے بسبب درست نظام

معاف ہیں یہی مصروف سب خواص عوام
 برائے تزکیہ نفس اتفاق کا جوشش
 وہ اتفاق جو زینت فرسے بزم وجود
 وہ اتفاق کہ جو وجہ خلقت حوا
 وہ اتفاق کہ جو دار فح پریشانی
 وہ اتفاق جو خم غدیر کے بن میں
 وہ اتفاق کہ جس نے میان بیت اللہ
 اسی کے ہاتھ تھا میدان خندق و خیبر
 اسی کے بل پہ سلیمان نے بادشاہی کی
 شریوں میں اگر حسن اتفاق نہ ہو
 اسی کو وعدہ کی شب یار کا خضر کئے
 نہ اتفاق اگر ہو تو نقش حرمان ہے
 نگاہ کر اسے غافل لبوے گورستان
 بنا تعلق خاطر کی اتفاق پہ ہے
 برنگ راج بھی ہے میان پیکر حسن
 نہ متفق ہوں اگر چند لفظیں خوبی سے
 اسی نے فلسفہ از دیاد قوت سے
 اسی نے چند اکابر سے ایسا ساز کیا
 کنارہ کش ہو مہات میں اگر یہ ذرا
 جنہیں دل سے فراموش کی جو یاد اسکی
 اسی کے ہاتھ ہے شیرازہ بندہ ی دنیا

اسی کے جذبہ خالص سے مسجدیں آباد
 اگر ہے عقل سلیم اتھاق کی جو یا
 حسن امام دوم رہنمائے کون و مکان
 علی کا قوت بازو نصیر دین رسول
 خدا کا نور جسے کیئے سر سے تابہ تدم
 علی کے بعد وہ ملک خدا کا شہزادہ
 یہی ہے راکب دوشن محمد عربی
 یہی ہے دور ہدایت کا نقطہ ثانی
 اسی کے ہاتھ پر بیعت کو پیشتر سب سے
 مبارک آپ کو اسے فاطمہ یہ نور خطیر
 فرزند چرخ سے حسن حسن جو دیکھ لیا
 بس اب یہ طفل ہے اور دامن رسول خدا
 علی سے آج نہ پوچھو خوشی کا اندازہ
 جناب سیدہ کے ہر مادی کے نثار
 ازل کے دن سے یہ ایسا ہی صاحب نعمت
 فلک پہلے پہل اُترایہ ستارہ نور
 ہجوم اہل عرب باب حلم و حکمت پر
 کھلا ہوا ہے دامن خزانہ نبوی
 تمام شہرین کثرت سے یوں چراغوں کی
 خوشنم میں عود کر آیا شباب سلمان کا
 کبھی فلک پہ کبھی ہین زمین پہ روح امین
 کبھی رسول کی خدمت میں ہین بھی سر عرش
 جہان میں آگیا شبان خالد کا سردار

وہ سب کو شوق جماعت وہ اقتدارے امام
 مطیع خلق حسن ہو کہ بن پڑیں سب کام
 جہان میں جو ہوا پیدا میان ماہ صیام
 جناب فاطمہ زہرا کے قلب کا آرام
 کہ جس نے کر دیے روشن مریں کے درو بام
 بلند رتبہ فلک بارگاہ عرشین مقام
 اسی کو کہتے ہین فرزند کا سر اصنام
 اسی کو کہتے ہین دیندار امام ابن امام
 جھکی تھی قاتل مرہب کی کس ادب حسام
 کہ جس کو کیئے تنائے قلب ماہ صیام
 حیا سے گھٹ گیا دودر جے نور ماہ تمام
 بس اب یہ طفل ہی اور رحمت خداے انام
 کہ چاند عید کا دیکھا میان ماہ صیام
 چھپا رہی ہین مشکبک روا میں ماہ تمام
 لکھا تھا عرش خدا پر جلی حروف سے نام
 مکان سیدہ کے جگہ گا اُسٹھے درو بام
 خروشن تہنیت اور جوش مجمع اسلام
 صلائے عام مہینے میں ہے پیر انعام
 کہ صورت دل تنہا ہے پڑھنا کتب شام
 جگہ پہ مجتہدین کی بانی اب خدا کا ہوام
 خوشی کے جوتیں ہیں شکل ہی دو گھڑی قیام
 تمام ہی نہیں ہوتے ہین تہنیت کے پیام
 چلو چلو کہ ہے کوثر پہ بزم شین و جام

<p>تمام شرع کی تکلیفیں ہیں یہ دنیا تک بس اب کمان کے قتا واسے حضرت شاعظ کمند جذبہ عشق حسن ہے گردن میں لکھم ہے صفحہ دل پر حدیث جام کی شرح پلاوے ساقی رنگین ادا خدا کے لئے تکلیک سے حکم اتموا المصیام کا آیا سحر ہے دور ابھی مثل تصور تو بہ فقیر مست ترے سیکدے میں کھولینگے صوم یہ بزم بادہ عرفان ہے اب ہمارے لئے جناب سیدنا حسین عالم دہر انہیں کے فیض سے عالم میں نشر فقہ و اصول ریاض علم میں اس طرح آبشار کی کیا یاد دے ہوں کار مرہم کا فور غموش تحشر اب آگے ہے طول استدلال مستبول ہو یہ مرا عذر سستی تالیف عطش کے جوش میں ہوں مبتلائے شبن داغ</p>	<p>بس اب کمان کی نمازین کمان کا ماہ صیام بس اب مکابرہ شیخ سے ہونست حرام چلا ہوں جانب کوثر خدا کا لے کر نام نیا نہیں ہوں ازل کا ہوں میں شراب آشام دعا میں دو دعا کہ ہے اختتام پر یہ کلام زوال حرمت مشرق ہے لائے گلغام پڑھوں میں سورہ قدر باد بھر کے دے توجا تمام دن کے تھکے ماندے آئے ہیں سرشام یہ اپنا پیر ہیں ناسرہ امام ہمام کہ جسکے در سے نہ واپس گیا کوئی نا کام یہی ہیں ماہر علم رجال و علم کلام کہ جس سے بن گیا رضوان بھی نہا ہے دام کہ اچھے ہو گئے زخم حسین تشنہ کام کہ تیرے دعوے پہ ہیں تنق خواص و عوام مہر صیام میں ہوں فکر تام سے نا کام بجائے فکر مضامین ہے فکر آمد شام</p>
--	--

در مناقب نبین علیہ السلام

جمعہ ۱۹/۱۰/۱۳۹۹

<p>بحال یار و صفوہ را بادہ بھی ہے اور یہ بھی غم فرقت میں ہمدردی جگر کی دل کو لازم مٹی بزرگ ابر دریا بار ہر اک آنکھ ہے غم سے نگاہ لطف یا چشم ستم سے کوئی دیکھے تو</p>	<p>دیار حسن کا فرمان روا وہ بھی ہے اور یہ بھی بلا سے عاشقی میں مبتلا وہ بھی ہے اور یہ بھی اگر بات آپرے صبر را زادہ بھی ہے اور یہ بھی حقیقت میں ہمارا مدعا وہ بھی ہے اور یہ بھی</p>
--	--

ادا سے شرم ناز حسن کو کیونکر چھپائے گی
 ہنسی ہو یا کہ غصہ ہم تو دونوں ہی پر مرتے ہیں
 لگا ہیں دوست کی شرح طلسمات تغیر میں
 جیون میں اور پیا ہنگامہ تشریف جانان ہو
 عیادت کے لئے آتے ہی ہنس کربات کر لینا
 سنین اہل بصیرت شرح حسن و عشق سن کھین
 فراق دوست میں شور فغان ہو یا کہ خاموشی
 حیات و موت کا کیونکر کوں افسانہ فرقت میں
 جفا دربان کی اور میرا نکلنا بزم جانان سے
 غم ہجران و شوق وصل کی تعریف کیا کیجیے
 بدور عاشقی سرکش کی ہر دوسرہ کیسی
 ادا سے بی غمی ہو یا لگا و بندہ پرور ہو
 نظر کی پہنچے جسے ساکنان کوئے جانان میں
 کرین تنقید کیونکر مذہب شیخ و برہمن پر
 بہر تقدیر ہم خوش ہیں اٹھائے یا کہ رہنے سے
 نقاب و زلف سے کسے نکالی چھوڑ کیا گئیے
 یہ جذبات غزل میں اُلفت شبیر و خیر میں
 ہوا بڑا جو پار اپنا کھلا جنت میں جاتے ہی
 لگا ہیں اہل باطن کی قسم کھا کھا کے کہتی ہیں
 دم نظارہ حسن ظاہر و باطن پکارا اٹھا
 بوقت فکر عرفان قوت و حیدان پکارا اٹھی
 بگوش دل ذرا تفسیر میرا دردی حسن لو
 علی کے بعد اجلال خلافت یوں پکارا اٹھا

کہو تو صاف کہدین خود نادرہ بھی سہاوریہ بھی
 ہمارے واسطے اُنکی جفا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہ دل لیتے ہی پھر نا آشنا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 شب و عدہ مکر دلی دعا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 مریض در و فرقت کی دعا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 فسانے کی ہمارے ابتداء وہ بھی ہے اور یہ بھی
 محبت سے حقیقت آشنا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہ ممنون جفا سے ناروا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 ارے اک اقصہ عبرت فراہ وہ بھی ہے اور یہ بھی
 مگر تشریح آئین وفا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 جواحت خود دہ تیر جفا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 ہماری زندگی کا آسرا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 شکایت سچ محبت نارسا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 اصولاً ایک مرد با خدا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 درد لدا پر اپنی صدا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 بہارستان اُلفت کی ہوا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 حقیقی عاشقی کا رہتا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 جہاز منفرت کا نا خدا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہ سر سے پائون تک فریاد وہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہ تصویر جمال مصطفیٰ وہ بھی ہے اور یہ بھی
 دل و جان عسلی مرتضا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 جناب فاطمہ کا دلربا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 حقیقی دو جہان کا بادشاہ وہ بھی ہے اور یہ بھی

جہالت ستہ کا ہر خشک و تر آواز دیتا ہے دل اہل بصیرت سے جو پوچھو صدائے کدیگا نصیری دیکھ جائے قوتِ اسرارِ موروئی فضائے دہرین روح الامین خوش ہو کے کہتے ہیں	خدائی دور کا فرماؤ وہ بھی ہے اور یہ بھی ہمارا مقصد راہِ پیشوا وہ بھی ہے اور یہ بھی خدا کا بندہ قدرتِ نما وہ بھی ہے اور یہ بھی مرا محذور میرا رہنما وہ بھی ہے اور یہ بھی
--	--

پڑھو محشر وہ مطلع جس کا ہر اک مصرع دلکش
کہا جائے قبائلیہ خلد کا وہ بھی ہے اور یہ بھی

دل اربابِ دین کا دعا وہ بھی اور یہ بھی تجلی سخاوت کی کینہ نہ روشن کر دے مسجد کو بتوں کو کیون نہ گرنی نظر برق فنا ٹھہرے سیما کو ہمیں ہاتھ آیا نغائے مسحائی ذرا سیما سے فرزند ان وجہ اللہ کو دیکھو دیرستانِ عرفانی میں بابِ العلم کی صورت بجز چشمِ خدا کوئی بھلا آنکے کا قیمت کیا خرا معلوم کن کن سائلوں کے فاتے توڑوائے منقش ہیں پر جبریل پر تھے شجاعت کے برابر باہمی میراثِ پادشاہ دستِ قدرت سے اقبال میں کتابت کی نہ کیون موتی ہو دو ٹکڑے گواہی دیتے ہیں شمس و قمر گردون زمین سے صدائیں آتے ہی ہیں آج تک محرابِ منبر سے کبھی محروم پھرتے ہی نہ دیکھا در سے سائل کو زبانِ دل سے بات ایمان کی پوچھو تو کوٹھنیں پڑھو تفسیرِ چشم و قلب سے لولو و مرجان کی جمالِ حسن کے تیور قیامت ہیں جوانی میں	خدائی کسے لے فضلِ خدا وہ بھی ہے اور یہ بھی ضیائے آفتابِ امانہ وہ بھی ہے اور یہ بھی کہ ابنِ خانہ زادِ کبریا وہ بھی ہے اور یہ بھی مریضوں کے لئے وجہ شفا وہ بھی ہے اور یہ بھی رموزِ قدرتی کا آئینہ وہ بھی ہے اور یہ بھی معلمِ حضرت جبریل کا وہ بھی ہے اور یہ بھی درِ شہوار بھرا سوا وہ بھی ہے اور یہ بھی کہ نعمتِ بخشِ خوانِ ہلا تا وہ بھی ہے اور یہ بھی سریرِ آرا سے ملکِ افتادہ وہ بھی ہے اور یہ بھی سوارِ دوشِ محبوبِ خدا وہ بھی ہے اور یہ بھی جنابِ سیدہ کا لاڈلا وہ بھی ہے اور یہ بھی دورِ آؤیزہ خیر النساء وہ بھی ہے اور یہ بھی کہ صدرِ آرا سے بزمِ تقادہ وہ بھی ہے اور یہ بھی خدائی دور کا حاجتِ دادہ وہ بھی ہے اور یہ بھی علی کے پیروں کا مقتدا وہ بھی ہے اور یہ بھی کلامِ اللہ میں مددِ خدا وہ بھی ہے اور یہ بھی جہانِ کفر کو برقِ فنا وہ بھی ہے اور یہ بھی
--	---

نجاتِ آخرت اس سے بھی اور اس سے بھی دستہ علیٰ و مسطفیٰ معراج میں خود جا کے دیکھ آئے بروزِ عید و ولہوس لایا خازنِ جنت مناقبِ تاجِ عرضِ تنہا چاہیے حشر مرضِ میں رحمتِ سبطین دل سے نذر مانی تھی مراد امن نہ کیونکر گوہر مقصد سے بھر جائے	دلِ اہلِ جہان کا دعا وہ بھی ہے اور یہ بھی کہ آگاہِ روزِ کبریا وہ بھی ہے اور یہ بھی برابرِ مرجعِ لطفِ خدا وہ بھی ہے اور یہ بھی دلِ بیتاب کا عقدِ کشا وہ بھی ہے اور یہ بھی شفا حاصل ہوئی وجہِ شفا وہ بھی ہے اور یہ بھی خدا کے فضل سے حاجتِ داوہ بھی ہے اور یہ بھی
---	--

وَرَمَحْ جگر گوشہ رسولِ ثقلین جنابِ امام حسین علیہ السلام

بن گیا بندہ میں عشقِ خانسانِ برباد کا خرمن ہستی تھا نذرِ برقِ مشعلِ کوہِ طور جب ہوا محوِ تصور کھینچ دی تصویرِ دوست وقتِ ناکامی شکستِ دل کی سنتے ہی صدرا ننگِ پیمانِ وفا ہے شکوہِ سخی کی ہوس لکھول کر بندِ قباد کھلا دونِ داغِ سوزِ عشق روزِ اولِ گلشنِ الفت میں سب کچھ ہرچکا اہلِ باطن دیکھ لیں خود کیفیتِ گزاری ہوئی چشمِ حقِ بین کے لئے ہو شرحِ آئینِ وفا محوِ ذوقِ عنسِ ہون اتنا بھی کہا جاتا نہیں غم نہ ہو کچھ روح سے چھوٹے اگر زندانِ جہم کون وہ آزاد سردارِ جوانانِ بہشت راحتِ روحِ محمدِ شیون کا مولا حسین کر دیا اسلام کو اسلام جسکی سستی نے کر دیا سہل اپنے مرنے والوں پر کس لطف سے	اور آگے حکم جو کچھ ہو دلِ ناشاد کا اس طسح بھر کا کیا شعلہ کسی کی یاد کا بارِ احسان کیوں ہو کلکِ مانی دہیزاد کا دیکھتا ہوں ہنس کے مسندِ چرخِ ستمِ ایجاد کا ہاتھ خواہش مند کیوں ہو دامنِ حبلِ ادا کا کون باعث ہے فروغِ عالمِ ایجاد کا اب رہا کیا ہے جو مجکو خوفِ ہوصیتِ ادا کا صبرِ میرا آئینہ ہے دوست کی بیدار کا وہ لہو جو ہر بسا جو خبرِ حبلِ ادا کا خاتمہِ باخیر ہو یا رب مری فریاد کا عشق کی دنیا میں پیسے قول اک آزاد کا غلغلہ ہے جس کی آد سے مبارکباد کا جانشین بے فاصلہ جبریل کے استاد کا جس سے مستحکم ہے پایہِ دین کی بٹیا د کا مرحلہ مشکل تھا جتنا روزِ عدل و داد کا
--	--

ہم سے پڑھ جائے سبق عالم خدا کی یاد کا جس کو سہرا یہ کہین طبع سخن ایجا د کا	قول نفس مطمئنہ ہے کہ جس حالت میں ہوں خانہ تحریر سے ہنسنے وہ مطلع ہو رہا ہوں
	شور ہے بیت الرسائل میں مبارکباد کا آیا عالم میں پیر خالق کے خانہ زاد کا
سننے والا بیکسوں کے نالہ و فریاد کا کھیل بھی وجہ ترقی تھا خدا کی یاد کا کیونکہ نہ فرزند ہے جبریل کے اُستاد کا آئیگا خوش قسمتی سے دن جو عدل دا د کا ہر زبان پر ہے فسانہ ہر نی اور صیا د کا شا د ہے بیٹا رسول اللہ کے داماد کا کیونکہ نہوزنیت یہ بچہ عالم ایجا د کا جس سے قائم نام ابد تک ملت اجدا د کا ایک اک ذرہ ہے سرمہ کو ریا دازا د کا مرکز اصلی ہے ہر دانہ خدا کی یاد کا عرش پر چمکا ستارہ قسمت عبا د کا حق ادا ہو خدمت فرزند سے اُستاد کا قوم کو رتا بتایا باطنی اُمداد کا کیونکہ نہو منجانب اللہ فخر وہ اجدا د کا کیا نتیجہ عشق قیس نجدی و فرما د کا خلد میں گھر بنگیا اس خانان بربا د کا مدعاے خاص برائے دل ناشاد کا جو رگ چین کا نہ دھڑکا ہو نہ ڈر صیا د کا بے تکلف پھر مزا آئے خدا کی یاد کا	عالم علم لدنی ابن سلطان نجف جب گیا دوش محمد پر ہوا سجدے کو طول دے کے پر فطرس کو عرفا کی بتا دی راہ بھی جائیسے جنت میں بے پرسش غلامانِ حین خند تھی بچپن کی کہ بسم اللہ تائید خدا عید کا دن دوش پر زلف پیغمبر ہاتھ میں مدح سخاں مرکب کی اُمت مانج راکب بول مہدی دین بھی اسی نور خدا کی نسل سے عیسیٰ مریم سے پوچھو رتبہ خاک شفا اللہ اللہ مرتبے تسبیح خاک پاک کے بعد سجدہ خاک مولا سے جو پیشانی اُٹھی اسلئے گوارہ جنبانی کو آئے جبریل مذرا سائل پردے پردے میں کئے دینا رُخ جس نواسے کی خوشی طاعت ہونا ناسیئے الفت شبیر میں مرتے ہی ملتا ہے خدا زار قبر سطر لٹ کے جو مارا گیا موشرا اپنا بھی یہی ہو اکیں انجام کار پرستان جاننشین ساقی کوثر میں ہوں ترت شد کی زیارت پڑے اُسے غیب کے

منافق پسینی

سراپا حسن کی تصویر بنکر آنے والے ہیں
 ہجوم شوق میں دیکھیں تو اٹھ کر کون صدمے ہو
 جمال طور کی آمد پہ کیا کم ہو گئی ہلچل
 حیات عشق کی امیدیں کتنی ہیں غیش ہو کر
 مراد آئے گی کسکی مدد بھری آنکھوں کے صدمے میں
 اشلے میں ورق دیناے بتائی کا اُسلے گا
 نقاضاے محبت یہ کہ آنکھوں میں جگہ دیکھے
 خوشی میں اہل ایمان کو ہر مدہوشی سی مدہوشی
 رسول اللہ کے بیٹے سیدہ کی روح انھیں کیے
 حسد کی مٹی اکثر سن چکے جب پھر غلو کیسا
 پرورین اپنے فطرس نے نئے سر سے نو پایا
 جوانانِ جنان بھولوں سماتے ہی نہیں اب تو
 امید اہل باطن کو ہوئی مسراجِ جہانی
 صراطِ مستقیم اسلام و ایمان کو مبارک ہو
 پنھاور کو عوض بھولوں کے دل آئی ہیں حورین
 چُسانے کو زبان آمادہ بیٹھے ہیں محمد بھی
 شمیم رہبری پہونچی دماغ جن انسان کی
 بنا چھوڑے گی مرکب بچنے کی ضد محمد کو
 یہ آنا آپ کا گویا کہ بسم اللہ اس کی ہے
 خدا جانے عروج اُن قدوز کا کچھ بڑھ کے کیا ہوگا
 خدا رکھے یہ مشق کہ نہ ہے مسراجِ مودنی

دلورین جنکا گھر ہے وہ گھر گھرانے والے ہیں
 حقیقی مصدر معنی دلبر آئے والے ہیں
 ہلا جاتا ہے دل دیکھیں یہ کیونکونے والے ہیں
 نہ نکلے منہ سے اشک وہ زبا پر نہ والے ہیں
 کہ میکش ہاتھ میں لے لیکے ساغر آنے والے ہیں
 کہ چارہ ساز دردِ قلب مضطر آنے والے ہیں
 حسین ابن علی سبطِ پیمبر آنے والے ہیں
 جہان میں آج ابنِ میر کوثر آنے والے ہیں
 علی کی جان شبر کے برادر آنے والے ہیں
 یہ کیسے بزمِ عالم میں پیمبر آنے والے ہیں
 اڑا یہ کیمکے میرے بندہ پرور آنے والے ہیں
 جہان بیٹھے یہ چرچا ہے کہ افسر آنے والے ہیں
 یہ ستر کا کب دوشس پیمبر آنے والے ہیں
 حسن کی شکل کے اک اور رہبر آنے والے ہیں
 جنابِ فاطمہ زہرا کے دلبر آنے والے ہیں
 ہدیہ کا کہنے کو نسیم و کوثر آنے والے ہیں
 کہ گلزارِ امت کے گل تر آنے والے ہیں
 کہ اب شانہ کش زلفِ منبر آنے والے ہیں
 خدائی میں ابھی نو اور رہبر آنے والے ہیں
 جو بچپن سے سر دوشس پیمبر آنے والے ہیں
 علی کی مثل یہ مودش نبی پر آنے والے ہیں

<p>خدا ماما ہے جن کے باپ کو قوم نصیری نے علی مصطفیٰ کے دل میں جیسے رزم غیب آئے کاجہ سیدہ خاتون کا ہاتھوں بڑھنے والا ہے زور شوق میں پھیلا ہوا ہے دامن عالم زمین پھولوں سے اور تاروں کی گردن جام رکھتی ہے ابو دوزخ محمد کی رگوں میں جوش عشرت سے</p>	<p>خدائی: درمیں وہ بندہ پرور آئے واسلے ہیں عدم سے یوں تم دامان حیدر آئے واسلے ہیں علی ابن ابی طالب کے دلبر آئے واسلے ہیں خزانہ عفو کا ہمارے کر آئے واسلے ہیں کہ فرزند نرسیم جو من کو فر آئے واسلے ہیں حدیث حکم کی کے منظر آئے واسلے ہیں</p>
--	--

علی کا عشق دل میں ہاتھ میں سب پر کا دامن
 میان حشر اس صورت سے محشر آئے واسلے ہیں

شہداءِ فرات

<p>کیون مثل دامن صحرا ہو دامانِ فرات جو گرا قطرہ رگ جان سے بنا جانِ فرات زندہ ہیں دورِ خدائی میں شہیدانِ فرات کون ہے دورِ جہان میں مرتبہ دامنِ فرات مر گئے پیاسے لیا سر پہ احسانِ فرات پایہ گل دکھائی دیتے تھے نگہبانِ فرات لاکھ جانیں ہوں تو کیجے چلکے قربانِ فرات بنگیا شہا ہر جہاں ہے مرد میدانِ فرات حشر میں ہو گا مرا ہاتھ اور دامانِ فرات حوضِ کوثر کے برابر کیوں نوشتانِ فرات اس طرف بھی اک نظر لے سیدہ نامانِ فرات</p>	<p>الطش کہتے ہی کہتے اٹھے مہمانِ فرات دیکھنا نہیں شہیدانِ ستم کا معجزہ صدقِ دل سے دو اگر آواز مدفنِ لُٹھے موجِ تسنیم کو نرکی زبان سے پوچھ لو دید کے قابلِ اتھین اہلِ کربلا کی ہمتیں تین دن کی پیاس میں تھارے عباسِ تقدیر بنگیا ایک ایک قطرہ مرکزِ روحانیت فرطِ ہمت میں برابر ہیں نبی ہاشم کے سب اپنی چادر سے شہیدِ دن کو نہ دلا اکفن مہر میں یہ سیدہ کی وہ علی کی نکاح میں شوق میں یہ ہے دامنِ حاکم کو نرکی صدا</p>
--	---

دیکھا خونِ شہیدان ہو گیا دما عروج
 ہم تو سب بامشرب لاکھ ہیں ثنا خوانِ فرات

السلام علیک یا ابا عبد اللہ

<p>السلام اے تشنہ و مغموم شاہ کربلا السلام اے بے انیس و یاد و تنہا حسین السلام اے بے دیار ابن شہر خیر کشا السلام اے زینت آغوش حیدر السلام السلام اے زینت اورنگ شاہ امت درہجوم اشقیات تنہا شد و بچارہ شد روز عاشورا نہ کردند اشقیاء بر تو سلام بر دولت پیکان تیر دشمنان جانستان السلام اے کعبہ دارین شاہ تشنہ کام السلام اے طور سینا کے شہادت را کلیم السلام اے نوگل باغ امیر مومنان السلام اے ماہتاب و آفتاب فاطمہ السلام اے بے نوا و خامس آل عبا السلام اے غلسار حضرت زین العبا السلام اے ریخت طرح تربتش از ذوالفقار السلام اے بعد عباس و لا در خستہ تن</p>	<p>السلام اے پکیں و مظلوم شاہ کربلا السلام اے ہادی دین بادشاہ مشرقین السلام اے خانان بر باد و سبط مصطفیٰ السلام اے راکب دوش پیمبر السلام السلام اے جانشین تاجدار ہل اتنا السلام اے کز نجم اکبر دلش صد پارہ شد السلام اے کشتہ غربت اسیر فوج شام السلام اے قبر تو اندر قلوب مومنان السلام اے قبلہ کوفین امام ابن امام السلام اے راز دان مہر ذبیح عظیم السلام اے سید شبان گلزار جنان السلام اے درۃ التاج جناب فاطمہ السلام اے رہرو منہاج تسلیم و رضا السلام اے سوگوار ناصران و استر با السلام اے نوحہ خوان بر حال اصغر شیر خار السلام اے نوحہ خوان قاسم گل پیرین</p>
---	--

محشر در لیش ہم حاضر ہے عرض سلام
بر درت خواہان اذن است اشہا لیمقام



کہاں ہے جہاں ابوالفضل العباس علیہ السلام

ہوا اوز ازل جب پخل دلا بزمِ فطرت میں
خیال و خواہجہ لب نش رنگ بزمِ امکان کا
شہیم گل کی صورت پائی آزادی سے آزادی
حواسِ خمسہ کی دنیا میں پہنا تاجِ سلطانی
پھر افواج کو اک لیکے شب کو دور گردن پر
غضب کا جھرو مد آیا فراتِ نوجوانی کا
مباہات ملا تک پر تفاخرِ ننگِ ہستی تھا
اگر وقت آپڑا خونِ رگ جان کر دیا پانی
کمانِ جبریل کو یہ تاب سایہ چوسکیں بڑھ کر
لوہرِ رگ کا جتنا نذر سیلابِ تم کروے
زبان سے ترجائی دفترِ اسماءِ باطن کی
کبھی تھا امتحانِ صبر میں یعقوب سے بڑھ کر
نظر آتی ہے شانِ کبریا ہنگامِ نظارہ
کبھی آپ فنا کو صورتِ آپ بقا سمجھا
قرب آتے نہ دیکھا اختلافِ عناہ سر کو
حواسِ خمسہ کے آئینے پر دہنی جلا دیگی
ہنسی نہ پر رہی سمصورتِ صبحِ وطن گویا
لو اپنا سپردِ کلکب نقاشِ ازل کر کے
بشرقِ سرفروشی کہہ کے لبیک آگیا زو پر
جہاں طور کہ مانند سے خیر خاموشی

لکھا نام وفا کلکبِ قضا نے لوحِ قسمت میں
فراغتِ بسر کی عالمِ اسرارِ شہرت میں
نہار دن رات میں یقینِ ہمتِ گلزارِ وحدت میں
رہا زینتِ فروے صدرِ ایرانِ شجاعت میں
قمر ہو کر بڑھا ہے نیرِ اعظم سے رفعت میں
اٹھا کر ہاتھ انگڑائی جولی جوشِ طبیعت میں
حدِ امکان سے باہر بسر کی قوتِ مصیبت میں
خدائی بھر کے آگے آگے اظہارِ مؤدت میں
پیرِ روحانیت سے دن تھا محو سیرِ حنت میں
ترقی دے خدا اتنی شکستہ دلی طاقت میں
فنا ہو جائے والا ذوقِ دعوائے محبت میں
کبھی مثلِ مہرِ کفان تھا بازارِ تجارت میں
برنگِ روح کئے محفلِ اہلِ بصیرت میں
کبھی ڈوبا ہوا سر سے قدم تاکہ بکراقت میں
مزاجِ متقل کی ایک حالتِ رنجِ دردمت میں
بڑھی چہرہ کی رنگت کلفتِ گردِ و گردت میں
رہا دُوب کر نہ جو آسمان سے شامِ غربت میں
اضافہ کر دیے تازہ رنگِ تندرستی حقیقت میں
کہ جب دن پڑا چہرہ تازہ تھا کہ نہت میں
کلیمِ اللہ کی صورتِ بزمِ اظہارِ حقیقت میں

سحر تک چشمِ انجم کی طرح آنکھیں نہ جھپکائیں
 سرِ یالین آسائش یہ نیرنگِ اک قیامت ہے
 میانِ عالمِ فطرتِ خدا کے فضل سے دل ہے
 خدائی ہمزبان ہو کر جسے عباس کہتی ہے
 بنی ہاشم کا چاند اہل عرب کہتے تھے خوش ہو کر
 علی کے بعد یون شبیر نے آغوش میں پالا
 بہانِ علمِ امامت میں ابھی تھی صورتِ معنی
 عیانِ فوجوں پہ یون کی شوکتِ شانِ جلدی
 اب کے پوچھے روحانیتِ شبیر و حیدر سے
 جمالِ حسن سے ہن مصر میں دوست بھی شرمندہ
 بوقتِ جنگ تھی تلوار میں جھنکار دہی ہی
 ملاؤ زندہ بیٹا جو ہے مولودِ کعبہ کا
 یہی غازی خضر سیرت پئے امداد آتا ہے
 بحرِ شبیر کے عرفان اسکا ہو ہمیں کیونکر
 پڑھو مشر وہ مطلعِ اہلِ باطن سنتے ہی کہدین

غضب کیا جا گئے دالہ بلاے شامِ فرقت میں
 کہ خود بیدار لیکن دونوں آنکھیں غریبِ بخت میں
 مگر شبیر کا بازو ہے دنیا سے شجاعت میں
 ماحصہ ازل کے دن جسے حیدر سے جرأت میں
 کہ جبکو دیکھ کر ہوتی تھی عید اہلِ بصرت میں
 سکت بڑھتی گئی ہر لحظہ بازو سے امامت میں
 مگر شرکتِ رہی قلع درخیر کی قدرت میں
 یہ اللہ کی تصویریں دکھا دیں اپنی ہیبت میں
 بہمن معلوم ہے پالا تو تھا آغوشِ عصمت میں
 غلامی شوکتِ شاہی تھی بھائی کی اطاعت میں
 سرِ حرب پہ جیسے خارجِ شبیر کی ضربت میں
 خدا برکت دے لے امِ بہنیں آغوشِ الفت میں
 اگر رستہ کوئی بھولے رسولِ نیکلامت میں
 رہا ہو مدتوں جو صلیبِ علم و حکمت میں
 کہ یہ ہوا قنابِ محبت عباسِ طلعت میں

ستارا جو کہ اُترا تھا کبھی عیدِ نبوت میں

ہوا تابان وہ ابابہ بنی ہاشم کی صورت میں

برائے پرورشِ بطین کا سایہ بڑھا آگے
 مہارِ بخزانِ او کی جوانی کیون نہ ہم سمجھیں
 میانِ عالمِ ایجاد اسی خدمت کو آئے تھے
 علی سے جو شجاعت پائی تھی وہ ایسی کامی
 اگر باور نہ ہو میرا علی سے پوچھ لو چسکر
 امامت کے سوا میراثِ حیدر اس طرح پائی

ہو۔۔۔ عباس پیدا جبکہ ایوانِ امامت میں
 رہا ہو جو کنارِ سیدِ شبانِ جنت میں
 بسرِ ہوزنگیِ شبیر کی حفظ و حمایت میں
 کہ حصہ لے لیا اللہ سے گنجِ شفاعت میں
 شریکِ باطنیِ اکمالِ دینِ اتمامِ نعمت میں
 لیا شبیر جتنے برابر کا شہادت میں

نظر آتا تھا وقت جنگ ہنگامہ قیامت کا
 نہ چھوڑا بعد مردن بھی علمداری کے منصب کو
 صد دیتا تھا رگ رگ میں یہ خون قلعِ خیبر
 فرات کر بلا کی اس کے آگے اصل ہی کیا ہے
 جلال و نعم و شیراز سے ظاہر یہ ہوتا تھا
 منہ اپنا بھیڑ لینا اس کی طرف سے سندِ خاتون
 مجاہد فی سبیل اللہ ایسے کب نظر آئے
 آخر کر نہ رہیں پانی وہ پیتا بھی تو کیا پیتا
 دم تحقیق روشن ہو گیا اوصافِ صوری سے
 انشا اس کی لک فرہ ہوا سے اڑنے کہتا تھا
 یہ اللہ کی میراث اس طرح حاصل ہوئی آخر
 ابو الفضل ابن حیدر کے مناقبِ حب ہی لکھے
 زمانہ ہو گیا جب کی تھی عشر آستانِ بوسی
 حیاتِ آخرت کا نیز مقصد چاک اُٹھے
 نما میری حیاتِ خضر پر بھی روشنی ڈالے

خدا کی تھی کہ قبضہ تیغ کا تھا وقتِ رست میں
 چلے شیر کے آگے ہی آگے راہِ جنت میں
 کہ عباس عسکری بھی فرواں تھے نجات میں
 خدا کے فضل سے کوثر ہو جسکے دستِ قدرت میں
 علی خود ہیں جہان میں روح ہر گلوخت میں
 کئی سہوا بھی جزا کرے انکی نیا رست میں
 قیامت ہو جھینم رک رک گھر شی ق شہادت میں
 جو ہو سرتا قدم ڈوبا ہوا دریاے رحمت میں
 کہ تصویر علی تھا چہسری بھی معنویت میں
 عیان ہے صورتِ برق تجلی رخ کی طلعت میں
 چڑھائے ہاتھ پہلے روح کے درگاہِ قدرت میں
 بہت کچھ داد پائی مفضل اربابِ ملت میں
 دیارِ ہند پھر چھوڑا چاد شوقِ زیارت میں
 بسر ہو زندگی ماہِ بتی ہشتم کی خدمت میں
 لگا دے چار چاند آئینہ جذبِ محبت میں

شہیدانِ وفا کا ہاتھ میں دامنِ ادریں ہون
 زمین کر بلا سے جبکہ اٹھنا ہو قیامت میں

۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ ہجری

رباعی

عشر ہے قبول ہر عبادتِ تیسری
 تو آج سے جنت کا ہے جنتِ تیری

شیر کرین کیون نہ شفاعتِ تیسری
 پہونچا جو میں کر بلا میں قسمتِ بولی

رباعی

ایمان کی شان اور شوکتِ رکھ لی
 آنکھوں میں شہرِ عزتِ رکھ لی

شیر نے اسلام کی حرمت رکھ لی
 روزِ غم شہر میں ہوا خضرِ رکھ لی

ہجرت جناب الہیہ امیرین امام المسلمین و انتہاء علوم خفی و حبلی

ہم نام حضرت مرتضیٰ علی زین العابدین علیہ السلام

رہنا دہم نفس ہیں حبیبی گردن نشین
 رنج مسکون ہے مری ہستے لگے چار گام
 آگئی ہے برق کی فوت عناصر میں میرے
 شوق میں مشق حصول اوج کے یک خیال
 طائر ذہن رسا کو خود ہی تقدیر سے
 ہی وہ نور اب میری آنکھوں میں کہ جسکے سامنے
 دیکھ لے چشم حقیقت سے جو میرا نقش پا
 کہہ رہا ہے دسبدم میرے تصور کا عروج
 ذہن انسان سے ہو کو سون و درخت فکر کی
 بون کیا قید علائق سے رہا تقدیر نے
 کیا رفاقت کی ہے آزادی نے میری نفس
 ہر گزری کیونکہ نہ میں سرست لا بقل ہوں
 ہوں مدام بنی سے اس طرح مدہوش ہیں
 طاعت و لہذا میں کھٹے ہیں ایام حیات
 ہر جفا سے جاگزا میں سو طرح کا لطف ہی
 میں بھلا اور شکل شعلہ میل انظار تیش
 اک قیامت دلوں سے نظارہ حسن حبیب
 شوق آرائش میں زحیم دان دلکش لباس
 اسطرح و لہقین بنائی جاتی ہیں سو طرح
 دان خابندی کی تدبیر میں ہیں سو درنگ سے

لیجلا مجھ کو تو سورسوں سے چرخ چار ہیں
 تنگنائے دھڑنظر و لہقین ستا ہی نہیں
 خاک دیکھے گا مجھے اب کوئی بالائے زمین
 تیرے کمر مانند جاتا ہے جو ہے عرش و بین
 ملکیا زور پر پرواز حسب میل امین
 بن گیا خال رخ مشق خورشید مسدود
 پاک ہو عیب کلفت سے ماہ تابان کی چین
 کیا حقیقت ہی تری لے اوج چرخ آفتاب
 لامکان ہے میرے صحرے تصور کی زمین
 رکھیا سایہ بھی میرا چھوٹ کر مجھے کہیں
 عالم تجرید میں گویا کہ میں ہوں جاگزین
 فخر کی جا ہے میرے دل کو غم نہ آئیں
 دلوں شیشے کی طرح توڑوں اگر دیکھوں زمین
 عاشقی میرے لئے ہے حاصل دنیا و دین
 ہر ادرا پر اسکی قرباں ہے دل طاعت گزین
 صورت اشارہ ہے شمس ضبط آفتاب میں
 کیا کون کیا قہر ڈھاتی ہے ہمارے دل میں
 یان جنوں دوق حیرانی میں صبر کیا کہیں
 یان یہ اوجھن ہی نہ بیکھ غم کی حسرت کہیں
 یان ترقی پر ہے ہر دم سوزش قلب خرم

<p>وان لگایا جا رہا ہے سرورِ دُنبالہ دار یان ہین آنکھیں محو دیدار اولے پیوری جستجوئے وقت ہیکو عرض مطلب کیلئے ہیکو یہ حسرت کہ ہو جی بھر کے دیدار جمال شوق پامالی یں یان دل شل ماہی بقرار اس طرف بھر بھر کے ساغر نذر اہل بزم ہین اس طرف بے زخم بسمل ہو رہا ہے دل میرا خصلت ایذا رسانی پر او دھڑ بحد غرور شوق ایجا دست نگار می کا انکو دلولہ عادت طاعت اگر عشق مجازی یں رہی کیون نہ ہو سکی غلامی کا یہ مخلو فیض ہے</p>	<p>پہل رہے ہین دل پر یان تیر نگاہ شیر مگیر دور یں ہے اس طرف جام شراب آتشیز کان رکھ کر وہ کیسی بات سنتے ہی نہ ہین او کو ضد گرد نظر آئے نہ عارض کے قرین وان زمین پر پاؤں نخت سے وہ کہتی نہیں اس طرف بیٹھے ہین ہم مانند درختہ نشین اس طرف بیٹھے ہوئے ہی نیچے چین چین صبر کی عادت پہنا زان اس طرف تلب حزین اس طرف ضبط و تحمل پہلوئے ولین کلین ایک دن عشق حقیقی ہو گا اپنا ہنشین خود کہا خالق نے جسکو انت زین العابدین</p>
---	---

خسرو ملک شریعت مالک دنیا و دین
 حاکم تسلیم ایمان و امام المتقین

<p>باعث تزلزلین تخت و تاج شاہ کر بلا حامی شمع نبی و ناشر حکام حق سرور عباد و سرتاج ہجوم ز اہل ان دین جو فیض طبع سے شبنم کو حکم بسنگی آپ کے روئے صفائی اگر ہو کچھ ضیا آپ کا خادم اکیلا ہو اگر وقت سفر حیدر کرار کے پیر سے آکر بھر اربعین چاکر انکا تاج بخش خسروان کو درنو خاک چھائے سے اگر لہجائے انکی خاک پا ثناء خالص ہین انکے مختصر ہی یہ حدیث</p>	<p>مالک گلزارِ جنت رونق عرش برین مونس ارباب ایمان دشمن اعدائی دین سرگردہ اتقیا سر دار جملہ ساجدین سعدن الماس بجائے زمانے کی زین روکش غور شید ہو داغ دل ماہ سپین ہور فیق در ہیرا و سکا ضیفم صحرائین بھول بیٹھے ہوں سبق اپنا اگر روح الامین سایہ بال ہا ہے سایہ دامان زین ہو محروس کے لئے سرمایہ دنیا و دین ہوان حضوری کا مزا ہے پیش رب العالمین</p>
---	---

گر بڑا بیٹا کنوین میں اور رہے محو نماز
بعد ختم آئے قریب چاہ اطمینان سے
موجزن یاں دل میں بحر طاعت پر درگاہ
دیکھ کر دل بند کو اپنے سلامت ہر طرح
ہاتھ پھیلا کر لیا یوسف کو اپنی گود میں
لے لیا پھر مادر بناب نے آغوش سے
انکے گھونگر کل فرشتے روز شب محو طواف
آپ انسا ریسی جو دین حکم تنزل غرض میں
انکے پاہے مبارک قلب میدان معائنہ
مثل معدن حشر تک کم ہو نہ انکا سیم دزد
ہو اگر وقت سواری طبع خواہان حشم
دیکھ لین فرط تہور میں جو چشم نر سے
قوت اعجاز اگر شان پد اطمی دکھائے
جام جم سے نسبت انکے دکو دنیا ہے گناہ
کھل گئے باب اجابت آگیا وقت دعا
جہنم بر جب تک ہو یا رب ماہ کو تابندگی
دور گردون کو بقا جس روز تک عالم میں ہے
جو مشوقان کا جب تک زور اس دنیا میں ہو
ستے ہیں واعظ سے جب تک نام گلزار جنان
مرتے ہیں کوثر پر جب تک زاہدان پاکباز
قاصد عشاق جب تک کرتے ہیں پیغمبر
دین پر مفتون رہے ہر ایک سو سو جان
دسہدم ہر ایک کو شوق عبادت یوں بڑھے

کیا رجوع قلب تھا کہتے ہیں اہل کوشش ہیں
اوج پر مائل ہوا دوست آب نہ نشین
آگیا یکبار سطح آبنا سطح زمین
دل ہوا محو ادائے شکر ربانہا لمین
پیار سے چوے مکر چشم درخشاں جو جبین
یوں عبادت کا صلہ پاتے ہیں ارباب یقین
انکے در کے ایک دربان حضرت روح الامیں
ہو سوزانیرے پر قائم آگے خود شہید ہیں
ہاتھ انکا حامل تیغ امیر المومنین
جھاڑ دین جوش سخاوت میں جہان پر آستین
خمام لہن اگر طایک فخر سے دامان زمین
مردمک کی طرح ڈر سے شیر ہو گوشہ گزین
پھیر دین عالم کی جانب رخے خوشید میں
ان یہ ممکن ہے کہیں آئینہ شرع متدین
ختم کر محشر مدح افتخار ساجین
ضد نشان جو خلق میں جب تک کہ خوشید میں
آب سبیا یاں پر جب تک فرشتے سحر طین
صبر جب تک عاشقون کا ہوا نیس دہم نشین
دلین زاہد کے ہو جب تک شوق مہل جو زمین
زند جب تک پیٹے ہیں جام شراب آتشین
نام جب تک لیتے ہیں فرط تغافل سے حسین
ولسین فیعیوں کے رہے حب امیر المومنین
آستانہ سے سجدہ خالق رہے سب کی جبین

<p>راہ پر ہرگز نہ آئے قسمت اعدائے دین اپنی اپنی قبر سے جھوٹ اٹھیں مومن ہاتھ میں ہر اک کے ہو دامن خمدار شوق میں نہ داسے دروازہ خلد برین</p>	<p>بیر اقبال ہر مہین کا چلے شمل ہمسر اگر یمنش میں چتر ایدرج نہا سر پہ ہو رستہ میں نہ ہو اس پر شفاعت میں نظر بمشربہ ہر ایک کے عہدیان بے پایان کرم</p>
--	--

جوش عشتیاد میں بڑھیں نشان استقبال کو
کستی ہوں حورین کہ طہتم فاد خلوا خالدین

از مرآۃ الساجدین علیہ السلام

<p>دوست کی بالکی ادا میں حسرت دل ہو گئیں چشم عاشق میں فردغ رنگ محفل ہو گئیں کاٹنے لکھنے ترنج اور غوہی گھال ہو گئیں کوشش میں جوش میں کین نفیر باطل ہو گئیں جستہ درخص میں آرزو میں دلیں بسمل ہو گئیں انکی زلفین یون ٹھیں آنسو سلاسل ہو گئیں رات کی جتنی تھیں گھڑیاں ماہ کامل ہو گئیں خون کی بوندیں جو ہر شمشیر قاتل ہو گئیں سختیاں راہ عدم کی خفس منزل ہو گئیں تھیں تھے آسانیاں جنکو وہ شکر ہو گئیں حسن عابد سے جو ابد ماہ کامل ہو گئیں قدرت میں جن کی چراغ راہ منزل ہو گئیں ظلمات میں جن کی روشنی خاندان ہو گئیں جتنی انھیں تھیں تھیں قوت دل ہو گئیں سب مدد میں باوجود معارج قتل ہو گئیں</p>	<p>یہ خدا معلوم عیسیٰ پاکہ قاتل ہو گئیں وہ نگاہیں جو مرقع تھیں جفا و طغ کا محبت کو حسن کی بو پھوڑ نان مصر سے اے غور حسن کس سے دعا میں دن تھے اسرا داسے چہرہ دلدار کی اٹھی نقاب ایڑیوں تک جاتے ہی حسن درازی ختم تھا وصل کی شب آمد جانان پہ یون چوکا نصیب دینی ہے ذبح کے ہنگام جذب شوق جل صدق دل سے یلیا جب چل میں نام حبیب کیا قیامت تھا قدیم رکھنا طلسم عشق میں قدرت دیدار نے آنکھوں کو وہ بخشا فروغ کون عابد سہ سہر چارم علی ابن الحسین غیب سے آواز آئی آنت زمین العابدین جس نے ان کی منتبہت کا دم بھرا خبر نہ ہو کہ جس نے ج میں کیلی زبان</p>
---	---

<p>دندہ نکلا جب کنوین سے آپ کا ذر نظر ہو گیا حاصل تمتک جبکہ فخر فرج سے ایک بیل جیسے بنگا ہ لطف مولد ہو گئی آسان پر آپ کے جو آیا وقت بیکسی آپ کی الفت کے پر تو میں ہویہ حسن اثر حسن رخ کو دیکھتے ہی جو ثنا گستر ہوا سنگرمز سے قدرت اعجاز سے موتی بنے وقت نظارہ شعا میں آفتاب حسن کی عصمت اجداد مولا کا دیا جب واسطہ صبر حضرت کی حدیثوں میں یہ جو جزو ماثر طسیر کیا پایا کلام اللہ ناطق کا اثر زندگی بھر جتنی سانسین میں خدا کی یا دین آپ کے جد کی خدیہ خم میں بزم آرائیان آپ کے پوتے کی آمد پر ہوا حق کا یہ زور</p>	<p>موت کی تاثیر میں غرق چاہا بل ہو گئیں کشتیاں عمر و دان کی زیب ساحل ہو گئیں جوہر ادین دین و دنیا کی تھیں حاصل ہو گئیں زحمتمیں رستے کی وجہ حل مشکل ہو گئیں حسرتیں نقش و بنگا رکعبہ دل ہو گئیں اسکی آنکھیں لب کلام اسکی مثل ہو گئیں جو خدا نے دو تین دین نذر سایل ہو گئیں دہرہ اہل برکت کو رگ دل ہو گئیں جستہ قدر تھیں یسین یوسف پہ باطل ہو گئیں جتنے سن میں جو ہر اسٹیلہ دل ہو گئیں ستنی بائیں گین وہ تفسیر حائل ہو گئیں بنکے سطریں دفتر ایمان میں داخل ہو گئیں دقہر دین مبین کو جزو کامل ہو گئیں ہستیان باطل کی شکل نقش باطل ہو گئیں</p>
--	---

خوب لے محشر باطن منقبت میں سیر کی
لذتیں جنت کی دنیا ہی میں حاصل ہو گئیں

در ستائش حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

<p>ترقیوں پہ جہان میں نفاق کا ہر تین جنہیں سمجھتے تھے ہم رہبر رہا امیر مدارجن پہ کبھی لذت حیات کا تھا نگاہ لطف تھی جن کی ہمیشہ میری طرف دہی تھا میں کہ کبھی شام غم تھی صبح طرب</p>	<p>خواس ختمہ ہوئے جاتے ہیں بہم دشمن رہنہ نصیب کہ آخر وہی ہوئے بہرین دکھا دی ان کی اعانت نے صورت مدفن دہی ہیں اب سحر و شام مجھے چشمک زن دہی ہوں میں کہ سحر عید کی ہے شام سخن</p>
--	---

ہذا کی طرح شب دروز محو بربادی
 خوشی کے نام سے گوش آشنا ہو ہوں
 جاں گو ہر مقصد کن آنکھوں سے دیکھوں
 جن جن ہیں یہ خزان موسم بہار مجھے
 رہ نظارہ جانان میں ہر قدم غش ہوں
 دکھاؤں گرم روی راہ مدعا میں اگر
 کبھی کلید در مدعا تھی میری زبان
 پسند تھا کبھی دل سے مذاق آزادی
 شراب عیش پیاکرنا تھا کبھی شب دروز
 ہجوم ماہ جبینان میں دندگی کا ٹی
 کسی کا وعدہ کبھی راتوں کو جگاتا تھا
 کسی کا ہاتھ گریبان تک پہنچتا تھا
 کسی زمانے میں یادش بخیر بسف دل
 شبیم زلف تھی ہنرم دماغ جانکی کبھی
 کسی کے تیرنگہ سے کبھی تھا دل زخمی
 کبھی کسی سے یہ شکر جنون ہوتا تھا
 کبھی کسی کا یہ کہنا تھا دشمن ایمان
 کسی کا جھوم کے نشے میں لوکھڑا جانا
 عدد بھی مجھ سے موافق تھے زور قسم سے
 ہر ایک بزم میں تھا میں بزرگ شمع امید
 کبھی تھا میں خرد آموز و حشمتی الفت
 کبھی خلیل تھا میں دل سے اہل کعبہ کا
 کسی مقام پہ جو پائے وصل کا ناصح

کہیں قرار ہے دم بھر نہ ہی کہیں مسکن
 حسام غم سے قلم ہوتی ہے مری گردن
 بھرا ہوا ہے در اشک یاس سے دامن
 بزرگ خار کھٹکتا ہے آنکھ میں گلشن
 ہر ایک گام پہ ہے لطف داوی امین
 جلا دے پاؤں میرے برق جنبش دامن
 قبول خاطر احباب تھا ہر ایک سخن
 نہ پائے بند مست نہ تھا اسیر محن
 دماغ تھا کبھی اس آفتاب سے روشن
 کہ یادگار تھا میں بھی نہ سپہر کہن
 کبھی رولاتا تھا شبنم سا کوئی عہد شکن
 کسی کے ہاتھوں سے تنگ آگیا تھا پیراں
 رہا اسیر بہت دن میان چاہ ذوق
 چراغ رشتے کبھی دل کی بزم تھی روشن
 کسی کی نوک ثرہ تھی جگر پہ نشتر زن
 کہ آئی فصل بہاری چلی نسیم چمن
 شراب پیلو کہ اٹھا ہے ابر تو بہ شکن
 سبب تھا نفز ایمان دزد کا دشمن
 ہما تھا میرے لئے سائے سپہر کہن
 ہر اک مذاق سے قلب و دماغ تھے روشن
 کبھی جنون محبت سے عقل کا دشمن
 کنشتیوں کا ہوا خواہ تھا کبھی ہمتن
 کبھی تھا خود میرے پہلو میں یا تو بہ شکن

کبھی تھا شام سے تا صبح محو یاد خدا
 برنگِ شمع کسی بزمِ یں تھا چربہ بان
 کبھی طوافِ حرمِ یں تھا محو شکلِ خلیل
 کبھی تھا شورِ قیامت کے خوف کے لرزان
 کہیں پہ تیغِ زبان سے مویدِ اسلام
 کسی مقام پہ گھمائے نغمہ سنجی سے
 مشاعر و نمین وہ پڑھتا تھا شعرِ درد انگیز
 قصیدہ خوان تھا کبھی مدحتِ امیرِ یں
 قبولیت تھی خدادادِ نظمِ یں میری
 پھر آج ہوتی ہے تائیدِ ناظمِ دو جہان
 امامِ خاص و دانشدہِ علیمِ خدا
 شہا خدانے وہ رتبہ دیا ہی جد کو تیرے
 تری نگاہِ کرم و دستِ نپہ گوہر بار
 بلند ہو جو تری آتشِ ستم کا شرر
 خدا کی شان ہے انکے بزرگِ صلِ علی
 خیالِ مطلق نو چاہتے تھے محشر
 صریحِ کلکِ ارنی کا جواب ہو جائی

کبھی تھا صبح سے تا شام دیرِ یں سکین
 بصلحتِ کہیں خاموشِ صبرِ یں اکین
 کبھی تھا سجدہ کن شکِ آستانِ دشمن
 کبھی تھا صورتِ کی آوازِ خود میرا شیون
 کہیں پہ منکرِ آئینِ کفر تھا سا ہمہ تن
 لگاتا تھا یں ہر اک رنگ کے ہزار چین
 کہ جن سے روحِ فغانی تھی مارلِ شیون
 پسندِ خاطرِ اربابِ سیدِ علمِ باہلِ سخن
 مزا پہ تھا کہ نہ تھا نام کو بھی ماہرِ یں
 پھر آج جو شریں لکھتا ہوں معِ شاہِ یں
 امیرِ کون و مکانِ ابنِ شاہِ قلعہ شکن
 چراغِ صبحِ ازلِ جن سے ہو گیا روشن
 تری نگاہِ ستم و دشمنو نہ برقِ افکن
 برنگِ نپہ جلے دل ہی دلیں چرخِ کن
 محمد است و علی فاطمہ حسین و حسن
 دردِ طرینہ لگین جس سے دوست اور دشمن
 کلیم کو بھی بخش آئے وہ مطلعِ رہن

بوقتِ دیدِ جو رخِ آپ کا ہوں نورِ اکین
 تو مردِ مالکِ ہے چشمِ وادے امین

ادب سے خم ہے جانِ انبیا کی بھی گردن
 جو سو نگہ لیں کہیں طرہ کرِ شہیمِ پیرِ یں
 کبھی سمجھتی نہ خورِ مشہورِ نادری کی کرن
 جو دشمن انکا ہے اللہ کا ہے وہ دشمن

خدا نے آپ کے در کو دیا ہے وہ مرتبہ
 لحدِ یں حضرتِ یعقوب بھی اُرد و پڑھیں
 جو اپنے ناخنِ تدبیر سے نہ سلجھاتے
 جو انکا دوست ہے وہ دوستِ کردگار کا ہی

سکرن زمین کو ہے کوہ وقار سے لکے
 متاع دین کے لئے یون ہوئی نئی دنیا تک
 انھیں کا قلب مبارک سخا کا مخزن ہو
 بڑے جو پر تو عارض سیاہ طینت پر
 عزیز دل ہو جو کم اپنے رحم سے اُنکے
 ولا کا ان کی جو ہو دلمین داغ بد فنا
 کبھی نگاہ عنایت ہو کو ردل پہ اگر
 کبھی جو دیکھ لے انکی نگاہ تقویٰ کو
 شمیم حلقہ گیسو سے انکے شرما کر
 حضور کے اسد غضب سے اگر بھاسے
 نیکے خیال جلو سے نصیب ریل
 سکروی پہ جو باندھے کمر شوخی
 زبان سے ان کی اگر سن لے نعرہ توحید
 تو کھائیں مجننہ داؤد کا حضور اگر
 جہان بھر ہو عدو تو بھی کچھ بنا سکے
 گلیم قح جو افتادہ طینتوں کو اوڑھائیں
 ہے آتش لب لعلین کے حسن کا یا اثر
 زمانہ آپ کا وہ تھا زمانہ عشرت خیز
 نثار ہوں مہ و خورشید شکل پر واد
 خدا کے فضل سے پایا ہے وہ قدموزن
 جمال رخ ہو اگر کھل دیدہ ہست
 اجل نصیب ہو غربت میں اتحاد دست اگر
 زبان کلاک یہ کہہ کر تھکی ہے اے عشر

انھیں کی راسے سے ہے گردش بہر کہن
 کہ گردنک سے نہ واقع ہو ابھی دامن
 انھیں کا سینہ اقدس عطا کا ہر میلان
 فروغ مہ پہ ہنسی داغ لالا گلشن
 گر ان بہا ہو خدشت بھی رنگ لعلین
 تو کنج قبر بنے رشک داد ملی امین
 جو اسب چشم حسنان ہو ح ہر آہن
 تو نشہ شیر غزال ختن سے بھی ہو ہرن
 چھپی ہے تنگی نامہ میں بڑے مشک ختن
 جہان بھر میں نہ ممکن ہو شیر کو امن
 اگر ہو مالل سرعت حضور کا تو سن
 بڑے نہ گرد کے دامن میں نام کو بھی سن
 میان دیر اذان دے برہن الکن
 تو نرم موم کی صورت سے ہو دل آہن
 پناہ نہ سکولے آپ کے تہر دامن
 تو سایہ غنم نا تو ان ہو شیر افکن
 کہ جس سے خشک ہو خون دل عقیق میں
 نہ تھا بخر غم شہسپر کوئی اور محن
 بہان پہ آپ کی شمع جمال ہو روشن
 لباس قدرت محبوب کی ہے جبہ بھین
 میان کنج لحد شمع طور ہو روشن
 فرشتہ آکے کرین بند و بست گور و کفن
 کوئی بھی لکھ نہیں سکتا مہیج شاہ زین

<p>شہا یہ ہر یہ میرا ہو قبول اہل سخن دیار ہند کو سمجھیں نہ دوست اپنا وطن</p>	<p>کلام اپنا دعا بر تن سام کرنا ہوں فلک کی کج روی اتنی تو کام آجائے</p>
<p>ہر ایک کا نجف و کر بلا میں ہو مدفن</p>	<p>بدن سے نکلے دم نزع جبکہ جان حنین</p>
<p>قطعہ مکمل امام باقر علیہ السلام</p>	
<p>ہم سیرت دہنام بنی نام ہے باقصر مکن ہی نہیں لکھ سکیں اوصاف و مسافر ٹھہرے بھی دم بھر جو سوئے کمنہ مقابر رفتار میں گفتار میں پیدا وہ ماثر وے حکم جو مابین نواہی وادامر پوچھے جو کوئی کہہ دے یہ حالات ضما کر قسمت سے ہوا رہ ضلہ اقدس کا جو زار کلمہ پڑھیں اور ترک کریں سحر کو ساحر اپنے جد و آبا کی طرح دین کا ناصر اک شان خدا ہے کہ ہیں پیکر کے مناظر کیون بختیں پاک کے بندے ہند ان شا کر</p>	<p>پیدا ہوا اسلام میں وہ طیب طاہر یہ مانا کہ ہم عقل کے تیلے سی پھر بھی اقرار امامت کے لئے جی اٹھیں مرے محبوب نہ رکھئے کہ کہئے اسدا اللہ عالم میں رہے نام نہ پھر کفر کا باقی ہمشکل علی علم لدنی کا ہے عالم جنت کی بہار ادنیٰ نگاہوں نہ تصدق دنیا سے حقیقت میں جو اعجاز دکھائے جو قول ہے جو فعل ہے نہایان امامت موسلی بھی نظر پھر کے جو دیکھیں نہیں مکن پہلی کو رجب کی یہ ملا پانچواں رہبر</p>
<p>بیمار تھا صحت ہوئی محشر کو اسی سے پھر مرج ایسے کو سر بزم ہو حاضر</p>	
<p>قطعہ</p>	
<p>حضرت سید سجاد کا دلبر آیا مشش جہت میں ہوا غلی پانچواں رہبر آیا</p>	<p>نو مبارک ہو کہ ہننام ہمیں بر آیا اہل باطن میں نئی عید ہوئی لے مشر</p>

در مناقب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

بلند کیوں نہویں سخن کا رتبہ و جاہ
ہر ایک بات میں نیز نگ حسن و کثرت ہے
جو میری فکر کی رفعت کو دیکھتا چاہے
کبھی دکھاؤں جو روشندی کا آئینہ
جو میری طبع منور کا ہر عالم ہو
طریق صبر سکھاؤں جو عشق باز دلی کو
زمین مملکت تقسم کی ہو کیا مدت،
نہیں یہ ہاتھ میں قمر اس و خانہ و زبان
وہ خوشنوا ہوں کہ گلزار میں جو غنم کر دین
گل معانی از لکین کھلے ہوئے ہیں تمام
میں ایسا چرب زبان ہوں کہ گفتگو سے میری
قدم جو معرکہ جنگ میں رکھے میرا کلاک
میرے سوا دقلم کا لگاؤ میں سرمد اگر
کبھی ہے شاہد معنی کو خود تلاش میری
اگر بلند نئی مضمون کا لاؤں و میں خیال
دہن نے قوت گفتار پائی حسب امراد
جبین حور کا لکھوں جو وصف کا اندر پر
کیا ہے دل کو لہو و تون اثر کے لئے
کہوں زبان سے جو دیر و حرم میں کلمہ حق
وہ خوش بیان ہوں کہ ہر فقرہ گفتگو کا میری
ہوا ہے مشق سے کلام میں یہ اثر

کہ اپنے قول کا صادق ہوں اور زبان ہی گواہ
طبیعت اپنی حسینان دہر کی ہے نگاہ
بہید کیا ہے کہ گر جائے آسمان کی کلاہ
نہ سونچے شرم سے غور شید کو گریز کی راہ
ترکھٹ کے نقطہ فرضی ہوا جہنم پہ راہ
غم فراق سے بھر ہو کبھی نہ حال تباہ
ہر ایک ذرہ ہوا ان کا ہے رشک انغم واد
مگر میں تبتہ قدرت میں سب سفید و سیلہ
تو دل سے باہل شیدا کے نکلے نالہ و آہ
دوا کو بھی نہیں ممکن میرے ہمن ہیں گیاہ
ہمیشہ زندگی شمع بزم ہے کو تاہ
تو اپنی قبے کے رستم کہے پناہ پناہ
تو رشک چشم مد و مہر پہ ہوں کی نگاہ
کبھی ہے حسن مضامین نو کی محکو چاہ
تو بات منہ سے نکلتے ہی لے فلک کی راہ
میری بیان کو طلاق تلی ہے خاطر خواہ
بیاض رخسہ سے جھبے جان کا وقت بگاہ
بہت دنوں میں ہوئی ہے پیش نالہ و آہ
تو بت پکارا و ٹھین لالہ لا الہ الا اللہ
بھلا دے یار جفا آشنائے کو ظلم کی راہ
کہ باندھ دیتا ہوں کل بھڑین دلیہر دلی نگاہ

ستم زدوں کو خبر دے دوں جو شادمانی کی
 اگر ہو جرم محبت پہ مجھ کو حاجت عذر
 غم فراق کے قصے میں بھر دوں درد اگر
 حسین اپنے سر آنکھوں پہ دین جگہ مجھ کو
 ہر ایک بزم میں شیریں زبانوں سے میری
 اسی خیال سے منہ بھی نہیں لگاتا ہوں
 اگر میں چاہوں قیامت کی آئے سب کو ہنسی
 صبر رکھ کلک ہے شور نشور سے بڑھ کر
 چراغ داغ جگر لیکے ساتھ راتوں کو
 خوش نصیب کہ ہاتھ آئی منزل مقصد
 مبالغہ نہ تسلی نہ خود ستائی ہے
 بھلا شعار مارا راستی نہ کیونکر ہو
 سرور قلب علی وہی امام ششم
 بیان عصمت مولایہ ہے کہ کانوں تک
 جد ہر اشارہ کریں آنکھ کا وہ تابع ہو
 مثال آئینہ کرتی ہے صاف کفر کا رنگ
 ہر ایک کو باعث تذلیل انحراف کا
 جمال خط جبین آپ کا جو دیکھے کوئی
 سکر دی جو دکھائے دوش میں انکار فرس
 چراغ راہ ہدایت میں انکے نقش قدم

تو منہ سے قمقمہ بن بن کے ٹپکے نالہ وآہ
 تو کچھ نہ دوست کو سونجھے بغیر عفو گناہ
 تو شکے یلی شیریں کا بھی ہو حال تباہ
 میں لکھنے بچوں جو توصیف چشم و زلف سیاہ
 ہمیشہ دختر رز کو ہے مجھے بات کی چاہ
 بنگاہ کر دے غیبا اور میں معاذ اللہ
 اگر میں چاہوں تو برابر ہوش نالہ وآہ
 جواب عرصہ عشر ہے میری غلط گاہ
 میرے خیال نے طے کی ہر ایک نظم کی راہ
 ہر ایک کو ہوئی آخر مرے کلام کی چاہ
 کہ اپنے قول کا پتہ ہوں میں خدا آگاہ
 فلام حضرت صادق ہونیں جگر کی شہناہ
 خدیو مصر پرمان بادشاہ عرش پناہ
 کبھی نہ لائے ہوا بھی صدائے نام گناہ
 خدا نے کر دیا مختار کل سفید و سیاہ
 دم جہاد جب اڑتی ہے انکی گرد سیاہ
 ہر اک کو انکی غلامی دلیل عزت و جاہ
 بنے عمود مہ و مسر اور سکا تذنگاہ
 تو گر دشم سے نہو چشم مورچہ آگاہ
 کہ جنکے نور سے آئے ہیں راہ پر گراہ

	دم جہاد دکھائے جو صوات ان کی سیاہ	
	عدم میں روح سلیمان کے پناہ پناہ	
یقین ہے اوسلی نکا ہونیں ہو جان سیاہ		جمال رخ کے نظارے سے جسکو ہو پرہیز

<p>تو آئینہ بنے حسن عمل کا فسر و گناہ خلیل و حضرت موسیٰ کی ہوزیارت گاہ یہ آفتاب جمال اور عزیز مہر نچھے ماہ بتان دیر و حرم کے ہوں قلب غنی آگاہ تو پھر کے کفر سے بوجھل ڈھونڈی دین کی راہ کہ جس سے قضہ ازل اور ابد کا بھی کوتاہ ستارہ طالع خورشید و مسہ کار مہاسیاد عجب زبان پہ ہے لا الہ الا اللہ درود پڑھنے لگیں جسکو سن کے حق آگاہ</p>	<p>جوان کا مہر شفاعت ہو ہمہ جلوہ فگن زمین پہ آپ کا نقش قدم اگر دکھیں بیان حسن میں شرمندہ ہے رخ مضمون اگر ہو سایہ فگن نور ان کے عرفان کا جو ان کے زہد کا نظارہ چشم دل سے کرے یہ ان کے طول فضائل کا مختصر ہے بیان دم اول چونہ انکی جبین کا کرتے طوان بغیر ان کی تو لاکے سن رکھ او غافل و فور جوش میں مختصر ہو وہ مطلع نو</p>
--	--

جہان ہجوم ملک سے ہوا کو بھی نہیں راہ
 وہ رشک عرش برین ہے حضور کی درگاہ

<p>گدا کو بخشدین فرط کرم سے رتبہ شاہ جو ادنکا دوست ہے اسکو لحد ہی راحت گاہ ابد تک اسکو نہ ہو قصر باغ خلد کی چاہ ذلک ہوا بر تنک کی طرح ہوا میں تباہ تو زندہ ہو کے کہے لا الہ الا اللہ گل مراد ادگے ہر زمین پہ جائے گیاہ قدم سے اس کے پٹ جائے بڑھکے منر لگاہ حضور شہر کے دن جسکے ہوں شفاعت خواہ ذرا بھی انکے مودت سے جو کرے اکراہ کہ جسکے جد ہین نبی و علی دلی اللہ جہان بھر کا ابد تک ہے جو کہ بشت پناہ کہ مدتوں سے ہین عیسیٰ و خضر چشم براہ</p>	<p>سخاوت ایسی اگر طبع جوش پر آئے عدد کو انکے نضائے جان ہے تنگی قبر کوئی جو روضہ اقدس پہ جائے قیمت سے چلے جو صرصر قبر و غضب سوئی رفت اگر جلاہین دم عیسوی سے کافر کو چلے جو انکے چمن کی ہوئے لطف آمین اگر مسافر لاغر پہ ہو مدد ان کی نثار اس کے گنا ہو نیہ آ کے حورین ہوں ہر اک کو اُس سے منفرد ہو صورت شیطان مراتب اس کے کوئی سمجھے کیا سوائے خدا بلا وہ رکن ہدایت انھیں چھٹا فرزند مٹی کی دید کا وہ اشتیاق ہو دل میں</p>
--	---

دعا کے ساتھ ہی دل میں اگر ہویا دلی زمانہ آب کا ممنون فیض ہے مولا - جان آنکھوں میں تیرہ ہے رنج دنیا سے مسترون کا ہو کس شکل سے گذر مجھ تک اسید دار ہے محشر کہ جلد لیجئے خبر	جان بھر کی مراد میں بر آئین خاطر خواہ خدا کے واسطے اس سمت بھی کرم کی نگاہ مثال شام لحر کے ہے میرا روز سیاہ فلک سا رنگ گران بار جبکہ روکے راہ تباہ باد خزان کی طرح ہو حال تباہ
---	---

بزرگ غنچہ جنت ہو جس کو دل جمعی نہ بیکلے صورت بلب بھی منہ سے نالہ دآہ

پیما نہ گردانی ساقی خامہ بیخانیہ ملح ہادی ہفتم امام موسی کاظم علیہ السلام

رند آزاد ہوں مشرب ہی میرا لطف عیم ہفت قلم بھی اگر مے کے مرے ہاتھ آئین ہفت گنجینہ مرے فخر کی شاہی پے نثار ہفت خط میرے خط جام کے ہیں حلقہ گوش صدقے ہیں ہفت فلک دور پاس ساغر کے ہفت اندام میں مغلوں کے دورہ کر خون روکش ہفت جان وانکے ہو شعلوں کی بہار ہفت اختر ہیں یہاں پنبہ مینا کی جگہ ہفت درنگ ہیں اس مے کی ضیائی حیران مختلف طرز سے اس مے کی جو تعریف لکھی ہفت ناگ اس مے خوتا بکلی زنگت کی ہیں گرد نشہ میں اسکے جو رستم کرے شیران غرلو وہ مے صاف جلا بخش جو ہو درد اس کا	خواہش جاہ نہ ہے آذر دے ہفت اقلیم سب کو زندان الو الغرم پہ کر دون تقسیم جام دشت خم مے ہیں میری تخت و تہیہ جام وہ جسکی ہے جمشید پہ دم جب تعظیم بلکہ خلعت سے مہ و مہر بھی ہیں شرم کی میہ پلی لے کر اس مے سر جوش کا قطرہ وہ تقسیم ہفت دوزخ تک اگر جاے میرے ہر گلیہ میسے شیشو پہ فدا ہے دل اہل خبیم درد سے اس کے محل ہفت زمین کے زردیم دفعہ عقل نے کی ہفت قلم کی تقسیم پُر غرق شرم سے ہے روئے گل باغ نسیم ہفتخوان دادی امین ہو رہے کوئی نہ ہیم روکش مہربنے آئینہ طبع سلیم
--	--

سب پر روشنی ہو میرے جام کا اوج ازاد
 چشمِ عرفان سے جو دیکھیں میرے ساغر کی ضیا
 اس کے ناب کی خوشبو سے اگر بس جائے
 جو ہر اس مے کا اگر اوڑھ کے ہوا سے بنابر
 نشہ میں اسکے جو ہو بلبلِ دل نشہ سرا
 چشم بد دوزِ عین میرے ساغر کی
 پی لے اس سے کو جو معشوقِ نفاذِ طینت
 سطحِ دریا پہ جو ہو عکسِ فگن چھبسا
 سطح کی ہے گرانِ قدر یہ مے جسکے لئے
 اسکے ہر جرے میں ہے وہ اثرِ عقل آموز
 عشق کی گزبلی بازار ہے اسکے دم سے
 نشے سے اسکے ہے کافور بلائے شبِ ہجر
 پیشوا کف کے سلطان کا مانا ہے اسے
 جانِ عشاق بچا لیتا ہے تنہائی میں
 قدرتی اسکے سیست نے پایا ہی یہ اوج
 باغ میں نشہ جو اس پھول سی کے کا کھل جائے
 اُس نے وہ بیخ و دست بنایا ہے مجھے
 رات دن شغل ہے آزادی و مدہوشی کا
 نہ حرم سے کوئی مطلب نہ غرض دیر سے کچھ
 واسطہ شمع سے بجو نہ برہمن سے غرض
 سر پہ دستار نہ ماتھے پہ نشانِ مندل
 شیدہ نہ ہر ربائی سے غرض کیون رکھوں
 خیر یہ ہے کہ ہوں ہم نامِ ایامِ ہفتم

سر ہر شام کو جھکتا ہے برائے نظم
 کیا عجب ہاتھ اٹھا لین پدِ بھینی سے کلیم
 وصل گھمائے چین سے ہو خفا با د نسیم
 حشر تک برسے زمانے میں زلالِ نسیم
 سکے طوطی کا ہو دل نیکلِ دل پتہ و نسیم
 شیشے میخانے میں جھکتے ہیں برائے نظم
 موہو یا داوے آجائے ہر اک عہدِ قدیم
 لعلِ ثنابِ صدف میں ہو ہر اک در نیم
 شاہ بھی رہن کرین عزتِ تخت و دہریم
 طفلِ نادان کو بناتا ہے جو فروت و نسیم
 حسن کو ہوتے ہیں لاکھوں ہی کرشمے تعلیم
 دلِ عشاق میں رہتی نہیں کچھ دہشت و نسیم
 مقتدا دین کا اسے سب سے کیا ہے تسلیم
 بزمِ خوبانِ جہان کا ہی انیس اور ندیم
 کہ گھٹا چرخ پہ اڑھتی ہے برائے نظم
 ڈال دے جانِ تن مردہ بلبلِ میں شمیم
 ہوشِ رفتہ کی طرح دل سے اوڑا خوفِ حیم
 مدتوں خجستہ تقویٰ سے رہا قلبِ دوسیم
 اور سحرِ جاتا ہوں لیجائے جدِ طبعِ سلیم
 حیف اس عقل پہ دشمن کو بناؤں جو ندیم
 دور ہی سے میری اس دردِ سری کو تسلیم
 ہے نظر میری سوسے عفوِ حسد اور دکریم
 نارِ دجنت کے جو ہیں حکمِ الہی سے قسیم

	شاہ کا نظم ہمہ تن نور خداوند کریم مثل جیکا کہ ہوا دور خدائی مین عدیم	
ہفت منزل کی ہواک دم مین قنارت تعلیم ہفت دوزخ کو بھادے اشر باد نسیم اولار روح سلیمان پہ ہو واجب تنظیم جب نہوشت نمونہ ید بیضا ہی کلیم اک اشار مین فلک مثل قمر کے ہو دھیم جو ہر فردا بھی لاکھ جگہ ہو نسیم یون ہولیزان کہ گرے خاک پہ گہر ہویم شعلہ شمع نہان ہو تہ رمان نسیم ہوا بھی مثل ازل سلسلہ عمد قدیم دل عاشق کر مین تیسر فنا پر تقدیم نور پر عقد شریا کے ہنسے درتیم کیا عجب پھر رانی کہ نہ سکین منہ سے کلیم		طفل الکن کو جو دین سبع شانی کا سبق گلشن عفو مین اسکے ہوا اگر آکے خشک بہر تسخیر جهان آپ جو فرما مین قیام آپ کے عکس سرخ صاف کا پھر کون ہو مثل زور اعجاز جو ظاہر کرے شان ہوی غیر ممکن کو صلاحیت اسکان دین اگر آپ کا رعب جو شاہون کو دکھائے جرأت جس اضداد کا دے حکم اگر عدل حضور رسم کہنہ مین اگر طبع سے جدت بخشین آپ کے حکم سے جاری ہوا اگر حکم اجل آپ کے گوہر دندان کا اگر عکس بڑے آپ کے نور کی ممکن ہو زیارت جو مین
	چارہ سازی پہ ہو آمادہ اگر لطف حلیم توصیرے پر عتقا کو سنے گوش حلیم	
معدن جملہ علوم آپ سے طبع سلیم صورت چرخ پئے بوسہ جھکے عرش عظیم سنگ خارا مین چھو نیشتر موج نیم کھنکے آنکھوں مین اگر آگئی ہو روح سفیم ورق نور بنا نامہ اعمال ذمیم اوج گردون پاسد صورت جو زبا ہو دھیم ہر طرف بند کرے راہ ہوا فریضیم		مخزن جملہ فنون آپ کا قلب روشن آستان درخشش کا اگر دیکھ لے اوج سخت طینت کو سبک دے جو دلوایں ہزا اک نظر آپ کو دیکھے تو ہو پھر سے زندہ آپ کے ہر شفاعت کی یہ اذنا ہے ضیا جنگ مین ماراں رفت ہو جو شمشیر غضب بارغ عالم کو اگر حکم ہو شادابی کا

<p>دین سبک خیز کو کج رویہ اگر فتح و ظفر اوسکے عرفان و شرف پر ہو ملائک کو بھی فخر بیرونی اپنے بزرگوں کی سخاوت میں یہ کی آپ کے ربُّ تعالیٰ کو نہ سمجھا کوئی ختم کر مدح کو محض کہ ادب کا ہے مقام ہاتھ اڑھٹا بھر دعا آنکھوں میں آنسو بھر ہفت و فوج کی شراروں میں لپک ہی جب تک</p>	<p>سو جب جس کو پا مال کرے سوچ نسیم کر دین انسان کو جو اسرار حقیقت تعلیم جان تک نذر خدا کر دی رہے نفس کریم حق سمجھنے کا جو سمجھا توحید اوند علیم تو کمان اور کمان خسرو تخت و دیہیم آئین آئین کی صدائیں وہ ہلا عرش عظیم پھولوں میں ہفت جہان کے ہے جتنا کثیم</p>
---	---

اے خدا اے عدو کو ہو جہنم ہی نصیب
وقف احباب پہ ہو سیر گلستانِ نسیم

در مقام تسلط الخیر سید امیر علی بن ابی طالب علیہ السلام

<p>الفت میں فنا اسکے لئے عین بقا ہے یوں جلد چلے منزل مقصود کی جانب صحرا کی حقیقت ہو نہ دریا کی حقیقت عشاق کے جذبات پہ غرق نہیں رہتا سراپہ عشرت ہوا ہر قطرہ لہو کا جنش ہونے کو بھیکتی نہیں آنکھیں کھٹکے ہوئے سینے پہ گل زخمِ محبت وہ نفس جو مستغنی احساسِ حوادث مرنے کو حیاتِ ابدی جاننے والے وہ چہرہ و مددِ شوق کا بہتا ہوا دریا اللہ ری خوشی دل کسی کو چہرہ میں بچھوڑا کہ نیست و نہ کی۔ مٹی ازلت جسم سے</p>	<p>جو راہِ سر و جاہ تسلیم و رضا ہے کو سون ہی رہے پیچھے اگر ساتھ فضا ہے ٹھہرے دہن جو سرحد دنیا کے وفا ہے کلاکِ قدرت نے جو قسمت میں لکھا ہے ہنستے ہیں گلے پر جو روان تیغِ جفا ہے یوں پیش نظر دست کا نقشِ کفِ پا ہے ہر سانس میں گویا اثرِ بادِ صبا ہے وہ دل کہ مخالف جسے دنیا کی ہوا ہے ٹوکے جو کوئی کدہ میں یہ جینے کا مزا ہے یوں کہے کہ اُٹھتی ہوئی سادوں کی گٹھا ہے پردہ انہیں آئینہ سر راہ پر طرا ہے ہر چند شب ہجر قیامت کی ہلا ہوا ہے</p>
--	---

وہ مشق فغان جس سے پسینہ نہیں آتا
حیرت مکدہ عشق میں یوں بیٹھنے والے
قیمت پہ تو کل جو بڑھے عشق کا آزار
آئے ہیں بہت زلزلے دنیا کی سکون میں
خلو تکدہ عشق سے باہر نہیں جاتے
اور نگ حکومت کو بھی ٹھوکر نہ لگائی
وہ تارک دنیا صفت حیدر صفدر
وہ صابر و شاکر وہ شہید رہ معبود
خضر رہ دین دوستوں کو جسکا اشارہ
وہ خلق کہ دل سینے میں مانند چھڑ
وہ جلوہ نصیری بھی بڑھے کلمہ جو دیکھے
فرزند امام دو جان موسی کاظم
میراث میں نو پشتوں کی پائے ہوئے شاہی
رگ رگ میں بھرا دور علی عون کے بدلے
مانند ہزرگون کے عطا باش و خطا پوش
اسلامیوں میں قدرت ادراک اگر ہو
ایمان کی کتاہوں میں اے شاہ و عالم
اللہ کا گھر کعبہ دل کہتے ہیں جسکو
خورشید ہو جس شکل سے دور فلکی میں
محشر محفل ہو کوئی مطلع مقبول

مانا کہ ہر اک سانس میں دل ڈوبا ہوا
تصویر کے مانند نہ حس ہے نہ صدا ہوا
اور مطمئن ایسے نہ دوا ہے نہ دعا ہوا
نام اہل محبت کا ترپنے سے ہوا ہوا
جینے کا مزا ہے یہیں مرنے کا مزا ہوا
یہ قدرت امکان شہنشاہ رضا ہوا
جسکے لئے مہل اثر حرص و ہوا ہوا
ظاہر کی فنا جسکے لئے عین بقا ہوا
مانند دید اللہ کے جو راہنمیا ہوا
وہ رعب کہ جو دیکھے کسے شیر خدا ہوا
وہ حسن کہ تصویر حبیب دوسرا ہوا
ہمنام علی زبیب وہ عرش علا ہوا
مشہور زمانے میں غریب الغریب ہوا
کیونکر نہ کہیں ہم کہ نعین الضعفا ہوا
نسر یاد رس است جہر و جزا ہوا
ایمان پکارے یہ امام دوسرا ہوا
کچھ بھی نہیں دنیا میں فقط تو بخدا ہوا
اے خسرو عالم وہ ترا دار قضا ہوا
دربار میں کاموں کے یوں جلوہ نما ہوا
مداحوں کے دست میں اگر نام لکھا ہوا

اے شاہ تراغیض و گرم شان خدا ہوا
اک رمز فنا و سر انشریخ بقا ہوا

سب چھوٹے بڑے ہیں ترے کہنے کی سادہی
تو بھی وہی جیسا کہ نصیری کا خدا ہوا

مضمون سے جلسے میں ہین انوار آئی
 جذبات نظارہ میں خدائی اُمنڈ آئی
 گھسیٹ کر ہوئے جیسے مسہ کاہل کوتاہی
 تشریف تری ملکہ انشا پور میں شاما
 شبنم کوشش جیسے کہ ہو جانب خوشید
 معصوم کے دیدار کی اللہ ری مسرت
 ارمان یہ ہے پردہ عماری کا لٹ جائے
 دیکھے تو کوئی جلوہ قدرت کا کرشمہ
 ارباب نظر شوق سے یوں کہتے ہین باہم
 اک شور ہوا پردہ اٹھے اسے شہ عالم
 حد سے بڑھا مشتاقوں کا جہوقت کہ صرار
 چار آنکھیں ہوئیں شور اٹھا صل علی کا
 کی عرض اکا برنے یہ بڑھ بڑھ کر اوبے
 ارشاد ہو مولا وہ حدیث اپنی زبانے
 جناب ہوئی یوں موج بزبان بحرین میں
 گویا ہوا جسوقت کلام اللہ ناطق
 فرمودہ معبود کی دیتا ہوں بشارت
 توحید کے کلمے کو مرا حصن سمجھ لو
 لو ختم ہوا موعظہ ہر ہدایت
 یہ موعظہ تھا یا کہ تھا اک آیہ غیبی
 جاتی تھی سواری کہ اٹھا پردہ مکرر
 پھر نہ روز بر جنبش بسے ہوئی دنیا
 فرمایا کہ کچھ شرط و شروط اور ہین منہم

کل ملک خراسان صفت طور ہوا ہی
 سو جان سے ایک ایک کو دعویٰ وفا ہی
 یوں گرد عماری کے ہجوم علما ہی
 یوں تھی مسہ و غور شید کا دل صیہ فدا ہی
 اس شکل سے ہمسرا گردہ اُمر ہی
 جو ہے وہ فیکار دل پر شوق ہوا ہی
 پروا ہی نہیں صن اگر ہوشرا ہی
 ہر اک کی نظر اپنی طرف کھینچ رہا ہی
 ہشیار کہ یہ برق تجلی کی ادا ہی
 اب شوق میں دیدار کے جو چشم ہی وا ہی
 بس پردہ اٹھا حسن سے اک حشر پیا ہی
 سمجھے کہ بلا شبہ یہ محبوب خدا ہی
 حقا کہ سلما نون کا تورا ہنسا ہی
 جس سے کہ رخ شاہد ایمان کی جلا ہی
 میں نے یہ مسلسل جدو آبا سے سنا ہی
 عنوان سخن دفتر اسرار کشا ہی
 جب سربل نے جو کچھ کہ مجھ سے کہا ہی
 جو آیا بیان امن عذاب اُسکو ہوا ہی
 مرکب صفت ابر کرم آگے بڑھا ہی
 سونے سے سر دفتر دین سننے لکھا ہی
 دیکھو جسم وہ پھر ہم تن گوش ہوا ہی
 دل کیون نہ بچین انصاح عالم کی صدا ہی
 بس ہم میں شروط او سکے یہ فرمان خدا ہی

<p>تو آگے بڑھی خسرو ایمان کی سواری پچھے چھٹا یون مجمعِ اربابِ حقیقت پلٹیں تو بہت شوق پلٹنے نہیں دیتا آسان نہیں جلوہ قدرت کا نظارہ لاکھوں میں ہزاروں میں کوئی پوچھے تو کہہ دے کس طرح خدائی کو وہ بندہ نہ بنائے محشر کی طرف اک نگہ لطف ہو مولا</p>	<p>نہ نقش قدم مثل دلِ اہلِ صفا ہے دلِ محوِ ولا اور زبانِ محوِ شفا ہے دیکھو جسے تاجِ نظر دیکھ رہا ہے اک خاص اثرِ شکل سے آئینہ ہوا ہے مولا مرے تو مثل علی عقدہ کشا ہے جس شخص کا جدِ قوم نصیری کا خدا ہے آنکھوں سے خراسان بھی دیکھے یہ عا ہے</p>
--	---

راضی برضا

<p>اے دوست رحم کر تو یا مائلِ جفا ہو شہرگ ہو زیرِ خنجر اور مُٹھ پہ نامِ تیرا سوداے عاشقی میں ممکن محال ٹھہرے مشقِ خیالِ جانانِ شامِ فراقِ بہتر تصویرِ حالِ بنکر ہی لطفِ زندگانی ماندِ شمع و شعلہ اظہارِ حالِ کبھی تکلیفِ نزع سے جب ہونٹوں پہ جان آئے سرمایہ زندگی کا ایک اک نفس پہ صدقے کلبِ خیالِ ایمان نقش اُس کا کیا بنائے تیغِ سخا جو کھینچے یہ جانشینِ حیدر اے ہمیشہ حیدرِ قربانِ حسنِ صورت آدم سے تابہ آدم تم پیش رو تھے سب کے عقدِ نماز باندھو مولا جو تم حرمِ مین بالین پہ تم جو آؤ داروے دردِ لیکر</p>	<p>راضی ہیں ہم اُسی میں حسین تری رضا ہو مقصود یہ وفا کا کچھ ہم سے حق ادا ہو جذباتِ باطنی سے ہر سانس مجھڑا ہو فرصت کا ہی زمانہ کیا جانے پھر کہ کیا ہو زردی عیان ہو بخ شے دل دردِ آشا ہو بجائے جبکہ دم پر نالہ بھی بے صدا ہو نوکِ زبان پہ نامِ شاہنشاہِ رضا ہو دنیا ہو اور ایسا ہادی و رہنما ہو سیرت کا جو مجھڑ صورت کا مُرِ رضا ہو تشریحِ لافتا ہو تفسیرِ اتنا ہو دیکھے اگر نصیری سو جان سے فدا ہو آدم سے تابہ عیسیٰ تم سب کے مقتدا ہو اصنام کی زبان پر شورِ خدا خدا ہو طبعِ مریضِ غم کو خود ہی مرضِ شفا ہو</p>
--	---

<p>پایا دلون پہ قبضہ تم ایسے بادشا ہو ایان اوسکا گویا تسلیم اور رضا ہو وہ سبکا بڑھ کے کہنا تم دلکا مدعا ہو اس عشق میں خدایا جو ہے وہ مبتلا ہو باز آئے زندگی سے ایسی اگر قضا ہو درج رضا کرد تم و عمل کا مرتبا ہو</p>	<p>ملک خدا تمھارا ہم سب تمھارے بندے خدمت میں جو تمھاری دم بھر کو بیٹھ جائے وہ شہر قم میں آتا وہ حسن رخ کا جلوہ شیدا تمھارا پہونچا یہ کہہ کے سوئے جنت پائی لحد میں راحت تو دل پکار اٹھا اہل زبان ہو محشر چپکے کبھی نہ رہنا</p>
---	---

ریاضِ رضا

<p>ساقیا تیش برق ہے یا موجِ شراب قطرے ہیں دامنِ سبزہ پہ کہ دُرِ نایاب خندہ دوست کی تصویر پہ کلشن میں گلاب چنستانِ جہان کا ہوا بھسہ پور شباب ہنگیا ہر گل تازہ دل عاشق کا جواب جیسے معشوق کا ایامِ جوانی میں حجاب سبزے کو آگیا اس حسن سے گلزار میں جواب کس میں یہ تاب جو ہے نغمہِ بلبل کا جواب اپنا سرمایہ دیئے دیتے ہیں دریا کو سحاب لے جاتا ہے کہ نہ آج دلِ خانہ خراب خود بخود کھل گئے زندان کے جوسہ و قہاب جو ہوا جو شر میں دامنِ دگر بیان بہ عذاب قطرے شبنم کے اڑے جاتے ہیں مثلِ سیلاب کھینچ لے کر کس لبِ لب کی تصویرِ شباب موسمِ گل کے تصدق میں کھلی راہِ ثواب</p>	<p>بوشمال آئی اٹھا جھوم کے گردن پہ سحاب جذبِ گیتی کے ہوئی نذر متاعِ گردن کیون نہو حسنِ خدا ساز پہ شیدا بلبل فصلِ گلِ شکلِ زلیخا میں جو ہے آئی ہوئی رنگ ہے پتوں پر خونِ تمنا کی طرح قوتِ نامیہ اشجار میں یوں مضمر ہے گر گئی آنکھ سے محبوب کے سونے کی ادا سازِ قدرت نے بھرا قوتِ امکان سے اثر وسعتِ دامنِ طغیان کا ہو کیا اندازہ کھلے دیوانے مگر اسکی خبر کچھ بھی نہیں یہ کراست ہے خون کی کہ ہے اعجازِ بہار دیکھنے والے یہ کہہ لٹھتے ہیں توبہ توبہ گرمیِ عارضِ گل کرتی ہے کارِ خورشید بے خبر چلتی ہے گلزار میں یوں بادِ صبا بیشب یہ آئی گیا تانا بہ فلکِ شور و ود</p>
---	---

کثرت گل کی نو سے ہے یہ ادنیٰ تشریح
 قدرتا نکلے ہین یوں پھول پئے زیب چمن
 دل کے دل آ رہے ہین جھوم کے کالے بادل
 سیر کو تافلہ در قافلہ نکلے معشوق
 کر لب آتے ہی دور چمنستان اپنا
 پھول کھیل کر ہم تن گوش براواز ہوئے
 گویا اُٹھے درو دیوار قیامت آئی
 فیض موسم سے خدائی ہوئی محو آرام
 جرم میں قتل رضا کے ہوا اس شکل سے
 پینے والا ہو کہ جس کا ہو پلانے والا
 جانشین ساقی کوثر کا ہے مولا میرا
 خسرو ملک طوس امام ہشتم
 صوری و معنوی اوصاف علی آپ میں ہیں
 آپ کے جد ہین زمانے میں در شہر علوم
 معجزہ ساقی کوثر کا اگر دکھلائیں
 قلب ماہیت اشیا پہ وہ قدرت جلال
 طوس میں لائے جو تشریف امام ضامن
 جلوہ حسن کے نظارے کا اللہ سے جوش
 المدد المدد اے شاہ رضا حاکم طوس
 اپنے روئے پہ برج ناصیہ ملت جگو
 گرم بازاری خورشید عنایت ہو اگر
 دہین سائل کی طرح در پہ دعائیں مانگوں
 ساتھ مامون کے معشور ہوں اعدا یا رب

آسمان کر نہ رکا بسجہ انجسم بہ حساب
 بزم میں جیسے ہوا سینے کا آئینہ جواب
 تم بہ تم ہین رہے ہین اٹھ کے بحالات حساب
 کوئی مدہوش جوانی کوئی مست مئے ناب
 پڑ گئے جھولے دختون ہین چھرا چنگ باب
 عند لیون نے دیا نغمے کے پڑے میں جواب
 اہل دل ہو گئے افراط اثر سے سیما
 مگر انگور ہے مثل دل عاشق بیتاب
 جوش کھا کر ہم تن بن گیا گندیدہ شراب
 حشر تک و نو کی تقدیر میں ہو سخت غدا
 سرو ہو جسکے مئے عشق سے و فرخ کا عقاب
 بل گیا عالم حضرت ہین علی جسکو خطاب
 کیون نہ جبریل کو تعلیم کریں درس صواب
 آپ بھی کھولیں اشارت میں نہ کیوں علم کے باب
 سرحد طوس میں آجائے تو سر کہ ہو شراب
 سنگریزے پئے سائل ہوئے تو خوش آب
 جذب ایمان سے خدائی ہوئی ہمارا رکاب
 مہر کی شکل سے سینے میں ہوئے دل بیتاب
 قمر ہین شوق میں جذبات دل خانہ خراب
 جلد بلوایے اب روح روان ہو بیتاب
 اڑ کے پل بھر میں پہنچ جاؤں نال سباب
 اہل دنیا کے ضرر سے رہیں محفوظ جناب
 رہیں ہمراہ رضا بارغ جان میں احباب

شاہدِ حالِ حقیقت پر بھی زیبا ہے نظر
 باز آشفٹ شکستِ توبہ سے او کہنہ مشق
 آفتابِ جام کی طلعت نہ کام آئیگی کچھ
 عقل کے ناخن لے اودلدادہ گیسوے دوست
 ابر تیرہ مین بجائے شکرِ مینو خشی کا شغل
 وصلِ مشق سے امیدِ دہمعی نہ کر
 دل کا بندہ ہو کے جینا تیرے کس کام آئیگا
 شاہِ حسنِ عمل کے وصل کی تدبیر کر
 تلخی مے سے ہے تو جو یان شیرینی عیش
 جنسِ اعمالِ حسن کچھ پاس ہو اوندگست
 بھلعتِ تقویٰ سے اُس تن کو چھپانا چاہیے
 اپنے دل میں دے غمِ عشقِ حقیقی کو جبکہ
 میرے ساتھ آ محفلِ تقویٰ میں تجھ کو بچاؤں
 کون محفل جس کا ہے سردارِ ہادی نہم
 زبیبِ اوزنگِ امامتِ بانی جو د و سخا
 بسکہ ہمنامِ محمدؐ تھے خدا کے فضل سے
 قلمِ عفو و کرم میں اتنا تھا جوش و خروش
 وقتِ نظارہ اگر ہو ضوِ ملکِ قصرِ رفیع
 عدل انکا سا کنانِ ارض سے کیا ہو بیان
 وہ نہیبِ عدل ہی حاضر ہوں بہرِ داد اگر
 انکے سنگِ آستان کا لے اگر بوسہ کبھی
 رحم انکا دے اگر جمعیتِ خاطر کا حکم
 ذات سے انکی نظامِ دنیوی کو ہو قرار

نذرِ دیدارِ حسینان ہو چکا نورِ نگاہ
 کب تک آخرِ بزمِ دنیا میں یہ تجھ پر گناہ
 بند آنکھیں ہوتے ہی تربت بنے کی خواہ گاہ
 بال سے ہار یک طو کر نی ہے آخر کوئی راہ
 دیکھ ناحق نامہ اعمال کرتا ہو سیاہ
 ورنہ یہ سودا عدم میں تجھ کو کر دیگا تباہ
 آستانِ یار پر سجدہ نہ کر شام و بچہ
 بالشِ زانو سے جانان کو نہ جان آرام گاہ
 عقلمندوں نے کہا ہو اسکو بے لذت گناہ
 لے چلا کیا نذر دینے کو حضورِ بادشاہ
 سر سے پاتکِ جہیزین بے اتہا داغِ گناہ
 ڈھونڈھتا ہے آسمانِ افکن اگر تاثیر آہ
 ترک کر گر نفسِ امارہ دکھائے کوئی راہ
 جو ہوا موسیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد عالم بھر کا شاہ
 قیصرِ تاجِ ریاست خسرو گیتی پناہ
 ہر زبان پر ان کے صدقے میں تھا شوالاکہ
 آبِ رحمت سے تھا ملو جزا نے میں تھا چاہ
 اشک کی صورتِ نشین سے گریے مرغِ نگاہ
 جھکے در پر آسمان والوں کو ملتی ہی پناہ
 ایک ہی حالت میں ہو مقتول و قاتل کی نگاہ
 نیکے ہر بت کی زبان سے تے بھلت لاکہ
 کر سکے صرصر نہ ہر گز خاکِ صحر کو تباہ
 حکم سے انکے ہی ہر ماہ کی بخوف راہ

مطلع بُر نور محشر مرح آقا تین پڑھو خیرہ ہو زخندگی سے جسکی چشم مہرواہ

شوق آتی دیکھا دین اگر پا جائے راہ
پائے وسعت اور بھی یوسف کا دامن نگاہ

ارتفاع آستان شہ جو دیکھیں شوق مین
وہ مقام کبریا یہ نور خالق کا مقام
چند محتاجوں کو کچھ دے کر بنا حاتم سخی
دو متون کے واسطے ان کی مددگاری بہر
بینو اکو آپ اگر بخشیں شکوہ و منزلت
عرش سے تخت الثریٰ تک جتنے مخلوقات ہیں
بادشاہی آپ کے نقش قدم سے پست ہو
نا تو انوں کو عطا فرمائیں زور جذب اگر
ہو اگر اک پل نگاہ و لطف اسیر عشق پر
ہو نگاہ قہر مولا کی جو وقت گیر و دار
رحم انکا ہو اسیروں کا اگر راحت رسان
بچنے مین یون دیے بھیجی ابن الکتف کو جواب
ناصیہ سائی جو کی تھی آستان پر آپ کے
بسمل مجبور کو بخشیں جو زور امکان کا
آپ کے بدخواہ سے قہر اتنی متصل
انکے خورشید براتب پر چو پکنے ن ہو غیر
نزع کے ہنگام جس کے دل مین ہو یاد آپ کی
آگیا محشر خدا کے فضل سے وقت دعا
اپنے افعال زہون پر منتقل ہو رہا خدا
دیکھا کس وقت اور کس طرح ہر ذرہ میں

گر پڑے سطح زمین پر سر سے عیسیٰ کی کلاہ
عرش سے کچھ کم نہیں رتبے مین انکی بارگاہ
آپ کے دست کرم نے کر دیا لاکھوں کوشاہ
دشمنوں کو جنگ مین تلوار انکی بے پناہ
قصر اسکندر سے بڑھ کر ہو گدا کی خانقاہ
آپ کی شان مراتب پر ازل سے ہون گواہ
آپ کی نعلین مشرق عرش عظم کی کلاہ
بے تعلق کھینچ لائے کمر باکو برگ کاہ
دل کو قید گیسوے دلبر بنے آرام گاہ
سامنے سے بھاگے مثل تیر دشمن کی سپاہ
مثل آغوش زلیخا ہو مہر کنعان کو چاہ
ہر طرت تھا مجلس دشمن مین شور واد واد
نیر اعظم اسی سے ہن ملائک کے جباہ
ریگ مین دریا کے برے کر سکے باہی شاہ
رحمت اللہ سے موصول انکا خیر خواہ
اسکی نظرون مین ہو مثل شہر دنیا سیاہ
صورت آغوش اور دے اجل اسکو پناہ
عرض کر خلاق اکبر سے پئے عفو گناہ
کم نصیبی نے دکھا یا ہی مجھے روز سیاہ
پندرہ روز اور پندرہ برسوں رہی میری نگاہ

اب جھپٹے گا کس سے تقاضائے دید پر
 اب کس سے نازِ حُسن کی وہ لہن ترانیاں
 اب کون پوچھے رگہئی کتنی حیاتِ عشق
 اہلِ عدم کو نالوں سے کون اب جگلے گا
 اب شور یا جیب سے کیونکر بپا ہو حشر
 کیا ہو گئی وہ شانِ میحائی اے حضور
 خیر اب یہ مژدہ پکیرے جس کی روح ہر
 آیا عدم سے جانبِ دنیا وہ دینِ پناہ
 دسویں رجب کو یہ مہِ کامل ہوا طلوع
 اک دن وہ تھا علیؑ تھے محمدؐ کی گو دین
 فرزند وہ امامِ رضاؑ کی ہے گو دین
 نظارہ خالِ و خطِ مین ہو اسرارِ غیب کا
 لذت اٹھا رہے ہیں خود اپنی بہار کی
 دارالامارہ رضویہ مین دھوم ہے
 فہرستِ علمِ حق مین محمدؐ بڑھا اک اور
 بیٹا ہو اسمیٰ ید اللہ کے گھر مین جب
 پیدا ہوئے ہیں آج محمدؐ علی کے گھر
 دامانِ خلقِ جو دے ان کے بھرا ہوا
 مسجد مین سجزہ یہ دکھایا پس نماز
 جذبِ نظر سے غیرون کو اپنا بسا لیا
 دشمن کو رہنما سے سقران کی دشمنی
 مرنا ہے ان کی راہ مین گویا حیاتِ خضر
 محشرِ مدح ابنِ رضاناب تمام کر

وہ آنکھ بند ہو گئی جو تھی کھلی ہوئی
 خود بھی نگاہِ شوق ہے سب سے بھی ہوئی
 سینے پہ دونوں ہاتھ ہیں نبضینِ رکی ہوئی
 دنیا سے دل ہے شہرِ خموشانِ نبی ہوئی
 ایذا سے نزعِ دُشمنِ جذبِ دلی ہوئی
 قدرتِ نامنہ آج ادا کوئی بھی ہوئی
 پیدائشِ امامِ محمدؐ تقیؑ ہوئی
 بنیادِ شرع جسکے سبب سے قوی ہوئی
 عالم پہ راہِ دینِ خدا منجلی ہوئی
 لیکن اب اُسکے عکس کی صورتِ مگر ہی ہوئی
 گویا کہ پھر زیارتِ شکلِ نبیؐ ہوئی
 ہنستی نہیں ہیں پیار کی نظریں جی ہوئی
 ہے ایک گل سے جیبِ تست بسی ہوئی
 شاذنی ولیِ عہد کے میلاد کی ہوئی
 پھر تازہ جبریل کی پیغمبری ہوئی
 دل ہاتھوں بڑھ گیا تھا کچھ ایسی خوشی ہوئی
 لو پھر علی سے قوتِ دینِ نبی ہوئی
 دنیا سے دینِ انھیں کے سبب متقی ہوئی
 شاخِ نہالِ بے ثمرِ آخسر ہری ہوئی
 رکھا قدم جہان پہ وہ بزمِ آپکی ہوئی
 خضرِ طریقِ حسدِ ہمین دوستی ہوئی
 سب مین اسی سے شورشِ یالبتنی ہوئی
 مسرورِ خوب بزمِ سخنِ گسری ہوئی

پروردگار زورِ طبیعت بڑھا دے اور
طے خیریت سے تیرھوین کا مرحلہ بھی ہو
ہو وقت نظمِ سکر کی قوت بڑھی ہوئی
ہو گا ستم جو مدح علی مین کی ہوئی

اے میرے گھر کے رہنما! اے میرے گھر کے رہنما! اے میرے گھر کے رہنما!

نہ چھپے نہ ہر خدا محکومِ ناصح نادان
اگر ستون بھی تو کیا فائدہ عمل جو نہیں
بلا سے پیرو آذر کے کوئی محکوم
بلا تقیہ سے بتخانے میں معصام مرا
شکست تو یہ کائنات سے شوق ہے محکوم
میں گو کہ پہنے ہوں زنا پر چشم ظاہر میں
خوشا نصیب یہ ہیں وقت میری طاعت کے
نظارہ رُخِ دلبر میں عمر کتنی ہے
پڑھا ہی کرتا ہوں کلمہ حبیب کا شبِ روز
عبث نہیں غمِ فرقت میں جا نگدازی بھی
ہم سے خلد برین ہو ہر ایک گو ہر اشک
ہر ایک رنگ میں ہوں اور پھر الگ سب سے
فضائے خلد کی خواہش نہ خوفِ نارسق
آلِ کار کا آئینہ کسی کو ہوش بھی ہے
نگاہِ غیر میں گورند لا اُبالی ہوں
نثارِ راہِ محبت ہے گو کہ جانِ عزیز
امورِ مصلحت آسینہ گو پسند نہیں
ہر ایک کو مری حالت پہ آرہی ہے ہنسی
ہزار لغزشوں میں یہ خیال ہے لیکن

میں اور تیری سنون اتنی دلوں تاب کمان
ہو گا ترک کبھی زندگی میں عشقِ بستان
کچھ اور ہیں مرے مذہب میں رزمِ سوزِ زبان
کہ دل ہے صورتِ ناقوسِ رات دن نالان
کسی کو کیا غرض اس سے اگر ہوں زردمان
مگر ہے مقصدِ شیرازہ بندیِ ایمان
کہ شامِ بزلت کی اور صبحِ گیسوئے جاناں
نصیب ہو مجھے دایم زیارتِ قرآن
یہی وظیفہ ہمیشہ ہے میری وردِ زبان
فراقِ روح سے میں ہوں وصال کا جویان
فراقِ دوست کے غم میں اگر ہوں بن نالان
ہے تداعِ آزادی اور سیرِ جہان
اُٹھائے بیٹھا ہوں لطفِصال و بھرتیان
مری جنون پہ عبث خندہ زن ہیں اہل جہان
مرے لیے ہوا رم گو کہ کو سے پیرِ مغان
فدا سے نازِ حسینان ہے گو مرا ایمان
جہان میرے فرد سے گو کہ ہے نالان
میں یوں خموش ہوں گویا نہیں پڑھتا زبان
کہ ہے مدد پہ مری ایک ہادی دوران

فدا ہے جسکے غلاموں کے سر پہ باغِ جنان
 لاکھ خصال ہو جسکے اشارے میں انسان
 بزرگ چرخ ہو گردش میں عالم امکان
 تو بدین گردن تربت میں پیکرِ بجان
 قدم پہ آنکھیں ملین آ کے عیسیٰ دوران
 یہ مجبوزہ تھا کہ اندازِ لطف بے پایاں
 چسراغِ مہر کو لے آسمان تہ دامان
 کہ جس سے سب پہ ہوا ظاہرِ حقارِ احسان

ہم امامِ مصلحتی نفیِ وصیِ رسول
 ہم رہتا ہے حقیقی و معرفتِ آموز
 نہ وہ جو تکمیل سکون آپ کا ثباتِ قدم
 زبان سے آپ کی نکلے جو لفظِ تم کا بھی
 جو ان کی مرتبہ خاک پا کا دیکھیں وقار
 ہزاروں کافروں کو اپنا کر لیا بندہ
 ہوا سے عقل جو ان کی بلند ہو جائے
 و نورِ ہوش میں محشر پڑھو وہ مصلحِ نو

کرم سے آپ کے مملو ہے یوں تمام جہان
 کہ جس طرح دل عاشق میں سیکڑ دنِ ران

جو دیکھ لیتے کبھی ان کا عارضِ تابان
 کبھی نہ کھینچ سکی تیغِ نگاہِ نازِ بہتان
 کمان سے لائیں یہ اندازِ عیسیٰ دوران
 وہ کون ہے جو نہیں انکا بندہ احسان
 اٹھائیں سر کر ادب سے نہ قیصر و خاقان
 تمام عقدے ہوں دم بھر میں ہل اور اسان
 تو ڈر کے مارے ہوں جبریل طائرِ بجان
 علی اسی سے ہے نام آپ کا میانِ جہان
 جو در پہ آپ کے آجائے طالبِ ایمان
 فراقِ یار میں عاشق کبھی نہون نالان
 و نورِ شرم سے پانی ہو بارشِ باران
 کسی سے برشِ تیغِ دو دم کا کیا ہو بیان
 اڑا دین سر کو جو مر حب سے آئینِ لکھ جوان

آئی دیدہ یعقوب تک گزند کبھی
 ہوا یہ امن کا دور آپ کے زمانے میں
 شمعِ بیس لست ہو ہے آپ کے دم سے
 نہ تین آنکھ ذرا مجھ سے دہر کے سرکش
 جو ان کا رعب ہو فرما روزِ زمانے میں
 جو رہا آپ کا مشکِ گلشن سے بیکس ہو
 جو ان کی تیغِ زنی کا ہو چرخِ پرِ شہرہ
 حضور بھی ہیں محمدؐ کے جانشینِ وصی
 شاہین اُس کو اشارِ دن میں نل بوذر کے
 بہت سے اثرِ غم جو دورِ کردین آپ
 کی ہیں آپِ سخاوت میں اپنی جوشِ لگ
 تہ بہت فزون کے مارے زبانِ کلاہِ تم
 میں سے پتے ہیں ہنہام بھی انھیں کے ہیں

<p>ہو اے رعب سے بھاگے وہ تیر کی صورت جوان کے رُخ سے نہ کسب ضیا کا قصد کر غبار کو چپہ سولا کا ایک ذرہ ہے انھیں سے معرفت ایمان کی بکوحاصل ہو مٹا دین باغ جہان سے جو نام بربادی علی سے آپ کو میراث میں ملا وہ علم جوان کی عقل کا ماند ڈھونڈھے افلاطون خیال جائے عقول عشر کی سمت اگر پھر اُس کو یاد نہیں کچھ بجز خدا در سولی نیچھ سکے کوئی کیا اُسکی شان قرب خدا مدیح نائب حیدر کو حشم کر محشر دعا کا وقت ہے جو مانگنا ہو مانگ لے تو اتھی اور نہیں کوئی مدعا سے دلی یہ آرزو تری چشم کرم سے رکھتا ہوں</p>	<p>عدو کو آپ اگر ٹوک لینے سیر میدان نگاہ ماہ بین تاریک ہو تمام جہان بہت نہ اپنی تجلی پہ مہر ہو نازان یہی جہان میں ہیں قبلہ زمین و زمان نہ دل میں لائے کوئی گل کبھی خیال خزان کہ جس کے سامنے جبریل طفل بجز خوان تو مثل آئینہ رہ جائے شستہ رد حیران وہ خود کہیں ارے نادان ہم میں پھر ان وہ عیش پاتا ہے قسمت سے آپ کا مہان کہ جسکا پوتا ہو مہدی دین امام زمان کہاں یہ کار محال اور کہاں بشر کی زبان بیکارتی ہو تجھے رحمت خدا سے جہان صلے میں مدح کے ہو میری بخشش عصیان بتا دے حشر کے دن راہ بوستان جہان</p>
--	--

قصیدہ

بگویش دل یہ حدیث حسن سنین دساز
وہ راز عقل بشر جتنے درک میں قاصر
وہ راز جنسے ہویدا طریق مرضی حق
مرے بیان میں نہیں وصل و تخر کا کہیں کر
کسی جگہ پہ نہ تعریف رنگ عارض گل

<p>بگویش دل یہ حدیث حسن سنین دساز وہ راز عقل بشر جتنے درک میں قاصر وہ راز جنسے ہویدا طریق مرضی حق مرے بیان میں نہیں وصل و تخر کا کہیں کر کسی جگہ پہ نہ تعریف رنگ عارض گل</p>	<p>مری زبان ہے کلید در حشر زانہ راز وہ راز جنہیں کہ مخفی ہیں سیکڑوں اعجاز وہ راز جنہیں کہ پیدا نجات کے انداز نہ عیش ست کوئی مطلب نہ حال سوز و گداز کسی جگہ پہ تو صیف بلبلس شیراز</p>
--	--

نہ ولسر یحیی جانان کا تذکرہ ہو کہین
 اثر بھرا ہے خدا داد حسن بندش بین
 بشر کو چاہیے۔ اے کام راست مازی سے
 نظر فریب ہے آئینہ جمال بتان
 لٹا دے راہِ رضا میں متابعِ عمرِ روان
 نہ دیکھ خواب پر نشانِ شباب میں سو کر
 عبث تناسپ اعضا پہ اس قدر ہو غرور
 جبین اٹھانہ دید دوست سے ارے غافل
 کہین نہ ٹھوکرین کھلوائیں تھکوا ہوش میں آ
 یہ دل ہے سینے میں تیرے امانتِ محبوب
 جنازہ دلِ عاشق تجھے جہان مل جائے
 نہ بھول موت کو ہر ایک رنج و راحت میں
 کلیدِ شر ہے ترے ہاتھ میں یہ خنجرِ قہر
 جہان میں کچھ عملِ خیر چاہیے تجکو
 برہنگی قیامت کی ذلتیں ہن قریب
 اس آئینے میں سراسر بھرے ہن جو ہر رنگ
 ارے یہ نفس ہے تیرا عدوے جانِ عزیز
 خدنگِ عقلِ فساد اور نشانِ عرفان
 تلاشِ رزق میں اہلِ دول کی دہائی
 یہ ماما شکرِ غم کی چڑھائی ہے تجھ پر
 وہ کون امامِ حسنِ عسکری ولیِ خدا
 مدد کرے جو وہ اپنے غلامِ بیکس کی
 درود پڑھو گے لکھو محشر ایک مطلع نور

نہ جانت پاری عشاق کا کہین انداز
 بلا صداقتِ معنی کا لفظِ ن کو اعزاز
 نہ یہ کہ دیدہ دل پر پڑا ہو پردہ ساز
 یہ دیکھنے ہی کے ہن عشوہ و کرمہ و ناز
 اگر ہے عشق کا دعویٰ تجھے ارے جان باز
 اندھیری رات اور اُسپر خیالِ زلفِ دراز
 بہت رو لائینگے جس دن بین گے یہ نگار
 اسی طریق سے اک روز ہو گا سرفراز
 بلائے بد ہن زمانے کے یہ نشیب و فراز
 ہمارے کہنے سے کہ جلد اسے سپرد ناز
 تو فرضِ عین سمجھ کر ادا کر اُس کی نماز
 عبث ہے مثلِ خضر آرزوئے عمرِ دراز
 قلم نہ کر سپردِ خلق و کرم کو اد جان باز
 کہ ہو کفن کے عوض تن پہ خلعتِ اعزاز
 وہ کام کر کہ ہو ہر اک نظر میں تو ممتاز
 کہ حسرتِ سارے حسنِ زمانہ طراز
 سمجھ رہا ہے جیسے بچپنے کا تو دسار
 کہاں گئی ہے سمجھ تیری او غلط انداز
 بھلائے بیٹھا ہے اُسکو کہ جو ہی بندہ نواز
 چکار اُسے کہ جو ہے تیرا باطنی دسار
 علیمِ علم لدنی و صاحبِ اعجاز
 تو اُسکا بندہ ہو سو جان سے بادشاہِ ایاز
 کرو مدتیہ شہنشاہِ دو جہان آغار

<p>صفائے محفل شہر کا بیان ہو کیا انداز جہان تھے مثل سکندر ہزاروں آئینہ ساز</p>	
<p>خدا نے آپ کے در کو وہ منزلت بخشی ہو بیچ سکین نہ کبھی انکے بام عرفان تک حقیقت شب معراج سب پہ روشن ہے زمین کی شمس فلک کو چاچا بن بست کرین نسیم رحمت شہ جو ہو ہزار آور جوان کے قمر کا شہسہ بلند ہو جائے یہ رفعتیں مہ و خورشید کی کمان ہوتیں محمد آپ کے جد اور پسر محمد ہیں اگر وہ مقصد گن ان سے ہی قیام جہان گئے جو روشن نبی پر وہی قدم تو یہ ہیں ہر ایک سرخشی و جلی سے واقف تھے جو اہل شہر کی بنیاد ان بن عیش سے آپ ہی ہیں نزع کی انھیں بن بھی شفیق و انیس دکھائے رفعت و ادج ان کا مرغ عقل اگر سریر حکم پہ پیٹھے جو ان کا شہسہ عدل بجائیں آپ جو ظالم سے جان بے پر کو نہ کرتا چشمہ فیض انکا آبپاری اگر بعد کیا جو وہ فرط خوشی سے جی انھیں خبر براق کی جا کر عدم سے لے آئے رکھے جبین ادب جو کوئی در شہ پر اسید و اہل ننگ و گرم ہے محشر بھی</p>	<p>جہان پہ آکے فرشتے بھی ہو گئے ممتاز ہزار سال جو روح الامیں کرین پرواز وہی تھے آپ سے بھی اور خدا سے راز و نیاز زمین کو مثل فلک آپ کر دین سرا فراز چمن سے طائر رنگ خزان کرے پرواز دعائے حفظ پڑھے آسمان شعبہ باز قدم پہ ان کے نہ رکھتے اگر جبین نیاز خدا نے کون و مکان میں جنھیں کیا نماز خوشا نتیجہ سرخ نشان رُہے آغاز کون نہ عرش کو کیوں انکا فرش پا انداز بجائے آپ کے دل کو کون جو دفتر نیاز برنگ غمخیز طوبے ہو صورت کی آواز میان قبر ہی مومنوں کے بن دسار حواس طائر سدرہ نشین کرین پرواز کمر نہ ظلم پہ باندھے زمانہ طسار بنے نشیمین عصفور چنگل شہباز نہال عمر جناب خضر نہ ہوتا دراز اگر ہوں تربت موسیٰ پہ آپ جلوہ طراز دکھائے انکی سواری کا اسپ گز تراز مقدور اسکا ہوا دونوں جہان میں ممتاز ستار ہائے بہت آسمان شعبہ باز</p>

میں تاکہ ہر دل پر آزد کو دون تسکین	و فور یاس کو بکشت بناؤن میں دمساز
مری مرادوں پہ لازم ہے اک نگاہ و کرم	بحق حیدر کزار بادشاہ و حجاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>مرحبا اے دل نگو منہ جام ہے لقب تیسرا مرجع آفاق تیرے ہی دم سے حشرین زندہ تیری عزت کریم سے پوچھے کوئی تیرا تبسم سمجھ سکا نہ کوئی تیرے سوا پہ مثل عرش برین شرر انگیز تیرا نالہ عنم تیری ہمت کے اورج درخت نے مثل پیما نہ غلڈے میں تو درد تجھ پر نثار درد پہ تو تو نمک ریز بادہ عشرت کاوش عشق میں نہ سمجھا کچھ کعبہ اہل دین و دنیا تو راز یوسف کا پرودہ دار ہے تو تیرے ہی دلہ لون سے عاشق کو تیرے نمخانہ مسترت میں اس سے میں یا ضاہی واقع ہر تیرا احسان کس کے سر پہ نہیں قیس نے وادی محبت میں</p>	<p>مجمع شوق کے امام ہمام تجھے کئے اُمید گاہ امام ہے تو ہی روح عاشقِ ناکام جھک کے کرتا ہے تیرا سلام تھا جہان تک تعلقِ اودام ہے نقش کسی جیب کا نام تجھے روشن ہے دردِ ہجر کی شام منہم کہے کے کئے اصنام تو صراحی میں ہے مئے گلخام بہتر آغاز سے ترا انجام تیرے نالوں سے سب کی نیند حرام صبح کو صبح اور شام کو شام تیرے بندے ہیں سب خواص و عوام تو زلیخا کو کرتا ہے بدنام نہیں ملتا ہے تاحد آرام مست ہیں بادہ نوش دردِ آشام تو نے جو ہجر میں دیئے آرام شاہ محمود اور ایاز عنلام پاؤں رکھا تھا لے کے تیرا نام</p>
---	--

تو نکالے اگر نہ یار سے چھیڑ
 میں فدا تیرے اسے انیس مشرق
 جانگداز انتظار دلبر ہے
 نکل آنکھوں سے اشک خون نگر
 ہو روان جلد نسل پیکی نظر
 حشر فتنہ بتلا ہے وہ
 وہ جسے غم پرست کہتے ہیں
 وہ جسے کہتے ہیں فنا فی العشق
 جسے آخر کو بندگی میں تیری
 وقف سیلاب مستلزم ظلمات
 جس کی شمع حیات کا رشتہ
 جو نظریں تری بجھم دمنا
 بقراری نصیب میں جس کے
 وہی محشر کہ جو ہے کافر عشق
 خسرو دین امام یازدہ سحر
 اسے مرے نگار و منہ جان
 تجکو اس دین پناہ کی ہے قسم
 اس کی تیج نظر کی تجکو قسم
 اس کی ہمت کا واسطہ تجکو
 اس کی زلف دہاڑ کی ہے قسم
 اس کی آنکھوں کا واسطہ تجکو
 اس کے رخسار کی قسم تجکو
 میرے خلوت کدے میں شام سے آ

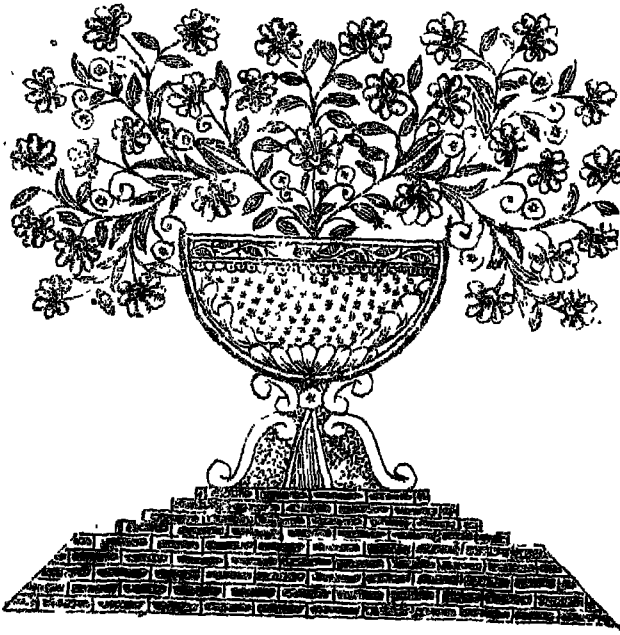
کسکو جاہل ہو لذت دشنام
 آج پھر تجھ سے ہے مرا اک کام
 نیند آنکھوں کو ہو گئی ہے حرام
 سینے میں تاکتا یہ جس دوام
 اس ستم آشنا کو دے یہ پیام
 جو کہ فیدا ہے تیرا محشر نام
 نامرادی کا بندہ بے دام
 جی رہا ہے جو نے کے تیرا نام
 زندگی کو کیا بشوق سلام
 جس کے تائیک گھر کے سب دروہام
 وقت سے پہلے ہو رہا ہے تمام
 سر سے پاتمک ہے مورد الزام
 جس کی قسمت سے اٹھ گیا آرام
 اور حسن عسکری کا دل سے غلام
 حامی ملت رسول انام
 اسے مرے دلبر کو فرجام
 میری امداد کر بسعی تمام
 کات دے جلد ہجر کے ایام
 کر دے لبریزہ ابو وصل کا جام
 مائل طول ہو نہ ہجر کی شام
 شکل دکھلا دے ادب گل فام
 اور وہ رخسار جو ہیں ماہ تمام
 رہے تا صبح دور ششہ و جام

قسم اس کے دہن کی دینا ہوں
 معجز عیدی کی حسرت ہے
 واسطہ اس کے ہاتھن کا تجھ کو
 ہاتھ اٹھا دینا طرہ نخواست سے
 ہے قسم اس کے کھبر دل کی
 رحم کر مری ہیبت رازی پر
 واسطہ اس کے قدیون کا تجھ کو
 اک ادب کرم کی ٹھوکر ہو
 اس قدر واسطے دے تجھ کو
 اب بھی ناراض ہے توے خوش ہو
 بو محمد امام یاز دھم
 جکے جد و جبر خلقت عالم
 جکا دادا ہے قتال کھنار
 جکا نذرند حافظ قرآن
 جن کا جد مقتدا ہے روح امین
 جکے بیٹے نے تیغ جسد پائی
 جس کے جد ہیں محمد عربی
 جس کا فرزند اور سب اجداد
 جس سے آباد دامن سوسن
 معرفت اس کی ہو اگر منظور
 وہ بہادر کہ جس کی ہیبت سے
 جس کی رگ رگ میں غن کے بدلے
 آستانے پہ جس کے سر پہ جود

وہ دہن جو کہ باب رحمت عمام
 تزع فرقت میں کرے مجھ سے کلام
 جن سے پایا فرشتوں نے انعام
 عاجزانہ کردن میں جبکہ سلام
 جو ہے فرزند کاسر اصنام
 واپس آئے گیا ہوا آرام
 بڑھ گیا جن سے عرش کا اکرام
 جبکہ میرا ہو سر ترے ہون گام
 آخر کار کچھ حد برابر ام
 سن کے مجھ سے مدیح مشاہد نام
 جانشین رسول عرش مقام
 جکے فرزند سے جان کو قیام
 جکا بیٹا ہے حامی اسلام
 جس کے جد سے کیا خدا نے کلام
 جکا فرزند رہنما ہے انام
 جس کے جد کو خدا نے بھی حام
 جس کا فرزند اوشین کا ہے ہنام
 قدرت ذوالجلال والا کرام
 جس سے نرجس کا کل جان میں نام
 کیے دس بار امام ابن امام
 منززل ہے ترنت بہرام
 کرتی ہے دورہ قوس السام
 بدون سے ہے چرخ نیلی نام

کہتے ہیں سب جے رسان اللہ
 جس کی قدرت کا یہ ہے اذنا فیض
 محشر اب دل کے دلوں کو
 تاکجا مثل زلف طول سخن
 یا الہی بحق مہدی دین

حکم جس کے خدا کے ہیں احکام
 جبکہ کہتے ہیں قوت اسلام
 مدح کب تک کہ ہے ادب کا مقام
 ختم کر دو دعا پہ اپنا کلام
 ہر ہر اک شیعہ کا بغیر انجام



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 وَ عَلَىٰ اٰلِهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ
 بِزَمِ نَجْمِ

پیشوائی کو بڑھی روشنی شمع نجوم
 سونے والوں کو سرشام کے یہ کیا معلوم
 کروٹیں لے رہے ہیں وصل صنم کے محروم
 در پہ استادہ کسی کا کوئی شاق قدم
 فن رقاصہ گردون کے بھی جاگے مقسوم
 اور کسی چشم سے ہے خواب عدم بھی موزوم
 سورہ نور کے احکام کا کوئی محکوم
 سوچتا ہے کوئی تفسیر وفا کا مفہوم
 کوئی روتا ہے سربست قلب مرحوم
 پردہ شرم میں یوں جیسے کہ سرکھنوم
 سورہ چین سے پھر دیکھتے ہی سسے نجوم
 سورہ بالش حسرت پہ کسی کا مقسوم
 اشک آنکھوں میں ہیں اور شرم گنہ نجوم
 کہیں آتار سحر سورت امر مذہوم
 جانب ملک عدم پہونچا پتنگیت کا نجوم
 لکھ رہا ہے کوئی دلدار کو نامہ منظوم
 سکرائے وہ پس درجو کھڑے تھے محروم
 ساتی ماہ جبین کے ہوئے شقائق قدم

نیم شبے چلی دل سے فغان منظوم
 مجاگئے والوں پہ کیا جانے کیسی گزری
 سوزش دل سے ہیں سیاب برآتش گویا
 قائم لیل ہے محراب عبادت میں کوئی
 زمیت صدر ہوا شاہر ہرزم نجم
 مثل مستی کہیں نیند آنکھوں میں دنیا بھر کی
 رحل زانو یہ دھڑے مصحف رخسار حبیب
 پڑھ رہا ہے کوئی آیات جفا سے فلکی
 وصلت دوست سے خلوت میں ہر دو کو شادی
 کوئی جا آئے کسی شوق کے بندے کی طرف
 اتفاقات زمانہ سے موزون بھی اٹھا
 کاٹ دی جاگ کے آنکھوں میں کسی نے شب بھر
 یوں اٹھے زاہد دیندار نماز شب کو
 بات کی بات میں آنسو چوئی شقائق رات
 جل چکی تاہ کر شمع مزار شہدا
 قوت ذہن تصدق بسر شوق و اثر
 ہرزم دلدار کے دربان کو جا ہی آئی
 بادہ نوشو کی بھی انگڑائیاں کا وقت آیا

خواب راحت میں ہیں وہ غمگین تھنا سونا
 اشک آنکھوں میں بھرے قیدی عشق کا کل
 ہو گیا بند درخسکہ میکش نکلتے
 آسمان نیز اعظم کی طبع کا پُٹھا
 نشہ میں زانوے ساتی، ہر کسی سر کو نصیب
 سیج پر بچوں کی آرام سے سونا ہو کوئی
 ہنسنے میں تذکرہ موت پہ جان داد زلف
 کئے بیٹھا ہے کسی سے کوئی انسانہ درد
 لکھنے بیٹھا کسی حاکم کو عریضہ کوئی
 محتسب بکلا اور دھڑل شہاب ثاقب
 شمعہ ماہ جان گرد کو ہر دم ہے یہ فکر
 کون ہے توحش مار گزیدہ کی طسج
 کس نے کی نفس پرستی پہ تصدیق توہ
 کس کے اعمال ہوئے عشرت عقیق کا سب
 کئے اعمال کئے ایسے کہ جس سے خوش بین
 قائم آل عبا حجت حق نور خدا
 ڈوب کر آبِ تولد میں عریضے لکھے
 وہ سمان نور کا وہ صبح کی آمد آمد
 وہ اثر نور کا زیر فلک نیلی فام
 رگ ہستی پہ شمعہ عون کی وہ نشتر بازی
 جاگ اٹھے خلوت دلدار کے سونو والے
 باب مسجد پہ نظر آئے عامر والے
 در پہ میخانے کے آ بیٹھے شرابی بندے

جاگتے ہیں جنہیں قیمت نے کیا ہے منوم
 دیکھتے ہیں طرے صورت رفتار نجوم
 لطف ساتی سے کوئی مست تو کوئی محروم
 عرش تک جانے لگی دل سے فغان غم
 بھوڑ تا خشت خم سے ہے کوئی مقسوم
 اور کہیں تارون بھری رات میں راحت معلوم
 سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہے رات گذرنا معلوم
 دل اڑائے لئے جانی ہے صدائی منوم
 جس کا ہر لفظ ہے تشریح رموز مکتوم
 یان ہوئے اشک فشان دیدہ زند مظلوم
 کون دنیا میں ہے مست صفات مذموم
 کس کو ہے شغلہ طاعت حتیٰ القیوم
 کون ہے حکم لب جام کا دل سے محکوم
 کس کو اخلال پہ گرین ہو خود کا مقسوم
 قائم آل عبا مدئی ہادی مصوم
 جن کی تشریف نے زندہ کئے قلب مظلوم
 کوثر آشامون کا دریا کے کنارے ہی ہجوم
 سب پہ کیسان نگہ رحمت حی القیوم
 جھپکی جاتی ہیں جسے دیکھ کے چشمان نجوم
 مضطرب ماہی بے آب سا شبنم کا ہجوم
 جس قدر رات کا سامان تھا دیکھا معلوم
 دی موزن نے صدا اٹھ کے بصوت منوم
 پاسے ساتی پہ کیا سجدہ کہ جاگے مقسوم

وان نقاب شہ خاوری روشن سے اٹھی
 تمکو اسے نر جس خاتون یہ مبارک ہو
 جس کو اس عہد میں نامی محمد کیے
 آپ کو فردہ ہو اسے عسکری راہ فنا
 تجھ کو اسے مادر گیتی وہ زمانہ ہو نصیب
 آپ کو اسے اسد اللہ مبارک ہو سپر
 کہدو جبریل سے پھر تھوڑی سی تکلیف کریں
 تابع حکم اسی طفل کے ہیں کون و کان
 ساتی کو تار و دست نیم اسی کے جد ہیں
 ساقیا نام علی آیا خدا خیر کرے
 صاحب مہر بیوت کے پسری ہے ثنا
 آج ہے ملک سیہ مست حریف مشرب
 جوش مستی میں ہو جب نعرہ عمل فرجہ
 اس طرح دورہ پیمانہ کو قائم رکھنا
 حبس انداگر می بازار مسرت مساتی
 تیری غیبت کا زمانہ ہے قیامت ہمکو
 ہمتو ہیں بادہ کش سبکہ صبح الست
 گو کہ اس لطف کی صحبت کو بہت روز ہوئے
 آج پھر ہمکو پلا دے پئے تجھ یحیال
 سارا زبان جوش میں یوں مطلع پر نور آئے

پھیلا عالم میں ادھر نور امام معصوم
 جو کہ ہے توں نصاریٰ کے خدا کا خدوم
 جو ہے سزا بہ قدم قدرت حی القیوم
 کہ یہ بچہ ہے امام اور خضر ہیں ماموم
 کہ تری گو دین پروان چڑھے یہ معصوم
 آیا دنیا میں نگہبان دردار علوم
 سکھیں اس طفل سے وہ علم ہون جہ علوم
 بز خدا در کسی کا بھی نہیں ہے محکوم
 جھکے ہاتھوں کبھی بھر جائیگا جام قدیم
 دیکھنا جذر و مد قلم طبع محروم
 بھر کے ساغر میں پلا ہمکو شراب مختوم
 ہو ستم زد نہ ہمارا خط جام مقصوم
 کھولنا شیشے کا ٹنڈ صورت سر مکتوم
 کہ نظر سے روش دور فلک ہو معدوم
 تیسرے مخانہ کو قائم رکھے حی القیوم
 کوئی کس منہ سے کہے حالت قلب منوم
 ہو چکا جو کہ مقدر میں تھا ہونا مر قوم
 جاگزین قلب میں اتک ہے وہ فیض مہ دوم
 تاکہ ہوں گوہرا نکما پر پریشان منظوم
 بجز پر شام کو بس شکل سے سلطان بنوم

آگیا کتم دم سے وہ امام معصوم
 جس کا دل جو ہر آئینہ سر لکھتو م

لو مبارک ہو کہ حق نے کہا عالم میں نہور
 صفت حریف غلط ہو گیا باطل معدوم

ذوالفقار اسد اللہ کی ملاوین آئین
 آگیا چارہ گرز حسم گلو کے شبیر
 باز صوان یرخ امامت کا رستار اچکا
 آپ کو دیکھ کے پڑھنے لگے جبریل درود
 آیا وہ جس کا لقب صورت تمت بالخیر
 بل گئی معجز عیسیٰ کو حیات ابدی
 پردہ چشم سے پوشیدہ ہے یون تیرا جمال
 عالم کون و مکان تابع فرمان تیرے
 اب اگر چاہیں تو سب بل کو تعلیم کریں
 وہ نظر اوردہ نور احادی تیرا ظہور
 فرق پرائے گس ران ہو ہمارے اقبال
 مستند دست کر نہ ہوتا نہ ہرگز شاہ
 تو ہے وہ سراسر اسرار الہی مولا
 خلوت و صحت خالق میں ہے یون جل جلالہ
 اللہ اشدری غلاموں کی تری شان لائے
 تیرے ایما کے موافق تری مرضی کے خلاف
 نائب خاص ترے جو ہیں مھربا قمر
 حق تو پیکر انسان میں فرشتہ صورت
 مہرب دین میں جنت و حاکم شرع
 انکے عرفان میں نہ کیوں عقل بشر و حیران
 بوالحسن نام پدار در برادر ہاوی
 درس خارج میں بتاتے ہیں وہ اسرار اصول
 تو ہی فیض نذر لسان اللہ و جنب اللہ ہے

جی اٹھا اپنے سید خانے میں ہر اک مظلوم
 آگیا داورس قلب امام مسموم
 عالم تیرہ و تار یک کے جاگے مقسوم
 پھر گئی آنکھوں میں تصویر نبی مخدوم
 دفتر علم خدا میں تھا ازل سے مرقوم
 عندل تن میں ہوا دہرہ خون بندوم
 جس طرح جسم میں انسان کے جان پر کتوم
 سب تھے ایک اشائے کے ہیں لے غلوم
 تو نے عیسیٰ و خضر کو وہ پڑھائے ہیں علوم
 تیرا اخفا عدم دہر خدا کا مقبوم
 تو بدل دے کسی بد بخت کا گریح شجر
 خائے پر جو تیرا نام نہ تا مرقوم
 سب کی امداد کہ موجود بھی اور غیر معدوم
 جیسے قرآن میں اسرار الہی مکتوم
 رو برد جن کے ہے کشکول دل قیسر و موم
 بخدا جنت و دوزخ کا ہی ہے مقبوم
 حامی شیعہ نبی ماسد اسرار علوم
 جن کی توصیف ہوئی ہے نہ ہوگی مرقوم
 جن کے ادراک کی ہے قوت عرفان محکوم
 جن کے اجداد خدائی میں ہیں چودہ مسموم
 انکو دشوار ہی کیا لگو لین اگر اب علوم
 جو نظر آئے ہیں اللہ بکو مانع نجوم
 کیا تری مدح کے پہلو ہوں بشر کو معلوم

محفل مدح سے محشر بیل ٹھوڑا کٹی لو مبارک ہو نماز سحری ختم ہوئی عالم الغیب ہے وہ قصد دعا کا کر لو سرچھرانے سے نتیجہ دم تکرار سوال	جاگ اٹھی انہی قیمت مرمنوم اب نہان دل میں ہو کیوں شاہد مکتوم فائدہ کیا کہ زبان سے بھی ہو عرض مضموم صبر کے سامنے کچھ چیز نہیں طالع مضموم
--	---

قِسْمَتِ کَرَمِ اللہِ عَزَّوَجَلَّ

کس شتیاق سے تلمو سلام کرتے ہیں ہم پکارنے پہ ہمارے سکوت کیا معنی کنار قبرین زند آئی کس قیامت کی طلسم گاہ اجل میں یہ نئے کیا دیکھا کھمان گئی وہ پتیش زخم فرقت جاگئی ذرا خبر لو ہمارے کہ کیا گذرتی ہو وہ بزم جہین تھی مانند زلف و بھی ہند میرے گھر میں شب و روز کشتی ہو کیونکہ اب اسکا سطح زمین پر نشان تک نہلا وہ بیقراری درد فراق اب ہو کمان کمان گیا وہ شباب اور بھاری ہستی جگہ ہو اس سرودازدہ کی اب نہشت وہ بال جن سے کہ آتی تھی بوئی عنبرین وہ گوش جو کہ تھے مشتاق لہ زانی کے نہی ان آنکھوں میں اب ہو گئی ہو شکل مراد وہ نظریں آج ہوئیں نذر تیرگی لہر اب ان لبوں سے ذرا کچھ کہو کہ کیا گذری	کوئی جواب دو اے ساکنان ملک عدم خطا معاف ہو یہ وضع ہے خلافت کرم کہ تا بہ حشر ہوئی تم کو جاگنے کی قسم کہ منہ سے کچھ نہیں کہتے وہ ہو گیا عالم سیاھی شب تربت نبی ہے کیا مرہم کہا تک آخر کار اب یہ سیر ملک عدم تھارے ایک نہ ہوئیے ہو گئی برہم نہ چاندنی نہ تجلی نیست عظم جو شمع ردنی تھی تا صبح صورت شبنم تمام عمر بھارا تھا جس سے ناک میں دم کمان ہو آنکھوں میں اب وہ خار عشق صنم ہمیشہ دیکھتے تھے جس کو پائے دوست پہ ہم مزاج یار کی صورت سے ہو گئے برہم صدائے صور سے شق ہو گئے ایک دن ہم جو برسوں روئے ہیں فرقت میں صورت شبنم کہ جن سے ہوتا تھا نظارہ جمال صنم کہ کھینچ کے آیا تھا جن پر غم فراق میں دم
---	--

دہان نے فرصت تو یہ بھی باقی تھی کہ نہیں
اب اس گلے کے نشان خطِ عفو میں نہ ہیں
کہو کہ اب دل ویران میں کسی کی ہستی ہے
سکون پذیر ہوا اب بھی وہ جگر کہ نہیں
یہ سلب ہو گئی کیون ان کی طاقتِ فطری
فضا یہاں کی پسند آگئی تمھیں کیونکہ
کلیجہ کا پتہ رہا ہے وہ قہرِ ستار
یہاں پہ غم بھی ہے اہل فنا کا شکلِ مراب
ہزار چاہتے ہیں تھمسرین فاتحہ پڑھکر
نظر اٹھا کے جدھر دیکھتے ہیں کچھ بھی نہیں
فسردہ غنچہ کہیں کہہ رہے ہیں یہ سر قبر
ساتی ہو گئی نہ آنکھوں میں یاں کی اندھیری
قسم بھی کھاتے نہ تھے دوسوے بین تم جلی
خدا کو علمِ طلسم سکوت کب لوٹے
یہ کیسی نیند کی شدت ہے تمکو متوالو
اُٹھو اُٹھو کہ جگاتا ہی تم کو نالہِ صبور
اُٹھو کہ ہو گئی کا فور تیسرگی لحد
اُٹھو اُٹھو ہوا تا بندہِ نجم صبحِ ابد
اُٹھو کہ قیدِ علائق سے پائی آزادی
اُٹھو تمھارے الم میں فلک ہنسا تھا بھی
اُٹھو زرا دل سہل کو پھر بنگھال کے تم
اُٹھو اُٹھو وہ زمانے کو یاد کر کے اُٹھو
اُٹھو زرا اسی قوت کے بل پہ اُٹھ بیٹھو

رہا تھا نزع میں بھی یا کہ فکرو غم وہم
پھری تھی جبہ کسی مہربان کی تیغِ ستم
بنا تھا جو کہ خود اک اضطراب کا عالم
ہمیشہ جس میں رہا اک نہ ایک تیر الم
کہ صرف لغزشِ مستانہ رہتے تھے جو قدم
زرا اسی دہر میں اپنا تو بس اُلٹ گیا دم
کوئی نہیں ہے بجز ذاتِ خالق اکرم
برائے نام ہے شب بھر کو گرہِ شبنم
غضب ہو اکھڑی ہی جلنے میں مارو ڈر کر دم
نہ کوئی دشمن جانی نہ ہو کوئی ہدم
کسی کی شامِ جوانی کے یادگار ہیں ہم
جو یاد ہوگی شب ہجر گیسوئے برہم
انھوں نے کھائی تمھیں ٹکے دیکھنے کی قسم
ہر ایک قسبے تصویرِ غبتِ عالم
اُٹھو کہ ہے خطر انگیز راہ ملکِ عدم
نخلِ خواب ہوئی ہے یہ شور و شہم
اُٹھو کہ بھیل گیا نورِ نیکرِ عظم
اُٹھو اُٹھو کہ زمانہ ہے درہم و برہم
ہوا شکستِ طلسماتِ ہستی عالم
اُٹھو کہ آج فنائے فلک کا ہو ماتم
اُٹھو کہ ملنے لگی داد جو رشتِ صنم
کسی کی یاد جگاتی تھی نکو جب شمع
کبھی اُٹھاتے تھے جس سے کسی حینِ ستم

اُٹھو تھاری فنان کے بھی کئے فریادی کنار قبر میں راحت سے سو نہوالو اُٹھو ضیائے اشک نہامت دکھانے کو اُٹھو اُٹھو کہ آگیا سلمان کی روح کا ناصر نوید آمد شہ سنتے ہی یہ شوق بڑھا	اُٹھو جو چاہتے ہو دید گیسوئے برہم اُٹھو کہ رو کے جگائے پتھین کوئی بہرہ اُٹھو کہ صاف کرو دل سے اب غبار الم اُٹھو کہ آگیا شیر الہ کا ضیفہ جلے ہین مشرق طاعت سے عیسیٰ مریم
--	---

جہان میں آیا جگر گوشہ شفیع آدم
بلائین لینے بڑھی روح حضرت آدم

یہ چاند تم کو مبارک ہو زجراتون کسے لئے ہو یہ آغوش میں کو تو سی یہ روح آمنہ کتنی ہو شوق سے بڑھکر یہ بچہ ثانی حیدر ہے حسن صورت میں یہ بچہ دائرہ دین کا نقطہ احسن یہ بچہ رونق بازار عرصہ محشر یہ طفل علت فانی صبح روز ابد اسی کے ہاتھ میں ہے ذوالفقار حید کی یہی ہے غزوہ صبح ابد کا بھی فاتح یہی ہے ریشل ید اللہ کے کارسنام ضدین بھی گو دین مادر کہین اگر تو ہی بچل کے ہاتھوں نہ یہ طفل ابھی سے خواہان ہر جگہ کے مانگے پہ کتا ہے کو کب طفلی سراسر کاکنگرہ عرش پست تیر جس سے جبین وہ وقت ولادت زمین پر جس کو ہمین ہین باعث شیرازہ بندگی دنیا	یہ چاند ہے کہ امامت کا نیر عظم خدا کا نور ہے یا روح خلقت آدم کہ لاؤ اپنے محمد کو لے لین گو دین ہم یہ بچہ خوبی سیرت میں ہے شفیع آدم محیط علم خدا کا یہ عالم اعلم یہ بچہ زینت سرکار خالق اکرم یہ طفل وجہ وجہ ثبوت لفظ قدم اسی کے ہاتھ میں محبوب کبریا کا علم اسی کا آیہ فتح مبین بھی ہے ہمد یہی ہے ریشل رسول خدا امین حرم ابھی سے لاکھ ہمیں دیدہ و لفقار و علم ملے تو دیکھ لون میں زور اثر و تسلیم کہ میں ہوں روکش اقبال نیر اعظم وہ سر کہ جسپر رکھا خود خدائے تاج حشم ہزار ادب سے رکھا سو ہی خالق اکرم بتا رہے ہین یہ مولا سے گیسوئے پر غم
---	--

جبرے ہوئے ہیں صدای اذان سے جو کہ گوش
 وہ رعب چشم کہ ضیق شکار رکھے جسے
 حصارم برق فلک ہے نگاہ بے قابو
 اسی کی اک نگہ لطف سے عدم کو بقا
 زبان کلید در شہر علم و حکمت ہے
 لب نہر عہد رضا عت کی کہ بھی پہنسی
 بتا رہی ہیں اشاروں سے ننھے ننھے ہاتھ
 یہ انگلیوں سے کلانی کا زور کہتا ہے
 زمین پہ یہ سستی محسوس کئے کیا
 ضیا فلک ہے امامت کا نور یون و یمن
 کلیم شوق ارنی کہ رہا ہے سن و سن
 خدا سے یون ہی جدائی و اتحاد اسکو
 اسی کے جد ہیں ملک کے مدرسہ اول
 حرکت کفر کو فرد جہان سے دھو ڈالے
 اسی کے شوق زیارت میں صبح روزا بد
 دکھائے وقت سخاوت اگر یہ الہی
 نصیب صبح قیامت کو جسکے جاگین گے
 جو اس کا شاہنشاہان ہو محو جمیت
 یہ اسکے دور سخا میں ہوئی زبان بندی
 ہوائے لطف خبر گیب یک بیان ہو اگر
 مدیح حضرت حجت تمام کر محشر
 دعا یہ مانگ بدرگاہ قاضی الحاجات
 ظہور قائم آل عبا کا دور آئے

کبھی جو سن نہیں سکے کسی کا شبون غم
 نظر وہ جس سے کہ ہون صیدا ہوان حرم
 کہ جس سے کھائی گئی گھونگھٹ باہل تنم
 اسی کی اک نظر قر سے بقائے عدم
 دہن خزینہ اسرار خالق اکرم
 کہ جام نور سے نکلا ہے پھول کر زمر
 جلاؤں گے یہ کبدن چراغ اہل کرم
 ہزار اگر در خیبر ہوں تو اکھا طرین ہم
 کہ گود میں رہ معراج ڈھونڈتی ہیں قدم
 کہ جس طرح سے علی دلی بیان حرم
 جال وہ کہ جسے دیکھنے پہ غش عالم
 کہ جس طرح نگہ عام میں خط توام
 یہی رموز امامت کا حامل و خاتم
 برس بڑے کبھی دم بھر جو اسکا برکرم
 اتر کے چرخ سے آگیا نیشہ عظیم
 تو وقف عام ہو تنیم و کوثر و زمر
 دکھائے گی انہیں تقدیر بڑے کے اسکا ختم
 نیم گیسوئے دلبر نہ کر سکے جسم
 کہ کوئی کہ نہیں سکتا مراد مند ہیں ہم
 لحد کے پھول نہیں گر کے قطرہ شبنم
 کہ وقف ہیں ترے دم کیلئے قصور دم
 تر قبوں پہ رہے ملت شفیع اُمم
 بلند نصرت دین کیلئے ہو تیغ و علم

حجاب حسن

<p>نظر باز و ثبوت نفی رویت دیکھتے جاؤ خموشی میں نہان توصیف لکنت دیکھتے جاؤ حسین ہو کر یہ شغنائی طینت دیکھتے جاؤ اُمنڈ کر کیونکر آتی ہے قیامت دیکھتے جاؤ کرشمہ سنجی چشمِ محبت دیکھتے جاؤ اگر چشمِ بصیرت ہو یہ صورت دیکھتے جاؤ قسم گیسو کی طول شامِ قمرت دیکھتے جاؤ اڑی کس شکل سی جہرہ کی رنگت دیکھتے جاؤ اگر میری نظر سے اپنی صورت دیکھتے جاؤ و فور شوقِ باطن کی نزاکت دیکھتے جاؤ ضرورت اسکی جو اک اک کی تربت دیکھتے جاؤ نگاہ ناز پرورد کی عنایت دیکھتے جاؤ عداوت دیکھتے جاؤ محبت دیکھتے جاؤ ظہور جلوہ میں نہانِ شرارت دیکھتے جاؤ مری تقدیر کا سامانِ رحمت دیکھتے جاؤ کہ چھپڑا اور بتیابی کی حالت دیکھتے جاؤ کسے کہنے ہیں اعجازِ کرامت دیکھتے جاؤ فصاحت دیکھتے جاؤ بلاغت دیکھتے جاؤ نگاہِ لطف سے طرزِ کتابت دیکھتے جاؤ چلور و روحِ الامین دجی عبات دیکھتے جاؤ کہاں سے ہر کہا تک معنویت دیکھتے جاؤ</p>	<p>حجاب حسن میں لبس کی غیبت دیکھتے جاؤ سوال دید پر وہ لب ترائی بھی نہیں کہتے خدائی ایک جانبِ اکطرف ہی مصلحت اپنی بہت رو کا دل مضطر کو لیکن اپنے رو کیں گے حجاب ناز کے پردوں میں جنبش جبکہ پیدا ہو تمنائے نگاہِ اہل عالم کیا بتاتی ہے بحسن اتفاق اک دن وہ بلجائے تو کہتا گراں تھی آمد و رفت نفس بھی طبع نازک پر ہزاروں جدتیں پیدا ہوں فساد میں ہوس کے نظر خواہان دیدار اور ادا کہتی ہی رہنے دو تھکائے مریو لے جا بسے شہرِ خموشان میں رگ ابر ہاری کو دیا ہے دیدہ ترکو ہجومِ دوست دشمن ہر طلسماتِ زانیہ میں کلیمِ اللہ پہ نخلِ وادیِ ایمن کو ہنسایا فرخِ غلکہِ فرقت کی شب ہو ناظرِ غن دل بسلی ہو اعجازِ نگاہِ حسن کا طالب شہیدِ ناو کی میت پہ چلتے چلتے اک ٹھوکر عریضہ لکھ کر بھیجا ہو زبانِ اہلِ باطن میں نگارستانِ معنی میں یہ اک نقشِ تمنا ہو تعلق ایک اک کہتے کو ہر قرآنِ سامطی خدائی کے ظواہر اور بواطنِ لغو سے پیدا</p>
--	--

<p>شب فرقت کی طولانی حکایت دیکھتے جاؤ محبت خیز لہجے میں شکایت دیکھتے جاؤ مرے دل میں ہجوم شوق صلیت دیکھتے جاؤ لمبورونے کا انداز ریاضت دیکھتے جاؤ ذرا حال مریمان محبت دیکھتے جاؤ خدائی بھر کے دل ہو کی حالت دیکھتے جاؤ سخی مصطفیٰ کی مغنیت دیکھتے جاؤ دم رفتار یہ حسن نزاکت دیکھتے جاؤ سخن کی کُرخ کو لے اہل بہت دیکھتے جاؤ</p>	<p>دم تحریر مضمون روشنائی بولے ٹھٹھی ہر وفا کی داد پائی دلوں پھر بھی تاتے ہیں نئے انداز پر خلوت میں اک محفل بیا کی ہے بنایا روکش باغ جنان صحرائے الفت کو بفضل ایزدی تم مقتدا بی ابن مریم ہو امام عصر ہو اور قائم آل محمد ہو وہاں سایہ نہ تھا اور تم سر پا ہو گئی مہیاں قدم روکے ہوئے ہیں فتنہ روز قیامت کو یہ میرا مطلع نو ایک تفسیر حقیقت ہی</p>
---	---

بشر اور دیدہ عالم سے غیبت دیکھتے جاؤ
 وجود نور میں اثبات وحدت دیکھتے جاؤ

<p>کہ غیبت نظر انکار رویت دیکھتے جاؤ بلا فصل اب نبوت اور امامت دیکھتے جاؤ کلام اللہ کی ایک ایک کیت دیکھتے جاؤ کہ کلمہ پڑھتے جاؤ اور صورت دیکھتے جاؤ نماشاے گلستان حقیقت دیکھتے جاؤ محال عقل یہ انسان کی قدرت دیکھتے جاؤ جناب نر جس خاتون کی عشرت دیکھتے جاؤ گیا دنیا سے باطل حق کی قدرت دیکھتے جاؤ آداب وسعت و امان دولت دیکھتے جاؤ جوانی ہوگی یا خالق کی قدرت دیکھتے جاؤ ہماری آنکھ سے منشور فطرت دیکھتے جاؤ یہ سن انقلاب رنگت صورت دیکھتے جاؤ</p>	<p>بتا دوں اہل دل کو معنی اس خلوت پندی کے رسول اللہ کی صورت اور سیرت پائی حیدر کی سراپا مہدی دین کا نظر بازوں سے اکتا ہو جمال احمدی اصنام کعبہ سے یہ کہہ آیا صدائیں دیتے ہیں جبریل انبوء ملائک میں نگاہ خلق سے غائب عانت کیلئے حاضر محمد گو دین آیا تو خود دین آمنت گویا جناب قائم آل محمد کے قدم آئے چھپائے ہیں امام عسکری سرایہ باقی ملائک کہہ رہے ہیں بڑھلے یہ محبوب حافی کدھر ہو نو ہمالان چمن دیدار کے طالب کلا گلشن ایجاد در جس سے ہوا پیدا</p>
--	--

امام حمی سے جو کتنا ہوشیار کیوں نہیں کہتے وہا کا نکتہ نکتہ مرکز حل مطالب ہے امام عصر ہیں نور خدا نظارہ کیونکر ہو انہیں کے مسند آرا ہیں عباب با صر الملت	کو اور جانب باب اجابت دیکھتے جاؤ یہ ادنی قدرت اعجاز دحت دیکھتے جاؤ یہ کافی ہے کلیم اس کی حالت دیکھتے جاؤ وہ غائب ہیں اگر کو انکی سورت دیکھتے جاؤ
--	---

نکالو نہ نہیں ارمان تا طور مضمت قائم
بجگاہ دیدہ باطن کی رست دیکھتے ہو

فقیہ کی مکتبہ
ہاکی کی مکتبہ

زین خشک پر سیلاب رنگ گل ہوا جاری وہ نکلا ہر مشرق سے براے آئینہ داری پڑھا دین تربت بخون پہ جا کر مہجیان ساری نظر الطاف ساقی پر دل نہین جوش میخواری کہیں خنجون کو جوش شوق ستہ بہر خیداری شرابی کہ ہو جیسے کیف میں مستی و مہیاری طبیبوں کو ہوا جس کی بدولت شغل بیکاری برغن کے گلے میں حلقہ ہائے تازہ ناری کہ آہن او تپھر پہ ہوئی جو ہر کی کھلکاری ہوئی فیض ہوا سے مقید ہر ایک بنگاری مسافر کو جو ہوش نہ مل پہ تھیل بیکاری نشین کہ پھرے طائر سمجھ کر رات اندھیری برنگ چمچ ہو آئینہ خورشید زنگاری کہ پکانوں کے خنجون ہیں ہوئی بوی و فاری	بہار آئی اٹھا گردون پہا بر حمت باری نقاب الٹی جو انان چین نے بہر آرایش لباس نو ہر اک وحشی نے پہنا ہوشین اگر قریب تاک یوں ڈیرے پڑی ہیں بادہ نوشوں کے کہیں بیل کو سوزا بڑھ رہا ہے دلفروشی کا نسیم صبح کا ہی اسطرح تھم تھم کے چلتی ہے وہ رقی خیر دین ہے وہ فصل صحت افزا کا گلاب کی طرح شاداب ہیں جوشن ہار کا نور کے تاب نے یوں جوش مارا کوہ مدین سین چلبو سمجھ کر ابدتے ہیں اپنے بچل ہیں چٹک کر شب بیدار نہ رہا کرتے ہیں خنجون کو عمر کو زلف بہت بل نے کہہ لی بہر آرایش جو چشم رہا ہے دیکھے اس بہا دار افزا کو زہرے تقدیر آئی ہیں سمنہ ان کی آسیدین
--	---

<p>بنائے مسکدہ دار الشفا فصل بہاری سے تزاکت دست ساقی اور گلبن کی برابر ہے نہا کر آب شبنم سے سحر کو اہل گلشن نے شرر زایون ہوئی فریاد بلبل سخن میں مناسب اپنی حیثیت کے ہر اک نے جگہ پائی کھلے ہی جاتے ہیں غنچے ہوا سے روح افزا ہے بگس مہر و ترحم دل میں معشوقوں کے پھولا ہے تیرتی بریہ اب ہے ناز کی حسن لطافت سے دکھاتا ہے روش مستانہ حبیباً برسیا شکر</p>	<p>ہر آن آتے ہی جاتی رہتی ہو تو بہ کی باری اُسے ساغر تو اسکو بار ہے گل کی گرا باری پہن لی ہے شعلہ ہر کی پوشاک زرتاری کہ حسن و عشق کی ٹھنڈی ہو جس گرم باری بنے ہیں داغ لالہ نافہائے مشک ناماری اوپڑا ہی جاتا ہے عالم سے آزار جگر خواری جفا عاشق پہ کرتے ہیں بانڈاز و فاداری شرابِ ناب کا جو ہر دل ساغر ہے ہر باری تو بڑھتے ہیں یہ مطلع زند و وقت جوشِ مخاری</p>
--	--

لگا دے منہ سے ساقی ساغر صبا کی کلاری
تصدیق میری سرستی چہ ہو داغ کی ہشیاری

<p>سوال سے کیا انکار کے پر ہے میں ساقی سے پئے لبتا ہے آنکھوں میں شباب جن گلشن کو خیابان در خیابان خار صرصر نے سمیٹے ہیں پر شعلہ ہے شکل برگ گل جوشِ رطوبت سے دہان انجم بیان بکھر ہوئے ہیں پھول سہری پر چلے آتے ہیں خوبان جہان زلف کو سلجھاتے ہمیشہ صبح ہے باغِ جان کی طرح عالم میں پتا دیتی ہیں شام وصل کا معشوق و عشق کو کیا بالیدگی نے بڑھ کے آخر کام مرغم کا نہیں پھولوں سماتے گل و فور شادمانی میں زبان عن لبِ بان پر یہ ہے نظمِ بفرزا دہ خسر جس کے عہد سلطنت میں دیرِ عالم سے</p>	<p>زبان پر حضرت زاہد کی حرف لاہو جاری دل عشاق چھینے لیتی ہے نرگس کی باری بیا بان و دیبا بان کی یہ قدرت نے گلکاری بزرگ قطعہ شبنم بنی مجھ میں جھڑپاری زمین بلغ ہے گویا جواب چرخ زنگاری جوانان جن سے سکھنے انداز و لداری ہمیں کی سیر سے خورشید بھولا گرم قناری گلے مل کر تحریک ہوا سو ڈالیاں باری بھرائے عاشقوں کو دہن جتنی زخم تھکاری ہنسنے دیتے ہیں جیشِ بنم کی ہوتی ہو گماری کہ آئے مددی دین رونقِ سخت جان باری فرود کر دیگی ہر اک کفر کے فتنے کو دیناری</p>
---	--

تعالیٰ اللہ یہ ایسا بادشاہ ارض و سما کا ہے
 جمال پاک سے آٹھ آنکھیں چوندھیاں ہیں
 ثبات عالم فانی ہے موقوف انکی غیبت پر
 مجھے گوارے میں فائز ہر اک رمز است پر
 ظہور اس بادشاہ دین کا جسد ہو گا ذابین
 نہ توئی آپ کے دم کی اگر رکت زمانے میں
 نہ رتے اپنے شیعوں کی اگر آمد اور پردہ،
 مثال مردم دیدہ چھپے گوشے میں ہر ظالم
 جسے اک پل بھی نیند آئے خیال و حضرت میں
 میسر ہو جسے دیدار روئے پاک مولا کا
 کیا ہی آپ کے فیض کرم نے لطف عام ہیا
 بیان کیا ہوئے حسن ان کے بازار حکومت کا
 و فخر میں بھی اس قدر رعب و تہور ہے
 علم کر لین جو زور خداری سے تیج بران کو
 خیال آئے جو انکے دل میں قیامت پر شان کا

کریں گے خضوع و عسلیٰ فحش سے جس کی جلو داری
 دکھائی کچھ نہیں دیتا بتوں کو جز نگو ساری
 ظہور احکا کر گیک حشر کے طالع کی بیداری
 نہ ہے عصمت خوشا اظہار لطف و رحمت باری
 سوانیرے پہ خورشید آہنگا ہر علم داری
 نہ آگنا کچھ نہ ہوتا ابر کا فیض کھڑ باری
 بھری ہوئی بلائے آسمانی سے زمین ساری
 زمانے سے اٹھا دین آپ اگر ہم دل آزادی
 نثار اس خواب راحت پر کلیم اللہ کی بیداری
 اشار و نمین وہ موسیٰ کو پڑھا ہے درس شہادتی
 ہوا جس شکل سے ہو کل موجودات ہیں باری
 جہان مذموم ٹھہری ماہ انگھان کی خریداری
 کہ مذکور بادشاہوں نے کر دی شان پنداری
 پر جبریل کو ہوا عرش پر بچنے میں دشواری
 شکنجہ ہون برہمن کے گلے میں تار زناری

اگر ان کی تواضع دے صلائے میمانداری
 شریع جنان کے آئین مثل رحمت باری

مثانی ہے عدالت آپ کی فتنے جفاؤں کے
 مدد کو کی موجود اور پھر فانی گناہوں کے
 ترقی عیش کو ایسی ہے انکے حدود و ملت میں
 بجگا لطف اگر ہو چارہ گرنازک طبیعت کی،
 پٹے تاویب اگر دیکھیں نگاہ قہر سے مولا
 کیا کہاں نہ ہو پچھے آپ کو عرضی غلاموں کی

اٹھاتی ہے حکومت آپ کی رسم دل آزادی
 پر شان مجز وہے پاک شان ایزد باری
 کہ رشک خدائے کل ہے صلے کے گریز باری
 نہ ہو ہرگز جابون کو شکست دل کی بیماری
 دل سے کی طرح خورشید میں سوختم ہون باری
 اگر ہو قلم بدطالی میں مست و تقاری

موافق طبع کے کر دین جودار دے مخالف کو
یہ ادا حال ہے امن و امن کا دور میں انکے
جو کوئی ایک لمحہ آپ کے مسلک سے پھر جائے
فنا خصلت کو قید سخت سے آزاد اگر کر دین
حصام انکی حکم ہوگی ہر اک مظلوم و ظالم میں
زمین پر پہنچنے لے خورشید کو شبنم کا قطرہ
دیا اللہ نے وہ دل انھیں ردّ حوادث میں
ہر اک مخلوق پا مال حوادث ہو گیا ہوتا
راہی جیتے جی ہم بنے پائی خوف عقبی سے
جہات سے اک نئے سے کم ہیں ردّ جس کے
شفیق ایسے علی کی شکل سے خادم شہیوں کے
فضائل اور مناقب جتنے تھے گیارہ امون کے
کہ حضرت اہل بنیہ دیکھ لین دنیا میں حق آیا
ہدایت وہ بتایا سب کو رستہ کنز مخفی کا
شہا مختصر بھی ہے اسید وار نقد آ مرشش
دکھاؤنگا میں کس صورت سے منہ اہل قیامت کو
خدارا لے شہ ارض و سما وقت شفاعت ہو
میان شہریوں پہونچون نکھر کنج مدفن سے
بشارت دیتے ہوں روح الامین گلزار جنت کی

دل عشاق کے زخموں کو بھرے مشک تازی
جھا کا نام بھی آنا زبان پر ہے گنہ گاری
اب تک صورت شیطان ہوا سکو ذلت خواری
نہو پھر سنگ کو ممکن شراروں کی گرفتاری
ملیکی ہاتھ سے انکے سزا سے مردم آزادی
جو ہوا فدا دگی میں ناتوانوں کی نسد دگاری
قیامت تک رہی زندگی مصروف غمخواری
نہ کرتے عالم اسکان کی گر حضرت نگہ رازی
نزل اشک ہے دنیا میں نزول رحمت باری
خانہ اپنی قدرت سے وہ دی تاکو عملداری
خلیق ایسے نبی کی شکل سے کرتے ہیں دلاری
وہ سب میرا شہین پائے بحکم ایزد باری
ہوئی آسان ردّ دعویٰ باطل کی دشواری
سخت وہ کیا وقت غلامان گنج دینداری
رلائی ہے اہو کے اشک حصیان کی بھوناری
کہ آفرین ہے حمد کی تیرگی سے بھی سپہ کاری
مٹا دیجئے دل بنیاب سے خوف گنہ گاری
کفن کے بدلے تن میں ہو لباس رحمت باری
دور شوق میں رضوان برے ہر جلو داری

	جگہ پاؤن میں دل کی شکل سے پہلو میں حوروں کے ہمیشہ ہو بہار غلہ صرف ناز برداری	
	رہنما عالم اسکان میں ہمارا آیا خانہ زرجس خاتون میں سارا آیا	حجت اللہ خدائی کا سہارا آیا قطعہ کیون نہو فاطمہ زہرا کی بہن آخر

پیرودہ راز

حجاب حسن میں اخفا تر ہے عین دہائی
 بشوق بے محل کچھ یاد ہے ہوئی کیا گزری
 آکھ جبر ہے پردگی کا مصر شاہ ہے
 رنجنا کی وہ پاکد ستیان، پیرودہ وصال
 زرا دیکھیں ندائی روشنی ملک مغرب کے
 فلک پرستے منہ پھیر کر قطارہ بازوں سے
 غم نظارہ سے خونتاب نذر چشم کرتا ہے
 دم تقیر پر اظہار غرض بھی باک نایا ہے
 نہ جانے خندہ اغیار سے کیا دلکی حالت ہو
 قضیہ طے ہوا معلول کا پر سے ہی پر ہمیں
 وہ فصل درگمان کا ہلکا سا طوفان میں یہ
 حقیقت میں اگر پردہ خلافت و نش فطرت تھا
 رابع انسان کا ٹھہرا محل روح نفسانی
 دخیل پردہ ہائے چشم اگر بگرد ہیا کی
 سرکلب وہ شورش سیلی و مجنون کی بڑی پردہ
 حسینان جان اگر شکی زلف پہچان میں
 پھپھا، شوق کو جذبات کا یہین صرست تھی
 میان پردہ اندیشہ محض ہوئے طاعت میں
 حجم و جنت الرشوان و عرش و چہرہ کوثر
 قریب آئے نہ طوفان ہوائے بال پردانہ
 دعائے عاشقان بھی پردہ شب میں نکلتی ہو

وگرنہ تالاب الائی کس طرح چشم تماشا ئی
 محاذ اشک جال حسن کی ہنگامہ آرائی
 چیمب زرا سے کو لایا سر بازار رسوائی
 کسی کو چاک امن کی صدا اشک آنی
 میخانے حجاب جرجہ پارم میں جگہ پائی
 دکھایا عالم امکان کو حسن عالم آرائی
 نہان رہتا ہے سینے میں مگر قلب تماشا ئی
 نقاب شاہد مطلب نہ اٹھنے دے تمنائی
 پراسپہ عام میں اظہار وردن اسکیت بانی
 وہ کہ ناپیک کا اور وہ سواد شہد تہنائی
 وہ دلکش لہو زبانوں کے پردے میں گویائی
 میان پردہ دل و جسم نے کیونکر عکس پائی
 تھی منور و خلافت پردہ پھر کیا عقل آرائی
 طلسم حسن میں بیمار ہے عجب اور بینائی
 زمانے بھر کی پیار سے کو سینے خاک بھولائی
 پریشان رہتے ہیں بہر تلاش جائے نہائی
 اگر پیدا نہ ہوتا پردہ تالاب تمنائی
 نگاہ شیخ سیر باغ جنت کی خبر لائی
 نہان نظروں سے ہیں اور ماحول اک دہائی
 اسی سے شمع اذقل پردہ فانوس ہیں آئی
 وہ عالم خوب راحت کا وہ عالم دہائی

ہے اک طوار شرح دست شوق تنائی
 مگر ہو جلوہ دو شیرگان سے نیم آرائی
 جسے حد نظر پہنچے ہوئے ہو تیری بنیائی
 مخالف زندون کو پرے ہم ہوں ملے نہائی
 کہ کلی چشم سے اور قلب عاشق بن آرائی
 نہان ہو پردہ دل بین برعم خوف رسوائی
 خدا معلوم دیکھا کی کسے چشم زلیسائی
 میان باغ جنت زندگی ہی میں جگہ پائی
 کہ جب تھی فوج اسماعیل کی ہنگامہ آرائی
 قیامت کر چکا تھا آفتاب داغ رسوائی
 غم فرزد نہ چشم نوح سے لیجاتا بنیائی
 زمانہ مست کیا ہے کئے کی خود ساز پائی
 نہان ہیں پردہ مستی میں کیا کیا رزوانائی
 وہی نسیان زمین پر صورت ذرات صحرائی
 نہوتی نسیم پہچان میں ناشر ہو لائی
 دروہ اس کار کہ میں ہو چہ پرستہ کا تہرئی
 ذکر نہ ہوگی اس دیا کی ہچشمون میں رسوائی
 جو ہوتی رہے پرستے کی خلاف عقل دروائی
 اگر بے پردگی ہے باعث انوار بنیائی
 مبارک ہو انجمن آزادی ہنگامہ آرائی
 مبارک ہزم آزادی میں دور بادہ بنیائی
 مبارک خلعت یورپ میں ہوا نظار زیبائی
 مبارک پیکر نازک کو ہوا اظہار عنائی

دم اظہار مطلب پردہ خاموشی جانان
 میان پردہ مینا بچھی ام الخیانت تک
 یہ سلج چرخ پردہ ہے نگارستان نہیں کا
 چھپائی جاسے نیست بھی میان پردہ مدفن
 نگاہ یار کا آفا ز اور انجسام پردہ ہے
 جواب ہر تابان لینے داغ فرقت دلبس
 شکست پردہ غفلت کا وقت خواب کیا کیے
 کیا اور بس نے جو وقت پردہ اہل دنیا سے
 پڑا تھا پردہ شفقت خلیل اللہ کی آنکھوں پر
 پٹے بوسنم اگر پردہ ہوتا بظاہر ماہی کا
 نہوتا غرق بین پردہ اگر امواج طوفان کا
 بہرزم ویر کیوں یوسف کو بے پردہ بلایا تھا
 کتاب اللہ دراد لکھیں یہ موج بیجا بنی کے
 گمر بقبا ہی پردے میں صدمت کو آب بنیائی
 اگر پردہ نہوتا ہر درخشش کو لطف اور کا
 نگارستان عالم پردہ اسرار قدرت بھی
 نہ جانا پردہ ملک عدم میں بن مرنے کے
 خدا کیوں چشم میں چھپتا رہتا شہر بنیائی
 حریف ہر ہر شوق سے اٹھا ہی پنہ دین
 ہمارے اہل کج بوسی زندان ہی بہت ہو
 مبارک گلشن بے پردگی کی ہو ہوا خوری
 مبارک ان کو رہو از خود پر گرم جولانی
 جلو میں مام جمع شاعران پاک باطن کا

یہ مانا صورت اعمال بد ہے اسودت نظر
 رہا وہ نور ہر سون پردہ اسرار حکمت میں
 معلم کون تھا جبریل کا ایمان سے کہنے
 زرا کھول آنکھیں سیر خلوت لاہوت کر غافل
 جمال ایسا سواد عالم دل عرش ہی جس سے
 شہم گل کا احوال زیون بھی وجہ غیبت ہی
 نہان رہتی جو نالے لمبلون کے پردہ دلہین
 امور مصلحت مضمر اگر ہوتے نہ پرے میں
 عروج گرمی بازار نظارہ جو پردے سے
 کوئی مانے نہ مانے ہکو تو وہ بات حجت ہی
 بشکل مہر پردہ اور پھر ناسب کی نظرون میں
 نہ جانے وہ بھی صاحب معراج کس جا ہو
 کھلی ہی رہتی ہیں آنکھیں بزرگ دیدہ انہم
 وہ شب حبلی طوالت رفتہ رفتہ زیون ہوئی آخر
 وہ شب چشم و چراغ عالم انوار جو شب ہے
 دھندلے کے گوجلو میں لیکے وہ باد صبا نکلی
 بقدر سیری خواب تنافل جس ہو اس کو
 نمود صبح کی خشکی میں اک عالم کے دل سینچے
 جناب نرس جس خاتون بھی اٹھیں خواب احتش
 حکیمہ کی زبان پر سورہ قدر اب دلیفہ ہو
 میان بطن کب تک قرأت آیات قرآنی
 ظہور معجزہ شامیل ہی گو تیسرے خدا صریح
 دکھائے اب ہر جاوہر سے موی کو نقش آیتا

چھپاتا ہی خدا خود لے رہی الطاف کیتائی
 محمد آج جسکو کہتے ہیں اُسکے تو لائی
 بے درس حقیقت پر دیے کسکی صدا آئی
 کہ پرے ہی میں نہان ہے جمال شان کیتائی
 جو صوفی کی نظر کو باعث شوخی مینائی
 ہوئی حاصل گلستان سے نکل کر دشت پیمائی
 جو ان چمن ہستے نہ شکر بانگ رسوائی
 پسند آتا نہ ایسا خنب کو کج تنہائی
 کہ ہیں مہدی دین غیبت میں اور عالم تاشائی
 ہمارے رہنا معصوم کو جو خود پسند آئی
 وہ غیبت اور حسن اشیام عالم آرائی
 مگر بتیاب ہیں شوق نظارہ میں تو لائی
 وہ جوش شوق میں بیداری شہنائے تنائی
 کہ چلیے کا کل مرغولہ سوہوتی جو بل کھائی
 کہ جسکی صبح اس دنیا میں بنکر شکل حور آئی
 وہ بحر خضریٰ نے موج نیلوی اپنی دکھلائی
 کسی ذہنی کر دٹ کوئی اٹھا لیکے اگلائی
 خدا جانے حکیمہ کس لڑی پھرتی ہیں ٹھہرائی
 چھپائے اپنے دلہن شادی آغوش آرائی
 نگاہیں شوق نور حجت اللہ کی تمنائی
 خدا کیو اسطے ظاہر ہوا بے روح خیالی
 مگر تا بعد شتا توں سے ضبط نا تشکیبائی
 رکھائے آنکھوں کو تصویر اعجاز مسیحائی

بہار گلشن بہتی عالم تیرے ہی دم سے
 بڑھا جب ہی زائد شوق و دیدار اہل عالم کا
 ابو القاسم خباب مجتہد اللہ مدنی دران
 زمین پر آئے ہی شل علی سجدہ کیا پہلے
 زلزلے بھر میں پھیلی ہوئے خوش جسم محمد کی
 نہیں پھولوں سے تاج جبریل فرط خدا و پسو
 مبارک و الفقار حیدری کو مزدہ تازہ
 زمین سامر سے آسمان جھک کر کیتا ہے
 مبارک آگیا کتم عدم سے دیدہ عالم
 مبارک شان لمبوس امامت محمد علی میں
 جہان میں جانشین را کہے دش رسول آیا
 جہان میں عیسیٰ سے قابض امامت پر
 خدا کا دھڑکا تبا نصیری کیا کہیں اسکے
 شاہ و کر ہی میں جھک کے شاخیں تخیل میں کی
 کہو کہے سے لمبوس سیر نذر بتان کرے
 جہاں شعلے ننگ آگسود و کیلے آکر
 مبارک باد چشم انتظار حضرت عیسیٰ کو
 مبارک کر ملا دکان طہین اہل شرب کو
 مبارک ہو یہ مزدہ خرد ملک خراسان کو
 مبارک ہو منشاہ نجف سانی کو شمر کو
 راجے بن تاک تین موج باد ہو چنگی
 جی سانی نسیم کو شمران مرے سانی
 ہوا کھانا غیر خم سے آیا بھر خضر تک

ترا ہی نام بیکر جی رہی جین سب لائی
 ہوا ظاہر زینت بخش بنم صدر آرائی
 امام منتظر صلح لقب آقا و مولائی
 خدائی میں دم رکھتے ہی بدکی شان کھلائی
 پکارا گلشن اسلام لونا زہ بہار آئی
 کہ بھر تصویر محبوب خالق نے کھلائی
 کر میں قائم آل محمد کے جگہ پائی
 مبارکباد مثل عرش تیری عزت افزائی
 بس تو زمیں خاتون ہیں در آغوش آرائی
 تصور کرتے ہر کھینچنے لگی جان تنائی
 مبارک لے بتان ہر تکرور دغ ہوائی
 دکھا دی میری مولانے دم میں شان آرائی
 جو چھبکر چشم عالم سے دکھائے شان کیتائی
 کہ باغ سامر میں نور کی تازہ بہار آئی
 میان و عالم جاندی ہی نور کی چھائی
 جو ہوہ نظر تجھ کو حصول کمال بنائی
 کہ جبکا ذوق تھا اللہ نے وہ شکل کھلائی
 کہ آخر انتقام خون ناش کی گھڑی آئی
 کہ آیا خلق میں نواہدہ بنان عنائی
 بزور و الفقار اب پھر چلیکا جام مینائی
 ہم ایسے ستون کو جب ہوگا جیش بادہ پائی
 صبحی لاکہ تیرے اٹھا ہوں کچھ اگلائی
 ٹھکانے سے لگا بند میری جادہ فرسائی

<p>قیامت تک ہے قائم الہی تیرا میخانہ حصہ یکدہ پر ہو نماز حست عیسیٰ پلاوہ بارہ گلگون کہ جب ٹھون قیامت میں اے غمخاناہ ہستی میں بس یہ دور آخر ہے جلا سراج ساغز درون نشی کا افزون ہو ندرا ہے باہر کئے پردہ اسرار مینا سے دعائی خضر ٹھہتا جانب بچھاہ آیا ہوں شب کی نیمہ شبان کی درہر شام ای ساقی دور نشہ سے جب چاندنی میں ہوش سنبھلیں گے ادا کر نی ہی رسم تو بہر ہمو آخر شب میں وہ نور صبح اور میری زبان پر مطلع روشن</p>	<p>حیات خفیلے شوش ہنگامہ آرائی دلخ مہر تک جائے شیم جام مینائی یہ ہے مکھو نہیں سرخی یادگار یادہ بیائی بشکل چشم ز جس نظر تھے اسکے شیدائی کہ جس سے لکھنے والو کئے دلو ہو تو انائی پے لگا کہ کے جاؤ الحق ترا ہر اک تنائی بس اے جلد ساغرے مراد بادہ بیائی نمازین شجہ پڑھنے کی ہوتن میں تو انائی دعا میں دنیگے نصف شب کو مست جام مینائی بعنوان دگر ہوگی وہ نظم ہم بزم آرائی شہ خاورد سے وہ چشم جہان میں خود مینائی</p>
--	--

اما غصہ کیا آئے کہ عالم کی مراد آئی
ہزاروں ہی عریضے ہیں سپرد آب دریا ئی

<p>امید میں ہیں جواب بطف کی بہا و سال سے کوئی خاطر شکستہ کہہ ہا ہی سوچ آبی سے اشا و نہیں کہیں اظہار مطلب ہی جہاں سے کیسی باہیان جس سے یہ التجا میں ہیں کوئی کہتا ہی طہیانی تو بہو پنا خیر میری عریضے کسی کا اسلئے ملفوف مٹی میں کسی کا ہاتھ بڑھتا ہے بسوی پردہ غیبت بہا و نفع باغ جہان ہر تیکے پر دیے قسمت کی نگاہ آسمان کا جو کہ باعث تھا جہاں کہنے اللہ شوق ہوئی سے جسکی خاطر سے</p>	<p>کھڑی ہیں امن مقصد کو بھیلای تہنائی کہ جا کر پوچھ لا دار سے دروازہ کیلای دلا دواس خیال سے ہیں آنکھوں کی پسینائی تھیں کہہ آؤ جا کر میرا حال دست پیکائی کہ جزوہ بحر عیش سے ہو ٹھونہ جان آئی لے اس بوترائی کہ متاع غرت افزائی دکھائے کہ وہ شوق میں طرز زینتائی مگر اب کل دکھلا اوگل ہستان رعنائی دعا شرف اعطا کی مانگے ہیں تیرے دوائی اسی کا واسطہ دکھلا جمال کھن پسینائی</p>
---	---

<p>شہنشاہ سبکی میت اٹھی تھی شہر مدینہ میں یہ ہزار اعجاز تیرے انتظار بے نہایت کا تجلی بزم وحدت میں تھی شمع امامت کی اگر تو سامنے آجائے جانے دل پہ کیا گزرنے علی کا نام اس بنیائیں تیری درگاہ زندہ ہو وجود پاک تیرا علت اثبات خالق ہے عقیدہ صاف کتا ہے تجھے نور خدا کسے سردار القضاۃ شہر جب رونق فرا ہو گا ہمارے نقش تیرا اُن کے رشک صانع عالم بصدق مثل امیر پر قائم جو دنیا ہے ایسے اوچھپنے والے پردہ اسرار غیبی کے بر درختیخیر عام منتظر مہاراشد</p>	<p>اسکی واسطہ آسانے اور روح شہیدائی کہ عالم حیات نہ ہو گی تو کھینچیں جان آئی بقای عالم امکان کا تو ہر علت غائی کہ بے دریکھے ہوئے تجھ کو زمانہ بھر ہی شہیدائی نصیری سے کہو دیکھے زرا شان سیمائی تیرے غیب سے ظاہر ہو خدا کی شان کیتائی تری غیب سے اے مولادلیل عالم آرائی ملائک صفت نصف آئینکے ہر نصیبائی کہ تاصبح قیامت اک جھلکائی کہ نہ کھلائی قیامت ہی میں تجھ کو دیکھ لینکے تیرے شہیدائی خدا کی حفظ میں تھی ہر اسب شہر نماشائی تے بند لقا بے دراختن دست تو لائی</p>
<p>دہن یہ کہہ کے فحش کو بھی پاس اپنے بلا لیا کہ آہمراہ او مدت سرے بزم کیتائی</p>	
<p>عالم اسرار</p>	
<p>در مقام ابامیر علیہ السلام علیہ السلام رحمۃ اللہ علیہ</p>	
<p>نہ چھپڑ محکو ہمنفس کہ وقت انتظار ہے مجھے یہ ضد حجابنا زائٹ ہی میں کسی طرح مرا یہ قول موسوی نظارہ بے سواد تھا دلوں کا شوق بڑھ چلا نگاہیں ملے آنکھیں جہاں سنی عشق کے حود سے گزری سکون مرے نصیب کے خیال خواب ہو گیا</p>	<p>سوائے شوق جذب کے نفس بھی لپہ بار ہے انہیں یہ شوق دیکھے وہ کہ جو نگاہ بار ہے وہ کہتے ہیں یہ تاج چشم اعتبار ہے سمند ناز چل چکا کہ راہ پر غبار ہے یہ مختصری وسعت نگاہ انتظار ہے نہ سجدہ ستر ہے نہ سجدہ ستر بار ہے</p>

بزمِ زکس اشوین ہون محدود فطرۃ
 جگہ اٹھکے تاپ دے کہ ہن پھیر کس قدر
 کبھی خوشی وہ آئینکے کبھی یہ غم نہ آئینکے
 نشانِ اضطرابِ دل عیان ہر چشمِ شوق سے
 دیارِ دل اندھیر میں لٹے نہ ڈر رہا ہن میں
 وہ جانِ کب آئینکا نقاب لڑا اٹھا کون
 فنا دہر ہوا گر تو آرزو میں جی اٹھیں
 میں طوالتِ ستیا ق پر فدا ہوں لجا کر دن
 بتا دیں آکے فائدہ بھی طولِ انتظار کا
 زمین نقشِ بابے وہ آہے ہن نانے سے
 نقابِ غلی جنبین سب سکون دل کا ہن
 نصیب جانے لگے اوی وہ تیر خستہ ری
 کشاکشِ اضطراب کی سب جن کا ہوئی
 دوفرِ شتیاق میں بڑھی جوابی بوجھی
 یہ انا انتظار میں نمودِ شہر کیوں نہو
 حجابِ حسنِ نازک فرستہ بھی نہ جا سکا
 فنا ہوں سرھٹے کبھی جوازِ فانی خیال سے
 سہرِ شوق کو جتا کے میں نے خط کیا
 تمام موبین اک زبان ہو کے بون بکا اٹھیں
 کہن کی شکل بن گیا ہر ایک قطرہ کہنے کو
 یہ دیدہ حباب نے اشاروں سے بتا دیا
 نہ نصیب آگیا وہ نوگلِ راضِ دین
 مقام اپنا دہی کیا خدا کے نذر نے

چمن میں غل ہوا کرے کہ فصل نو بہا ہے
 شبانہ روزِ مشغلہ ہی ہزار بار ہے
 امید و بیم کا سامان کہ شرحِ انتظار ہے
 بنگاہِ جستجو نہیں فیضِ بقیرا ہے
 جوابِ زلفتِ یار ہے کہ سیرِ انتشار ہے
 نہ پاتہنشین کوئی نہ کوئی غمسا ہے
 ہمارے انکے درمیان حشرِ زدہ داس ہے
 نظامِ ہست و بود کا انھیں کو خواہیاس ہے
 وہ جبکہ خود بتا چکے حیاتِ ستار ہے
 چمن چمن کھلے ہن گل قدم قدم بہا ہے
 روش میں ایسی معتدل ہوئی لالہ زار ہے
 جہانِ لہوین شورا اٹھا کہ آمد بنگا رہے
 نہ اختیارِ ضبط پر نہ دلچستِ سیاہ ہے
 نہ دردِ ناگوار ہے نہ موت ناگوار ہے
 مگر وہ پھر بھی آئینکے ہن تو اعتبار ہے
 کہے یہ کون جان لب کوئی دفا شعار ہے
 تصوراتِ باطنی پہ زیست کا ماہ ہے
 حقیقتاً یہ خطِ نہیں دل امیدوار ہے
 خوشا نصیب تیرا نہیں عجب ہزار ہے
 ہر خنِ سحرِ مثلِ ابر کوئی اشکار ہے
 کہ بارہوین امام کا کسی کو انتظار ہے
 بہارِ گلشن وجود جس سے برقرار ہے
 زمین ملک سامرہ کو عرش کا دفا رہے

<p>ہمارے باغ جاودان جو زینت کنار ہے فروغ نور حسن سے تمام جلوہ زار ہے کسی کا اسمین زور کیا عطا ہی کر دگا ہے ظہور جس کا مرکز نگاہ آفتاب ہے تہ نیکین جہان کا نہان و آشکار ہے نبی کا تاج زیب بکر مبین و فقار ہے جال عجب حسن ہو کہ شان کر دگا ہے جمال وہ کہ ہو بہو نبی کا یاد گار ہے</p>	<p>خوشی تو جوں بکھل بکھل گل بہن خند زدن جناب عسکری کا گھر حریم قدس بنگیا ملی وہ دولت ابد جو پھر کوئی نہ پایگا جہاں جکا چشم دل کو سرمہ رنگ طور کا حقیقت ظہور و غیبت آواہل دل سنو امام و شاہ انس و جان خدائی بھر چکر ان بنا تھا یہ محاورہ اسی جگہ کے واسطے جلال وہ کہ موبہو مرتع علی کہو</p>
<p>فروغ بزم مطلع فصیح و محسن اب پڑھو قلم تمھارے ہاتھ میں بہ منت منت نگار ہے</p>	
<p>یہ انتظار روشنی چشم روزگار ہے زمین جلوہ زار ہے زمانہ جلوہ زار ہے نہ کوئی مضطرب رہا نہ کوئی سہمرا ہے نہ جانیں جذبیل ہو کیہ حکم کر دگا ہے حق آگیا شکل وحی یہ ہر طرف پکا ہے سفید اور سیاہ کا تمام اختیار ہے کہ جو بطن ایزدی و صبی ہفت چار ہے غلام جس کی بزم کا شہ فلک قار ہے جو داورس جہان کا نہان و آشکار ہے خدا نہیں خدائی پر تمام اختیار ہے وجود کائنات کی بقا کا ذمہ دار ہے علی کا جانشین ہو شہ فلک قار ہے اولے قمر و محبت قسم خلد و نار ہے</p>	<p>زیارت امام عصر شرح انتظار ہے ضیاء خدا کے نور کی فروغ دہر بنگی وجود و محبت خدا ہی قلب مطمئن کی شکل مسیح بہر افاقہ آسمان سے آئینکے مثال بادند کے جہانسی باطل ارگیا علی و صی نبی کے ہیں خدائی حکمران شمار اسکی قدرت و نکاح نہ بانسی کجے ملا ہمیں وہ پیشوا مسیح کا جو مقتدا نصیبی آگے بیکھ لے تو وہ شہر دکھاؤں بشکر صفات وہ الگ جو کمالات سے اس ایک دم کی قدر تو ہیں کہ جو نبی نہیں جہات ستہ زیر حکم امام جن و انس کے نظر عود دوست کی کشتی کشتی قبرین</p>

جہان بھر کی امتیں سائیں کیا نگاہ میں
 سب لب حجاب ناز سے نمود حسن چاہیے
 امور مصلحت کی شرح کیوں ہو نرم عام میں
 حیا شفیق اذن گریہ دی اگر تو جان آئے
 زمانہ وفا سے وعدہ بے بلبلے آگیا
 جمال حسن کو خدا بڑھائے ادھر سیر جان
 تجلی چراغ عمر کیا عجب جواب دے
 کون جو غلبہ شوق کو تو ماتھا اچھا جینے
 میں اپنے رنگ عاقل پیٹھا ہوں مٹا ہوا
 بنام حسن قدرتی سے تیغ ناز بیکھے تو
 ذرا مرے عریضے پر نگاہ سرسری سی
 اگر ہو خوش سی میں تم تو نہیں چھپے رہو
 طریق دید پوچھیں گے تمھاری جاہلین سے
 جناب ناصر حسین وقف رموز دین
 زبان دل سے قوم کو ہمتیں ہیں اتدن
 راض دین سے تازہ ناز کیوں بائیں ہم
 وقت وعظ جو کہا قبول اہل علم تھا
 صدائیں دلسوزی ہی ہیں بندگان علم ترن
 جس کو گنج در آٹھما کے ہاتھ کچھ دیا
 بحق حجت زبان نصب اور سعید بھی
 ملا خوش آگئی اور آگے بڑھ کے آئے گی

تل نبیا کا بادشاہ ہمارا تاجدار ہے
 کہ مثل برق طور کے نگاہ بقیار ہے
 زبان جلے اگر کون کہ ہجر ناگوار ہے
 ہر ایک اشک غم فزا دل خریق بار ہے
 جواب حشر نفس میں طول انتظار ہے
 جلاد و شمع اہل دل کا جس جگہ مزار ہے
 بزرگ شمع شام سے سحر تک انگبار ہے
 خلافت عقل و ہوش کے دل سیار ہے
 غرض ہی کیا جہان میں خزان جو یا بہار ہے
 کیسا کاو عاے عشق کون جان شار ہے
 کہ نقش آرزوئے دل کا تازہ یادگار ہے
 مزاج حسن باطنی مطیع خست یا رہے
 کہ جنبہ علم و معرفت کا آج انحصار ہے
 کہ جنکا علم اور عمل قبول کر دگا رہے
 طریق نشر شرح کا نہان دشا کار ہے
 قلم نہیں ہے ہاتھ میں نہال باردار ہے
 سخن کا سلسلہ نہیں صراط اعتبار ہے
 خدائی میں یہ مجتہد و حیدر روزگار ہے
 اسی کے پاس نقد علم کامل البیار ہے
 حکیم طور علم ہوں دعا یہ بار بار ہے
 سکون دل کو ہو گیا نظر اسید وار ہے

نظری بھی امید کو بر آئے دیکھ لین گے ہم
 امام عرصے اگر فی سبام روزگار ہے

دیدار دوست

چلے میں ہم بھی چشمِ دل کی قوت آزمائے کو
 نقاب سے دوست اٹھانے کی اور اٹھنا ضروری ہے
 جہان میں انقلاب آئیگا اور آنا ہی لازم ہے
 جمال اپنا ہے حسن اپنا کرشمہ سنجیاں اپنی
 بڑھائی کس قدر شش خرام مار چھپ چھپ کے
 اودھروہ اور لطیف حام کا آواز دھڑ دھڑ
 نہ جانیں پردہ اسرار میں پھر چھپ کے کیوں بیٹھے
 کرات دفائے عشق پر سو جان سو صدر نے
 اسی حسن ادا کو حاصل دنیا و دین کئے
 وہی طرز عمل روحانیت کا بھی متم تھا
 اداسے حسن غیبت خواب ہی میں یہ بتا جائے
 حقیقت طور و موسیٰ کی زمانے میں بان زد ہے
 بزرگ نقطہ موعوم دور زندگانی ہے
 حیات اہل دلوں ہر نفس میں صبر نے روکا
 ہوئی جب سچی بیجا نقش ہستی اور بھی ابھرا
 حقیقت جذبہ دل کی نہ سمجھا آج تک کوئی
 لگا یا اُس نے وہ زخم زبان جو بھرنہیں سکتا
 تینر دوست دشمن مختصر ہے چشم جو ہر زہر
 بہ انداز غزل اک اور مطلعِ نریب معنی ہو

میان خسرو آتا ہے کوئی جلوہ دکھانے کو
 مدد سے ضبطِ باطن مٹھ دکھانا ہے زمانے کو
 بہانہ چاہئے مقصود ہستی کے مٹانے کو
 اٹھائے جاتے ہیں فتنہ فتنہ ناز اٹھانیکو
 لگا کر ٹھوکر اہلِ متب کی قسمت بھگانے کو
 اودھروہ ساری خدائی اپنے افسانے سننے کو
 کہا تھا روزِ اول جو محبت آزمائے کر
 کہ چالیس اہلِ دل اٹھے ہیں اک عالم بیان کو
 بسر کر لیکے جس طرح فرقت کے زمانے کو
 کہ قائم رہنے رکھا جس طرح دوستانے کو
 کہا تک طولِ آخر شوقِ باطن کے فسانے کو
 کہ کس نہر سے کوئی حسن کا جلوہ دکھانے کو
 زمانہ ساز مانہ چاہئے حسرت بر آنے کو
 بڑی زور و دھن اٹھا تھا فلکِ ناز لگانے کو
 زمین نے کیسے کیسے کھائے ہیں جگر مٹانے کو
 کہ کتب میں گیا تھا قیس بڑھنے یا بڑھانے کو
 کہا آسان نافہمی سے جس نے دل بھگانے کو
 اٹھے تو تیغِ برانِ خون کے دریا بہانے کو
 زبانِ خامہ تحریر ہے جنبش میں آنے کو

حیات ہجر میں کیونکر نباہا دوستانے کو
 اپنے اوستنے والے سن تو لے پر غم فسانے کو

<p>عزیز حبیب لکھا ہر لفظ اک سیلاب نبی تھا جبین عجب سحر یہ قول آداب محبت ہے شہسہ جانا قیامت بھی جو آئے ظلم گردون محیط چشم بین شکل سرب آئینہ نظر آئین ہجوم شوق نظارہ میں چڑھنا طور کیسا کلیم اللہ کا مرکز اور اپنا اور ہے محشر سحر کا وقت نیند آنکھوں میں آنکھ لائی پہ آنکھ لائی سحر وہ دست گیتی میں نور حق نما جسکا سحر وہ نور جس کا جوہر آئینہ فطرت امام عصر ہمدی زمانہ کی ولادت ہے چرخ نور بیت المحر کے یوان میں جل اٹھا گل زرجس کی خوشبو پھیلی دور ریج مسکین محمد جدا علی جسکے اور خود بھی محمد ہے ملائک تخت حاضر ہو یہ جبین سائی امام انس و جن نور نگاہ زرجس خاتون جناب جسکری کی گود اور طفلی محمد کی خدا کو اپنے محبوب ولی سے اتنی الفت تھی میان پیکر نظم آئے روح تازہ لے محشر</p>	<p>بیان کیونکر کریں مضمون کے دریا بہانے کو جواب کعبہ سمجھے جاکسی کے آستانے کو اگر تو عالم ہستی میں آیا دل لگانے کو غم فرقت نہراں آوارہ ہو جائے رُلانے کو مرادین ساتھ ہیں ہموار سارستہ تبانے کو جلوہ میں سامری سوتی ہوئی قیمت جگانے کو کوئی نشہ ہو آئے کو تو کوئی سرے جانے کو بزم گیل آیا نقش ہستی کے ٹانے کو اٹھا ہے شاہ حسن حل زلفین بنانے کو محمد آگئے پھر عالم امکان بسانے کو سواد عرش اعظم میں ہے شام عید آنے کو مبارک ہو آئی پھولنا پھلنا زمانے کو خدائی دور میں آیا وہ راحہ دکھانے کو شرف عرش معلیٰ کا ہے جسکے آستانے کو جسے بھیجا خدا نے دین کی راہیں تبانے کو عبادت لیون نہ بھیجیں نفس میں ناز اٹھانے کو محمد سے نہ رکھا محشر تک خالی زمانے کو امام عصر کی رحمت میں ہو مطلع سنانے کو</p>
---	---

لگا کر ذوالفقار آیا کوئی قدرت دکھانے کو

زبان تیغ سے بیا نیوں کے کلمہ ٹڑھانے کو

<p>بچھا دھپنے والے یدہ دل سے کمان ٹھونڈین سیاہ چشم سر کا مقتدر بننا مبارک ہو یہ مانا قوت سراج ہے عجب از موروثی</p>	<p>خیال جستجو ہے خلوت تہ رت میں جانے کو اذان کہی کی چھت پر دیکھ شان اپنی دکھانے کو مگر روکا تھا کہنے فرش سے نعرش جانے کو</p>
--	--

<p>نہیں کتا: ہر زہرست شوق بک نہیں سکتا بجا ہر رشک اگر سائون کو ہر مقد پر طلب کرے ہرین بھی محفل اسرار قدرت میں وہ جلوہ دیدہ دل کو بنا ہے وادی امین کتا تبتق کا دکھیں ورق کیونکر الٹا ہے تری تصویر عرشی اور شوق اہل دل سلی نقاب مرغ الٹ کر خود طرز گفتگو بتلا تری جن جان آرائی تمثیل اب نہیں باتیں الٹ جائے ورق دنیا کا شل قلم خیر امین اللہ موردی لقب کیونکر نہ تو پاتا نصیری کے خدا کی جانشینی اسکو کہتے ہیں بزرگ قدرت غیبی یہ ہے عجا زو تیرا حدود عالم غیبت سے جلوہ بکھلے گا کب تک نصیری دیکھے یہ قدرت تو کیا معلوم کیا کچھ تسے مداح محشر کی ہر جگہ سے التجا مولا</p>	<p>قیامت احوار ہا ہر پردہ غیبت اٹھانے کو اجازت تو ملی تھی وادی امین میں چلنے کو کما تک طول ہوگا جلوہ رخ کے چھپانے کو کہ برے ہی میں اپنا کر لیا جس نے زمانے کو چلا آسانے تاب غمشل آڑ ملنے کو معاذ اللہ کس منہ سے کہیں جلوہ بکھلے کو منائیں جبرہ پرداز سخن کیونکر فسانے کو وہ آنکھیں جو کہ دیکھے ہیں خدائی کا خانیکو اگر تو ایک سا اشارہ دے زمانے کو بچا پاتا ابد اسرار غیبی کے خزانے کو حیات خضر و بی ٹونے ہی ہے زمانیکو کہ رو کا شتر کب اپنی جوانی کے زمانے کو کما تک دیکھے چشم منتظر آئینہ خانے کو نگاہ خلق سے چھپ کر رکھا قلم زمانے کو اثر بھرے زبان میں رح کی ظہیر شانے کو</p>
<p>نہ رو کے زندگی بھر کوئی قوت فکر دنیا کی نقاب حسن معنی جبکہ ہی چاسے اٹھانے کو</p>	
<p>قطعہ</p>	
<p>اے صل علی ہمدی دوران ہوا پیدا ارباب نظر صورت دسیرت کو تو دکھو</p>	<p>مسرور و فرخاک علی بھی ہیں نبی بھی یفضل خدا رکھے نبی بھی ہے علی بھی</p>
<p>قطعہ</p>	
<p>انداز محبت کے مرادوں کو دکھانا ہے رسم کہن اے کا آنا کسی طہرین</p>	<p>یہ وقت سحر سب میں ہے شہویرمانا اے کو کب دڑی سکھ دل میں اُتر آنا</p>

جذبات و حانی

ہم اپنے جذب روحانی کی قدرت دیکھ ہی گئے
 یقین و صل کے قرآن و لیلین میں بہت مضمون
 ہولے شوق کے بھونکے نقاب شیخ اٹھ دینگے
 نتیجہ خیز وقت کی شب میں شش تنہائی
 لیگا پاٹ بھر اشک غم کا بھر خضہ سے
 ہزار دن فتنے دل کے دیکھے ہیں شور و محبت میں
 بہت کم ہے جفا آسمانی ہمت اُٹ سے
 دفر صبر کا کیا حشر ہو گا زندگانی میں
 شب فرقت کی یہ اندھیا ریاں کمال بصر ہو گی
 کبھی تو دامن صبح قیامت ہاتھ آئیگا
 جال طور کا ہلکا سا پردہ درمیان رکھ کے
 لحد کی تیرگی میں بے تکلف کھول کر آنکھیں
 نظریں طاقت آ جانے ذہن کے نظارے سے
 نتیجہ غیب صبح کے روبرو کا یہی ہو گا
 کسی کو طور ہم کو محفل جا نا ان مبارک ہو
 وہ جلوہ جبریکلم اللہ نبی کو غش میں لایا تھا
 سوا قبر کا پار نیلے کا جل شمع الفت سے
 ملا ہے سامنے سے راس کے ٹاٹھ اکبہ دل کا
 چھپائے لاکھ کوئی اپنے دامان محبت میں
 مبارک ہو جہان میں نیمہ شعبان کی عید آئی
 ملاقات معلوم ہو ماحول موم غائب میں

اگر دنیا ہے قائم تیری صورت دیکھ ہی لین گے
 کبھی تو کھول اسرار غیبت دیکھ ہی لین گے
 کہ مہ حسن کا انداز رجعت دیکھ ہی لین گے
 خدا چاہے تو زنگ بزم وحدت دیکھ ہی لین گے
 یہ ہنگامہ دم جوش طبیعت دیکھ ہی لین گے
 اب کھولنی بھی آتا زہ قیامت دیکھ ہی لین گے
 ہم اپنی آذر خود محبت دیکھ ہی لین گے
 یہ مانا ایک دن صبح قیامت دیکھ ہی لین گے
 سلامت میں جہ آنکھیں صبح صلیت دیکھ ہی لین گے
 کبھی تو ہتھام ریزہ دشت دیکھ ہی لین گے
 جھلکتی آنکھیں خسار و فتنی رنگت دیکھ ہی لین گے
 بہ اطمینان تصویر محبت دیکھ ہی لین گے
 جوانی کی بھی شوخی و شرارت دیکھ ہی لین گے
 کہ ہم آتی ہوئی آخر قیامت دیکھ ہی لین گے
 حیات عشق میں گلزار جنت دیکھ ہی لین گے
 ہم اپنے شوق باطن کی بدلت دیکھ ہی لین گے
 امام عصر کی بے پردہ صورت دیکھ ہی لین گے
 چلے اور جبل کے وہ آبا جنت دیکھ ہی لین گے
 خدا نے جو کہ دی ہو وہ امانت دیکھ ہی لین گے
 نظر از اب ہلال عیش و عشرت دیکھ ہی لین گے
 مرا ز در سخن اہل بصیرت دیکھ ہی لین گے

<p>محمد با رھوین رہبر کی صورت دیکھ ہی لین گے امامت آئینہ دار نبوت دیکھ ہی لین گے</p>	
<p>محال عقل کا بطلان ثابت ہو ہی جا لیگا ہوا سامنے میں باغِ خدیجِ نسیم کی چلتی ہو چھپے گا چھپنے والا کب تک آخر چشمِ عالم سے وہ دن آئے کہ سکھ کے ذوالنقارار بابِ بخت پر</p>	<p>بشر صورتِ نما سے شانِ قدرت دیکھ ہی لین گے کہ پھر شکامہ انسا مِ نعمت دیکھ ہی لین گے سلامت ہو اگر زورِ بصیرت دیکھ ہی لین گے نبی کی شان اور حید کی شوکت دیکھ ہی لین گے</p>
<p>قصیدے رحمت نورِ خدا میں کہتے ہیں خوشتر اکسب دن چلے صبح باغِ جنت دیکھ ہی لین گے</p>	
<h2>نیازِ عشق</h2>	
<p>نیازِ عشق و نازِ حسنِ پستان دیکھ ہی لین گے جمالِ عالم آرا ذوقِ وجدانی بڑھائے تو نقابِ رنجِ ربوگی کب تک آخر شاہدِ معنی کسی خلوتِ مکدے میں لہب کر کے دل کا آئینہ حقیقی عشق اور ناکا سیاہی غیر ممکن ہے مبارک تج کو جولا نگاہِ حسنِ ناز میں پھرنا جنونِ پہرا بٹھا سکتا نہیں چشمِ تنہا پر برنگِ زلفِ طولِ شامِ ہجر اک آدمائیں ہی تلاطمِ خونِ دل کا ساتھ دے گا ہجر میں کتنا خدا کی چھڑ جائے یہ تعلق بٹ نہیں سکتا بھیتِ رنگی سے اگر چشمِ بھارت کا بہالِ ناز سو پر دون میں بھی ہو چھڑ سکے گا بیا کرنا قیامتِ قدرتِ نامہ سے کیا شے ہے</p>	<p>تکھے او چھپنے والے تاجِ امکان دیکھ ہی لین گے بستانِ دیر ہو کر نو مسلمان دیکھ ہی لین گے کبھی تو بطنِ آیتہا سے قرآن دیکھ ہی لین گے کوئی مجموعہٴ زلفِ پریشان دیکھ ہی لین گے اگر ضدِ آبِ بے گی حُسنِ جانان دیکھ ہی لین گے نگاہِ شوق کے کارنایاں دیکھ ہی لین گے تماشاے گلستانِ ویا بان دیکھ ہی لین گے کسی پر مرینے والے صبحِ خندان دیکھ ہی لین گے نئے دعوے گر لے چشمِ گرہان دیکھ ہی لین گے کہ جب جاہلینِ گمراہی زورِ گمان دیکھ ہی لین گے تو کیا پردائے غیبتِ فضلِ جانان دیکھ ہی لین گے تجلیِ چرخِ زبرِ داسان دیکھ ہی لین گے پنظر بھی مسیانِ بزمِ امکان دیکھ ہی لین گے</p>

<p>بخت میں ہر اک شکل کو آسان دیکھ ہی لینگے خدا چاہے تو اک دن ہو سکے قربان دیکھ ہی لینگے سینچل آگے نہ بڑھنا ورنہ دربان دیکھ ہی لینگے جمال صورت مسکری دوران دیکھ ہی لینگے تو چشم دل سے نور مہر ایساں دیکھ ہی لینگے کوئی بچہ منہ رخ یوسفستان دیکھ ہی لینگے جہان ہونگے دہان موسیٰ عمران دیکھ ہی لینگے کسی دن یہ خدائی راز پنهان دیکھ ہی لینگے جمال فکر مخمل میں سفند ان دیکھ ہی لینگے</p>	<p>بڑھ ہی جی جنت قدر و حاکمیت اینا سے فرقت ہے وصال دوست اہل عقل کہتے ہیں کہ ناممکن ادب جذبات کو یوں ٹوکتا ہی کوئی جانا نہیں پڑھا ہی کہ تب نظارہ میں علم یقین برسوں یہ قدرت جلائے شمع صبح نیمہ شبستان جنا بہ تر جس خاتون کی آغوش محبت میں جمال اس طفل کار و شکر کون دکان ہوگا بڑھاتے جائیں نطاسے کی مشق یا غمیت میں جواب نیشہ غلط ہم ہوش مشر مطلع روشن</p>
---	---

بڑھے جذبہ نظر اسے نور یزدان دیکھ ہی لینگے
تجھے بھی ایک دن نزدیک جان دیکھ ہی لینگے

<p>مکمل تنظیم بزم امکان دیکھ ہی لینگے کہ اہل معنی ایک ایک حرف قرآن دیکھ ہی لینگے جو موسیٰ نے نہ دیکھا ہو وہ سامان دیکھ ہی لینگے اگر قسمت موافق ہے تو ابجہان دیکھ ہی لینگے کہیں دیکھا تھا پھر کہتے ہیں ہاں دیکھ ہی لینگے وہی انجام میں یہ حسن نپستان دیکھ ہی لینگے زمانہ صبر کو سرد گرستان دیکھ ہی لینگے بشر مجموعہ اسرار یزدان دیکھ ہی لینگے خدائی دور میں اب درایمان دیکھ ہی لینگے تسے قدموں سے جنگل کو گلستان دیکھ ہی لینگے نصیری کے خدایا کابھمیں اسکان دیکھ ہی لینگے کہ چوں میں جلال شیر یزدان دیکھ ہی لینگے</p>	<p>جگہ دی تھی اسی دن کے لیے نظر دکھانا نہیں خط و خال چھ عارض روشن پہ کہتے ہیں پہنسیے گا سامنے کا ذرہ ذرہ کوہ سینا پر کہاں تک غیبت کبریٰ میں طول انتظار آخر مسلمان ہو کے تقلید کلیم اللہ سے حاصل کیا ہمگا ہیں جن کی محبوب خدا کو دیکھ بھالے ہیں نقاب حسن یوسف ساز میں جنبش تو پیدا ہو ہمگا ہیں مرکز رحمانیت پر ہو تو لین قائم تری شریعت سے مولا حق آیا اور کیا باطل بقائے دائمی تجھ سے بہت باخ عالم کی بڑھے جذبہ غلو تو دکان زور و است نظر کفار کی نیشل شعاع ہر کلپنے گی</p>
--	---

<p>وہ کیساں ہر تھکے لے نور یزدان کچھ ہی لینے بن یغویب کے سودے کو ارزان دیکھ ہی لینے ہم اس تثلیث میں تصویر ایمان دیکھ ہی لینے دفر شوق میں حاضر اوان دیکھ ہی لینے کہ موسائی مراکار نما یا ان کچھ ہی لینے کبھی تقیم اور تخصیص کیساں کچھ ہی لینے خود اپنے اوج کو عیسیٰ دوران کچھ ہی لینے یقیناً اک نہ اکدن صلا مکان دیکھ ہی لینے</p>	<p>محال محفل ہے، دیت خدا کی خیر ہو جائے رہے قائم جوانی تیری صبر حزن میں مولا محمد اول و اوسط ہیں اور آخر محمدین نگاہیں بعد دیدار محمد آگے بڑھتی ہیں رہو نگاہ آپ میں نور خدا کو بھی میں رکھوں گا نگاہ عام سے غائب نگاہ خاص میں حاضر فلک سے اتریں تو معراج ہوگی اقتدار کے قیامت تک اگر ہے کوششوں کا سلسلہ باقی</p>
---	---

نصیر و ناصر الملک سارہ ہر آگے آگے ہو
 تو محشر محفل ہمدی دوران کچھ ہی لینے

شوق لقا

<p>جہن کے نقاب جس سے جلوہ نظر تک آگیا پردہ غیبت اٹھ گیا نقش دوئی ملا گیا حوصلہ محال عقل رنگ وفا جما گیا جس کی امید ہی نہ تھی شوق وہ دن دکھا گیا ٹھوڑا سا حسن التفات کام بہت کچھ آگیا جس کی طرنت برس بڑا دل کی لگی بٹھا گیا بالغ جان کو رد کش بالغ جنان بنا گیا دامن چشم منتظر اپنی مراد پا گیا پہننے کو یہ رُلا گیا روتے کو یہ ہنسا گیا پردے میں صاعقے کے جبا پنی جھکا دکھا گیا نکلا تو چشم شوق میں صوبہ نور آگیا</p>	<p>شوق تھا سب سے دست جبا پنی کشش دکھا گیا نظروں سے نظر سے مل گئیں راہیں دونیں ہو گئیں قدرت شوق پر شمار وصل ہوا حیات ہیں جس کا خیال بھی نہ تھا محل بصر ہوئی وہ رات مثل ہلال سانسے آئے بھی ادھچکپ گئے ابر کرم کی شکل سے دور رضا کو چھالیا بادبہار کی طرح آبد و لرزا ہوئی رخ سے نقاب کیا اٹھی جلوہ حسن عام تھا حسن کرشمہ ساز کے دیکھے طلسم بارہا خبر پہ کارئی کلیم ہوش کے پہلے چل بسی جھکے شمیم پیر ہیں ساتھ تھا ماہ مصر کے</p>
---	--

عشق جنون نہو یا کچھ اور اپنا عقیدہ اپنا دل
اہل نظر کے واسطے سرمے کی کھول دی نکال
جس سے خلافت ہو گیا او سکون لایا غلام
حسن کی دلغری بیان عشق کی جاگداز بیان
فرش پہ بچھائی رات میں وہ جود اسی خواب
وصل میں دست یار پر رنگ خنا بنا تھا وہ
حسن وہ ہے کہ عشق کے زاز نہان بتا دیئے
اسکے سبب سے وصل کا تذکرہ با اثر ہوا
اسنے غریب قیس کے دل کو لٹا دیا اگر
اپنا جمال قدرتی اسنے دکھایا رات بھر
چشم و فابریست کی اسنے نگاہ درہن
عقدہ کشائے روح تھا اسکا جمال ہر نفس
اسکا کرشمہ یہ ستم جس سے بچا نہ ماہ مصر
اس سے تصورات کین قدرت بے فنا ہوئی
بستر خواب ناز پر وہ جو ہے برہی زلف
ملکے خرام ناز سے اسنے جو ڈھالیں آئین
خند و گل کی شکل میں اسکا ہوا اگر طور
دیرو حرم کا اختیار اسے بتوں کو دیدیا
تیغ جھانکے آب کی اس سے بڑھی جو آبرو
عرصہ جلوہ گاہ میں وہ جو غور ناز تھا
نیکے کسی سے کس طرح جیتے ہیں اس سے پرچھے
ہند نقاب دوست میں اسنے جو ڈال دی گرہ
خواب شباب نیکے وہ باغ میں بچو دی چھوٹا

ہم یہ کہیں گے آنکھوں کا علم یقین بڑھا گیا
بچھے نہ چشم بد گمان طور کا دل چلا گیا
جسپہ یہ مر بان ہوا پھر کے شباب آگیا
کشتوں کو وہ بنا گیا کشتوں کو یہ مٹا گیا
پردہ جذب وصل میں آتے ہی یہ جگا گیا
فرقت دلربا میں یہ دل کا لہو ہما گیا
عشق وہ ہے کہ حسن کے راز خفی بنا گیا
اسکے سبب سے ہجر کا قصہ فرغ پا گیا
آکے یہ جی بہنے کو راہ جنون دکھایا
قبر شہید ناز کی شمع جو یہ بجھا گیا
قلب کے مرتبہ کو یہ کہے سے بھی بڑھا گیا
زلف سیاہ تاب میں دل کو جو پھینکا گیا
اسکا فریب وہ بلا جس میں فرشتہ آگیا
یہ جو خیال دوست کو روح روان بنا گیا
یہ کسی خفتہ بخت کو نابھج جگا گیا
اہل فنا کی سیکڑوں تروتین یہ مٹا گیا
بیلون کو چین میں یہ طرز نشان بنا گیا
دیدہ دل میں آتے ہی اپنا یہ گھر بنا گیا
خون وفا کی شکل سے یہ رگ جان میں آگیا
شوق اتھائی دوست کو اور بھی یہ بڑھا گیا
چھٹ کے کسی سے کس طرح مٹتے ہیں یہ بنا گیا
پردے حجاب غیب کے آنکھوں کی یہ ہٹا گیا
تکملہ وفا میں آنکھوں کی فیندا ڈا گیا

اسکا کرم وہ قہر کتنے ہی حبیبہ مرٹے اسکا یہ ظلم پردہ غیبت اسٹھ نہ تا ابد جلو بھی وہ کہ روح حسن جلوہ بھی وہ کہ جان عشق شوق نقا میں اہل دل آنکھیں کو تھے فرسناہ یہ وہ نوید عام ہے جس سے زمانہ جاگ اٹھا بند نقاب حسن کے ناخن شوق سے کھلے چشمک حسن آمد حجت حق ہے خلق میں برق جلال حسن نے اپنا فریفتہ کیا حسن نبی کی شکل میں لایا عدم سے آپکو دیکھا جو حسن بے فنا ہو گئے آپ پر فدا مطلع تازہ یون پڑھوں جو شبنم جو بکری کہ اٹھ	اسکا ستم وہ لطف عام سیکر دن کو جلا گیا اسکا یہ لطف جلوہ ہمدردی دین کھا گیا دیدہ دل میں دائمی اپنی جلد بنا گیا واقفہ کلیم و طور آج فروغ پا گیا حجت حق جان میں کتم عدم سے آ گیا دامن آرزو سے عشق اپنی مراد پا گیا عشق نہ تاب لا سکا شہر چشما اٹھا گیا عشق خدا کے فضل سے راہ جان دکھا گیا عشق کا زور دیکھئے کلمہ ہمیں پڑھا گیا عشق مسیح و خضر کو عمر ابد دلا گیا بزم ولایت میں محشر آج رنگ سخن پا گیا
---	--

پیش بنگاہ مسکری وہ گل نہ جس آ گیا
جو کہ عرب سے تاجم گلشن دین لگا گیا

دور زمانہ کی بہار جس کے قدم سے برقرار صل علی کر شورش کیے کہت بھی چونک اٹھ مرے جلے بسییوں بنے بنائے سیکر دن بام حرم پر دی اذان حق کو عروج دیدیا ہاتھ میں تیغ حیدری سر پہ عامہ نبی اہل غرض نے جب لکھی حالت دل عرض ہو میں حسن سے کیوں نہ وہ کام ہمیں مناسبات ہوں اسکی شاع زندگی خیر میں صرت ہو گئی بارہویں پشت ہو گئی کیوں نہ منجی ہوئی ہو راہ کتا ہے دل علی کو شکل وہ ہے نبی کو	ہر گل تر کے چہرے پر رنگ بقا جا گیا شکل حبیب کبیرا بزم جان میں آ گیا میشل علی ترغی شان خدا دکھا گیا دور جان سے کفر کا نام و نشان مٹا گیا اہل نظر کو دجال ایک جگہ دکھا گیا جوش پہ جوش متصل بحر کرم میں آ گیا چھپ کے بنگاہ خلق سے شان خدا دکھا گیا جو کوئی ہنستے بولتے ناز و نفا اٹھا گیا حب علی کی شکل سے خانہ دل میں آ گیا کیا کہیں اسکو چھپ کے جو کار خدا دکھا گیا
--	---

جلوہ احمد و علی ایک ہی شکل سے عیان ہاتھ میں ذوالفقاری فتح کے باب کُل گئے سب سے الگ یہ معجزہ سب سے جدید و ش حسن شباب وہ ملاجھکی زوال ہی نہیں جملہ صفات انبیا ایک ہی ذات میں نہان چہرے پر خال کی عنیا شرق سے غرب تک گئی محشر امام عصر کی معین طول تا کجا	اہل نظر کی آنکھوں کو عرش برین بنا گیا جوش شباب قدرت شیر خدا دکھا گیا پیکر روزِ حشر کو ٹھوکر دین سے جلا گیا سیکڑوں دل فدا ہوئے سامنے جبکہ آگیا اپنا ہی نقش اعتقاد اُمتوں پر جما گیا نکتہ سورہ قمر صحر کی ضو دکھا گیا رات بہت گزر گئی نیند کا وقت آگیا
--	--

شکل امام منتظر روئے دعا نہان ہے دل کی صدا سہ ہر نفس مانگا تھا جو وہ گیا	
دینا قرب امام ثانی عشر عجل اللہ ظہورہ	

جس کو دوست میں پُر نور ایسا دل ہوا بند کی چشم تامل اور بیڑا پار تھا ہر قدم راہ محبت میں تھا صحرای عدم صد نے ایسے ذریعہ فطرت پہ کلام نزل معجزہ ہے دل سے پیدا ہو جو حسن اللہ تسفر خطا مرتب ہے میان حین عشق قیمت فولاد میں ہر وقت کی ہر شکست شام وعدہ آمد جانان کی شد ہی خوشی اس تمنائیں اب آتا ہوا اب آتا ہوا کوئی اس تصویر میں ملیگا کو کب دُوری ضرور اس سرت میں کہ آہو بچا کوئی محبوب خلق نعر غزنی اب ہوئی راہ حقیقت میں خال	جذبہ باطن چراغ جادہ منزل ہوا قلزم امیدیوں سمٹا کہ بس ساحل ہوا مرحلہ آسان جو سمجھے تھے وہ مشکل ہوا جو تھا اک آشوب بربادی وہ میل دل ہوا دیکھئے لکنت پہ جلوہ طور کا بسمل ہوا خونِ رگ جان کا تارِ خیمہ قتل ہوا پہلے آئینہ بنا بنکر جو ٹوٹا دل ہوا دل کا نلوت فاشہ آخر رکش محفل ہوا دور چشم منتظر دیدار کا محفل ہوا سینہ پر داغِ شمع ہجران مہ کابل ہوا بچہ فرقت کا شمال معوی باطل ہوا فت الحکم آل محمد رہبر کابل ہوا
---	--

<p>گوشہ گوشہ سامری کا عرش کی منزل ہوا جس کے دم سے صورتِ حریف غلط باطل ہوا جس کے باعث عالم اسکان میں جن و مل ہوا سراٹھا نافستہ محشر کو بھی مشکل ہوا جس کا جد عرش خدا پر زینت مہفل ہوا دور امانت کا حقیقت یہ کہ اب کامل ہوا زینت کا خلعت زمین کے جسم کو حاصل ہوا جو ہوا ان میں کا مولود حرم دل ہوا شعر جو محشر بڑھا وہ زینت مہفل ہوا</p>	<p>چشم باطن کو ہوا نظارہ نور خدا گود میں زجس کی ہے ہنام و ہم شان نبی آج وہ ہے زیب آغوش جناب سکری جنش گوارہ اللہ کیا قیامت خیر ہے آج اس بندے کے لئے ہیں خدائی ہن قدم ہئے مانا ہو چکی تکمیل دین روز خیر روز میلاد امام حی کی برکت دیکھے بعد میلاد علی کعبہ نہ چھوٹا آج تک مطلع تازہ در گوشش احبا ہو ضرور</p>
--	--

تھام آل محمد کفسر کا قائل ہوا
ذو الفقار حیدر کرار کا حامل ہوا

<p>اس سخی کے آستان پر جو کوئی سائل ہوا اقداسے خستہ طالع مہ کا مل ہوا جو نفس تھا باعثِ نزدیکی منزل ہوا بطن مادر میں وہین قرآن کی منزل ہوا کون حضرت کی طرح سے سالک راجل ہوا پر تو مرضی حق آئینہ دار دل ہوا اسکا جینا ہو کہ مرنا سہی لا حاصل ہوا عالم ہستی میں وہ فرزانہ دعا قیل ہوا دوزبان سے کلک معنی آفرین قایل ہوا سانس لینا اب نصیری کو بڑی تشکل ہوا پھر کہیں روح الامیز دیوہ بخدا کامل ہوا ہو گیا زندہ جو بیخ ناز کا سہل ہوا</p>	<p>کھینچی دستِ جود سے تصویر شرح انما اللہ اللہ کیا ہی جاگے خضر علییٰ و کنب طول غیبت سے کھلایہ امر راہ زیستہ میں سورہ قدر آپ کے ورد بان تھا نفیس راہ غیبت کیسی آسانی سے طے کی تا بد آپ کے نذر ولا کو جب خوشی سے ہی جگہ جس نے جھوٹوں ہی کیا مولا کا انکار جود ہو گیا جسکی زبان و دل سے اقرار و جود صورتِ زیبا ہے یا تصویر اسرار قدم منظر اسرار قدرت یہ بھی ہیں مثل علی آج پھر ہو شور اَنَّمَتْ عَلَیْکُمْ نَفْسَیْ حسن ہیں ہی قدرتِ احیائی بیت یونان</p>
---	--

نام نامی سے میسائی کی تاشیرین عیان
 جمع اوصاف خدا داد آتقدیرین ذات میں
 خدمت مولا سے ادا بھی سلیمان ہو گیا
 جذبہ اوصاف خدا کو بارہویں آئی بخت
 دیکھ سکتا صاحب معراج کے پوتے کو کون
 ذوالفقار پاک کی رفتار سے حشر آگیا
 دیکھ کر ہنسل و ہنس نام محمد کا جمال
 عشق مولا کی نہ دل سے جو بچانی نہ قدر
 آفتاب و نجم اگر آئے تو اسکا فز کیا
 آپ کو دے کر عریضہ جس کی برائی مراد
 آپ کے شیدا کا امن تھر گزار بہشت
 آگیا آنکھوں سے دلیں نورین ہزار
 یہ عریضہ ہر یہ محشر ہے لے بھر کرم
 ہوا اگر چشم عنایت بڑھکے دین جین صد
 رہبر ملت جناب مولوی ناصر حسین
 وہ ادیب نکتہ پروردہ فقیر اہلبیت
 یوں کی تفسیر اتنی جاہل فی الذہن کی
 قوت تقریر و تجرید اللہ کیا کہوں

جب پکارا اٹھا کوئی در دنیا زائل ہوا
 فخر سے قرآن جن کا حامل منزل ہوا
 رحمت شہ جس نے کی وہ مقبل باذل ہوا
 حکمران سہمدی یہ خسر و عادل ہوا
 ایسے عینیت کا پردہ بیچ میں حامل ہوا
 کفر کا پسینہ برنگ طائر بسبیل ہوا
 غلہ بین پھر مابل نصرت علی کا دل ہوا
 قی خانہ دو فرشتوں کو سپہ بابل ہوا
 آپ کا گھر ہے وہ گھر قرآن جہان نازل ہوا
 عالم جو دنیا میں وہ دریا دل ہوا
 آپ کے دشمن کا مسکن دو رخ سا فل ہوا
 اب یہ گھر کعبہ ہے یا قرآن کی منزل ہوا
 نظم کے پرے میں ظاہر مدعا دل ہوا
 گو ہر مقصد سے ملو دامن ساحل ہوا
 جن کو محفل میں ہر اک ہل سخن باذل ہوا
 جن کے دم سے ہر غزل گو عارف کامل ہوا
 بس خلافت کا علی کی غیر بھی قائل ہوا
 جو کیا دشمن نے دعویٰ دعویٰ باطل ہوا

یارب انکے دونوں فرزند دن کو دکھلا دو دن
 سب پکارا اٹھیں کہ ہر اک عالم و عادل ہوا



جلوہ طور

نہیں نیند آنے دیتی حسرت دیدار جانانہ
 کہ اتنا تک سنگ طور شوق سے ٹکراؤں ہر آخر
 خدا ہی خیریت رکھے اب لعل جبریل بتیابی
 کہ اتنا تک انتظار آخر خیم شوق اب رات بھتی ہی
 بس ای شوق نظارہ آتو آنکھیں بند کرنے دے
 تلاش دوست میں اُجڑا ہوا دل قمر ڈھاتا ہی
 کہاں مہر اہل سہل کہ دیکھیں روزِ ششرا کو
 تراوشے خوناب جگر اور چشم پر ہم ہی
 حجابِ تسلیم میں وان بنگاہ شوخ پوشیدہ
 وہاں یہ حکمِ شمعِ حن جتنا ہو سکے چھپے
 وہاں فضلِ خدا سے وہ مقلدِ "نراقی" کے
 فراقِ اک پل کا بھی بان ہی جوابِ غیبتِ کبریٰ
 ادھر شل سہل زخمِ شوقِ آستانِ بوسی
 بدوقِ حشو چنے بیان لاکھوں کنوین جھانکے
 عریضہ لکھ کر بان ہم مایس سے کچھ اور کھوٹیٹھے
 وہاں دنیا منور انکے شمعِ حن عارض سے
 بنگاہِ لطف میں وان لطفِ فیضِ شہد کوثر
 بنائے کعبہ شوقِ حقیقی حن سے اُنکے
 ادھر تابان ہی رخ سے نورِ اعجازِ میحائی
 تری پر حیاتِ خضرِ عیسیٰ اُنکی برکت سے
 ادھر ہی درہامِ بادہ دیدارِ محفل میں

سنا التجتِ خفتہ حضرت موسیٰ کا افسانہ
 رہوں تا چند نورِ داوی امین کا دیوانہ
 خلیلِ دل ہوا ہی شمعِ نظارہ کا پروانہ
 اجازت دے تو اُٹھ کر بند کر لوں اب کجا شانہ
 کہ داماں نگہ برکنج گئی تصویرِ جانانہ
 جدھر جا ہوں میری ساتھ ساتھ آتا ہی پرانہ
 خدا کیواسطے سہنے دے طولانی یہ افسانہ
 دل پر شوق ہوا اور جوش دیدِ حسنِ جانانہ
 یہاں ارمانِ شوق دید میں ہر نالہ ستانہ
 یہاں قتلے دینِ عشق ڈھونڈھو بجایانہ
 یہاں پیشِ نظرِ ناکامی موسیٰ کا افسانہ
 قیامت پر وہاں موقوفِ لطفِ صلی جانانہ
 جہاں افروزِ ادھر خورشیدِ اقبال ملکِ کانہ
 ادھر یہ نہ قیامتِ مکثِ تباہی کے کاشانہ
 جواب آیا بھی وان سے تو جوابِ دلِ لایانہ
 یہاں افسردہ دلِ مثل چراغِ عمتِ روانہ
 یہاں گردش سے شہمت کی شکستہ دکا پیانہ
 تصور سے خراب آبادِ دل اپنا صحنہ خانہ
 دثارِ شمعِ غم ہے روحِ ادھر ایتد پر دانہ
 یہاں اک سپہیں دم ہی توہ بھی ہے بنگانہ
 یہاں گردش سے شہمت کی شکستہ دکا پیانہ

<p>ہی ہی طرز آزادی ہی اندازِ زندانہ زرا بھ سے ملا تو او سنگ چشمستانہ ہے تا حشر آگہی گرمی باز اسجستانہ بڑی شکل میں چھوڑا حضرت اعظسی یارانہ رہا ہے مدون تک ساتھ تو یہ کار قیابانہ بھگدوشش کھلا تو بھی انداز کرمانہ کہ میخانہ میں آیا چھوڑ کر راہ صحنخانہ مرا تقویٰ ہی آزادی مرا مذہب ہی زندانہ سے دیدار سے مدی میں کے ہون میں شانہ اسی نشے میں دونا ہو گا جوشِ صلح جابانہ اسی نشے میں بھر جائیگا چشمِ بول کلیانہ نقابِ بنا ہر مقصود اٹھیکلی بے حجابانہ اٹھو نگا جھوٹا کنج لہر سے جبکہ مستانہ سرمدی دین پہ ہو گا اکیلل ملوکانہ ادھر حشبن ملوکانہ اُدھر دربارِ شامانہ کہ جسکے سامنے حق نہ کنگان ہوا فسانہ جمال شاہدِ حجت دکھا دے بے حجابانہ</p>	<p>بُری قسمت سی لیکن بچاؤن تو میں ساقی کو کمان ہی سا قیا ہیشیار ہو خواب جوانی سے دکھا ہے آفتاب سا غر گل رنگ کی طلعت طوافِ میکہ کو خوبی تقدیر لائی ہے بہار و جل میں ظالم نے کیا کیا آفتینِ طہائیں بقدر شوقِ دل کو آج ذوقِ بادہ نوشی ہو ہوا دل کی بدولت پہ گناہِ فاشِ ہی ساقی عذابِ دین و دنیا ہانتا ہوں پابندی کو مری لا یتقی کو دیکھیں سب چشمِ بصیرت سے یہی نشے ہی میل منزلِ مقصود کا رہبر اسی نشے کی لغزش جھکو پھپھائیگی کوثر تک اسی نشے میں دے ہو گئے ارمانِ پُر دل کے اسی نشے کی ہوگی ہانتا صبحِ قیامت پر تہِ فرمانِ خج ہوگی حکومتِ ملکِ مسکون کی زمین و عرصہ محشر کی رونق دیدنی ہوگی فنا و محشر ایسا مطلع پُر نور و باشوکت کلیم طور اوجِ نطق کے ارمان بکھلنے دو</p>
<p>اگر ہو تجھ سے لے شمعِ کرم کا رسیخانہ پارے کا لہراشلِ نقیرِ روحِ پرواہ</p>	
<p>اسی صورت کے انکا چشمِ بنیا میں ہو کاشانہ عبادت گاہِ عالمِ سورت کعبہ جو تھانہ جو دیکھیں چشمِ چشم میں سے تراد بارِ شامانہ خدائی بظہر پہ پہنچانہ اور بھر صورتِ فقیرانہ</p>	<p>دل پُر شوق میں جب کہ عشقِ حیدِ صفد اگر شل یا شد تیرے ای مولا قدمِ آئین رماضِ غلہ پھر سنسان چشمِ سلیمان میں کہیں کو نہ کہ نہ تسویر امیر المومنین تسکو</p>

نہ ہوتا اے گل خوبی جو تیرا دم زمانے میں
 دم تعلیم تھکے ہو اگر شان علی ظاہر
 یہ سب صدقہ ترالے جانشین ساقی کوثر
 نہیں بھرتا ہی جو باران آب رحمت حق سے
 حکم کچھ ہرے جو تیرا عدل بزم عشق میں آکر
 قدم رکھے جو اگر تیرے دشت رہنمائی میں
 سر قرآن ہو جس صورت کو سیم اسد کا جلوہ
 خراج ملک مغرب کیلئے حاضر ہو شہ غاور
 ہر ایت تیری اے مولا جو شکل کفر کو بدلے
 فرزان ہو جو شمس حسن مولا بزم عالم میں
 قطار اختران سیم و زر سائل کو دیتا ہی
 کبھی بھرتا نہ دامن نقد عمر جاودانی سے
 پر جب ہر لیل قبال ساطین صانت اوط جائیں
 کسے حسنت روح ضیہ حق فرط شادی سے
 ہلال عید ہو اسکی نظر میں جلوہ ابرو
 دل گاو زمین کو مہر کی صورت سی لرزہ ہو
 تجلی زار ہو تنہا عرش کسب لائی سے
 کھلین انکی بھی نکھین تیرے خورشید ہدایت سے
 محمد کیون نہ کیے صدق دل سے بھگولے مولا
 مثل یہ است ہی اول با آخر سببے دارد
 اگر نام خدا وہ باعث ایجاد عالم تھے
 بقائے ملت اسلام تھجہ سے تاقیاست ہی
 محافظ پیکر ایمان جن و انس کا تو ہے

بہار صبح محشر تک اگ سکتا کوئی دانہ
 دل پر شوق کو جبریل سے دین جائے نذرانہ
 ہم ایون کیلئے جنت نبی ہی بزم زندانہ
 وسیع آنا ہی اے مولا ترا صحن جلوخانہ
 مثال رشتہ وصلت ہو بیان شمع و پروانہ
 معلّم عقل کل کا ہو بھی مجنون سادیوانہ
 فریق فرق انور پر ہی دین و سیم شاہانہ
 اگر ہو شکم فرما تیرا جلال ملوکانہ
 ہیولا اے دل کمون ہونا قوس صحنخانہ
 بلا گردان جمال بوسخی ہو شیل پروانہ
 پتیری تنہا بخشش نے دل پایا ہو شاہانہ
 ترے در پر اگر آتے نہ روح ابلہ گردانہ
 اگر شمشیر زن ہو تیرا جلال ملوکانہ
 قدم رکھے اگر تو جگہ کی سید نہیں شیلانہ
 مریض غم کو اے مولا جو تو دیکھے مسعانہ
 جو میدان دغا میں تو کرے نعرہ دیوانہ
 ترا قبال اگر ہر پارے حسن ملوکانہ
 برنگ سایہ جٹکے ساتھ ہی رفتار کو روانہ
 زمانے سے یہ کہتا ہی ترا حلق کر جانہ
 ترا عجب وزارت اٹکا ہی اجلال شانہ
 تو قائم نیسے قدموں ہی اس دنیا کا کاشانہ
 جو وہ تھکے ناخ قانون ادیان قدیمانہ
 شادی گراخون نے سوت اہل صحنخانہ

<p>دل عالم میں گرائی محبت نے جگہ پائی خدا نے تجھ کو عالم میں کیا ہی حافظ قرآن اگر تجھے ہاشمیں انکے جناب حیدر صفدر یدرولا اگر شق القمر میں انکو حاصل تھا ترے سر پر بھی ہر دم سایہ دامان رحمت ہی داغ افروز اگر خوشبو وہاں تھی محکم لہر کی اگر ہی قبضہ قدرت میں انکے بادہ کوثر اگر دان مصلحت تھی جسم کے سایہ ہونے میں تقابل کب تک محشر فضیلتی ہو لاکا دم حیرانی عقل و خود ا بجا رہی بہتر تو لے شاہ دو عالم عالم علم لدنی ہے زبان کو باز رکھ لکھنا اب تکلیف بجا ہے غضب نڈھیر کر رکھا ہی فوطا ماردی نے</p>	<p>ترا ہی نور حق چہر شمس میں ہی کاشفا بہین اگلی کتابین در میں انکے جو منام خدا کا تو ہی نائب ہے فروغ برہنہ شام تری شمع تجلی کا شمع خا در ہی پروانہ جو دان تھا ابر سر صورت چتر ملو کا نہ دل پر صف ہی تیری نیلے پلیر میں کا دیوانہ تری صہبائے الفت سے بھی اک عالم ہشتانہ ترا پوشہ رہنا بھی ہو اک فعل حکیمانہ داغ و دل ہو کب تک منظر انداز فرزادہ حضور خسرو دین عرض مطلب کر گدایانہ میں چپ چین خود عطا کر دیکھ کر صورت فقیرانہ سپاس قیمت بابر گشتہ میں ہوں شل دیوانہ ادھر بھی ہاں ذرا اک جلوہ چشم کرمانہ</p>
---	---

یہ مع نور حق ہی جلوہ طور سخن مختصر
نہ کیوں رخ نگاہ چشم موسیٰ بھی ہو پروانہ

در شای صلا النعمان عجل اللہ فرجه

<p>کیکی دوستی میں دشمن جان آسان کیوں محبت میں میری شوریدگی عین فرست ہی نظام کا رہتی پندناصح سے بگڑتا ہے مخالفت اور موافق دونوں کی صحت از آیا دفا کی داؤد شق خامشی سے مل ہی جائیگی دل مژدہ کو دقتا یا ہے کو سے تیرہ بختی میں</p>	<p>بلائے عشق کیا کم ہے بلائے ناگمان کیوں نصیحت گریسے حالات کا دور جان کیوں برا ہو وصل اگر تو اتحاد جسم و جان کیوں کہ کوئی مہربان کیوں ہو کوئی نامہربان کیوں بزرگ شمع سوز باطنی صرف زبان کیوں کسی رہرو کی ٹھوکر مانع خوابان کیوں</p>
---	---

خلیل دوست کو زندان تنہائی مناسب ہو
مری رفتار ظاہر کر رہی ہو دشت الفت میں
خیال و صعداری میں بدھنی ہو الفت میں
ہمیں بھڑکنے سرانیکا کہ منہ سے وفا یہ ہی
نظر کیوں ہو تلاش میں سوئے گیسوئے دلبر
زبان پر ہو گانا مودت اگر سو بار کشتہ ہوں
قیامت بھی کس دن آئیگی تعجیل ہی کیا ہے
رہنا ہے دست میں تیاہی دخل شوق و بیتابی
شکستہ دل ہوں میرا خون ہی زاہد کی گردن پر
مرا جب ہو دعائیں دے کسی کی سر مہری پر
میں خود ہی شوق سے آیا ہوں ہر گردن ہونیکو
اگر سیاب دل کشتہ ہو جگر سوز باطن سے
اٹھا منہ تھم پر ہوا ہانت ہمت دل کی
دلخ و دل ہر اک کو مختلف بخشی ہیں خالق نے
جہاں شاہد مقصد سے مجھ کو عشق نہ آئیگا
میری چشم حقیقت میں ہیں ہو دلبر جدا گانا
وہ دلبر عیدئ دین نور چشم حیدر و نہرا
رضائے ادب اپنے سر تسلیم خم کر لین
خدا نے اسے غائب کیا ہنگام احمد کو
حنیا باری ہے بان اس کو کب بچ امامت کی
مٹا رشت غلط کی طرح باطل حق ہوا ظاہر

مثال حضرت یوسف شریک ارمان کیوں ہو
زمین کیوں پاؤں کو نیچے ہو سر پہان کیوں ہو
وہ بکروں بار ہا ہم پوچھے جائیں سران کیوں ہو
جبین اختیار کی اور انکا سنگ آستان کیوں ہو
تلف ہورات کو جو چیز بھر اسکا بیان کیوں ہو
نصیری کی طرح میرا مکر راستان کیوں ہو
زبان پر شکوہ انداز جو رہا نشان کیوں ہو
وہ نہان ہوں تو کیوں کیڑی کہ پردہ میان کیوں ہو
کوئی اللہ والا مانع عشق بتان کیوں ہو
ہنگام سوز شکوہ قلب صرف زبان کیوں ہو
زمین کو چڑ جانان جواب آسمان کیوں ہو
برنگ شمع شعلہ کیوں اٹھو بھکھو ہوا کیوں ہو
کھلے جب ہاتھ قاتل کا تو شوالا مان کیوں ہو
کلیم اللہ کی صورت سے میرا امتحان کیوں ہو
پہلے اگر دیکھ لے برق تجلی بدگمان کیوں ہو
وہ دلبر نور خالق بے وضو صبا بیان کیوں ہو
زمین ہو عالم اوار جس سے وہ نہان کیوں ہو
کہ بے تعظیم آخر ذکر مہدی زمان کیوں ہو
کہ راز عارف و محقق لاکھ نہیں جہان کیوں ہو
ہماری بزم میں خوشیہ نریمان فشان کیوں ہو
کسی بکریں یہ دنیا میں کوئی نامہاں کیوں ہو

سجھن سچون کو لے عشق سنا دو مطلع و لکھ

نہو طاق تکلم کی تو بھر منہ میں زبان کیوں ہو

ازل سے جو کہ زمین ہوئے آنکھوں کے نہان کیوں ہو
 کہ مولا دشمنان دین کو اب ہم بھڑکان کیوں ہو
 غلاموں کی تنہا پرزہ دلمین نہان کیوں ہو
 مسیحا سے بھی پھر اندازے درودل بیان کیوں ہو
 زلزلے میں کسی کو خواہش لیج گران کیوں ہو
 میسائس قول سے مجھ پر نصیری کا گمان کیوں ہو
 کیسے رو برو پھر آرزوے دل بیان کیوں ہو
 فرشتہ ہی ہی لیکن ہمارا راز دان کیوں ہو
 یہیں مطلب نکلیجائے تو پھر شوق جناب کیوں ہو
 فرشتے خود ہی منصف ہوں کہ ناراں کان کیوں ہو
 نظریں کچھ بھی اسکی عزت شاہنشان کیوں ہو
 مبدل اب عزاز رنگ بتان بیان کیوں ہو
 مسیحا و خضر کو ناز عجم جاودان کیوں ہو
 فنا کے بعد اسکی خاک برباد جان کیوں ہو
 دلون کو عاشقوں کے شکوہ جو زبان کیوں ہو
 نشیمن لمبلون کا بڑے کے ہاتھوں خان کیوں ہو
 گمان کم بنیوں کو کچھ اور سے کمشان کیوں ہو
 جہاز ہستی اہل جہان پر بار بان کیوں ہو
 کسی پر راز معبود حقیقی کا عیان کیوں ہو
 کسی نبی کے کو اسکی بنی گین خون جان کیوں ہو
 گنگار دن کو بارفت عصیان گران کیوں ہو
 خدایا سے مشتاقوں کی محنت راہ گمان کیوں ہو
 جلال انکا ہمارے دیدہ دل سے نہان کیوں ہو

خدایا جسے نہان نور مہدی نہان کیوں ہو
 زبان ذوالفقار حیدری کا یہ تھا ضابطہ
 خدا کے حکم سے فرساید رس آیا زمانے میں
 حکیم روح بخش ایسا ملے جب حاضر غائب
 نگاہ فیض حضرت کی طلا ساز مس دل ہو
 تعالیٰ اللہ جلالت سے مرے بھی غائب بھی ہیں مولا
 جب ایسا بادشاہ دین و دنیا ہو کو لجاوے
 یہ خود پہچان لین گے قوت علم لدنی سے
 مبارک باد بلغ سامروہ کی سیر شیعوں کو
 زمین سامروہ بھی نور حق سے ہو گئی روشن
 میسر جس کسی کو ہو حضرت کی درانی
 قیام سردی ہے قائم آل محمد سے
 انھیں کے انتظار دید کا سارا تصدق ہو
 میسر ہو جسے دز بنگل دامان حضرت سے
 کیا کہے کو جس نے پاک ہنام آگیا اسکا
 بسیر لگ کر گزشتان لطف مہدی دین میں
 زمین کو چڑ مولا کے یہ تھوڑے سے ذرے ہیں
 محیط دھند میں موجود ہو جب رعبک اپنا
 وہ دن لین غیبت مولا سے جو انکار کرنے ہیں
 خدا کے فضل سے جو ہو مسیح عیسیٰ دلن
 شفیع امت عامی کا ہنام آیا دنیا میں
 پئے دیدار مولا قید ہستی میں بے ہوش
 بیان تاب تحمل چشم موسیٰ سے زیادہ ہے

<p>سمجھ لین بے کے احوال از دل بان کیون ہو و فور عیش میں ایذا سے جو کہ سماں کیون ہو عدو مانند کافر کے بھی پل بھر شادمان کیون ہو</p>	<p>مرا دین آئیں اگر قیمت سے آنکھیں جا رہیں خس خاں عالم سے برق تابانی ہو جو اسے محشر ہمیشہ خوش رہے شیدا تر عالم میں لے مولا</p>
<p>اداپہچانے والے نظر پہچاننے والے نہ مانے کوئی ماین گے وہ ہیں جو ماننے والے</p>	<p>کبھی کے اور کہیں کے ہم ہیں تیرے جاننے والے بڑھاتا ہے اقبال کو اور بھی یہ پردہ غیبت</p>

کرم کا نام لکھنا عبادت ہے

<p>پھر نظر میں کوئی روحانی اثر پیدا کروں شمع محفل کی طرح سوز جگر پیدا کروں اس سے کیا حاصل کہ بحث نیر و شر پیدا کروں درو دل پیدا کروں پھر چارہ گر پیدا کروں کیوں رہا سنت میں کوئی ہنس پیدا کروں دل سے آہوت اور آہنیں شمشیر پیدا کروں واہمہ جس کو نہ پائے ایسا گنہ پیدا کروں کیوں نہ میں بھی وسعت علم انظر پیدا کروں اذن دے خوش قسمتی تو درہ رس پیدا کروں مجھ کو یہ کاوش کوئی آئینہ گر سپہ سالار کروں ڈھونڈھ کر عالم میں ایسا باخبر پیدا کروں شام کے ہوتے ہی نورانی سحر پیدا کروں قلب میں حب امام منتظم پیدا کروں دن کی یہ کوشش کہ جذبات نظر پیدا کروں گفتگو میں اتنا روحانی اثر پیدا کروں</p>	<p>فائل منتار ہوں ذوق نظر پیدا کروں بل رہے گی داؤد و سوزی کے پروانے بہت پھیٹرون نامہوں سے کیوں افسانہ حسن قبح کا جلدا دا ہو جائیں یارب واجبات حسن و عشق در حقیقت سایہ بیکر بھی تنگ روح ہے دوست کی غیبت میں یوں نہیں نظر اظہار حال ہو اگر ترک مولات ایک عالم سے تو ہو پردہ امکان اٹھے گا ہوگا دیدارِ جمال جہہ سائی در درار ہوگی یا نہیں دوست کی ضد تاب جلوہ ہو تو پھر اٹھے نقاب پڑھ لے بے دیکھ جو شب کو در حال اہل دل شوق کے آگے غم فرقت کی گھڑیاں کچھ نہیں حکم قدرت بھی یہی ہے ذوق طینت بھی یہی شاہد مقصد کا جلوہ آنکھ تک آنے کو ہے بات جو بکھلے دہن سے لن ترانی کا ہو عکس</p>
--	--

جسکی دنبالہ دوی میں خضر بن علی کے ساتھ راز آبادی کا پنہان خانہ ویرانی میں ہے کلاب کا حشم قیصر دم تحریر مطلع قول ہے	اقتدار کے واسطے وہ راہب پیدا کروں چھوٹ جائے گھر تو اُنکی دامن گھر پیدا کروں لفظ نہیں معنی مہین معنی میں اُتر پیدا کروں
--	--

دیدہ دل منتظر ہے منظر پیدا کروں
دور بین نظرون کا کوئی راہب پیدا کروں

دیکھنا ہے نرجس خاتون کے دلبر کا جمال سامرے میں مادر گیتی کی یہ آوارہ ہے موجہ دریاے اخضر سے یہ آتی ہے صدا مرح عثمان ہو نہیں گل نرجس کا اسے صل علی قول ہے نینک عالم کا زیارت کے لئے عشق ہمنام محمد میں جرات بھی ہے حسن حجۃ اللہ قائم آل محمد کا ہے دُور اے زہے تقدیر آتا ہے سہمی مصطفیٰ عالم عرفان میں آیا جانشین باعہد اُمہ کے جارا بحق یہ ہے آوازہ ام الکتاب ختم مداحی پہ محشر لون ہو آداب دعا یا آہی بوستان مرح میں جب تک رہوں	میں خورشید مبین نورِ نظر پیدا کروں جو ہو تصویرِ محسوسہ پس پیدا کروں ناخدا کے دین امامِ بکر و پیدا کروں منقبت کے باغ میں گلہائے تر پیدا کروں پیشتر چالیس اربابِ نظر پیدا کروں دور دل میں صورتِ شق القمر پیدا کروں تابِ نظارہ کو اعجازِ نظر پیدا کروں آنکھ سے تاعرشہ دل رہنما پیدا کروں اے جبارِ کعبہ دل تجھ میں در پیدا کروں بطن سے ہادی ثانی عشر پیدا کروں دونوں ہاتھ اُٹھنے کے پہلے ہی پیدا کروں نخل جو پیدا کروں وہ بارور پیدا کروں
--	--



انجمن رانمہ

مجلس انجمن رانمہ
مجلس انجمن رانمہ
مجلس انجمن رانمہ

ہستہ

مجموعہ قصائد گلشنہ منقبت حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
سحر گین پیاں جم خوش بینانی و برہم زنگ خانہ بانی گلگونہ ہفت نصاحت
سخن رانی ناز و آواز گزشتہ قافلہ انجمن ہستہ
دیم و خیمہ پند و آواز شجارت پاشا ہار شتر چیم خلی مسرگرویم
خدا و عالم باکمال احوال مقال خلیبتان مضامین تازہ کاغذ ریشہ خار
معانی کبریا شاعرین گفتار دلہا طیبہ جناب کاظم حسین صاحب محشر اکمالہ

انجمن رانمہ

مجلس انجمن رانمہ

پچھیر میٹر کے متعلق جناب منیر اعجاز صاحب شہر سرگرمی منٹ ہائی سکول ستیا پور کے خیالات

اشعار خوش گوئی و حبلی بروق نگار
(نظریہ)
الفاظ خوش بیار و شکر در گلاب گیر

انسان سرور روحانی کے مختلف سہارے پیدا کرتا ہے۔ اور ہر سبب میں اس کی نوعیت کے لحاظ سے سرور کی ایک حد میں ہے مثلاً کوئی شخص پھول سوگوتا ہے اور فرحت مانع حاصل کرتا ہے۔ کوئی عطر آمیزی کا دلدادہ ہے۔ اگرچہ دونوں چیزیں باعث فرحت روحانی ہیں مگر ہر ایک کی کیفیت جدا ہے۔

اسی طرح ادبی درخت کی مختلف شاخیں اور ہر شاخ میں مختلف رنگ بو کے پھول پائے جاتے ہیں۔ کوئی تفتویٰ نگاری کا شہساز ہے کوئی نعل گوئی کا متوالا۔ کوئی مستند شاعر کا فریفتہ ہے۔ کوئی قصیدہ گوئی کا شیفہ۔

جب نعل گوئی کی مشق شاعر کو پختہ کار بنا دیتی ہے اور مضامین عالیہ کے خزانے کی کٹیجی اس کے قبضے میں آجاتی ہے تو اس کی طبیعت کوئی دوسری صنف سخن تلاش کرتی ہے جس کے ذریعے سے اسے بلند پروازی خیال۔ خستی بندش۔ روانی کلام۔ قدرت الفاظ کے اظہار کا مزید موقع ملے۔ اگر اس کی طبیعت اس صنف سخن کے موافق ہوئی تو سوجان اللہ چارچاند لگ گئے۔ اور اگر مناسب نہیں تو کم از کم اتنا ضرر ہوتا ہے کہ صنف طبیعت کو ایک وسیع میدان طارے بھرنے کیلئے مل جاتا ہے۔

قصیدہ کیا ہے؟ فکر تجربہ کار کا ایک وسیع میدان ہے جس کا ایک کنارہ ہجو کے ناگوار مناظر سے ملو جس کا دوسرا کنارہ مدح کے نہایت ہوسے سبزہ زار ہے اور بہار ج طرف شاعر نے رُخ کیا سیکڑوں مضامین دماغ کے پوشیدہ خزانوں سے نکل پڑے۔ حجاب تکلف اٹھ گیا تصویر طبع جلد سے شاعری بیکر نمودار ہو گئے۔

اس وقت شاعر کے سرور روحانی کا کیا پوچھنا۔ اگر میں ان مدح اسکا جولا نگاہ ہے تو اس کا مرتبہ شہناش قلم عام مرتبہ کی چیز ہے ایک خوش رنگ خط ڈالتا ہوا۔ ممدوح کی ذات پر ہر فضیلت کے تازہ

پھول پنچھا کر کرتا ہوا اپنا دور شاعری ختم کر دیتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ مدوح سے مدح کا تعلق اور وہ ذریعہ (نظم) جسکے سبب اسکا ذاتی تعلق دنیا کی نظر کے سامنے قصیدہ بنکر نمودار ہوتا ہے۔ دونوں چیزیں دو مختلف کیفیات سے خالی نہیں۔ یا تو مدح کا سطح نظر باوقار مدوح سے فرائد دینی حاصل کرتا ہے۔ یا مدح اُن ملکوتی صفات ہستیوں کی مدح پر مائل ہوتا ہے جن کے فیوضات کسی زمانے یا کسی صورت کے پابند نہیں بہر وقت اور ہر ساعت اُن کو قدرت حاصل ہو کہ دنیا کا بسفیہ ورق سیاہ کر دیں یا سیاہ ورق سفید۔ انہی مدح کو اس ناپائدار دنیا کا ہر اطمینان عطا کر دیں یا خوش ہو جائیں تو اور اسکو آئندہ روحانی زندگی کی وہ اس کشمکش بخشدین جو احسان نسانی سے باہر ہیں۔

فردوس اور اوس کے بے مثل مناظر۔ کوثر اور اوس کی شراب طہور حوروں کی اچھوتی۔ تصویق غلمان کی نورانی تسکین اور اُن کی لالہ و زریان۔ عالیشان بیوت اور اُن کے زرنگار درو دیوار۔ یہ سب ایسی نعمتیں ہیں جو اُن کے قبضہ قدرت سے باہر نہیں ایسے مدح کیلئے اس ارشاد فقیر دنیا کا احادہ کافی ہے کہ من قال فینا ہینا وجبت لہ الجنۃ۔ حقیقت امر یہ ہے کہ وہ تمام ہشیا جن کا سلسلہ کرہ ارض کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے قابل اعتبار نہیں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّا لِلَّهِ رَاغِبُونَ

ان وہ شے جسکا نام روح ہے دنیا میں جسم خاکی کے ساتھ بھی رہتی ہے اور جب نیا سے قطع تعلق کر لیتی ہے تو بھی عالم تجرد کا قدیم مسکن اسکا جولا نگاہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ برکات جو اسنے ذخیرہ کئے تھے کام آتے ہیں۔

ایرانی شاعر دن میں جنکی تقلید اردو شاعری نے کی اصنف قصیدہ کا صرف صحیح بہت کم پایا جاتا ہے۔ ہمایوں کا قلم بیشتر سلطنت کے تاجداروں اور عظیم دولت کے مالک امیر اوصاف میں صرف ہوا۔ یہی ایک صنف سخن ایسی تھی جو کبھی شاعر کو ہزاروں اشرفیان دلا دیتی تھی کبھی تیوں سے منہ بھر دلا دیتی تھی۔ کبھی ہاتھی کے وزن کے موافق سونا تو لاد دیتی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اغراض دنیوی میں اضافہ بھی ہو جاتا تھا۔

یہ وجہ تھے جنہوں نے مدح رہنمایان دین کی طرف شاعر کے قلم کو مست کر دیا۔ مگر اسپر بھی ہر شاعر ممتاز کی زندگی میں چند ساعات ایسے بھی گزر گئے ہیں جن میں اس کے نفس مطمئنہ نے خواہشات دنیوی کی بالگاپنے ہاتھ میں لے لی۔ شاعر کے قلم کو میدان مدح میں دوڑا دیا۔ اور اس طرح ذخیرہ ثواب آخرت ہتیا کیا۔

شاید اس وقت تک کسی فارسی شاعر نے ایسا مجموعہ تصانیف نہیں مرتب کیا جو صرف رہنمایان مذہب کی مدح سے شروع ہو کر انہیں کی مدح پر ختم ہو جاتا ہو۔ ہاں مختلف شعراء فارسی کے جتنے جتنے قصیدے جو نعمت و مقبست میں ہیں ان کے متعدد مجموعے ملتے ہیں۔

دنیا سے اسلام میں صرف رسول کی ایک ذات ایسی ہے جس کا احصاء تکمیل شاعرانہ سے بھی ممکن نہیں۔ شاعر کا خیال مبالغے کی تینوں سنزلیں طے کر چکنے پر بھی پست ہو جاتا ہے اور اظہار عجز کرتا ہے۔ اس مقدس ذات کے بعد مذہب انصاف شری ان متبرک ہستیوں کو پیش کرتا ہے جو جانشین رسول ہونے کا جائز اتحاق رکھتی ہیں۔

فلک امامت کا پہلا آفتاب جس نے اپنے فلسفیانہ اقوال سے دنیا کی نگاہوں کو خیر و کر دکھایا کہ خالق کی شان کیا ہو اور مخلوق کے فرائض کیا ہیں۔ جس نے اپنے اعضا کی قوت زمان ضعیف کی خدمت کیلئے وقف کر دی بقول قافیہ

روز روشن خواجہ ہر شیر مرد

شام تارے خادم ہر سپردن

جس کے دہن کے فصیح فقرے آیات قرآنی کے صحیح چربے۔ جس کی زبان کے بلیغ جملے معانی و بیان کی جان۔ جس کا ایک مختصر جملہ سائل کے ہزار سوالوں کا جواب۔ یہ مولوم دست قدرت نے یہ قابل پرستش تصویر کیوں بنادی؟ کیا اسی سے مقصود تھا کہ دنیا اس کے افعال و اقوال کی پیروی کرے اور شاعرانہ خیالات کی بلندی اس کے اوصاف کے مقابلہ میں پست ہو جائے۔ یا شاعران کو ایک ایسا مدح لہجائے۔ جس کے دہن صفات کو ہر فلک پیا خیال چھوڑنے کی کوشش کرے مگر بقدر یہ بلند ہونا جائے یہاں تک کہ اس کی ذات باری سے اس قدر ترس پ ہو جائے کہ اس سے جدا نہ ہو سکے۔

قصیدہ بندی فکر کا معیار سمجھا جاتا ہے۔ شاعر کی استعدادِ علمی کا اسے خیال کہہ سکتے ہیں اس کے آغوش میں فلسفہ تہذیب و اخلاق کے لئے ہر وقت جگہ موجود ہے۔ معقولات و مشقولات کا بہتر مصنف اس کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے مگر تعداد شرط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شعراء عرب عجم و ہند نے اس صنف کو تمام اصنافِ سخن پر ترجیح دی ہے۔ تیسرے۔ سودا۔ ذوق۔ غالب زمین کے زمانہ تک جو شاعر قدرتِ قصیدہ گوئی نہیں رکھتا تھا وہ شاعر نہیں سمجھا جاتا تھا۔

المختصر قصیدہ سے بہتر عروجِ فکر کی حامل کوئی دوسری صنفِ سخن نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی ہو مفادِ دنیوی کو نظر انداز کر کے اگر مفادِ اخلاقی کی طرف نظر کیجائے۔ اور پیشوایانِ مذہب کے اوصاف حمیدہ قلبند کیے جائیں۔ اور شاعر اپنے جواہر افکار اس صنف کے ذریعہ سے نقادانِ سخن کے سامنے پیش کرے تو میری رائے میں اس کو اس خیال کی داد دینی چاہیے۔ کبھی کبھی جو شخص عقیدت میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ معمولی استعداد رکھنے والا قصیدہ کو فکر کے وہ درجہ شاہدِ نکال لاتا ہے جو عوامانِ دریائے علوم کو بڑی کوششوں کے بعد دستیاب ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مدوح کی علوم مرتبہ مداح کے عروجِ خیال کا باعث ہوتی ہے۔

امیر المومنین علی ابن ابیطالب کی ذاتِ شیعہ کو ایسی نلگی ہے جو خود فضائلِ اربعہ کیلئے زینتِ ثابت ہوئی۔ پھر کیا تھا شعرا کی گویائی کا بلبل ایسے چمن میں پہونچ گیا جہاں ہر آباد تک نغمہ سرائی کرے پھر بھی نہ تو خود مطمئن ہو سکے اور نہ مست۔ امینِ کیفیتِ سخن سے کما حقہ سیریز ہو یہی وہ مقام ہے جہاں شاعری کی ہر کامیاب کوشش اس کو قبلاً جنت کا تہق بنا دیتی ہو۔ یہ دیکھا جاتا ہے کہ ہر شاعر اپنی زندگی کے آخریام میں اپنی فکر شاعرانہ کے ایسے متبرک صحنِ کمال لیتا ہے جو اس کے لئے ذخیرہٴ عقبہٴ فراہم کر دیں۔ اس وقت اس کا خیال مدح مضامین جن عشق امید و یاس۔ ہجر و وصال کو دوسرے رنگ میں پیش کرتا ہے۔ اور بیشتر کامیاب بھی ہوتا ہے بقولِ ابنِ جبہ دیارِ سخن بنوں نے تو خدایا دیا

موجودہ جدید دور کے شعراء لکھنؤ میں جنابِ محشر و جنابِ عزیز نے اس خیال کو علمی جامہ پہنایا۔ اور اپنے اپنے تھانہٴ مدحیہ مجرعی صورت میں مرتب کر کے ملک کے سامنے پیش کئے۔

مدارج کلام سے یہاں کوئی بحث نہیں۔ صرف ذخیرہ ثواب اخروی کا ذکر ہے۔ دربار مدارج میں ہر مدارج تحت انعام ہوا کرتا ہے۔ صلے میں سات پارچے کا خلعت ملا تو کیا اور کوئی پنجراری ہو گیا تو کیا۔ غرض ایک ہی ہے۔ البتہ ناظرین کلام اپنے اپنے مذاق کے موافق فرق نکال لیتے ہیں سو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

دیکھنا یہ ہر کس قلم نے عظمت مدوح کا زیادہ خیال رکھا ہے۔ اس سے یہ غرض نہیں کہ جسے قلم کی وہ کم متح داذ ہے اور جس نے زیادہ کی وہ زیادہ۔ بلکہ غرض اس سے یہ ہے کہ کسی کلام نے سامعین عقیدت آگین کے جذبات کو زیادہ برنگین کیا۔ وہ چیزیں ہیں جن سے قصیدہ اپنے حدود تعریف میں رہتا ہے۔ قصیدے میں شان الفاظ و بلندی خیال جناب محشر کی ترکیبات فارسی مزاولت سخن اور بختہ کاری کے نمایان ثبوت ہیں۔

مدارج آل محمد مرزا کاظم حسین صاحب محشر اکبر کے مانے سے قصائد مدحیہ کہتے ہیں۔ لکھنؤ اور اطراف کی بڑی بڑی قصائد کی محفلوں میں ہمیشہ قدم پیش رہے۔ خصوصاً جب شیخ شمس الحسن ایسا جناب مولوی سید ناصر حسین صاحب قبلہ نے مدحیہ قصائد کی محفلوں کی بنیاد ڈالی جناب محشر نے اس صفت سخن کی طرف زیادہ توجہ مبذول کرنی شروع کر دی جس کا ثبوت یہ ہے کہ تعداد قصائدنی اچانک کثیر رہے۔ اور جب کا صلہ یہ ہے کہ مدارج آل محمد کا زرین خطاب پایا۔ ایک شاعر شاق کے لئے زیبا بھی یہی ہے کہ آئینہ زندگی میں اپنے قلم کا رخ اعتقاد آگین مضامین کی طرف پھیر دے۔

غزل۔ شبنوی وغیرہ جوان دماغ چاہتے ہیں۔ زندگی کے وہ لمحے جن میں عطر حیات کہہ سکتے ہیں ان اصناف سخن کے لئے زیادہ موزون ہیں۔ اس وقت شاعر کی نظر عالم تصور کے ہر گوشہ نظر تک پہنچتی ہے۔ شوقی داد کا اوسکو احساس ہوتا ہے بلکہ یہ کہنے کے خود کو کی ذات میں ہزاروں پوشیدہ ادائیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مگر تاکے۔ پھر وہی سیری کیا خوب کہا ہو

پیری آمد دم شباب گذشت

صبح باقی است آفتاب گذشت

اچا ہل میرا قلم اس ندوق روحانی کی فستلح کرتا ہے۔ جس کا احسان ناظرین کو مدحیہ قصائد

کے پڑھنے سے حاصل ہوگا۔ اس مجموعہ قصائد میں مدح نے حاصل سال امر کی طرف توجہ مبذول کی ہے کہ ائمہ معصومین علیہم السلام کے مجملات تاریخی حالات ولادت مع ایک مبسوط مدح کے علاوہ علوہ قصیدوں میں منظوم کئے ہیں۔ یوں تو ہر مسک کا خالی از مبالغہ ہونا غیر ممکن ہے۔ مگر یہ شرف ماحیون رسول آل رسول ہی کو حاصل ہے کہ شاعر اُن کے اظہار اوصاف جمیلہ میں کیسے ہی بعید مبالغے سے کیوں نہ کام لے مگر پھر بھی حمد و تحسین کی عظمت ذات و علو صفات اسکو راستگوئی کے دائرے سے نکلنے نہیں دیتے۔

وہ لمحے بہت مبارک تھے جن میں جناب محبت نے ترتیب قصائد مدحیہ اور اُن کی عظمت کا خیال راسخ کیا۔ اور زیادہ شکر کی بات یہ ہے کہ مجموعہ قصائد پہلی ہی کوشش میں مطبع تک پہنچ گیا۔ یعنی مجموعہ عزلیات کی طرح نہ سرفرازی کی نذر ہوا اور نہ دوبارہ کاوش۔ ترتیب اٹھانا پڑی۔ ظاہر اوجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس پاک ارادے کے ساتھ توفیق اخروی بھی شامل تھی۔

مَدْحِ اَلْحَمْدِ لَاجَنَابِ مَحْشَرِ نَفْسِ خُذِ نَوَابِ اُخْرٰی تَتَا کَلِمَا
اُمید ہے کہ ناظرین کرام بھی جناب مدح میں نزاکت شاعری کی ایسی تصویقین جلوہ آرا دیکھیں گے اور اس طرح دینی و دنیوی دونوں پہلوؤں سے سرور روحانی حاصل کر سکیں گے

والسلام

سید آغا اشرف لکھنوی

(مولف حیات رشید)



برادر جناب مرزا علی احمد صاحب دار فاری نمنٹ انٹریڈیٹ کا لہجہ انسی کی پل تحریر



الحمد لله كما هو اهله مستحقه الصلوة والسلام على رسولكم كما هو ليخفف عنكم الله رحمة اهل وجهته
گو کہ بازار کلام محشر دیکھنے اور سننے کا اتفاق ہوا ہے اور برادر ادیبہ بین طبع ہو کر مطبوع اہل فن ہوا ہے
مگر عرصہ پانچ سال کا ہوا کہ غزلوں کا دیوان جناب ممدوح کا جس کا نام خوش سیر محشر ہے افق
شاعری پر طالع ہوا جس کے نور ضیاء سے اہل فن و ارباب بصیرت کی آنکھیں روشن و منور ہو گئیں۔
اُسی زمانہ میں ہم نے پیشین گوئی کی تھی کہ ابھی ہنگام طلوع خورشید محشر ہے وہ زمانہ بھی
انشار اللہ قریب ہے کہ یہ قباب سمت الارس پر درخشاں ہو کر قیامت برپا کرے۔ وجہ اس
پیشین گوئی کی یہ تھی کہ خورشید محشر میں صرف غزلین شایع ہونی تھیں اور قصیدہ کوئی نہ تھا،
حالانکہ قصائد جناب ممدوح مطبوع و شہور ہیں اور حصہ قصائد یعنی جزر اسے کلام ممدوح کا
اسوقت تک طبع نہیں ہوا تھا۔

خلقت جس طرح آفتاب کو روز مشاہدہ کرتی ہے مگر ایک دن ایسا بھلا ہوا
ہے کہ اسی آفتاب کا رخ پھر جائیگا اور اسی دن اسکے جلال کی گرم بازاری ہوگی اسی طرح
اب تک آفتاب محشر کا بھی ایک رخ آپ نے دیکھا تھا اب دوسرا رخ اس کا خط نصف النہار
کیسا سوا نیزہ پر ملاحظہ ہو۔

یہ میرا دعویٰ غالباً صحیح ہوگا اسکے کما صنف شعرین بالفاق اہل فن قصیدہ ہی صنف
ہے اور غزل صنف ادون بلکہ ابجد شاعری و تخلص مشق نوآموزان ہے۔ مسلم الثبوت یہی شاعر
ہے کہ جس کے کلیات قصائد سے خالی ہنوں ورنہ بہتثناء اساتذہ غزل کوئی صرف موزونی طبع کی
دلیل ہے۔ بے ساختگی حسن بندش جو غزل کے لئے پر ضرورست ہے وہ ہر صنف شعر کے مقدمات
سے ہونے کہ صرف غزل کی خصوصیات سے ظاہر ہے کہ ایک ایک دو شعر دن میں غزل کہ
جو ہر مضامین از قسم جذبات - احساسات - کیفیات - مناظر وغیرہ نظم کرتا ہے۔ قصیدہ

انہیں معذوعات کو بالاستیعاب مہذب پیادہ پر اعلیٰ طریقہ سے پیش کرتا ہے ورنہ شان قصیدہ غزل سے بھی بہت ہو جائے یہی وجہ ہے کہ شعراء کم یا بہ دبے بصیرت کی غزل اور قصیدہ ایک ہی پر داز پر ہوتے ہیں اگر شعر کم ہو غزل ہے اور زیادہ ہوے تو قصیدہ اور قصیدہ میں تغزل تو ہر کس دنا کس کا کام نہیں ان حضرات کا قصیدہ اور غزل پچھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کیا ہے البتہ ماہرین شعراء نے شعر خود بتا دیتے ہیں کہ غزل کے ہیں یا قصیدہ کے۔ اس عوی کا ثبوت کائنات فی رابعۃ النہار خورشید محشر اور شفیق محشر سے ہو سکتا ہے کہ غزلوں کی شان اشعار غزل میں اور قصیدہ کا وقار اشعار قصائد میں ہے اور ہر صنف دوسری صنف سے ممتاز ہے۔ بلکہ نشان غزل کوئی جناب مدوح بھی ان قصائد سے ظاہر ہوتا ہے کہ نقطہ نظر صرف شوق تحصیل کمال فن ہی نہ تھا بلکہ غلبہ روحانیت و جوش دلانہ کہ تضحیح اوقات و ہرزہ سرائی و شہرت وغیرہ۔

فی الحقیقت دونوں دیوان اسکے اہل ہیں کہ ہر اک کے محاسن درج کئے جائیں مگر ضیق وقت و ناقابلیت ذاتی سے محرر بطور مجبور معذور ہے ان لہجوں سے مالا لید رکھ لایہذا کہ چند محاسن و لطائف جواہل فن معانی و بیان و بدیع کے از قبیل مسلمات ہیں ان پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ بیان محاسن و محضات میں اشعار مصنف مثلاً درج ضرور کئے ہیں اب خواہ اسکو جدت خیال کہئے خواہ اس کلام سے محبت اور اگر جناب محشر صاحب کی مدح و ثنا کا الزام لگائیے تو ہم یہ ضرور عرض کر سینگے کہ خدا نخواستہ ہم ان کے دشمن بھی نہیں ہیں۔

متجملہ مسلمات مسلمہ اول یہ ہے کہ شعراء عرب اشعار مقفے کہتے تھے اور شعراء فارس نے اشعار مردف کہہ کر آج کل شعر زیادہ کرویا دراصل شہست قافیہ پابندگی چسپیدگی ردیف کمال قوت نظم کا ثبوت ہے۔

جناب محشر کے قصائد بھی زیادہ مردف ہیں اور بالا اس سے یہ التزام ہے کہ زیادہ تر ردیفین شکل اور سخت ہیں بتقلید اساتذہ مسلم اثبوت شکل پسندی ردیف میں مصنف کو پہلوی حاصل ہے۔ جبکہ سودا علیہ الرحمہ نے شکل ردیفوں میں زور طبع دکھا یا ہے مصنف مدوح

ان ردیفوں کو کمال ادب و بزرگداشت نظر انداز کر کے اور اور ردیفوں میں داد ستادی دی ہے۔

مثلاً نمبر ۱ (مدعا ہم بھی - خدا ہم بھی)
(محشر) بتوں کو تو سہمی یہ نہ بلوادی تم بھیر میں
ایضاً نمبر ۲ (ہشیار کی باتیں - میخوار کی باتیں -

چنے ہو پور پر بننے کر موسیٰ یار کی باتیں خدا ہی اس لائے حسرت دیدار کی تہیں
ایضاً نمبر ۳ (کاروان وہ بھی ہے اور یہ بھی - خزان وہ بھی ہو اور یہ بھی

نشاخ حسن عشق آرام جان وہ بھی ہے اور یہ بھی رہ عرنا گل میسر کاروان وہ بھی ہو اور یہ بھی
ایضاً نمبر ۴ (تیر بن کے چلا - پیر بن کے چلا)

ہوا کا ہمنفس ہے ہمنفسیر بن کے چلا میں راہ شوق میں گم یا کہ تیر بن کے چلا
ایضاً نمبر ۵ (میدان بہار - عنوان بہار)

دے اگر کم مایہ کو رنگ طبیعت (الفتلاب سودہ لعل یمن ہو گرد میدان بہار
مسئلہ دوم کچھ شک نہیں کہ قصیدہ میں اعلیٰ درجہ کی بلند پروازی معنی آمیزی اور
ناظر خیالی مد نظر ہوتی ہے مصنف مدوح نے فقط معنی آفرینی ہی پر اکتفا نہیں کی ہے
استزاد الاثر ہم بھی کیا ہے کہ ایک نکتہ لطیف کا ادعا کر کے خود ہی اس سے عدول کیا ہے اور
پھر ایک نیا پہلو تلاش کر کے شعر مابعد میں اس سے بھی عدول کیا ہے اور یہ استزاد
تشبیب میں ملحوظ ہے مثال اسکی صفحہ ۱۷ کا قصیدہ ہے جس کا مطلع یہ ہے۔

شب غم کا پوچھو نہ ماجرا کہ مرے دہن میں نہ نہیں جو زبان ہو بھی تو کیا کر دن کہ مجال تاب بیان نہیں
مسئلہ سوم۔ قصیدہ میں وقار مدوح کا لحاظ پر ضرور ہے ورنہ کلام تہذیبی فروتر ہو جائے گا
بالطریقہ یہ فرض طے کر دیا گیا ہے کہ مدح سلاطین امرا و انبیا و اولیا میں الفاظ ہر ایک کی شان
کے موافق لانے چاہئیں اور اگر شاعر نے مدح انبیا و اولیا میں وہ الفاظ جو سلاطین یا امرا کے لئے
مخصوص ہیں یا الجلس وارد کئے تو یہ امر کم مائیگی و قلت تبصر قائل پر دل ہے۔

افسوس ہے کہ فی زمانہ ہم نے قصائد مدح المہم قصیدین میں ایسے ایسے الفاظ رکھ کر کلمات

عشق نگیزنے ہیں کہ اُن کے اظہار میں ہم کو خود شرم آتی ہے (اور ناظم صاحب کی بے سلیسگی پر انوس ہے۔ بزرگانِ دین کی مدح و ثنا ایسے پیرایہ میں کہ جس سے محبوبِ معشوق کی تعریف متبادر ہو سخت بے ادبی ہے اور ایسے ممدوح جلیل القدر کا وہن ہے۔ دربارِ ممدوح میں کلام اس طرح کرتے ہیں عسے مخصوص جب غیبت سے رجوع بخطاب کریں مثالیں ملخص ہوں جذبہ باطن میں خلوت گاہ محبوب و حبیب (۱) دو کمان کے فاصلہ سے بھی قمر ہو جائیگی معجزہ بھی تھا مسیحائی بھی تھی بہرِ مستسر (۲) ورنہ کس عاشق کا دل دو ٹکڑے ہو کر مل گیا خدائی صدقے اس جولا نگہ حُسنِ امامت پر (۳) جہان مہرِ نبوت کو بھی شوق پامالی ہے جمالِ حسن و جلالِ حق ہے آئینہ قدرت (۴) عیانِ جہر کے بولے جہن عکسِ بیتیالی ہے مسلمہ چارم قصیدہ کی تقسیم اولیٰ میں دوہین کی گئی ہیں ایک تمہید یہ اور دوسرا خطابیہ۔ قسم اول میں چونکہ تشبیب مناسبِ ابتدا کی جانی ہے اور پھر مدح ممدوح میں نہ در طلبیت دکھایا جاتا ہے۔ لہذا یہ قسم فضل و اعلا ہے علیٰ مخصوص ہیں مخلص مناسب حسب موقع کی فکر کرنا ایک امر دشوار ہے اور قائل کی بلند نظری و سلیقہ کا معیار ہے شعراے فارس نے اس فرض کو احسن سلوب انجام دیا ہے۔ قافی علیہ الرحمہ نے امام ہشتم کی شان میں جو قصیدہ مرصع کہا ہے اس میں مصراع ثانی میں اگر گریز ہے اور مصرعہ اول تاک تشبیب ہے۔

(قافی) چمن از فروردین چنان نازان بخش چین چطور از فرشاہ دین بدین نگیند خضر
مصنف ممدوح نے بھی اس فرض کو بغا دین شایستہ اپنے کلیات میں ادا کیا ہے چنانچہ
قصیدہ نعتیہ میں تلخیص معراج سے گریز مثل قافی کے کی ہے کہ مصرعہ اولیٰ تمہید یہ ہے۔ اور
دوسرا نعتیہ۔

محب محبوب کے تعلق کی راہ کٹی ہے جلد کیونکر ملین تو روح الامیں سے پوچھنی کے نقشِ قدم سے پوچھو
یہ فرض قریب قریب ہر قصیدہ تمہید یہ میں مصنف نے ادا کیا ہے اور نازک خیالی کی
داودی ہے۔

مسلمہ خیم علاوہ حاسن قصائد کے نفس شاعری کی بے جھجکی و خوبی درکار ہے علا کلام
مصنف سے ظاہر ہے۔ بلند پروازی و نازک خیالی کو مد نظر رکھ کر مصرعہ لگانے کی ایسی مہارت

کہ سجان اللہ۔

عروسان چمن نے شوخی دست خائی سے چرخ رنگ ٹھنڈا کر دیا لعل بخشان کا
دست خائی کے ذمین مفہوم سے لعل بخشان کے چرخ رنگ کو ٹھنڈا کرنا اور محاورہ کو
صرت کر کے تشبیہ فیض کے ساتھ صنعت ادا کو کام میں لانا عالی دماغی کا ثبوت ہے۔

مسلمہ ششم۔ جہت ترکیب الفاظ۔ فن شاعری میں یہ ملکہ انتہائی قوت نظم و خوش سلیقگی
و سلاست ذوق کا ثبوت ہے۔ چنانچہ شعر اے انگریزی کا معیار لیاقت ہی امر ہے کہ فلاں شاعر نے
اس قدر جدید الفاظ استعمال کئے اور فلاں نے اس قدر شیریں مرحوم کے محاسن کلام میں یہ ایک امر
مخصوص ہے کہ سیکڑوں لفظین اور ترکیبیں ان کے کلام میں ایسی ہیں جس کے وہی موجد و مخترع تھے
اور ان کی خوبی کی حد یہ ہے کہ وہ ان پر دوسرا لفظ تخیل کو بھیا ناک کر دیتا ہے۔ یہ ملکہ بھی
مصنف مدوح کو حاصل ہے

نبی وہ محبوب کبریا کا جمال جس کا جمال خالق کہ جس کے حسن لقا کا قصہ حین بزم قدم سے پوچھو
ہیاں حین بزم قدم کا حسن محتاج بیان نہیں۔

مسلمہ ہفتم۔ مصرعہ پر مصرع لگانا جنانہ نسخ رحمہ اللہ کے لئے مخصوص مانا گیا ہے تاسی و
پیردی و تقلید اسانہ نلف سے بہرہ یاب تنا تو ہو جتنا مصنف موصوف چنانچہ اس شعر
سے ظاہر ہے۔

ملا عیسیٰ کو گوشہ امن کا کیسے تصدیق میں ہوا ہے کون باعث خلقت گردوں گردان کا
نفت میں اولاد لک لک لک لک لک کے مضمون کو جائزہ شاعری سے ایسا آرہا
کیا ہے کہ اس سے اچھا اب تو غیر ممکن ہے۔

مسلمہ ہشتم۔ مضامین مشککہ کلام میں وارد کرنا تو چند ان دشوار ترین ہے مگر ان کو ایسا
صاف کر کے کہنا کہ جو لوگ اس کے مفہوم کا ادراک نہ کر سکتے ہوں ان کو بھی لطف و حظ حاصل
ہو جائے۔ یہ امر جدا عجاز شاعری نہیں ہے تو پھر کیا ہے۔

موجد جو کہ ہو بلوں تجرید اسکو زیبا ہے نہ تھا سایہ ہی باعث سے جہم نور افشان کا
جو شخص معنی تجرید نہیں جانتا اور لغوی معنی فقط جانتا ہے وہ بھی احسن تعلیل کو

سمجھ سکتا ہے اور جو مقولہ موت و اقبال ان تمونوا کے مفہوم سے واقف ہے وہ بھی خواہ
تجربہ کے معنی سے جواہل تصوف کے نزدیک ہیں ان سے ناواقف ہو مگر وہ بھی اس سے
خط حاصل کر سکتا ہے پھر طرہ یہ کہ جسم نور افشان کی قید نے کس قدر مفہوم کو عام کر دیا۔

مسلمہ نہم۔ ولہ

مرکز اعمال تک نیت خالص رہے خوف جہنم کا ہو اور نہ شوقِ ابرم
خلوص نیت کی تفسیر اس سے اچھی غیر ممکن ہے اگر مذاقِ حدیث میں ملاحظہ کیجئے تو
عبادت کیلئے مروی ہے کہ جو عبادت بخوف عقاب و عذاب جہنم کرتا ہے اس کی مثال عِسلام
کی ہے جو اپنے آقا کے ڈر سے خوف زدہ ہو کر کوئی کام کرے اور جو عبادت بامید ثواب و
اجر ہائے اخروی کرتا ہے اس کی مثال مزدور کی ہے کہ لبثوق اُجرت کام کرتا ہے اور عرفا کی
عبادت ان دونوں سے بالاتر ہے۔ اور اگر مذاقِ علم اخلاق ملاحظہ کیجئے تو وہاں بھی یہ سٹ
ہے کہ علوِ عبادت اسکا مقتضی نہیں ہے کہ بامیدِ اجر یا خوفِ عقاب فعلِ اعمال حسنہ و ترکِ سیئات کرے
بلکہ بالطنین اسکو میلان افعالِ جمیلہ و ہر بابِ اعمالِ سیئہ سے ہو جیسا کہ محققِ دوانی نے حدیثِ نبوی
کو شہادت میں اس دعوے کے پیش کیا ہے۔ نعم العبد صہیب لولہ منہ و اللہ لہم
یعصہ و فط کیا اچھا بندہ ہے صہیب (ایک صحابی کا نام ہے) کہ اگر یہ خدا کو نہ بھی جانتا ہوتا مگر
جب بھی یہ گناہ کا مرتکب نہ ہوتا یہ علم اخلاق کا مسئلہ مسلمہ ہے۔ ماولی فلاسفی کا انگریزی مقولہ
ہے *Justice for the sake of Justice* یعنی نیکی بے نیکی کے لئے
نیکی ہے جب کچھ جائے تو ممدوح ہے۔ مقرر کلیات و مسلمات فنون مختلفہ کو ایک شعر میں لانا
آسان کام نہیں ہے۔

اسکے علاوہ اور محاسن بھی کلامِ ممدوح میں ہیں اور لائقِ غور یہ امر ہے کہ رنگِ جدید و
طرزِ اخراجی جو اہل عالمگیر نے اسکے دھبہ سے اس کلام کا دامن پاک ہے یعنی بے تعلید
مذاقِ انگریزی آپ نے تصرفاتِ بیودہ نہیں کیئے ہیں اس لئے کہ یہ شیوہ تو ان کم مایہ حضرات کا
ہے جو حرفِ روزن طبع ہیں اور مذاقِ فارسی وارد دیکھے بہرہ ہیں اور باجمہ کلم مایگی کے اپنے
خیالات کو اس دامنِ دوست نہیں دے سکتے بلکہ انگریزی قلموں سے یا سب سے بڑھ کر

بے طرح تبدیل ہو گیا و لباس و زبان پر لدا وہ ہو گئے شاعری کو بھی یہی لباس پہنا دیا چاہے وہ ٹکسال یا باہر ہو جائے مگر ان کا خود مجمع تھیں کافرین کو کیا کم ہے دہریہ داد دینے کو کافی ہے مگر مصنف مدوح نے اس سے کنارہ کشی کر کے فقط اپنے کلام کو اس عجیب سے پاک نہیں رکھا بلکہ اردو ادب میں ایک کارنامہ لکھ دیا ہے کہ ناواقف لوگ اس لفظ لطیف میں نہ پڑیں۔ خدا مصنف کو جزاے خیر دے

مرزا علی احمد

داعی مقبول کر جی شایع محمد حسین صاحب ناصری ایم اے سید یاسر نوٹس ڈالنی سکول ایڈیٹنگ کا مضمون
قصائد عشرہ

ادائے محبوب کے کرشمہ بتانے پر دھرم سے پوچھو
انجمن تہذیبیہ میں ہو تکلف تو لڑائی لڑ دھرم سے پوچھو
تصنیف گوئی کافر عرب عجم میں جس کمال پر پہنچ گیا ہے ابھی اردو شاعری میں اس صنف نظم کو وہ بلند پایگی شاید نصیب نہیں ہوئی۔ عرب جاہلیت اپنے تصنیف میں بہت ہی تکالیف غیر معاملات حسن عشق وغیرہ بیان کر کے اصل حاکم طوف گریز کرتے تھے اور تشریح قتلح و اہتمام اختتام کو کمال فن کا بہترین ثبوت سمجھتے تھے۔ ان دامن صحرا کے پرورش یافتہ لوگوں تک تکلفات و تعذبات کا گذر نہ تھا۔ خیال بھی خالص۔ زبان بھی خالص۔ مدح و ذم بھی حقیقی۔ جو بات جتنی تھی اتنی ہی ظاہر کی جاتی تھی۔ زینت کلام حسن کلام کی چھپانے والی نہیں ہوتی تھی ان کا خیال بقول متنبی یہ تھا۔

حسن الحضارة محبوب: نظریہ

وفاء لہذا وہ حسن عنید محبوب

متنبی وغیرہ سے دور ہیں۔ زینت کا غلبہ بدویت پر ہو گیا اور مجازات نے حقایق پر تسلط پایا۔ رنگینی اور لڑکھائی مزاجوں کو مطمئن کر دیتی اور سادگی پسند طبع کم ہونے لگے۔ ایران میں شاعری

اسی وقت سے شروع ہوئی اور آغا نہ حال میں قصیدہ گوئی کے سوا دوسرے صنفتوں میں طبع آزمائی کا موقع شعرائے عجم کو نہ ملا اور توجہ ہوئی۔

مقتدرین اس صنف نظم میں امر و سلاطین کی مدح کرتے رہے اور انعامات و جائزات سے اپنے دامان مراد کو بھرتے رہے۔ زبان اور خیال میں سادگی انکے یہاں بھی تھی مگر رفتہ رفتہ دربار سلاطین کی زیر زمینت اور عروج اسلام کے زمانے کی راحت و ثروت نے خیالات کا میدان وسیع کیا اور الفاظ و معانی کی صنعت گری کی طرف طبیعتیں متوجہ ہوئیں۔ پہلا دور لفظی صناعت کا ہوا پھر معانی کے عنوان اور امین قوت تخیل نے نیرنگیان دکھائیں اور حسن تعلیل و مبالغات نے مدح و تحسین کو کہان سے کہان پہنچا دیا۔

انہ کی کرسی فلک ہند اندیشہ زیر پائے تابوہ بر رکاب قزل رسلان دہ
تثیب بھی ان نازک خیالیوں سے جلوہ پاگئی کبھی مناظرات و مکالمات سے صد کلام کی آرائش کی گئی کبھی بہار نے گلکاریاں کیں۔ کبھی حن و عشق کے افسانے و لکشی کا ذریعہ قرار پائے۔ مدح میں مدح کے گھوڑے کی تعریف تلوار کی مدح خطاطی کی ستائش۔ پھر حسن طلب اور اس کے بھی عجیب عجیب عنوان یہاں تک کہ دعا بھی سیدھے الفاظ میں مانگنا دشوار ہو گئی۔ سخن عمرہ کا کم لئے گئے اور سارا زوہد طبیعت حصول زمین صرف کر دیا۔

اردو شعرا میں بھی قصیدہ گوئی جب سے آئی پیشتر یہی کام لئے گئے۔ اگرچہ اردو شعرا نے اس کا بھی التزام رکھا کہ حمد و ثناء میں بھی قصیدے نظم کریں تاکہ کچھ وہاں کے لئے بھی پہل نظر رہے۔ سوا کا نام اس صنف کا سہ راج ہے اردو سی نازک اور لطیف زبان کو قصیدہ کی جزالت و متانت کے لئے موزوں کر دینا اسی کا کام تھا اور شعراے عجم کی آنکھوں سے آنکھیں لڑائے رہنا اس کا حوصلہ۔ مومن و ذوق و غالب کے قصائد کسی سے کمی کا پایہ نہیں رکھتے لیکن مضامین قصائد پر جب نظر کیجاتی ہے تو سوائے خیالی باتوں کے حقائق سے کم سرکار رکھا ہے۔ دور جدید جس طرح غزل کو مجاز سے حقیقت کی طرف سے چلا ہے۔ قصیدے کو بھی اسی معراج پر لانے کی کوشش کر رہا ہے۔ پہچل کی خوش مذاق طبیعتیں فن شعر سے لذت اسی وقت حاصل کر سکتی ہیں جب اس میں کام کی باتیں ہوں۔ خصوصاً قصائد تو بایہ اعتبار تک پہنچ ہی نہیں سکتے جب تک زبان اور

مضامین کی جزالت میں علمیت بلکہ حقیقت شامل نہ ہو۔

یہی وہ خیالات ہیں جنہوں نے دنیاے شعر میں آجکل اچھا خاصہ پہچان پیدا کر دیا ہے اور مذہبِ نظم کے مجددین کی خاص طور سے کوشش ہے کہ اردو شاعری کو مفید اور معنی خیز بنانے کے ترقی یافتہ زبانوں کی مفضل میں ممتاز جگہ پر بٹھا دیں۔ انہیں مجددین میں حضرت محشر لکھنوی کا نام بھی ایک خاص امتیازی شان رکھتا ہے۔ آپ نے اپنے قصائد کو مدح و مکمل محمد کیلئے محدود کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی تخلیق حقائق کے ہمدوش رہتی ہے۔ لکھنوی شیریں زبان۔ محشر کی قادر الکلامی اور مجددین کی جلالت قدر کا مجموعہ جیسے دلاویز قصائد پیدا کر سکتا ہے اسکا اہل ذوق ہی اندازہ کر سکتے ہیں۔

اخلاقی مضامین میں غزلیت کا رنگ بھرا ہے اور فلسفہ کے خشک مسائل کو دلکش بنا یا ہے آغاز جوانی میں مادی خواہشوں کا جوش اتنا موقع نہیں دیتا کہ حسن و قبح اشیاء پر عارمانہ نظر ڈال سکے۔ پیش ہوا تو اسے ظاہری باطنی کو انسان ہوا و حوص کی نذر کر دیتا ہے اور بالآخر کتب کمال سے محروم رہ جاتا ہے انجام دنیا میں حسرت و ندامت ہے اور آخرت میں غلیبت و خسارت۔ محشر نے کیا خوب کہا ہے۔

مرے شباب کی غفلت نے مجھ کو لٹوایا کھلا ہی چھوڑ کے سویا درخزانہ دل
موسم بہار کا بیان جذبات عشق و حسن کو برا لگھتے کرتا ہے محشر کو ہر بہاریہ قصیدے میں اس کا احساس ہے اور طرزِ ادب تشریب میں خلاوت آفرین ہے مثلاً۔

آبِ نیاں کی ہے صورت گر چشم پر آب تم مرے گھر آئے یا برج شرف میں آفتاب
رحمتِ تشریف سے حاضر پر سرخی آگئی کہا ہی رنگِ حسن میں ڈوبا ہوا پھولا گلاب
تو بت کلام کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ مشکل سے مشکل روایت و قافیہ پر اتنا قبضہ کر لیتے ہیں
کہ اپنی طبیعت کا رنگ ہمیشہ اپنے غالب رہتا ہے۔ بہت سے قصائد مشکل بگردن میں بھی ہیں
اور وہ ان بھی یہ خصوصیت نمایاں رہتی ہے۔

مذہب میں بیشتر روایات صحیحہ سے مدد لیتے ہیں اور احادیث مقدسہ کے تراجم سے اپنے کلام کو زینت ابدی دیتے ہیں۔ یہاں معلوم ہوتا ہے کہ اشرافِ داد ہے اور شوکتِ لازوال :-

قدم جب بستر محبوب پر رکھا شب ہجرت علی سویا کے پہرا دیا کی دل کی بیداری
لطف ادا دیکھئے۔

اٹھایا خیر کا آہنی در بنایا پل تختہ فرج آتری صدائیں دیتا تھا زور باطن ہاتھ بھی نکلا نہیں سے
کتنا پرانا مضمون کہ جوش بہار مردوں کو زندہ کرتا ہے محشر کی تخلیق اس پامال مضمون کو
کرسی نشین کیا ہے۔

ترا بنی ببل جواب تم باذنی ہے۔ اٹھو سے خستگان قبر آدقت ہشیاہی
نعرہ اگر دیری تنقید ان کے کلام کی کی جائے تو یہ تحریر اپنی حد سے متجاوز ہو جائے گی
انکا خلوص انکا جوش ایمانی اور ان کا شاعرانہ کمال فی الواقع اسی قابل تھا کہ کسی ایسے خطاب
سے انھیں دنیا یاد کرے جو ان کے لئے بھی باعث شرف ہو۔

حضرت امین مرحوم کے خاندان سے اکتساب فن کیا اور جنابنا صر الملت کی زبان
معجز بیان سے ”مکداس ال محمد“ کا خطاب لیا یہ وہ مفاخر ہیں جن پر محشر اور ان کے ابنائے فن
جتنا ناز کریں بجا ہے۔

محشر کی شاعری میں کچھ تصرفات بھی ملتے ہیں جنھیں انھوں نے جائز سمجھا ہے بعض محشر
ناسخ کے خاندان سے ملے ہیں اور بعض دوسرے مقامات سے۔ ناسخ کی تقلید میں حرف ندا کا تلفظ
”اے“ ہے

رجب کی تیرہویں تاریخ کئی اے ساتی دکھاوے جلوہ صہبا دعائیں دے ساتی
عروج سے مکہ مل کے آنکھ بھینپے جائے پئے خدا مجھے چھلکا کے جام دے ساتی
دیکھو کتنی سچی ترنگ متوالوں کی ہے آسمان پر بدر کامل کا پھلکتے جام کی صورت میں دیکھنا
اور اپنے ہاتھ پر خالی جام پائیوں ندل بیچیں ہو جائے اور کیوں نہ پھلکتے جام کی ہوس ہو۔
”لاش“ ایک مقام پر ”میت“ کے معنوں پر نظم کی ہے اور باضافہ۔

لاش شہید عشق سے پوچھے کوئی تو بل اٹھے اپنا ہے غسل اور کچھ اپنی نماز اور ہے
اسی طرح ”اندھیاری“ کو اندھیرے کی جگہ نظم کرتا۔ ”خدا کی“ کی یائے نسبتی گرانا یا اور
تصرفات میں جبکا شمار آپ کے مختصات میں ہے۔

شاگردوں کی طرف سے آپ بچہ خوش نصیب ہیں اور اپنی زندگی میں ایسے افراد دیکھ لئے جن کا کلام خود استادانہ مرتبہ پر فائز ہے۔

میں جناب محشر کو قصائد مدحیہ کے شائع کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں کہ علاوہ ثواب آخرت جمل کرینے کے اردو لٹریچر میں ایک ایسا گران بہا اضافہ کیا ہے جو تاریخ ادب کے لکھنے والوں کے لئے دور جدید میں اعلیٰ ترقیوں کی مثالیں ہمیشہ مہیا کرے گا۔

”ناصری“

مضمون نوشتہ عالیجناب مین الشریعہ معین اللہ لسان الواعظین فخر المتکلمین صاحب الاذکار
”مہتمم الاذکار مولانا سید صاحب حبیبہ ام بقاۃ“

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین والصلوة علی محمد والرخیر الخلق اجمعین۔ ۵

میرے محترم دوست فخر اکاظم حسین صاحب محشر زاد اللہ علواً وکمالاً نے مجھے اپنا دیوان قصائد لکھ دیا ہے کہ میں انکی تعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں مجھے نہایت انوس ہو کہ یہ دیوان ایسے وقت میری نظر سے گزر رہا ہے جب عرض میرے تمام قوی پر اثر ڈال چکا ہے اور میں کسی خدمت کے قابل نہیں رہا اور میزان شعور میں اگر تقدیر اشعار کا تولنا زور چاہتا ہے اور میں ناخوان ہوں تاہم اس دیوان کا تعلق ان دامنوں سے ہو چکی ہماروح پرور اور توان بخش ہے۔ اسلئے ممکن ہے کہ اس ضعف میں بھی تائید سے خالی نہ رہوں لہذا میں کوتاہ قلبی کو سبک دیند نہیں کرتا۔

شعر اور شاعری کی تعریف میں بہت کچھ اختلاف ہو۔ اکثر کا خیال ہے کہ شعر کلام موزون کا نام ہے جسے تکلم نے باواوہ وزن اور کیا ہو بعض کا خیال ہے کہ شعر تخیل کا نام ہے بعض کہتے ہیں کہ شاعری اس قدر کلام کا نام ہے جس سے بری شے اچھی صورت میں اور اچھی شے بری صورت میں ظاہر ہو سکے اور دونوں مکملوں میں طالع میں تاثیر پیدا کر سکے بعض کا خیال ہے کہ شاعری کا تعلق معنوی ایسے کلام سے ہو جس سے انسانی جذبات ابھر سکیں مگر اس میں کسی غیر سے مخاطبہ نہ ہو بلکہ شاعر

خود اپنا آپ مخاطب ہے بعض کا خیال ہے کہ شاعر عالم معنی کا مصدق ہے بعض کہتے ہیں کہ شاعری حساس اور باادراک ہونیکا نام ہے اس تعریف میں شعور کا خیال کیا گیا ہے اور شاعر کو ہمتاقتی سمجھا گیا کہ میں اس مختصر تحریر میں بات کا محاکمہ مناسب نہیں سمجھتا کہ ان تعریفوں میں کونسی تعریف قابل قبول ہے اور کون قابل رد ہے اگرچہ معلوم ہے کہ ان میں سے ہر ایک تعریف صحیح نہیں ہے۔ اگر بظن غور دیکھا جائے تو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ بہتوں نے اشعار مخصوص کی موجودہ کیفیت دیکھ کر شعر اور شاعری کی تعریف کی ہو اس لحاظ سے حقیقت شعر کو سون دور ہو جاتی ہے۔ جیسے بعض کو تاہن میں نے شاہنامہ فردوسی کے تعلق کہا ہے کہ بھر متقارب بیان مزم کے لئے موضوع ہے اور فردوسی نے ہی بحر اپنی نظم کے لئے اختیار کیا ہے لہذا حسن پیدا ہو گیا۔ حالانکہ بھر متقارب کا جنگل مزم کے لئے موضوع ہونا کیسے کلام میں مخصوص نہیں بلکہ اسکا استفادہ شاہنامہ ہی سے کیا جاتا ہے تو اگر حسن کلام ہی کا تابع رہا نہ بھر متقارب کا۔

خیر مجھے ان تمام تعریفوں کے رد و قبح سے کوئی غرض نہیں اور نہ مقام اس قسم کی باتوں کا تقاضا ہے مجھے یہ بیان کرنا ہے کہ شعر و شاعری کی ہر تعریف کو دیکھئے ہو یہ دیوان دیوان شعر ہے اور اسکا ناظم شاعر کہا جاسکتا ہے۔ البتہ تیسری تعریف شاعری جہین ہمیشہ شاعری واقع کے خلاف تسلیم لگتی ہے اسکو مستثنیٰ کرتا ہوں اور وہ مع اہمیت علیہم السلام میں غیر مقصور بلکہ محال ہے۔

دیوان کا عالم تخیل | میری کم فرستی نے مجھے اس عالم کے تفصیلی ریاضی کا موقع نہیں دیا تاہم روادری میں جو کچھ دیکھ لیا ہے اس کے چند نمونے پیش کرتا ہوں۔

دریہ امانی میں شاعر

جمال محبوب ہے وہ دلکش کہ ہنسنے سحرے میں گئے دیکھا اے یہ فرضی نہیں ہر وعدی حرم کے الاک صم سے بھج
تخیل کی قوت صرف کو دیکھو جسے پھر میں لالہ دل میں ناخدا بے تاثیر جو حال کی لکٹی کا تقاضی سے کامیت
کر دکھایا پھر نہ ہی دیکھو کہ محبوب کے لئے جمال و رجال کے لئے جذباں دیکھو اسکی تاثیر میں اتنا عموم کہ اہل
ادراک سے تجاوز کر کے جاو تا کہ اور دوست گند کے دشمن میں ظاہر ہو کس جن سے دکھایا ہے بھیس
نہ ہی خیال کہ تخیل جو تخیل کی ایک صنعت ہے اسے یہاں اور کتنا لطف پیدا کیا ہے معلوم ہے
کہ تخیل کا گزرا کیوں تھا لیکن شاعر اس گزرنے کا نام سجدہ رکھتا ہے اور سجدہ کی وجہ صرف اس تاثیر کو

قرار دیتا ہے جو حال کے سبب پتھروں میں ظاہر ہوا پھر لفظ محبوب کا ایہام جو مضاف الیہ کے حذف ہونے پر پیدا ہوا ہے وہ اس کی تشریح پر سے دفع ہو کر حقیقت پر پہنچتا ہے اور جو اس کے لئے رجا تاہر جس کے لئے وہ حقیقت میں ثابت ہو۔ پھر اس کے ساتھ ہی ساتھ تلمیح کا حسن دیکھو جس نے ایک ہی شعر میں حمد و نعت و منقبت کے جمع کر دیا ہے آخر میں قافیہ و ردیف کا مفہوم بھی سمجھو اگر چہ ظاہر میں اہل عقل سے یہ کہنا کہ ال ایک صنم سے پوچھو ایک بمعنی بات معلوم ہوتی ہے لیکن جب اس کو پچھنے میں کوئی مفید بات ضم ہو تو پھر ایسے سوالوں کے حسن کی کوئی انتہا نہیں رہتی جناب براہیم نے بھی اس وقت جب صفوں نے صنم خانہ آذری کے بتوں کو لوٹوڑا لایا تھا تو فرمایا کہ بڑے بت نے یہ کام کیا ہے انہیں اگر یہ بتے ہو گئے تو بتا دینگے اس کو پچھنے میں یہ راز ضم تھا کہ جب وہ جواب دیکھیں گے تو ان کی عجبائی اس کے عجز کا آئینہ ہوگی اور یوں نفی و شرب پر روشنی پڑے گی یہاں شاعر نے بھی ایسے ہی نکتہ کا خیال کر کے اسے پوچھنے کی خواہش کی ہے لیکن ان دونوں مقاموں میں یہ فرق پیدا ہو گیا ہے کہ وہاں بتوں کی زبان حال مقال دونوں خاموش ہیں لیکن یہاں زبان مقال خاموش ہے مگر زبان حال گویا ہو اور یہی بات لوح سخن ہے۔ یوں ہی دوسرے نعتیہ قصیدہ میں شاعر نے

بھرنی عالم میں آوازیں مبارکبا و کی ایسی کہ شوق ہونا بہت آسان ہوا کسری کے ایوان کا
یہ شعر حسن تعلیل میں شعراؤں کی طرح جمیل ہے لیکن الشقاق کو عالم کو چھوڑ کر تخصیص ایوان کسری
ایک جمیل بات ہے جس سے ایمانی استحکام اور کفر کے نا استواری کا پتا دیا گیا ہے
اسکو یوں دیکھو کہ اگر کوئی رشتہ گرشے ایسی چیز میں داخل ہو چکی بعض حصے محکم اور بعض کمزور
اور مست ہوں تو اس کی تاثیر وہیں ظاہر ہوگی جہاں کمزوری ہو اور عالم کے تمام حصوں میں کفر کے حصہ
کمزور اور مست ہیں اس لئے وہیں اثر بھی قہری ظاہر ہوا۔

پھر جو تشبیہ اس شعر میں ہے وہ قابل التفات ہے یعنی شایا غیر تعلیل کی تشبیہ ان اشیا سے
دیگئی ہے جو وزن دار اور تعلیل ہوں اس لئے ذکر الشقاق و کسرا استعارہ کی تشریح ہو گئی ہے اور یہ ایک
تحلیلی تشبیہ ہے جس کا پتا اس تشریح سے ملتا ہے۔

اسی وجہ سے تشبیہ کا حسن بہت زیادہ ہو گیا ہے کیونکہ جان تشبیہ یہ بات ہو کہ جو شے غافل و
مخفی ہو اسے علی اور واضح امر کی جانب نکال لائے اگر یہ بات کسی تشبیہ میں نہ ہو تو ایسی تشبیہ قبیح کہی جاتی ہے

اسی سب سے وہ چیزیں جو حاشوں سے محسوس ہوتی ہیں ان چیزوں سے زیادہ واضح ہوتی ہیں اور وہ چیزیں جو حاضر ہیں وہ غائب سے زیادہ واضح ہوتی ہیں اور جو چیزیں نزدیک ہیں وہ ان چیزوں سے جو دور ہیں زیادہ روشن ہوتی ہیں اسی اصول پر بنا کر کے اگر اس شعر کی تشبیہ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ شاعر نے حذات اور اہریت سے کام لیا ہے۔

یوہین قصیدہ معراج شوق میں یہ شعر ہے
پڑھاکے جام شراب مست براق کی پونچا اس اداسے
خداست اور حسن شباب و دل و براق رابطہ تشبیہ میں ایک ہی ہو گئی ہیں ایسی صورت میں
کلام تشبیہی جس حسن پر ہے اسکو اہل فہم سے پوچھو۔

یوہین لوح محفوظ میں یہ شعر ہے
دور ہی کیا ہے خدائی بھر سا جائے اگر اسقدر اب مسحت و اماں میں ہو جائے گی
یہ شرفست میں ہر چین کی شریعت کے عموم کو دکھلایا گیا ہے اور دین کو مکان سے تشبیہ
دی گئی ہے تاکہ ایک سیج پیادہ ظرفیت تیار ہو لیکن چونکہ بدور رسالت اول انقضا سے زمانہ رسالت کے بعد
بھی اب تک یہ بات جو حیثیت میں نہیں آئی اور وہ وجود و صلاحت لایم پر موقوف ہو ان میں
کے اثبات کے لئے جملہ دور ہی کیا ہے اسقدر ناسمجھ ہے اس لئے کہ ہر ہونیوالی چیز جگہ کا ہونا ضروری نہیں
قریب کی جاتی ہے۔ یونہی ہی قصیدہ میں یہ شعر

باروں میں قانون سے طاقت بڑھے گی ہند منتقل ہوے امیر المؤمنین ہو جائے گی
ایک مثال شعر ہے اور یہ خیال جو اس شعر میں ظاہر کیا گیا ہے ایک بیخ خیال ہے۔ ایسی
چیزوں میں شعرا میں باہم کم توارد ہوتا ہے کیونکہ یہ متبدل وادی نہیں ہو جہاں ہر سال اس کے قدم کے
نشان بنتی ہوں بلکہ یہ اسے جب نکلتے ہیں اپنے چلنے والے کے ساتھ خاص ہو جاتے ہیں ضد کو
ضد کا سبب قرار دینا یعنی بھوک سے طاقت کا بڑھنا یا ایک غریب چیز ہے جس کا وجود نادر و عجائب
زمانہ میں ہو سکتا ہے کیونکہ قانون میں طاقت گھٹتی ہے بڑھتی نہیں ہے لیکن اس میں غیر اور اس
وسی میں فائے موجود تھے اور طاقت زیادہ تھی تو لامحالہ یہ ہند و صحیح ہو جائے گی جس سے معنی
منظر العجائب کے معنیوں پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ یہاں شاعر نے صرف تھا جو مقام تنقید میں

اپنی آپ ہی نظیر تھا۔ دو طرفہ تصرف جو اس سے بھی اپنے معنی خیز ہونے میں زائد ہے یہ ہے کہ حقائق کی زیادتی اس حد پر ہوگی کہ ایک طرف میں اسکی ہمائی دشوار ہوگی جب تک کہ وہ کسی دوسری طرف کی طرف منتقل نہ ہو اور یہ چھلک جانے والی چیزیں میں فطری حیثیت سے ہر ذی حاشہ کو محسوس ہوتا ہے لیکن یہ مطلب کہ وہ خاص امیر المؤمنین ہی کی طرف منتقل ہوگی اسکے اثبات میں نہایت چھین لفظ رکھا گیا ہو اور وہ سرسبیت پر ہے یعنی بازوؤں میں اس کلمہ نے امیر المؤمنین کے تخصیص کر دی کیونکہ دوسرے شخص کا بازوؤں میں شمار نہیں ہو سکتا اوٹھل کی رغبت مثل ہی کی طرف ہوتی ہے پھر یہ بھی دیکھو کلام دونوں طلبوں کو زمانہ استقبال ہی میں محدود رکھنے سے مساوات ظاہری کے طرفین کیونکہ محظوظ رکھے گئے ہیں حقیقت یہ ہو کہ یہ ایک ایسا شعر ہے کہ اگر اسکا سننے والا اسکو سنے کام نہ لے تو اس شعر کے حروف و کلمات شاعر پر آفرین کرنے کو تیار ہو جائیں گے۔

تخیل و تشبیہات و تعارفات کا وادی اسقدر وسیع ہے کہ اب تک متخیلہ کی آخری حدود تک نہیں پہنچا اور نہ پہنچ سکتا ہے اسلئے میں اسکا احصا کر سکتا ہوں نہ میرا یہ مقصد ہو کہ میں اس مبارک اور بلیغ دیوان کے ہر ایسے شعر پر تبصرہ کروں لیکن یہ میں نے مختصر جو کچھ لکھا وہ نمونہ کے طور پر لکھا اور یہ وہ اشعار تھے جو مجھے بغیر تفحص و تجسس قریب قریب مل گئے تھے ناظرین خیال فرما سکتے ہیں کہ جہاں موضوعات میں محشر صاحب اس طرح کے اشعار پر قادر ہیں تو زبان تو ان کی زبان ہے اور محاورات انکے محاورات ہیں۔

چونکہ یہ دیوان مرح اہمیت ہے اسلئے مجھے بھی اچھا معلوم ہوا کہ میری تحریر بھی اسکے دامن سے لپٹی رہے شاید امیدواران اہل قنبر کا میاں بیان ہو جائیں۔ خدا انکم کرنے والے کا فردوسی ہوتوں سے منہ بھرے۔ آمین

سید سبط حسن ۱۲ دسمبر ۱۹۷۱ء



چہ وز بود کہ دوران ساس عشق نہ باد جہان خراب شد و این بنا خراب نہ شد

تین جہوں کا لفظ "عشق" جسکے معنی ہتھ دہیٹ ہیں کہ اگر لکھے جائیں تو دو فترے دفتر مرتب ہو جائیں بہر تقدیر اہل قلم و ارباب علم کے نزدیک عشق کچھ بھی ہو مگر میں اس مختصر لفظ کو دلا سے خاندانِ رسول سے تعبیر کروں گا۔ ادیری ایسی روحانی نعمت ہے کہ جس کو مدتہا سے مدیت سے آفتاب نہ زوال ہوا ہے نہ ہوگا۔ عنوانِ مضمون میں جو فارسی شعر عوالِ قلم ہوا ہے اسکے ناظم نے یہی سمجھ کے کہا ہے اور خوب کہا۔ آریم بر سر مطلب

لکھنؤ میں غزل گوئی اور مرثیہ گوئی پرانی شاعری ہے جبکہ وقتاً فوقتاً بہت عروج و تہا پہ
قصیدہ حسب ضرورت دنیا کے لئے کہا جاتا تھا جسکی صورت و مسموعی خوبانِ رؤسا کے دربار
تک محدود رہتی تھیں اور بس۔ مرح مصدقین علیہم السلام میں قصیدہ خوانی کی ابتدا انجمنِ امامیہ
سے ہوئی اوسکے ساتھ ہی ساتھ حضرت شمس العلماء زما صر بس و م جناب مولانا
ناصر حسین صاحب قبلہ دام بقاؤ نے اپنے یہاں بزمِ قصیدہ خوانی مقرر فرمائی جسکا سلسلہ بھی تنگ
اگلے پیمانہ پجاری ہے۔ شہر کے اکثر مشہور شعرا جوشِ مداحی میں اپنا کلام پڑھتے رہے اور
ابھی تک وہی حالت باقی ہے۔ زائد اونیہ میں جناب سید ذاکر حسین یاس مرحوم اور جناب
سید زوار حسین طر از مغفور نے وہ وہ قصیدے پڑھے جن کا حقیقی اثر آج تک سامعین کے
دلوں پر ہے اور مدتوں رہے گا۔ اس دور میں مجھ بھیجیر کی مقبوت نگاری اب تالی حالت
میں تھی۔ شوقِ روز بروز بڑھتا گیا۔ جناب قبلہ کبرہ کے یہاں چار وہ مصدقین علیہم السلام
کی ولادت باسعادت میں مغفیل مستقلا ہوتی رہیں اور آج بھی ہو رہی ہیں۔ بعض شعرا
اپنے ممدوحین کی خدمت میں پہنچے دوسروں نے ان کی جگہ پائی۔ چنانچہ جناب الم صاحب
جناب نفا شہر صاحب صاحب صریحی۔ لسان السند مرزا محمد ہادی صاحب عزیز کے کلام بلاغت نظام

کا شہرہ ہونے لگا۔ لسانِ غیبی کے ایسی ایسی داؤخن پائی کہ دامن مقصود و مملو ہو گیا۔ اتفاقاتِ زمانہ نے جنابِ ناصری سے وطن چھوڑ دیا یا مختلف اسکول اور کالجوں کی پروفیسری ذوقِ مدحتِ سرانی میں رقابت کا کام کر کے کامیاب ہوئی۔ جبکا بدل موصوف الصدور نے نشرِ خوانی سے کیا اس میں بھی ان کے لئے انتہائی حسن قبول ہوا۔ جتنا نظم میں تھا۔

جنابِ عزیز صاحبِ سحر شد وطن میں بن زیادہ عدمِ الفرتی شلوکِ مدحتِ گسری میں تھلائی ملا ہے۔ ہر طرزیں بارگاہِ انہ میں انکے خدمات پر نینہ قابلِ قدر ہیں۔

زمانہ موجودہ میں جنابِ صرللہ فیلالہ العالی کی محفل مدحِ خوانی کے سربراہ جنابِ قارِ جہانگیر جنابِ سعیدی۔ جنابِ نویسی۔ جنابِ درخشانی۔ جنابِ نصیری۔ جنابِ سیاح۔ جنابِ نو قیصر جنابِ لطاف۔ جنابِ یونس۔ جنابِ حنو۔ جنابِ اصطفیٰ۔ جنابِ صغیر۔ جنابِ حکیم جنابِ عزیز بن زبدۃ الافاضل جنابِ مولانا تیز ذاکر حسین صاحبِ قبلہ برادرِ جنابِ صرللہ مدظلہ کا فارسی کلام ایسا لطیف تھا ہے کہ سامعین بہت ہی مشابہ میسرور ہوتے ہیں واقعی موصوف الصدور نے زبانِ عجم میں ایسی مشق بہر ہو چائی ہے کہ قدرتِ انتخاب آپ کی نظموں کو دیکھ کر شاکس سے ہندی ہونے کا امتیاز کر سکے گی اور کیوں نہ ہو مرکزِ مولد تو نیشاپور ہے "جہان کی شاعری ہمیشہ مستند رہی اور آج بھی ہے۔ آپ کے قطعات اور حسنِ علمی خزانوں سے الامال مجھے ہیں جنکے ساتھ نکاتِ مخموری حسنِ کلام کو دوبالا کر دیتے ہیں۔

اس بزمِ قصیدہ خوانی کو مقدر ہوئے کم از کم ستیس برس ہوتے ہیں جہلی عام شہرت اور تحقیق تقلید نے بیرونجات میں سیکڑوں محفلین مدحِ خوانی کی مقرر کردین حتیٰ یہ ہے قبل اسکے گروہِ شعبہ میں وغفلت پند کی باعث سے کیسے مطلق نہیں معلوم تھا کہ سہارنپور اور ۱۵ اشبان اور ۱۸ ازلی میں کیا ہوا اور کیا ہونا چاہیئے۔ ہے ارجح کے فضل سے ہندوستان میں اکثر مقامات پر چارہ مہینے علیہم السلام کی تاریخائے ولادت و وفات سے مومنین آگاہ ہیں۔ اور بکثرت قصیدہ خوانی ہوتی ہے۔ چنانچہ مخن پور ضلع الہ آباد میں میرے کرم دوست جنابِ چودہری شیخ غلام حیدر صاحب رئیس مخن پور کے یہاں نوروزِ عالم افروز میں بہت بڑے پیمانہ پر محفلِ قصیدہ خوانی ہوتی ہے کہو کے شعراء دعویٰ کیے جاتے ہیں۔ آخر کو بھی بارہا شریک ہونے کا فخر حاصل ہوا امام باڑہ

اپنے جو عملہ کے موافق پھولوں اور گلہ رتوں سے آکر ستہ کیا جاتا ہے۔ شرکاء و زعم کی عام دعوت ہوتی ہے۔ اسی طرح ۱۳ رجب کو جناب چودھری محمد منظر صاحب کے یہاں منہن پور میں اسی ہی صحبت ہوتی ہے۔

۱۴ شعبان المعظم کو کسوارہ ضلع الہ آباد میں جناب چودھری سید انظر حسن صاحب مرحوم و مغفور کے صاحبزادے ولادت جلالہ نام حسین علیہ السلام کی تاریخ میں ہرم تصدیہ خوانی برپا کرتے ہیں اور شعرا کے لکھنے پر رجات کی خاطر ملاقات میں کافی جسدہ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ

۱۵ رجب کو فیض آباد میں مدینہ دیدہ صاحب محترم جناب سید علی انظر صاحب بریٹریٹ لا کے یہاں اسی محفل ہوتی ہے کہ قابل دیدہ۔ مجھے صرف ایک مرتبہ شریک ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ درحقیقت خسرو کون و مکان کی محفل میلاد ایسے ہی شانہ و شہام سے ہونا چاہیے جیسا کہ بارش صاحب علی جھنگلی سے کام لیتے ہیں۔

اسی تاریخ ۱۶ صفر ۱۳۲۵ھ سے لکھنؤ میں انجمن مصلح الاسلام کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ قریب قریب تمام شہر حراخان ہوتا ہے کوئی مومن ایسا نہیں جسکے مکان پر کچھ نہ کچھ روشنی نہ ہو بہت سے مقامات پر فضائل ولادت علی بن ابیطالب علیہ السلام شرف و نظم میں بڑھے جاتے ہیں خصوصیت کے ساتھ چونکہ سبھی حسین علیخان مرحوم کی زینت قابل دیدہ ہوتی ہے۔ سجد کے وسیع اور پر فضا صحن میں جناب تاجدار مرزا صاحب مکرٹیری انجمن مذکور کے ممبران انتظامی محمد کاظم صاحب کلن صاحب میرزا حسین صاحب فرخ آغا صاحب چھوٹے آغا صاحب مرزا محمد صفر صاحب عیث وغیرہ اپنی شب و روز کی جانکاه کوشش سے محفل میلاد کو نمونہ بہشت بنا دیتے ہیں۔ اس جلسہ میں عالیجناب نواب مرزا قمر حسین خان صاحب علی حسین آباد و اسپنل مجسٹریٹ کی ظاہری باطنی امداد و انعام قابل تعریف و تکریم ہے۔ نوبت رات کو اولاً تصدیہ خوانی ہوتی ہے۔ جس میں بادشاہ مرزا صاحب مرزا قمر صاحب شفیق اور خاکسار محشر اپنے اپنے قصائد سامعین کی خیریت میں پیش کرتے ہیں۔ بعد ازاں جناب صدیق الافاضل و ممتاز الافاضل حضرت مولانا غلام حسین صاحب دانا سید سبط حسن صاحب قلیہ دام بقا کا فضائل میلاد مولود و جسم مرم بیان فرما کر شباب کرتے ہیں۔ ورنہ

شب میں جناب مولانا موصوف غلام کا بیان مہراج اکمال کا مرتبہ رکھتا ہے سامعین حاکم رہتے ہیں کہ جلد سے جلد سال گزرے اور پھر یہ دن آئے۔ قریب نصف شب کے جلسہ ختم ہوتا ہے۔ مگر کئی مقامات پر رات بھر نرم فضائل ہوتی رہتی ہے۔ سکرٹری صاحب درمیان انتظامی کی ساجھی چلیے گا انسان تو انسان ملائکہ شکر یہ ادا کرتے ہیں۔ ہماری اور جلسہ منین کی دعا ہے کہ اس نرم عرفانی اگر ہمیشہ ترقی ہوتی رہے۔ چودہ رجب کو جناب شیخ الاسلام مولانا تیزنا حسین صاحب قبلہ نے ہندوستان کے دولت خانہ پرطولانی نرم قصیدہ خوانی ہوتی ہے جو دو بجے دن سے شروع ہو کر بارہ بجے رات کو ختم ہوتی ہے اسی محفل مبارک کی تجلی نے تمام شعبی دنیا کو منور کر کے تیرہ رجب کے اسرار حقیقی کو روشن کر دیا۔ جناب مدوح کے یہاں کل لٹہ کی ولادت کے علاوہ غدیر و فتح خیبر نوروز روز بعثت وغیرہ کی محفلیں بھی ہوتی ہیں جنہیں شعراے لکھنؤ قصائد پڑھتے ہیں۔

شب ہفتم ربیع الاول کو فیض آباد جواہر علی خان صاحب مرحوم کے امام باڑہ میں محنت مری و کمری سید فقیر حسین صاحب درمیان گداحین صاحب کی طرف سے نرم نعت ملائکہ پڑھی سے برپا ہوتی ہے وسیع امام باڑے کے در و دیوار پر اسقدر روشنی کی جاتی ہے کہ دن ہو جاتا ہے۔ حال جناب مولانا حکیم سید ابوالبرہم صاحب کے عرفانی ہدایات اور ان کے قابل ولایت فرزند کی روحانی کوشش جلسہ میں جان ڈال دیتی ہے۔ بلا مبالغہ سیکڑوں مہمانوں کی ضیافت میں چائے حقہ پان عطر کی کثرت بانیان نرم کی عالی ہمتی کا اظہار کرتی ہے۔ و حقیقت ایسے امور میں دریا ولی اور خلوص نیست کچھ انھیں بزرگوں کا کام ہے جسکے خیالات نئی روشنی کو ذرہ فانی خیال کرتے ہیں اھم محشر کو حسن اخلاق کر یا نہ سے طلب کیا جاتا ہے اسکا شکریہ ادا کرنا محال اور قطعاً محال معلوم ہوتا ہے لہذا تنہا کافی ہے کہ موصوفین کے دل و دماغ درخ خوان کے حقیقی معنی شناس ہوں۔ اسی میدان کی غیر معین تاریخ میں حال جناب خان بہادر چودھری سید رشا حسین صاحب تعلقدار ندولی کے تعمیر امام باڑے واقع ندولی میں محفل نعت ملائکہ پڑھی سے برپا ہوتی ہے۔ جناب چودھری غلام نہایت سخی و باہمت رئیس ہیں اگرچہ تمام ذاکرون اور مدح خوانوں سے خاص محبت ہے۔ اور بہت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مہمان نوازی ان کا خاص حصہ ہے۔ سال گذشتہ کترین کو بھی جناب کے امام باڑہ میں قصیدہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا

برادر مرزا علی احمد صاحب مدرس فاری گورنمنٹ انٹر میڈیٹ کالج جھانسی کے یہاں بزمِ نعت بیچ الاول میں کئی سال سے ہوتی ہے جس میں جناب سٹریڈ احمد حسن صاحب فاری پروفیسر جوبلی کالج کا قصیدہ نمایاں مرتبہ رکھتا ہے۔

ہندوستان کے اور مقامات میں بھی قصیدہ خوانی کی متعدد محفلیں ہوتی ہیں جسکے حالات اگر مجھے معلوم ہوتے تو ضرور درج کتاب کرتا۔ میری اور ہر ایک مداح کی یہ دعا ہے خدا کرے ملک کے ہر گوشے میں روزانہ وسیع پیمانے پر ایسی محفلیں ہوتی رہیں اور شاقب معصومین علیہم السلام میں یوں فیوٹا ترقی ہوتی رہے۔ "این دعا از من و از جملہ جہان آمین"۔

اولے شکر

انسان ذاتی قوت سے کسی ارادے میں کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کوئی روحانی امداد نگیری نہ کرے۔ سا اہمال سے قصیدہ تھا کہ قصائد شائع ہو جائیں مگر ہمیشہ ناکامیابی دہن گیر رہی۔ کبھی عدیم اخصی او کبھی روح فرسا بیمار یوں نے اس مشکل کام کو انجام تک نہ پہنچے دیا۔ کبھی اس خیال سے خون خشک ہوتا تھا کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں بعد میرے جو کچھ اچھا برا نظم کیا ہے نذر کس میری ہو کر فنا ہو جائے گا۔ اسرا غیب عقل انسانی ہرگز ہرگز نہیں سمجھ سکتی کہ کیا ہونے والا ہے آخر کار جن کی مدح تھی انہیں کی طرف سے صوری و معنوی مدد ملی۔ اتفاقاً احقر نے ایک روز اپنی بے اثر زبان کے الفاظ معین الشریعت صدر الافاضل و ممتاز الافاضل جناب قبلہ و کعبہ مولانا سید حسن صاحب محلہ کی خدمت میں پیش کیے جناب نے فرمایا کہ یہ قصیدے بہت آسانی سے شائع ہو سکتے ہیں۔ کیا مبارک قوت تھا کہ جب موصوف الصدور کی خدمت میں عرض کیا گیا اور کیا ہا یوں ساعت تھی کہ جب ممدوح نے اپنی با اثر زبان سے لیکھا فرمایا۔ احمد شکر کہ آج کتاب قصائد مکمل ہو کر اہل ایمان کی عرفانی نگاہوں کے سامنے موجود ہے۔ ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ جو کچھ اتفاقاً کلام اچھا ہو وہ خزانہ غیب کا سراپا ہے اور جو برا ہو وہ میرا جھکڑ عیب پوشی فرماؤں۔ شاعری حکمت ہے اور حکمت ایک ناتناہی علم بیسراول داغ علم سے بالکل خالی ہے تھوڑی سی اُردو پڑھے لکھے ناظم کو شاعر کہنا قطعاً غلطی ہے۔ لہذا میری طرف

لفظ شاعر کا انتساب گویا کہ فن سے آہنزا ہوگا۔ ہاں جا بات نظم کی بنا پر جو کچھ حوالہ قلم کیا یہ دو چیزیں
ہے شاعری اور چیز ہے۔ مجھ ایسے بے بضاعت اور کم علم نظم کرنے والے سے اگر غلطیان ہوں
تو ارباب نظر حقیقی واقعہ پر غور کر کے معاف فرمائیں گے

میر سے محترم جناب مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ کی اونا تحریر ایک پر فخر الرود سا امیر الامرار
جناب نواب سید باقر علی خان صاحب یس اعظم حسین آباد نے اشاعت کتاب میں کافی تھدلیا
جناب راجہ سید ابو جعفر صاحب بہادر بالقابہ تعلقہ دار پتی پور نے اپنے اجداد طاہرین کے تشہیر
فضائل میں جو توجہ مزدول فرمائی اُس کا شکریہ کیا ادا کر دن۔ ابو طلحہ خان بہادر جناب چودھری
سید ارشاد حسین صاحب لقا دار نرولی ضلع بارہ بنکی نے جب تک کہ قصائد عشرت زیر طبع ہیں بہت ہی
کشاہدہ پیشانی سے اس امر خیر میں مدد فرمائی۔ جناب حکیم سید محمد تاجسم صاحب یس عالم الجناب ذوق الملک
حکیم سید فضل علی صاحب عرف حکیم میرن صاحب نے جو کچھ فرکی اُس کا شکریہ زبان قلم سے ادا ہوا انیس مکتب
جناب نواب سید حامدین خان عرف بابو صاحب جناب شاہزادہ مرزا انجم بخش صاحب سبب رطرب سبب جج راہ بریلی
جناب اب لاہور صاحب کن فیض آباد۔ جناب مرزا بہادر مرزا ابو جعفر علیخان صاحب جناب مرزا
محمد صادق علیخان صاحب کیکہ تہ دسے ممنون ہوں کہ قبل شاعت کئی کئی جلد دن کی خریداری منظور فرما کر اس
مشکل کام میں آسانی کا باعث ہوئے۔

جن بالکل اہل قلم نے میری ادنیٰ گزارش قبول فرما کر قطعات تاریخ یا مضامین شریعت کے اُٹکا تہ دسے
ممنون ہوں حقیقت حال یہ ہو کہ میں ہر قطعہ تاریخ یا مضون نشر کو اپنے لئے سند شاعری جانتا ہوں خصوصاً
ابتداء کتاب میں جناب حجت الاسلام ناصر الملک مولانا تاج حسین صاحب قبلہ کا خواب جسکی تعبیر حسن قبول ہو
اور آخر کتاب میں جناب حجت الاسلام نجم الملک مولانا سید نجم حسین صاحب قبلہ کی جانب سے صحیفہ افتخار
مجھ ایسے ہیچوان کی نازش کا باعث ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

صدا الو عظیم جناب سید لانا سید بھجن صاحب نے باہر دنا سازی مزاج جو کچھ تحریر فرمایا ہوا اسکا ایک ایک
تہار ہا ہو کہ مداحی کی بدلت دنیا و آخرت میں انسان کی اسے کہا ہو سکتا ہو عجب کی نظر سے نکھتا ہوں
مجھ ایسا کچھ نہ جلنے والا شاعر مدح و فاق قرار پائے یہ سب ح خاندان رسول کی بدلت ہو سجدہ شکر کے لئے جب تک
نزدہ ہوں میری پیشانی ہو اور خاکشاہد ائمہ طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین خاکسار شمسہ عفی عنہ

نیمہ شعبان

اہل ایمان کیلئے یہ روز مسود اور اسکی خوشی دائمی ہے یہی ہونا بھی چاہیے کیونکہ امام تقی علیہ السلام نے فرمایا کہ روز اودت باسعادت ہے۔ ہلاک کے ہر حصہ میں بکثرت فضائل کی غفیلین ہوتی ہیں۔ لکھو بھی ایک رات پہلے سے اہم نور بنارہتا ہے۔ تمام شب متصل بل اسکی لب دریا ہزاروں مومنوں کا مجمع وسیع شامیانے کے نیچے آخری رات میں قصیدہ خوانی مولیان ائمہ علیہم السلام کی چائے اور پلن سے غیافت عجیب لطیف کا منظر رہتا ہے جو بیان سے باہر صبح اول وقت نور کا ترکا اسلان نماز کے لئے موزان کی آواز غازیوں کو خدا کی طرف متوجہ کرتی ہے جسے حضرت العصر عجب اب مولانا السید محمد باقر صاحب قسبلہ کی آمد آمد اور دو کا توجہ عبادت الہی میں حرج قبول کی دلیل ہے۔ غرض کہ کئی ہزار مومنین کے مجمع سے ناچیں ہوئی ہے یہ نورانی محفل منجانب میر علی صاحب رحمہم غالباً چالیس سال سے ہوا کرتی ہے خدا کرے وہیں باقی رہے۔ اسکے بعد ہی فرار شاہ اودہ نصیر الدین حیدر بہادر رحمہم کی کربلا میں پورا مجمع فضائل امام زمان علیہ السلام کے شوق میں پہنچ جاتا ہے۔ حضرت صدر الافاضل دین زالا کا محفل مولانا سید صاحب قبلہ کا مدلل درگوش بیان جس سے ہر سانس وجدانی حالت میں ہوتا ہے محفل کے ہر گوشہ سے یہی آواز آتی ہے کہ اِنَّ مِنَ الْاٰیٰتِ لَعِظَمًا و جب بعد دوپہر شبیہ مسجد کو فہم میں جناب شمس العلماء مرانا النیر حسین صاحب قسبلہ کا بیان اور وہ مقبول بیان کہ انسان تو انسان زبان ملا کہ سے آواز دہرائی ہے۔ شب پانزدہم ریاست سلیم پور میں اجرا جگان عالمینا ب راجہ تیار احمد علی خان صاحب علی ممبر کونسل کی طرف سے پرزنا اور وسیع بارگاہ جہین برنی روشنی سے دن معلوم ہوتا ہے قصیدہ خوانی کی محفل مدون سے ہوتی ہے۔ جناب اجا صاحب بہادر سیکرٹن مجازوں کی عام دعوت میں ایسے خلق عظیم سے کام لیتے ہیں کہ بیان سے باہر شہر لکھنؤ سے شعر کی طلب میں آکر خاص اہتمام و نہماک ہوتا ہے۔ راقم الحروف کو بھی ہلکے مرتبہ شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ معرودہ محترم میزبان کی مہمان نوازی نے محشر ایسے آزاد خیال کو سر کر لیا۔ دعا ہے اور تہ دل سے دعا ہے کہ محفل مبارک بانی محفل کے انتظام میں تالہو را امام زمانہ قائم رہے آمین ثم آمین

خاتم

محمد

قطعا نوال طبع شفیق محشر

فاضل جلیل المرتب جناب طریت احمد صابری پرنسپل کالج شہر کوئٹہ

سمی کاظم حسین دزائر جناب شان
 بداد و ادب شاعری تو گئی کرد ساعری
 معانی و بیان بلیغ و از محنات آن
 دمید روح شاعری بہ اعظم ریمین فن
 چہ خوش تر نشہ از دلا بہ نقبت چگا ہا
 حلال سحر خواندش مباح باشد و روا
 بہین درین چگا ہا شواہدش جدا جدا
 بپا ز شعر محشر است در زمانہ محشر

بقدر مال طبع آن تسلیم ہو نہ نمود خم
 شفیق محشر سخن در - آمد از فلک ندا

الحجۃ از جناب سیر عجاز حسین صاحب گروہ جناب مشتاق مرحوم مغفور

مری جانب کے کوئی جا کے یہ محشر سے کہہ گئے
 کیا ہے جبکہ نظارہ ترے باغ قصائد کا
 شرف حاصل ہے تجکو بہت شاہ و ولایت کا
 ترے اشعار سنکر صاحب انصاف کہتے ہیں
 ہمیشہ رنگتے ہیں یہ قصائد جب پڑھے کوئی
 نہیں خالی ہے کوئی شعر حسن معنویت سے
 حکایات ثنائے اہل احمد نظم ہیں سارے
 محاسن سے نہیں خالی کوئی منظومہ رنگین
 اثر خد اصف کا شاعر مدوح کے دیکھو
 میں ایسی بات کہتا ہوں کہ جو نیا نہ مانی ہو
 مرے پیش نظر حسن بیان بوستانی ہو
 ترے زیر حکومت کشور شیوا بیانی ہو
 فصاحت و بلاغت ہو سلاست روانی ہو
 ترے باغ سخن میں کیا بہار جاودانی ہو
 تو اپنے وقت کا لاریب خلاق معانی ہو
 نہ کوئی قصہ نہ کہ نہ پارہ نہ کہانی ہو
 ورق سادہ بھی آسکا روکش نہ تنگ مانی ہو
 معانی صاف شعور نین ہیں ہمایون پانی ہو

مکر رہم پڑھیں کیونکر نہ اشعار قصائد کو خیال لیا نہ تھا محکو جو میں نے خواہیں بیچ بکھا خدا شاہد یہ میں نے عالم رویا میں دیکھا تھا نتیجہ نیک اس علاج خوش انجاء کا ہر گاہ نہ کیوں مغلطہ ظمیر اول ہوان اشعار خوبی سے اکون تار سچ کیا میں امتثالِ مرسام سے ثبات سے ترمذ پیچہ اہل فن کی ڈرتا ہوں نہ میں شاعر نہ محکو ہو سلیقہ شعر کہنے کا خدا کا نام لیکر آج میں کچھ فکر کرتا ہوں	ہر اک بیت معلیٰ صورت سبع المثانی ہی سُنے وہ جانبِ مدوح جس کو بدگمانی ہی کہ بزمِ قدس میں مدوحِ محمودِ خوانی ہی دلیل اس قول پر میرے قیاسِ قرآنی ہی ہنیں ہی شوق گویائی یہ ذوقِ نکتہ دانی ہی نہ وہ جوشِ طبیعت ہو وہ شانِ دانی ہی زمینِ شعر پر نازل ہلائے آسمانی ہی ترے ارشاد سے یہ بات لیکن دلیلیں ٹھانی ہی مجھے ابچا از خود اپنی طبیعت آزمانی ہی
---	---

سنو یہ مصرعہ تالیف برجستہ میں آتا ہوں
یہ مکتوب قصائد گو ہر درج معانی ہی
۱۳۵۲

بلنج خیاں فو اسب عیگری میرزا صاحبِ خوش گاہ جناب خاندانِ فو اسب عیگری علیخان صاحب
جلیس سوی نیشاپوری طاب ثراہ

بے مثل ہے کل کتابِ نظم و نثر
ہجری میں ہے محکو یاد تاریخِ بلیغ
ہر صفحہ ہے دامنِ حبیبِ داور
آسان ہے کیا وصفِ شفیعِ محشر
۱۳۵۲

ہمارے جناب محمد جعفر حسن صاحبِ کٹیری انجمنِ معارفِ الادب

شکستہ ہیں کہ ہر شے اس دیوان کا
سالِ ہجری میں ہے یہ مصرعہ تاریخِ ہمار
مظہرِ منزلت و شانِ رفیعِ محشر
ہو بنا کر ادبِ آموزِ شفیعِ محشر
۱۳۵۲

توقیر جناب فی ابی احمد مرزا خان صاحب و چھٹن صاحب

آل طہار کے مدارج جناب محشر
وہی دیوان کہ جو دیوانِ عمل ہے اُن کا
معدن و کان یاقوت ہے ہر شجر اس کا
گوٹے ناضرت سے بہت خلعت داد
ایسے اشعار پسندیدہ و سنجیدہ ہیں
نظم اس طرح کی ہرگز نہ سنی ہوگی کبھی
اُن کے اوصاف حمید کا بیان ناممکن

اُن کا دیوان چھپا خوب بفضیلِ داور
دینے کے فردوس میں مدوح ہر اک بیت پہ گھر
بلکہ ہر حرف صفائے جو مُصنفاً گوہر
نکے اب سینے گھلے ساتی حوض کوثر
نور ایمان ہو سوا دیکھین اگر اہل نظر
وجد میں آئیں نہ کیوں چلے حسانِ سُکر
مختصر یہ ہے کہ ظاہر سے ہے باطن بہتر

پچھلی جب طبع کی تاریخ تو بولے توقیر
لکھو نایاب قصائد ہیں جناب محشر
۱۳۲۲ھ

ثروت جناب فی علیٰ انصاف عوف فی ابی تن صاحب

اکبر سے بحرین سے اسے طبعِ روانِ محشر
علم ببحر کے دریا میں یہ کی غوا صی

سگرزوں کو مرے دیکھ کے پانی ہیں گہر
بحر اشعار میں بھی کب مرے ثانی ہیں گہر

آپ دُر سے ہو رستم طبع کا سال سے ثروت
کہ صدفِ بیتین قصاید کے معانی ہیں گہر
۱۳۲۲ھ

دیگر

شفیعِ محشر کے دیکھنے سے خیال ہو احوال طبع محشر
اگر یہ باغی کسی تو شہر ہو ازمانے میں چار جانب

زمین ہر نظر کہہ ہی ہے ملاجھ اوجِ آسمان کا
نہیں کسی کا گریہ رقبہ ہوا آئین کے منہ خوان کا

یہ صرعِ سال طبعِ ثروتِ قلم سے کہتی ہے طبع لکھ
قصیدہ محشر کے کیا ہی چھاپے ہو چکی ہر بیت گھر جناب کا
۱۳۲۲ھ

دلیل ہند جناب است صاحب

<p>جوشمیع قبر ہو وہ شعلہ سوز نہان لینا پند آئے جو خالق کو وہ موسیٰ کی زبان لینا خدا سے ضعف پیری میں شباب و جوان لینا زمین شکر کو دے دیکے نعمت آسمان لینا نشانے آل احمد کر کے گلزارِ جنان لینا قصیدن سے جہان میں طعنا نڈازیاں لینا سن بھری میں آذر کا بھی کوئی امتحان لینا پیمبر سے جزائے مدح ہر شاہ و جہان لینا جہان تک ہو سکے گلاہے باغِ یخفران لینا جو لینا دولتِ عقبیٰ تو حق سے بے کراں لینا</p>	<p>ضیا تحشر کوئی بہر گذر گاہِ جہان لینا اگر ہو بھی تو فوجِ آل میں لگت افردگی درِ جنت سے نکلے گی جوانی خیر مقدم کو کہیں معراجِ احمد سے کہیں معراجِ حیدر سے ریاضِ فکر میں اشعار سے کرنا چمن بندری لسانِ دل تڑپ اڑھیں گے سب چھپنے تو دوں کو نگاہِ محسن اس بحث میں مڑتی ہوئی آئی قصائد میں اس کے ملیگی داد کیا ہم سے مگر داد و سخن میں ان نصیحت سے کرتے ہیں سن لے مدحِ آل پاک احمد اس تمنا کو</p>
---	---

نہ تیری آرزو کم ہے نہ معطی کی عطا کم ہے
جنان میں دیکھ ہر ہریت کے بدلے مکان لینا

دیگر

<p>بسان آسمان قابو میں ہے گوشتِ مفرد کی کوئی تختِ بیلان کی حقیقت ہے نہ کشور کی زمانے کو بتاتی ہے سقایتِ حوض کوثر کی ازل سے ہو حکومت ہاتھ میں خلاقِ اکبر کی تڑپ کرکون رہی جاتی ہو حسرتِ قلبِ مضطر کی ترے الطاف سے نکلے تمنا زندگی بھسر کی</p>	<p>وہ کیا ہو جو نہیں ہو اختیارِ آلِ احمد میں جسے چاہیں عطا کر دیں دو عالم کی شہنشاہی جہانِ کبیطِ حکم حق سے جنت کی کبھی لاک میں کر گیا جو طلبِ مداحِ اہلبیت وہ دین گے صلہ وہ مانگ جو کون در مکان میں سب بہتر سن بھری میں لے ڈھنسر عا کر خشتِ عالی سے</p>
--	---

خداوند ارہے دونوں جہان میں عزتِ محشر
مشکوہ دین و دنیا ہو ثنا آلِ پیمبر کی

شہرت جنابید یا قرین صاحب النشین و خلف حضرت لطافت مرحوم	
کمال کمال سے ہے حنائی دُنیا ہجری میں یہ تاریخ سادو شہرت	ہوتی ہے قصائد کی زالی دُنیا اچھی ہے یہ محشر کی خیالی دُنیا س ۱۳ ۴۳
جناب احمدین صاحب شفیق مصنف دیوان عطیہ آہی	
کیونہ نو مارج اہلیت کا ایسا و تار مچ گئی مین گذاری بنی ساری زندگی جب کہی تشبیہ سے گل کھلائے جابجا ہے قصیدہ گوئی پورا شاعری کا امتحان اسنے جب گلشن قصیدہ کا لگا یا نظم میں عمر خالق کے شجر اسنے لگائے جس جگہ نظم کے گلشن میں اسے ہر تر ہے سرنگون چھپ گئے اسکے قصائد کیا خوشی مجھ کو ہوئی	عمر بھر جسے کیا ہو وصف شاہ ذوق نقار پنجتن کا ذکر اسکا کام ہے لیل و نہار رہتی ہے پیش نظر اسکے قصیدے کی بہار شک نہیں کچھ ماہر فن بھی ہے یہ عالی تبار کہتے ہیں مضمون زبان حال سے آئی بہار مرج گئی کے تر کو لے ہیں سبے شمار بار و بار ناخین کیا کرتی ہیں مشکر کردگار مین کوں گنا صاف یہ ہے قدرت پروردگار
دے شفیق اچھی طرح سے تہنیت یہ دوست ہر ہو مبارک اسے جناب محشر عالی و تار	
دیکھو کہ شفیق صاحب نے دیرینہ محبت کی بنا پر شفیق محشر کیلئے یہ قطع غایت کیا امین آئین نہیں؟	
عزیز لسان الہند جناب مرزا محمد با دئی صاحب مصنف گلکدہ	
بکھلائے چھپ کر ہو گیا مطبوع اہل دل	یہ محبت کا صحیفہ حسین ہر شعر ایک آیت ہے
لکھا فرما لکھ محشر سے یہ صراع تاریخی یہ مجموعہ نہیں مطلوبہ دستاویز جنت ہے س ۱۳ ۴۲	

<p>مشاق برادر معظم جناب میرصحت حسین صاحب رئیس مصطفیٰ آبادی کے راجہ بریلی</p>	
<p>بھائی بھائی مرزا کاظم حسین محشر وہ وہ قصیدے فکر روشن سے اپنی لکھے</p>	<p>موزوں ہو طبع جنکی تو صیف حیدری کو شرایین جنکے مطلع خورشید خاوری کو</p>
<p>اسی قصیدے ہاتھ تاریخ لکھدو اس کی گردیکھے یہ قصیدے شرم آئے انوری کو</p>	<p>۱۳۴۲ھ</p>
<p>بھائی مرے شفیق مرے مہربان مرے ملتے ہیں ایسے لوگ کہاں اب زمانے میں میں دوست جنکے ظاہر و باطن میں رت میں کیون شاعری نہ انکی ہر قبول خاص و عام طبع روان نے آپکی پائی ہے وہ صفا ایسے قصیدے نظم کیے وصف آل میں ہر سطر جنکی جاوہ جنت ہے بالیقین جو وصف اسکا کچھ بے شہہ کم ہے وہ پھر کہوں گلِ سخن سے مطر نہ ہوں دماغ ہر وقت ہج ساقی کوثر میں مست ہیں ان کا خلوص آل رسالتا اب سے</p>	<p>کاظم حسین راہر و منزل ثواب ہیں اپنے حسن خلق سے محبوب شیخ و شاب کیساں ہو دل درون و برون مثل آفتاب حاصل کیا ہونا صرمت سے جب خطاب دریا ہے جنکے سامنے غیرت سے آب آب ہر بیت جنکی بیت کا فردوس کی جواب ہر شعر جن قصیدوں کا ہے فرد انتخاب مجموعہ فضائل حیدر ہے یہ کتاب دل میں ولائے آب کہ شیشہ میں ہو گلاب دہین بھری ہوئی ہے مئے حب و تراب روشن تمام خلق پہ ہے مثل آفتاب</p>
<p>مشاق لکھدو مصرع تاریخ طبع اب سائے قصیدے آئین ہیں بے مثل و لا جواب</p>	<p>۱۳۴۲ھ</p>



واقف جناب رونہ مرزا واجدین صاحب شہ تلامذہ جناب تیسر مرجم

ہر بیت میں ہے ان کی حُب علی کا مسکن
معصوم چارہ کی مدین بھری ہوئی ہیں
الفاظ انکے گل ہیں اور بوئے گل معانی
حقا کہیں نکل نا قوس کی صد این
ہیں دوست اک یر سے کاظم حین محشر
بخشش کا اک ذریعہ محشر کے دن ہی ہے
ہوں ماہ چار ہفتہ تعریف مجھ سے کیا ہو

بنش میں ہونہ گنجلک مضمون میں نہ ابھن
انین اثر خدائے بنخا بوجہ احسن
آئی بہار تازہ پھولا پھلا ہے گلشن
زنا رتوڑ ڈالین پڑھ کر انھیں برہمن
واقف ہوں خوب انے مومن ہیں کامل فن
محشر کا ماتھ ہوگا اور پنجن کا دامن
کر کر مز بیک ہوں میں میری بان ہے لکن

ہے سال طبع روشن پڑوسے اسکے واقف
اک شمع مدح کی ہے بزم علی میں روشن
۱۳۲۲ھ

دیگر

کن قصائد متبول رب عباد
شکر تو بر قصائد محشر
موجہ لا الہ الا اللہ
دور دریا سے مجسمع البحرین
این قصائد ہمہ کہ محشر گفت
بہلہ اوراق این چو جمع شند
مسکن حبت شہ بہریت است
نزد من ہفت بار اگر خواند
طبع شد حوت حرف کحل بصر

بہر احمد و آلہ الامجاد
قلم قدرت نمودہ صاد
باعث خلق عالم ایجاد
کرد دامن پرازہ در امداد
جمع فرمودہ است زاد معاد
داو ہفت آسمان مبارکباد
ہست ہر لفظ این دلہ بنیاد
فورا از ہر بلا شود آزاد
چشم ماروشن دل ماشاد

گفت واقف بصرع آخر	سال منقوط شد رقم پے یاد
	حق ترا اے قصائد محشر اثر ہفت بند کاشی داد ۵۱۳۴۲
یونس جناب یونس حسین صاحب ید پوری (قصیدہ خوان بزم ناصری آ)	
خبر اس امر کی نزدیک دور ہے سب کو ہمیشہ اسکی ضرورت ضرور ہے سب کو بصدا خلوص ولا پر ضرور ہے سب کو سخن شناس ہیں وہ سب شعور ہے سب کو	چھپے قصائد محشر یہ دھوم ہے ہر سو شفیع محشر اس کے کتاب کا ہے نام مری طرح سے تمسک شفیع محشر سے پسند کرتے ہیں جو نظم محشر مداح
	۷ کیوں کہین کلا سال طبع اے یونس چھپے قصائد محشر سرور ہے سب کو ۵۱۳۴۲

فہرست مدنی کن معصوم کی مہینہ ہین اور کس تاریخ پر مہینا چاہئے

تاریخ	مہینہ	حال	از صفحہ	تا صفحہ
۱۷	ربیع الاول	نعت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱	۲۶
۱۳	رجب	میلاد علی بن ابیطالب علیہ السلام	۲۷	۶۶
۱۸	ذی الحجہ	غدير	۶۷	۱۱۴
۲۱	مارچ	نوروز	۱۱۵	۱۶۳
۲۴	رجب	فتح خیبر	۱۶۴	۱۷۲
۲۰	جمادی الثانی	مرح جناب سیدہ علیہا السلام	۱۷۴	۱۷۹
۱۵	رمضان المبارک	امام حسن علیہ السلام	۱۸۰	۱۸۲
۳	شعبان المعظم	مرح سبطین علیہ السلام	۱۸۲	۱۸۵
۱۵	تجادی الاولیٰ	ولادت امام حسین علیہ السلام	۱۸۵	۱۸۹
۱	شہر رجب	ولادت ابو الفضل العباس علیہ السلام	۱۹۰	۱۹۲
۱۷	ربیع الاول	ولادت امام زین العابدین علیہ السلام	۱۹۳	۱۹۷
۷	صفر	ولادت امام محمد باقر علیہ السلام	۱۹۷	۲۰۱
۱۱	ذیقعدہ	ولادت امام جعفر صادق علیہ السلام	۲۰۲	۲۰۵
۱۰	رجب	ولادت امام رضا علیہ السلام	۲۰۵	۲۰۸
۵	رجب	ولادت امام محمد تقی علیہ السلام	۲۰۸	۲۱۴
۴	ربیع الآخر	ولادت امام علی نقی علیہ السلام	۲۱۴	۲۱۹
۱۵	شعبان المعظم	ولادت امام حسن عسکری علیہ السلام	۲۱۹	۲۲۱
		ولادت امام زمان علیہ السلام	۲۲۱	۲۲۷
		تجدید اللہ فرجہ	۲۲۸	۲۷۰

دریخت

شفیع محشر کے

مصنف کی عن نزلوں کا دیوان جو

ملک میں بہت مقبول ہوا اور اتنی جلد فروخت ہوا

کہ اب صرف چند جلدیں باقی ہیں جلد طلب فرمائیے

﴿دریخت طبع ثانی کا انتظار کرنا ہوگا﴾

قیمت علاوہ محصول اک صرف

ملنے کا پتہ

محمد جواد

بالک نظامی پریس

وسط طبع لکھنؤ



